ملکۂ زنوبیا
اسلم راہی

گرما اپنے عروج پر تھا۔ صحرائے پالمیرا میں بگولوں کی یورش۔ بلائے سموم و صرصر کی شورش۔ ریت کے پھٹتے ٹیلوں کے خروش پھیلتی چلچلاتی دھوپ میں اپنے عروج پر تھے۔ بیکراں دشت میں ریت کے اڑتے گرد اوڑ کی وجہ سے چاروں سمت تلاطم و اضطراب اور عذابوں کے سلسلے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سورج کی برستی گرمی نے ہر شئے کو پگھلا کر رکھ دیا تھا۔ لگتا تھا رگ گردوں میں شگاف پڑ گیا ہو۔ اور آتش کی عفریت اور حدت کی وحشتیں چاروں سمت صحرائے پالیرا میں ناچ اٹھی ہوں۔ ایسے میں صحرائے پالیراہ میں دو سوار اس شاہراہ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے جو افامیا اور ہیلیو پولس سے ہوتی ہوئی تدمر شہر کی طرف جاتی تھی۔

شاہراہ پر اڑتی ریت سے بچنے کے لئے ان دونوں سواروں نے اپنے چہروں کو صحرا میں بگولوں کی سمت بھاگتی آگ کی مانند لو سے بچنے کے لئے اپنے چہرے بھی ڈھانپ رکھے تھے صرف ان کی آنکھیں ننگی تھیں اور وہ صحرا کے اندر اڑتی ریت کی چادر میں بڑی مہارت سے شاہراہ پر تدمر کے رخ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

بڑی تیزی کے ساتھ فاصلوں کو سمیٹتے ہوئے دونوں سوار قدیم اساطیری شہر تدمر میں داخل ہوئے۔ وہ ۲۶۴ء کا ایک گرم ترین دن تھا۔ تدمر شہر میں داخل ہونے کے بعد ان دونوں سواروں نے تدمر کے شاہی محل کا رخ کیا۔ شاہی محل کے صدر دروازے پر جب محل کے محافظوں نے ان دونوں کو روکا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے منہ سے نقاب

ہٹایا اور قصر کے محافظوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

میرے عزیزو۔ ہم دونوں کا تعلق صحرائے پالمیرا کے عرب قبائیل سے ہے اور ہم ایک انتہائی دکھ بھری اور افسوسناک خبر تدمر کے بادشاہ شاہ اذینہ اور اس کی ملکہ ذنوبیہ تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ دیکھو ہم دونوں کو محل میں داخل ہونے دو۔ یا یہ کہ تدمر کے بادشاہ اور اس کی ملکہ کو ہمارے آنے کی اطلاع کرو تاکہ وہ ہمیں مشرف بازیابی بخشیں اور جو ہم کہنا چاہتے ہیں ان کے روبرو کہیں۔

محل کے محافظوں میں سے ایک ان کے قریب آیا اور انہیں مخاطب کر کے وہ کہنے لگا اپنے گھوڑوں سے اترو۔ میرے ساتھی تمہارے گھوڑوں کو محفوظ جگہ باندھ کر تمہاری خاطر مدارات کرتے ہیں تمہارے حلیے بتاتے ہیں کہ تم صحرائے پالمیرہ کو طے کرتے ہوئے ایک لمبی مسافت طے کر کے آئے ہو۔ یہاں بیٹھو میرے ساتھی مشروبات سے تمہاری تواضع کرتے ہیں۔ اتنی دیر تک ہم تم دونوں کے آنے کی اطلاع اپنے بادشاہ اذینہ اور ملکہ ذنوبیہ سے کرتے ہیں۔

اس محافظ کا یہ جواب پا کر دونوں سوار مطمئن ہو گئے تھے اپنے گھوڑوں سے وہ اتر کھڑے ہوئے کچھ محافظ آگے بڑھے اور ان کے گھوڑوں کو ایک طرف باندھ دیا۔ جبکہ دوسرے محافظ ان کی خاطر مدارات کرنے لگے تھے۔

جو محافظ انہیں وہاں بٹھانے کے بعد قصر کے اندرونی حصے کی طرف گیا تھا وہ تدمر کے بادشاہ اذینہ اور ملکہ ذنوبیہ کے چوبدار کے پاس گیا اور بڑی رازداری کے ساتھ ان دونوں سواروں کے آنے کی اطلاع دینے کے بعد خاموشی سے اسکی طرف دیکھنے لگا تھا جواب میں داروغہ نے اسے بڑی نرمی سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تم یہیں رکو۔ میں اندر جا کر ان دونوں سواروں کی اطلاع دیتا ہوں اسکے بعد تمہیں بادشاہ اور ملکہ کے رد عمل سے آگاہ کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ ہی چوبدار ایک کمرے میں داخل ہوا۔

اندر ایک بلند شہہ نشین پر تدمر کا بادشاہ اذینہ بیٹھا ہوا تھا وہ ابھی جواں عمر تھا۔ خوب دراز قد۔ بھرے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ اسکے بائیں جانب اس کی ملکہ ذنوبیہ تھی جو عمر کے لحاظ سے اپنی اٹھتی جوانی میں تھی۔ اپنے چہرے اپنے خدوخال سے ملکہ ذنوبیہ تیرہ و

سیام دنوں کے لئے روشنی۔ نیم جانوں کے لئے زندگی کے نشان۔ گل پژمردہ کے لئے شبنم اور زخموں کے لئے مرہم جیسی شاداب اور خوش کن لگتی تھی۔ وہ صدف صدف ابر سنیال میں سیل نکہت۔ نظر نظر لاکھ مناظر میں کاروان رنگ و بو جیسی حسین۔ چمن چمن میں شہد و شیریں۔ نفس نفس میں شہر آرزو جیسی خوشگوار۔ ساعت ساعت میں رقص کرتی فطرت کی نقاشی جیسی جاذب نظر تھی۔ ملکہ ذنوبیہ کے بائیں جانب اس کے دو چھوٹے اور نو عمر بیٹے بیٹھے ہوئے تھے۔ چوبدار اس کمرے میں داخل ہوا اپنے سر کو خوب زمین کی طرف جھکاتے ہوئے جو عصا اس کے ہاتھ میں تھا اسے بھی سامنے کی طرف خم کرتے ہوئے تدمر کے بادشاہ اذینہ اور ملکہ ذنوبیہ کو تعظیم دی اس کے بعد وہ سیدھا کھڑا ہوا اپنے جسم کا کافی بوجھ اپنے وائیں ہاتھ میں پکڑے عصا پر ڈالتے ہوئے وہ تدمر کے بادشاہ اذینہ سے مخاطب ہوا۔

آقا۔ صحرائے پالمیرہ کے عرب قبائیل کی طرف سے دو سوار کوئی انتہائی اہم خبر لے کر تدمر میں داخل ہوئے ہیں اور آپ کی خدمت میں پیش ہونا چاہتے ہیں۔ محافظوں نے ان دونوں کو محل کے صدر دروازے پر روک دیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں باریاب کروں۔ اس پر تدمر کے بادشاہ اذینہ نے جواب طلب نگاہوں سے اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی ملکہ ذنوبیہ کی طرف دیکھا۔ جواب میں ملکہ ذنوبیہ نے مسکراتے ہوئے اپنی گردن اثبات میں ہلائی۔ جس پر اذینہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے اپنے چوبدار کو مخاطب کیا۔

جاؤ۔ صحرائے پالمیرہ کے عرب قبائیل کی طرف سے آنے والے ان دونوں سواروں کو پیش کرو تاکہ ہم جانیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اپنے بادشاہ اذینہ کا یہ جواب سن کر چوبدار نے ایک بار پھر اپنے عصا اور گردن کو خم کیا وہ مڑا اور اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

چوبدار کے نکل جانے کے بعد اس کمرے میں جس کے اندر تدمر کا بادشاہ اذینہ اپنی ملکہ ذنوبیہ اور دونوں بیٹوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا پشتی دروازے سے ایک نوخیز اور نو عمر لڑکی نمودار ہوئی۔ اس لڑکی کا سندر سندر جوبن پر جمال مناظر اور مستی کے میکدوں کی سرشاری جیسا تھا۔ اس کا انگ انگ چاندنی راتوں کے مسکراتے گلابوں اور خواہشوں کی سیج پر وصال وعدوں کی سیج کی مانند تھا۔ اسکے مدھر بدن کا لوچ دھیمے دھیمے سلگتی چاندنی اور تمناؤں کے سراب میں لرزاں خوشبو۔ اسکی جوانی کا روپ انوپ گونجتے شیریں نغموں اور فکر

کی رعنائی میں چشم ونظر کی وارفتگی ۔جبکہ اس کا نوخیز کنوارہ گلابی پیکر آرزوؤں کے سنہری موسموں میں وجدان کے نیلم جیسا تھا ۔اسکے دہکتے رنگیں رخسار ۔اسکے مخمور چشم میخوار ۔اسکے ے وانگنیں کے چشموں میں لعل ومرجان جیسے ہونٹ ۔اسکے گرم سانسوں کی خوشبو ۔اسکے معصوم لبوں کا شہد ۔اس کی آنکھوں کی ضیاخیزی اس نوخیز لڑکی کو جمال کے گرداب کی یورش اور حسن کے تلاطم کی طغیانی بنائے ہوئے تھے۔

پشتی دروازے سے داخل ہونے کے بعد وہ لڑکی جب ذرا آگے بڑھی تو بڑی میٹھی اور پیار بھری نگاہوں سے ملکہ ذنوبیہ نے اس کی طرف دیکھا پھر اپنے قریب ہی ایک خالی نشت پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ کہنے لگی تمر میری بہن یہاں میرے قریب آکر بیٹھو ۔وہ نوخیز اور قیامت کھڑی کر دینے والی لڑکی مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نشست پر جا بیٹھی جس کی طرف ملکہ ذنوبیہ نے اشارہ کیا تھا ۔وہ لڑکی ملکہ ذنوبیہ کی چھوٹی بہن تھی اور اس کا نام تمر بنت عطریف تھا۔

تمر بنت عطریف کے بیٹھ جانے کے بعد ملکہ ذنوبیہ اسے مخاطب کرکے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ وہ دو جوان اس کمرے میں داخل ہوئے جن کی اطلاع تھوڑی دیر پہلے تدمر کے بادشاہ اذنیہ کو اس کا چوبدار دیکر گیا تھا ۔دونوں سوار اندر آئے اپنے سروں کو جھکاتے ہوئے دونوں نے بیک وقت بادشاہ اذنیہ اور اس کی ملکہ ذنوبیہ کو تعظیم دی پھر وہ سیدھے ہو کر کھڑے ہو گئے اس موقع پر اذنیہ نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

سنو ۔آنے والے اجنبیوں کہو۔ تم کس قبیلے کی طرف سے آئے ہو ۔اور کیا خبر ہم تک پہنچانا چاہتے ہو ۔اس پر آنے والے ان دونوں جوانوں نے جن کے کپڑے ابھی تک ریت سے اَٹے ہوئے تھے ایک دوسرے کی طرف بڑے غور سے دیکھا۔ کھسر پھسر کرتے ہوئے آپس میں کچھ صلاح ومشورہ کیا ۔اس کے بعد انہیں سے ایک نے اذنیہ کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

بادشاہ ۔آپ کی سلطنت کے اطراف میں عربوں کے بڑے بڑے چھ قبیلے آباد ہیں ۔جنہیں بنو تمیم ۔ بنو بکر ۔ بنو عبد قیس ۔ بنو تغلب ۔ بنو ہنزلہ اور بنو عیاد قابل ذکر ہیں ۔آقا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ گو یہ قبیلے صحرائے پالمیرہ میں کسی کے محکوم نہیں اور آزادانہ زندگی بسر کرتے رہے ہیں ۔لیکن پھر بھی ماضی میں یہ قبیلے ہر ضرورت کے وقت آپکے کام آتے رہے

ہیں ۔جہاں کہیں بھی آپ نے اپنے دشمنوں سے جنگ کی ان آزاد عرب قبائیل نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالتے ہوئے آپ کا ساتھ دیا۔

آنے والا وہ اجنبی ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے اذنیہ بول پڑا۔

اجنبی! جو کچھ تو نے کہا ہے ۔اس میں کوئی شک نہیں ۔ صحرائے پالمیرہ میں پھیلے ہوئے آزاد عرب قبائیل نے بے شک ماضی میں پوری طرح ہمارا ساتھ دیا ہے پر یہ تو کہو کہ تم کیا شکوہ کیا شکایت لے کر آئے ہو ۔اس پر وہ آنے والا عرب نوجوان پھر بول پڑا۔

اے بادشاہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایشیاء میں رومنوں کی سلطنت چار بڑے حصوں میں بٹی ہوئی ہے ۔پہلے ان کی سلطنت صرف دو ہی حصوں پر مشتمل تھی ایک حصے کو وہ شام اولے اور دوسرے کو شام ثانیہ کہہ کر پکارتے تھے ۔لیکن جب سے انہوں نے افریقہ اور ایشیاء میں فونیقیوں اور کنعانیوں کو شکست دی ہے ۔ایشیاء میں انہوں نے کنعانیوں کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اب ایک طرح سے انہیں کنعانیوں کی سرزمین میں دو مزید صوبے ہاتھ لگ گئے ہیں ۔اب ان کا پہلا صوبہ شمالی شام ہے جسے وہ شام اولے کہتے ہیں اس کا صدر مقام انطاکیہ ہے لارسیہ ۔جبلہ اور حلب شہر اسی کے تحت آتے ہیں ۔اور اس صوبے کا حکمران ایک رومن میکریانس ہے ۔

اے بادشاہ دوسرا صوبہ جو جنوبی شام میں ہے اسے رومن شام ثانیہ کہہ کر پکارتے ہیں اس کا مرکزی شہر امافیہ ہے اور حماد اور لارلیسہ جیسے شہر اس کے تحت ہیں اس صوبے کا کماندار اور صوبیدار ڈیوکاس نام کا ایک رومن ہے ۔رومنوں نے کنعانیوں اور فونیقیوں سے جو علاقے حاصل کئے ہیں اس کے بھی دو صوبے ہیں پہلے کا نام انہوں فونیقیہ اولیٰ رکھا ہے جس کا صدر مقام صور شہر ہے ۔اس صوبے کے بڑے شہر عکا ۔ بیرت ۔ جبیل اور طرابلس ہیں اور اس صوبے کا حاکم رومنوں کی طرف سے ایک شخص ایگنائیس ہے ۔چوتھا صوبہ جو فونیقیہ ثانی کہلاتا ہے اس کا مرکزی شہر دمشق ہے ۔ حمص اور ہیلیو پولس جیسے شہر اسی صوبے کے تحت آتے ہیں ۔اس صوبے کا رومن حکمران مارکس نام کا ایک رومن ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والا وہ شخص تھوڑی دیر کے لئے رکا ۔اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

گزشتہ کئی ماہ سے رومن اپنے لئے ایران کی حکومت کی طرف سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں ۔وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ عنقریب ایران کا شہنشاہ شاہ پور ان پر حملہ آور ہو گا۔ لہذا اس کے حملے سے بچاؤ کےلئے انہوں نے بے پناہ جنگی تیاریاں شروع کر رکھی ہیں اور ان جنگی تیاریوں کی اطلاع ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو بھی ہو چکی ہے۔

اے بادشاہ! چند ماہ پہلے رومنوں کے صوبہ امافیہ کے حکمران ڈیوکاس نے اپنے کچھ قاصد ہمارے عرب قبائیل کے سرداروں کی طرف روانہ کئے اور انہیں تحکمانہ انداز میں یہ پیغام دیا کہ سارے عرب قبائیل اپنے اپنے لشکر مسلح کر کے رومنوں کے شہر امافیہ پہونچائیں اس طرح وہ ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا مقابلہ کرنے کے لئے عربوں کا ایک لشکر تیار کرنا چاہتے ہیں ۔اور شاہ پور کو شکست دینے کے لئے عربوں کے اس لشکر کو وہ ہراول اور مقدمتہ الجیش کے طور پر استعمال کرنے کے خواہشمند ہیں۔

جب پہلی بار رومنوں کی طرف سے یہ پیغام ملا تو سارے عرب قبائیل کے سرداروں نے مل بیٹھ کر صلاح مشورہ کیا۔بادشاہ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جن پانچ عرب قبائیل کا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے انئیں سے جو بنو بکر ہے اس کا سردار آج کل معدان بن حلوان ہے ۔بنو عبد قیس کا سردار غوث بن مازن ۔بنو تغلب کا سردار ارسلہ بن ربیعہ ۔بنو حنظلہ کا سردار تنوخ بن عملاق اور بنو ایاد کا سردار ان دنوں حرث بن ایادی ہے۔

جب رومنوں کی طرف سے یہ تحکمانہ حکم ملا تو ان سارے سرداروں نے مل بیٹھ کر مشورہ کیا۔ساتھ ہی انہوں نے اس سلسلے میں اپنے سپہ سالاروں سے بھی صلاح و مشورہ کیا اور ان سپہ سالاروں نے سختی کے ساتھ منع کر دیا کہ ہمیں کسی بھی صورت اپنے جنگجو جوانوں کو رومنو کے لشکر میں شامل نہیں کرنا چاہئے ۔اسطرح ایران ہمارے ساتھ دشمنی رکھے گا۔اور ہمارے اور ایرانیوں کے درمیان نفرت کی فضا پھیل جائے گی ۔اپنے دونوں سپہ سالاروں کی بات مانتے ہوئے عرب قبائیل کے سرداروں نے رومنوں کو اپنے جنگجو مہیا کرنے سے انکار کر دیا۔

آنے والا وہ نوجوان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ تدمر کا بادشاہ اذینہ بول پڑا ۔طور استفہامیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

بات کو آگے بڑھانے سے پہلے تو مجھے یہ بتا کہ جن دو سپہ سالاروں کا تو نے ذکر کیا ہے وہ

کون ہیں ۔ان کا تعلق کس قبیلے سے ہے اور عرب کے قبائیل میں ان کی کیا حیثیت ہے ۔ اس پر لحہ بھر کےلئے آنے والے اس قاصد نے بڑے غور سے اذینہ کی طرف دیکھا تھا اس کے بعد وہ پھر کہہ اٹھا۔

اے بادشاہ! جن دو سپہ سالاروں کا میں نے ذکر کیا ہے ان کے نام زبدہ اور زبائی ہیں زبدہ کا تعلق بنو بکر سے ہے جبکہ زبائی کا تعلق بنو عبد قیس سے ہے ۔اے بادشاہ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ان قبائیل کے دو بڑے لشکر ہیں ایک لشکر میں بنو بکر ۔بنو تغلب اور بنو ایاد کے جنگجو جوان شامل ہیں اور اس لشکر کا سپہ سالار آعلیٰ زبدہ ہے ۔جس کا تعلق بنو بکر سے ہے۔

دوسرے لشکر میں بنو قیس ۔بنو حنظلہ کے جوان شامل ہیں اور اس حصے کا سپہ سالار آعلیٰ زبائی ہے ۔میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ زبائی کا تعلق بنو عبد قیس سے ہے میں یہ بتاتا چلوں کہ زبدہ اور زبائی دونوں آپس میں بھائیوں جیسے تعلقات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والے ہیں ۔ہمارے لئے یہ دونوں نجم روشن کی شعاع رود کوہستان کے دھارے جیسے نرم ۔آرزوؤں کے سنہرے موسموں خواب ریزوں کی ضیاء جیسے دلپسند ہیں جبکہ اپنے اور اپنے قبائیل کے دشمنوں کے لئے یہ دونوں فرقتوں کے اندھیرے ۔خوفناک گونجتے غاروں سے نکلتے وحشی آبشاروں کے رقص جیسے سخت جان ۔تشنگی کے ابلتے سمندر اور دریاؤں کی نمی سے ناآشناز میں جیسے سنگلاخ ہیں۔

تدمر کے عظیم بادشاہ! جہاں تک تیغ زنی اور حرب و ضرب کے دوسرے فنون کا تعلق ہے تو اس میں زبدہ اور زبائی دونوں ایک جیسے ہیں ۔یہ تیغ زنی کے فن میں لاجواب اور بے مثال ہیں ۔آج تک قبائیل میں کبھی آپس میں ان کا تیغ زنی میں مقابلہ نہیں ہوا۔ اس لئے ان دونوں کو یکساں خیال کیا جاتا ہے ۔پر جسمانی طاقت میں یہ زبدہ بہت آگے ہے اپنی جسمانی طاقت اور قوت میں یہ زبدہ تلاطم خیز موجوں کی شورش ۔سمندر کی طوفان بدوش موجوں جیسا خونخوار ہے ۔زمین پر وحشی بن کر نزول کرتی بجلیوں اور سکوت شب میں انقلابی آہنگ کی گونجوں جیسا بیباک ۔رات کو تھپیڑے مارتی برفانی ہواؤں جیسا بھیانک اور موت کے تلاطموں سے رسہ کشی کرنے والے عناصر جیسا بھیانک ہے ۔بادشاہ یہ زبدہ اور زبائی دونوں ہی اپنے قبائیل کی روح عصر۔کہنہ روایات کے ناموس ۔اس کے

چوپان اور صحرا کی دوامی قدروں کے محافظ خیال کئے جاتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ نوجوان تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ کچھ سوچا پھر دوبارہ اس نے اپنا سلسلہ کلام شروع کیا۔

میں نے آپ کے کہنے پر اپنی اصل بات کو منقطع کرتے ہوئے زبدہ اور زبائی کے متعلق تفصیل آپ سے کہہ دی۔ بادشاہ! میں کہہ رہا تھا کہ رومنوں نے ہمارے قبائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے لشکر رومن لشکر میں شامل کریں تاکہ متوقع ایرانی حملے کا مقابلہ کیا جا سکے لیکن جب قبائیل کے سرداروں نے اپنے سپہ سالار زبدہ اور زبائی کے کہنے پر انکار کر دیا تب رومنوں نے اپنے رد عمل کا اظہار کیا۔ انہوں نے ہم قبائیلیوں پر حملہ آور ہونے کی جرأت تو نہیں کی پر ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے انہوں نے ہمارے سرداروں کو امافیہ شہر طلب کیا تاکہ گفتگو کر کے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ان کو رفع کیا جا سکے۔ ہمارے قبائیل کے سردار اس پر راضی ہو گئے اور سب سرداروں نے مل کر بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو چند محافظوں کے ساتھ امافیہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ رومنوں سے بات کرے اور انہیں اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے کہ عرب قبائیل کا رومنوں کے لشکر میں شامل ہونا کسی بھی صورت سود مند نہیں۔ اس لئے کہ ان حالات میں ایران کا بادشاہ شاپور خواہ مخواہ میں عرب قبائیل کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا۔

یہاں یہ بھی بتاتا چلوں سارے عرب قبائیل میں بنو بکر کے سردار کو زیادہ عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ اس بنا پر کہ بنو بکر کی افرادی قوت سب سے زیادہ ہے پھر اس کے علاوہ بنو بکر کا سردار انتہائی دانشمند اور صاحب عقل ہے۔ رومنوں نے عیاری سے کام لیا۔ بنو بکر کا سردار اپنے چند محافظوں کے ساتھ رومنوں کے شہر امافیہ پہنچا۔ امافیہ میں جو رومنوں کا حاکم ہے اور جس کا نام ڈیوکاس ہے اسنے بنو بکر کے سردار کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا اور ساتھ ہی کچھ قاصد ہماری طرف بھجوائے اور اسنے یہ مطالبہ کیا کہ اگر وہ اپنے سردار معدان بن حلوان کی زندگی چاہتے ہیں تو اپنے جنگجو رومن لشکر میں شامل کریں۔ بادشاہ! اسی سلسلے میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہم قبائیلی اگر پوری طرح آپ کی سلطنت میں نہیں آتے تو اس سرحد پر آتے ہیں جہاں آپ کی اور رومنوں کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ اے بادشاہ! آپ بھی عرب ہیں، ہم بھی عرب ہیں اس لئے ہماری

ہمدردیاں ماضی میں بھی آپکے ساتھ رہی ہیں اور آنے والے دنوں میں بھی ہمارے جذبات آپ ہی کے ساتھ ہوں گے ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ اپنا کوئی قاصد امافیہ میں رومن حاکم ڈیوکاس کی طرف روانہ کریں اور اسے یہ کہیں کہ بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو رہا کر دیا جائے اور یہ کہ عرب قبائیل کو زبردستی رومن لشکر میں شامل نہ کیا جائے۔

اس کی اس گفتگو کے جواب میں تدمر کا بادشاہ اذینہ تھوڑی دیر تک سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے ان دونوں قاصدوں کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ اٹھا۔

سنو دونوں محترم قاصدو! جو کچھ تم نے کہا ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ میں آج ہی اپنے بھتیجے کو چند محافظوں کے ساتھ امافیہ روانہ کرتا ہوں۔ اور وہاں کے رومن حاکم ڈیوکاس کو پیغام بھجواتا ہوں کہ وہ بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو فوراً رہا کر دے اور یہ کہ عرب قبائیل چونکہ ہماری رعایا ہیں لہٰذا انہیں رومن لشکر میں زبردستی شامل نہ کیا جائے۔ پر سنو آنے والے محترم قاصدو! پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ جب تمہارے اتنے اچھے اور جنگجو سپہ سالار ہیں تو ان کی موجودگی میں تم لوگوں نے اپنے سردار کو کیوں امافیہ روانہ کر دیا تاکہ رومنوں سے گفتگو کرے۔ رومنوں کو اگر ضرورت تھی تو وہ خود چل کر تمہارے قبائیل میں آتے۔

اسپر قاصد پھر بول پڑا۔

اے بادشاہ۔ ہمارے دونوں سپہ سالار زبدہ اور زبائی ان دنوں ہمارے قبائیل میں نہیں ہیں۔ وہ طواف کعبہ کے لئے مکہ گئے ہوئے ہیں۔ قاصد یہیں تک کہنے پایا تھا عرب بادشاہ اذینہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

تم مذہب کے لحاظ سے دوسرے عربوں اور ہماری طرح اپنے آبائی بتوں کی پرستش کرنے والے نہیں ہو۔ اسپر قاصد کہہ اٹھا۔ اے بادشاہ۔ مذہب کے لحاظ سے ہمارے قبائیل میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو دین ابراہیمی کے ماننے والے ہیں۔ ان میں زبدہ اور زبائی بھی ہیں۔ یہ دونوں دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ اسی لئے کعبہ کے طواف کے لئے مکہ گئے ہوئے ہیں۔ دوسرا گروہ مذہب کے لحاظ سے ان لوگوں کا ہے جو اپنی آبائی روایات پر چلتے ہیں اور آبائی بتوں کی پرستش کرتے ہیں اے بادشاہ زبدہ اور زبائی کی قبائیل سے غیر حاضری کی وجہ سے یہ حادثہ ہمارے ساتھ پیش آیا۔ میرے خیال میں اگر زبدہ اور زبائی دونوں قبیلے کے اندر موجود ہوتے تو وہ بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو کبھی بھی

رومنوں کے شہر امافیہ جا کر گفتگو کرنے کا مشورہ نہ دیتے۔ بہر حال جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ ہماری آپ سے گزارش ہے کہ آپ امافیہ میں اپنا کوئی قاصد بھجوائیں اور ہمارے سردار معدان بن حلوان کی رہائی کا سامان کریں۔

لمحہ بھر کے لئے وہ قاصد رکا اور دوبارہ کہتا چلا گیا۔

اس کے علاوہ امافیہ میں جو رومنوں کا حاکم ہے اور جس کا نام ڈیوکاس ہے۔ وہ ہمارے سپہ سالار زبدہ اور زبائی کے سخت خلاف ہو چکا ہے اس لئے کہ اسے خبریں پہنچ چکی ہیں کہ زبدہ اور زبائی نے ہی عربوں کو رومنوں کے لشکر میں شامل ہونے سے منع کیا ہے۔ لہذا ہم نے یہ سنا ہے کہ رومن حاکم ڈیوکاس نے اس شاہراہ پر رومنوں کا ایک پڑاؤ قائم کر دیا ہے جو شاہراہ تدمر سے اسیس اور قراقر ہوتی ہوئی دومتہ الجندل کی طرف جاتی ہے کہتے ہیں کہ قراقر کے مقام پر رومنوں نے ایک پڑاؤ قائم کیا ہے اس پڑاؤ میں رومنوں نے اپنے چند مسلح دستے متعین کئے ہیں اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ جس وقت عربوں کے سپہ سالار زبدہ اور زبائی دونوں مکہ کا طواف کرنے کے بعد صحرا کی طرف آنے کے لئے دومتہ الجندل کے راستے سے گزرتی ہوئی شاہراہ پر آئیں تو انہیں فوراً گرفتار کر کے امافیہ میں ڈیوکاس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اے بادشاہ گو ہم نے اپنے کچھ قاصد مکہ شہر کی طرف روانہ کئے ہیں تا کہ وہ رومنوں کے ارادوں سے زبدہ اور زبائی کو آگاہ کر سکیں اور وہ اپنی حفاظت کا سامان کر سکیں۔ ہمارے قبائل کے دوسرے سرداروں نے زبدہ اور زبائی دونوں کو قاصد کے ذریعے یہ مشورہ دیا ہے کہ فی الحال وہ واپسی کا ارادہ ملتوی کر دیں اور مکہ ہی میں قیام کئے رہیں تا کہ رومن انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں اور جب دیکھیں کہ رومنوں کے ساتھ حالات درست ہو گئے ہیں تو پھر وہ اپنے قبیلے میں واپسی کا ارادہ کریں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عرب قبائل کی طرف سے آنے والا وہ قاصد جب خاموش ہوا تو اس کی اس ساری گفتگو کے جواب میں تدمر کا بادشاہ اذینہ تھوڑی دیر تک گہرے تفکرات میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے غور سے دونوں قاصدوں کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

سنو دونوں معتبر قاصدو! میں سب سے پہلے تو تم پر یہ انکشاف کروں کہ میں آج ہی اپنے بھتیجے کو ایک وفد کے ساتھ امافیہ روانہ کر رہا ہوں وہ وہاں رومن حکمران ڈیوکاس سے ملے گا۔ اور بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کی رہائی کا سامان کرے گا۔

دوسری بات جس کا میں تم پر انکشاف کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ گو عرب قبائل جن میں بنو بکر۔ بنو عبد قیس۔ بنو تغلب۔ بنو حنظلہ اور بنو ایاد شامل ہیں یہ معاشی اور رہائشی طور پر آزاد قبائل شمار کئے جاتے ہیں لیکن جب تم لوٹو تو ان قبائل کے سرداروں کو جا کر میرا یہ پیغام دینا کہ تدمر کا بادشاہ اذینہ ہر معاملے میں ان کی مدد ان کی اعانت کرے گا۔ رومنوں نے اگر ان عرب قبائل پر کسی بھی وقت حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں اذینہ ہر معاملے میں ان کی حفاظت ان کی مدد کروں گا۔ اگر یہ عرب قبائل میری رعایا نہ بھی ہوں تو بھی عرب ہی کی حیثیت سے میرا ان کے ساتھ ایک رشتہ ایک تعلق اور ربط ہے سنو۔ عرب قبائل کی طرف سے آنے والے دونوں قاصدوں۔ آنے والے شب تم دونوں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے ہمارے یہاں قیام کرو۔ اگلے روز تم وفد کے ساتھ اپنے قبائل کی طرف کوچ کر جانا۔ جو وفد میرا بھتیجا لے کر رومن حکمران ڈیوکاس سے ملنے کے لئے امافیہ کی طرف کوچ کرے گا۔

اور ہاں اپنے قبائل کے سرداروں سے جا کر میرا اسلام کہنا ان پر یہ بھی انکشاف کرنا کہ ماضی میں ہمارے تعلقات خواہ کیسے ہی کیوں نہ رہے ہوں لیکن میں عرب ہونے کے ناطے سے ان قبائل کو ایران یا رومنوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑوں گا۔ میرا ان سے ایک قومی اور زمینی رشتہ ہے اور میں ہر معاملے میں ان کا تحفظ کروں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اذینہ رکا قریب ہی پڑی ہوئی ایک چوبی ہتھوڑی اس نے اٹھائی اور اپنے پہلو میں لٹکتے ہوئے تانبے کے تشت پر اسے دے ماری تھی۔ یہ ضرب لگنے سے تانبے کا وہ تشت بری طرح گونج اٹھا تھا۔ اس کی گونج کے ساتھ ہی اذینہ کا چوبدار اندر آیا۔ زمین کی طرف جھکتے ہوئے اس نے تعظیم دی پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اذینہ نے اسے مخاطب کیا۔

عرب قبائل کی طرف سے یہ جو دو قاصد آئے ہیں آنے والی شب یہ معزز مہمان کی حیثیت سے ہمارے یہاں قیام کریں گے اور کل صبح ہی صبح انہیں تحائف سے نوازتے ہوئے ان کی روانگی کا سامان کرنا۔ تم انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور ان کے طعام و قیام کا بندوبست کرو۔ اسکے ساتھ ہی چوبدار نے اپنی گردن کو خوب خم کرتے ہوئے اپنی اطاعت گزاری کا اظہار کیا تھا۔ پھر وہ ان دونوں عرب قاصدوں کو لے کر اذینہ کے قصر کے اس

کمرے سے نکل گیا تھا۔

صحرائے پالمیرہ میں دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں آندھیوں کے طوفان اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے تھے جیسے وقت کے امکان میں ہست وبود۔ خاموش فضاؤں میں غیب والہام ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوگئے ہوں۔ یا یہ کہ لوح قرطاس پر ضمیر وقلم کا جھد تمرد اپنے پورے جوش وخروش کے ساتھ بیدار ہوگیا ہو۔ صحرائے پالمیرہ میں آندھیوں کے باعث چاروں طرف اڑتی ریت کے اندر ایسا سماں بندھ گیا تھا گویا حروف کے ساونت پاسبان۔ فراق رتوں اور الم ہواؤں سے برسرپیکار ہوتے ہوئے ذرے ذرے کو طوفان سے لمحے لمحے کو قیامت میں تبدیل کرتے چلے گئے ہوں۔ صحرا کے اندر گرم ریت کے تیز جھکڑ چلنے کے باعث صحرائے پالمیرہ میں اس وقت ہر شئے یوں چپ تھی جیسے کوئی بحر کی وسعتوں میں گم ہوگیا ہو۔ یا منہ زور طوفانوں نے ہر شئے کی آنکھوں میں نوکیلے کانٹے اور رگوں میں زہر گھول کر چاروں طرف خاموشی اور سکوت کی چادریں بچھادی ہوں۔

ایسے میں دو سوار اس شاہراہ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے جو تدمر سے اسکی دہاں سے قراقر اور دومتہ الجندل سے ہوتی ہوئی ارض حجاز کی طرف نکل گئی تھی۔

اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ دونوں سوار جب قراقر کے اس چوراہے پر آئے جہاں سے ایک شاہراہ سیدھی دومتہ الجندل کو نکل جاتی تھی دوسری بائیں جانب الازرک کو تیسری دائیں جانب قنفیر سے ہوتی دمشق کی طرف چلی گئی تھی۔ اس چوراہے پر آ کر ان دونوں سواروں نے اپنے گھوڑوں کو روک دیا تھا۔ اس صحرا کے اندر ریت کے گراوز

اٹھ رہے تھے ان دونوں سواروں نے دیکھا کہ چاروں طرف پھیلی ریت کی دھند کے اندر ان کو کچھ گھڑ سوار دکھائی دیئے تھے۔جو ارض حجاز سے ان کی طرف آ رہے تھے۔

جب سامنے کی طرف سے آنے والے کاروان کی صورت میں وہ سوار قریب آئے تو وہ دو سوار جنہوں نے اپنے گھوڑوں کو چوراہے پر روکا تھا۔اور جنہوں نے اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے ان کی آنکھوں میں ایک دلپسند سی چمک پیدا ہوئی تھی۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے منہ پر بندھتے ہوئے ڈھاٹے ہٹا دیئے تھے اور ان کے لبوں پر بھی پر سکون مسکراہٹ تھی۔شاید سامنے کی طرف سے کاروان کی صورت میں آنے والے ان کے جاننے والے اور شناسا تھے۔

جب وہ قریب آئے تو ان دو سواروں میں سے ایک نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے رکنے کا اشارہ کیا۔یہ اشارہ ملتے ہی سامنے کی طرف سے کاروان کی صورت میں آنے والوں میں جو سب سے آگے تھا۔اس نے پہلے اپنے گھوڑے کو روکا پھر ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے اپنے پیچھے آنے والوں کو بھی اس نے رکنے کا اشارہ کر دیا تھا۔اشارہ ملتے ہی سب ایک جگہ رک گئے۔وہ دو سوار اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھے پھر ان میں سے ایک نے جو کاروان کے سب سے آگے تھا اسے مخاطب کیا۔

محترم زبدہ۔آپ کے لئے ایک ہم انتہائی بری خبر لے کر آئے ہیں۔یہاں تک کہتے کہتے وہ رک گیا اس لئے کہ ایک اور گھڑ سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا جس دیو پیکر نوجوان کو اس نے زبدہ کہہ کر مخاطب کیا تھا اس کے پہلو میں آن رکا وہ سوار پھر بول پڑا اور اس بار اسنے اس سوار کو بھی مخاطب کیا جو کاروان سے نکل کر زبدہ کے پہلو میں آیا تھا۔

محترم زبائی۔جو کچھ میں کہنے والا ہوں آپ اور محترم زبدہ غور سے سنیں۔اس لئے کہ اس میں آپ دونوں کی سلامتی اور بہتری پنہاں ہے۔

وہ عرب قبائیل کے سالار زبدہ اور زبائی تھے۔زبدہ بظاہر یگانگی کے دشت میں نیلے دریاؤں کی نرم رفتار جیسا دھیما سا لگتا تھا۔لیکن اس کی آنکھیں بتاتی تھیں کہ وہ یادوں کی امر بیل میں شوریدہ سر دکھ کی کسک بن کر نمودار ہو جانے والا نوجوان تھا۔اس کا چہرہ اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ وہ وقت کو اپنے سامنے لمحوں کے غبار کی طرح سرنگوں کر دینے کا ہنر رکھتا تھا۔اپنی جسمانی ساخت کے لحاظ سے کوئی اگر اسے دیکھتے تو گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے

اندازہ لگا لے کہ زبدہ آندھیوں کے سندیسوں جیسا زوردار اور وقت کی شوریدہ سری جیسا ہولناک اور بے جہت فاصلوں کو سمیٹ دینے والے نظر کے فسوں جیسا بیباک اور ہولناک تھا۔اس کی آنکھوں کی گہرائی اس کے چہرے کی گہرائی اس کے دیکھنے کا انداز اس بات کی غمازی کرتے تھے کہ وہ سمندر سی بے ساحل تشنگی جیسا سنگلاخ۔طویل ہو کر جبر میں ڈھلتی۔خاموشی جیسا سنگین ہے۔اس کا بھرپور بدن اس کے مضبوط اعضاء اس بات کی نشاندہی کرتے تھے کہ وہ انتہائی طاقتور انسان ہو گا۔صحرا میں اڑتی ریت کے اندر اس لمحے بھی اس کی متلاشی آنکھوں میں دور تک ایک تجسس اور جستجو پھیلی ہوئی تھی۔دوسری جانب دوسرا سالار جو اس کے پہلو میں آن کھڑا ہوا تھا جس کا نام زبائی تھا گو اس کا بدن زبدہ جیسا نہیں تھا پر وہ بھی زبدہ ہی جیسا ہولناک لگتا تھا۔اس کی آنکھیں ایسا سماں پیش کرتی تھیں جیسے اچانک کوئی آگ جاگ اٹھی ہو۔اس کی پیشانی میں پڑنے والے بل میں پیاسے صحرا میں رقص برق و شرر جیسا سماں تھا۔اور اس کے چہرے پر سچائیوں کے ہولناک زہر جیسی کیفیت تھی۔

جن دو سواروں نے ان کی راہ روکی تھی ان میں سے ایک نے پہلے اپنے قبیلے بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کے امافیہ جانے اور وہاں رومن حکمران ڈیوکاس کے اسے گرفتار کر لینے اور زندان میں ڈال دینے کی پوری تفصیل سنائی تھی۔ساتھ ہی اس نے تھوڑی دیر کے توقف کے بعد مزید انکشاف کیا۔

میرے محترم سالارو! جہاں رومنوں نے ہمارے سردار معدان بن حلوان کو اسیر بنا لیا ہے وہاں رومن تم دونوں کو گرفتار کرنے کے درپے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو عرب نوجوانوں کو ایران کے خلاف جنگ کرنے کے لئے رومنوں کے لشکر میں شامل نہیں کیا گیا تو یہ سب کچھ آپ دونوں کی وجہ سے ہے۔اور رومن آپ دونوں سے خوف زدہ بھی ہیں اس لئے کہ ان تک یہ خبریں پہنچ گئی ہیں کہ زبدہ اور زبائی دونوں نے ناقابل تسخیر سالار ہیں۔اور کسی بھی وقت رومنوں کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔

اسی بناء پر میرے عزیز رومنوں نے تم دونوں کو گرفتار کرنے کا بھی لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ہم بڑی مشکل سے راستہ بدل کر اس شاہراہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ورنہ دس میل پیچھے رومنوں نے ایک پڑاؤ قائم کیا ہے۔اس پڑاؤ میں لگ بھگ دو سو کے

قریب مسلح جوان ہوں گے۔ اور ان کے ذمے یہ کام سونپا گیا ہے کہ آپ دونوں کے علاوہ آپ کے ساتھ جو ساتھی کعبہ کا طواف کر کے جو واپس آرہے ہیں ان سب کو گرفتار کر کے امافیہ پہنچا دیا جائے۔ لہذا میرے عزیزو میں تم پر انکشاف کرتا ہوں کہ یہاں سے ہمیں راستہ بدل کر اپنے قبائیل کی طرف جانا ہو گا اس لئے کہ اسیس شہر کے نواح میں ایک نخلستان کے قریب ہی رومنوں نے پڑاؤ کیا ہے اور وہ بڑی بے چینی سے آپ دونوں کے منتظر ہیں۔ جس نخلستان سے رومن اپنے لئے پانی حاصل کرتے ہیں وہ نخلستان میں دیکھ کر آئے ہیں وہاں ہم نے تھوڑی دیر قیام کیا تھا۔

اس نخلستان میں رومنوں کا ہر وقت آنا جانا لگا رہتا تھا۔ جس نخلستان کے کنویں سے رومن اپنے لئے پانی حاصل کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگ بھی رومنوں سے خوفزدہ ہیں۔ لہذا ہم دونوں آپ سے یہ کہنے آئے ہیں کہ ہمیں اسیس شہر کو ایک طرف چھوڑ کر کسی اور محفوظ راستے سے شمال کی طرف نکل جانا چاہیے۔

زبدہ اور زبائی میرے عزیزو! جس چوراہے پر ہم کھڑے ہیں۔ یہاں چار سمتوں کو راستے جاتے ہیں۔ ایک وہ جس سمت میں آپ لوگ آرہے ہیں۔ دوسری سیدھی آگے اسیس اور تدمر کی طرف۔ تیری دائیں جانب الازرق کی طرف اور چوتھی بائیں طرف قفیر سے ہوتی دمشق کی طرف جاتی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا۔ پھر دوبارہ کہتا چلا گیا۔

ہم دونوں آپ لوگوں سے صرف یہ کہنے آتے ہیں کہ رومنوں سے بچنے کے لئے ہمیں اسیس کا راستہ چھوڑ کر کسی دوسرے راستے سے شمال کی طرف نکل جانا چاہیے۔

آنے والے ان سواروں کے اس انکشاف پر زبدہ اور زبائی دونوں کی حالت وحشتناک ہو گئی تھی۔ غصے اور غضبناکی میں ان دونوں کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی پھر دونوں نے خاموش نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وہ ایک دوسرے کے مزاج کے خوب آشنا تھے پھر آنکھوں ہی آنکھوں۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا اس کے بعد زبدہ اپنا منہ زبائی کے کان کے قریب لے گیا تھوڑی دیر تک وہ آپس میں سرگوشی کرتے رہے اس کے بعد زبدہ نے اپنے سامنے راہ روکنے والے جوانوں کو مخاطب کیا۔

میرے عزیزو سنو۔ تم دونوں کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے یہ بتاؤ تمہارے اندازے کے مطابق جن رومنوں نے اسیس شہر کے نواح میں ایک نخلستان کے پاس پڑاؤ کیا ہے ہم دونوں اور ہمارے ساتھیوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں ان کی تعداد کیا ہو گی۔ اس پر اس بار دوسرا نوجوان بول پڑا۔

محترم زبدہ۔ جہاں تک ہم اندازہ لگا پائے ہیں میرے خیال میں لگ بھگ دو سو مسلح رومنوں نے وہاں پڑاؤ کر رکھا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ اپنے قبائیل کے صرف پچاس جوان ہیں اور ہم پوری طرح مسلح بھی نہیں ہیں۔ ان پچاس میں اگر ہم دونوں کو بھی شریک کر دیا جائے تو ہم باون ہیں۔ ہم رومنوں کے مقابلے میں یوں جانیں غیر مسلح ہیں پھر کیونکر ہم پالمیرہ کے اندھے صحرا میں رومنوں سے ٹکرا سکتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جوان رکا۔ تھوڑی دیر تک بڑے غور سے باری باری زبدہ اور زبائی کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

زبدہ اور زبائی ہمارے محترم سالارو! میں جانتا ہوں تم دونوں وہی راستہ اختیار کرو گے جس میں ہماری اور ہمارے قبائیل کی بہتری ہو گی۔ ہم نے بہر حال جو مشورہ اپنے خیالات کے مطابق رہتا تھا وہ آپ کو دے دیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد آنے والے وہ قاصد جب خاموش ہوئے تب زبدہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کیا۔

میرے بھائیوں میرے ساتھیو! یہ سرزمین ہماری ہے۔ اگر اس سرزمین میں رومن ہمارا جینا حرام کر دیں تو ایسے جینے پر لعنت ہے۔ حد نگاہ تک پھیلا یہ صحرائے پالمیرا ہمارا ہے اس صحرائے پالمیرا میں تم لوگوں کو میں یقین دلاتا ہوں کہ رومنوں کی حالت اس دشت میں ہم ایسی کریں گے جیسے کسی اندھے اور پیاسے اونٹ کی ناک سے نکیل نکال کر اسے صحرا میں مرنے کے لئے تنہا چھوڑ دیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ ہم ان کے مقابلے میں غیر مسلح ہیں اس لئے کہ ہم تو کعبہ کا طواف کرتے آرہے ہیں جبکہ رومن اپنی پوری تیاری کے ساتھ ہمیں گرفتار کرنے کے درپے ہیں۔ لیکن میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں انہیں اتنی مہلت ہی نہ دونگا کہ وہ مجھ پر یا زبائی پر ہاتھ ڈال سکیں۔ اب تم دونوں مطمئن رہو جو کچھ ہم کرنیوالے ہیں۔ اسی میں ہم سب کی بہتری ہے۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد زبدہ نے اپنے اور زبائی کے گرد اپنے سارے ساتھیوں کو جمع کیا۔ پھر جو کچھ وہ کرنا چاہتا تھا۔ بڑی رازداری کے ساتھ انہیں سمجھاتا رہا۔ جب وہ اپنا کام تمام کر چکا تو اس نے پھر پیش قدمی شروع کر دی تھی۔ اب اس کی رفتار پہلے کی نسبت کم اور دھمی تھی۔

صحرا میں اس طرح ریت کے گراوز اڑ رہے تھے۔ آندھیاں بڑی تیزی سے ریت کے ٹیلوں کی شکست و ریخت کرتی ہوئی ان کی شکل ان کی ہیت بدل رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے زبدہ اور زبائی اپنے مختصر سے قافلے کے ساتھ اسیس شہر کے قریب پہنچے۔

یہاں تھوڑی دیر بیٹھ کر انہوں نے انتظار کیا۔ جب سورج غروب ہونے کے لئے جھک گیا تب انہوں نے اپنے کام کی ابتدا کی۔ زبدہ اور زبائی نے اپنے ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ پچیس پچیس جوان دونوں کے حصے میں آئے تھے۔ اپنے حصے کے جوانوں کے ساتھ زبدہ صحرائی ٹیلوں میں روپوش ہو کر گھات میں چلا گیا۔ جبکہ زبائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس نخلستان کی طرف بڑھا جہاں سے رومن اپنے لئے پانی اور ضروریات کا دیگر سامان حاصل کرتے تھے۔

زبدہ اور زبائی میں چونکہ سارا معاملہ پہلے ہی سے رازدارانہ انداز میں طے ہو چکا تھا لہذا زبائی جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نخلستان کے کنویں پر پہنچا تو اس نے دیکھا۔ سورج غروب ہو جانے کے باوجود کچھ رومن وہاں نہا رہے تھے اور کچھ اپنے پڑاؤ میں پانی لیجانے کے لئے مشکیزے اور چھاگلیں ان چھکڑوں میں لا رہے تھے جن میں خچریں جتی تھیں۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے زبائی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ شاید سارا معاملہ اس کے حق میں جا رہا تھا۔ زبائی جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو رومن چونکے۔ لیکن اس وقت تک زبائی برق کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا اور جس قدر وہاں رومن تھے ان کے ہاتھ اس نے ان کی پشت پر بندھوا دیئے تھے۔

اس کے بعد زبائی نے ایک رومن کو اپنے قریب بلایا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کی زین سے بندھا چمڑے کا کوڑا بھی کھول لیا۔ پہلے کئی کوڑے اس کی پیٹھ پر مارے۔ پھر حقارت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

رومن اپنے پڑاؤ میں جا کر اپنے سالار سے کہنا کہ نخلستان کے جس کنویں سے تم

لوگ اپنے لئے پانی بھرتے ہو وہاں کے لوگ تمہارا ادھر آنا پسند نہیں کرتے وہ رومن زبائی کا حکم سن کر خوف و وحشت میں اپنے پڑاؤ کی طرف بھاگ گیا تھا۔

وہ رومن بھاگتا ہوا اپنے پڑاؤ میں داخل ہوا۔ اور پوری تفصیل سنائی۔ پڑاؤ میں جو رومن تھے یہ واقعات سن کر بھڑک اٹھے۔ ان کے سالار نے سب ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑا۔ دوسرا اپنے ساتھ لے کر نخلستان کے کنویں کی طرف روانہ ہو گیا۔

ان رومنوں کے نخلستان کی طرف جانے کے چند ہی لمحوں بعد زبدہ اپنے ساتھیون کے ساتھ اپنی گھات سے نکلا اور رومنوں کے پڑاؤ کی طرف بڑھا۔ وہاں اس وقت رومن رات کا کھانا تیار کرنے میں معروف تھے۔ زبدہ تاریکی میں رومنوں کے پڑاؤ پر دشت کو لہو لہو کر دینے والے ساوفت پاسبانوں۔ خاک و خون میں نہلا دینے والے غضب آلود صیاد۔ کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

زبدہ کے اس حملے میں طور طور جلوہ گری جیسی طلب۔ سوز جان کا سا خمار اور شورش ہستی کو شفاف شاہراہ کی طرح پگھلا دینے والا ایک جذبہ نہاں تھا۔ لمحوں کے اندر زبدہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کے پڑاؤ میں۔ بیکراں سمندر بیتاب موجوں اور لمحوں کے اندر سرایت کر جانے والے زہر کی طرح چلا گیا اس نے کسی رومن کو قتل نہیں کیا جبکہ جتنے رومن پڑاؤ میں تھے انہیں اپنے سامنے بے بس کر کے ان کے ہاتھ پشت پر باندھ کر اپنا اسیر بنا لیا تھا۔

سب رومنوں کے ہاتھ باندھنے کے بعد۔ زبدہ نے پڑاؤ سے باہر ریت کے ٹیلوں میں انہیں جمع کیا۔ صرف دو جوانوں کو ان پر نگاہ رکھنے کو چھوڑا اور خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بار پھر نخلستان اور پڑاؤ کے درمیان گھات میں چلا گیا تھا۔

OOOO

دوسری جانب مسلح رومن نخلستان کے کنویں پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ لہذا جس رومن کو مار کر زبائی نے پڑاؤ کی طرف بھیجا تھا اسکی طرف دیکھتے ہوئے۔ رومن سالار

پوچھنے لگا۔ تم تو کہتے تے کہ کنویں پر کوئی تم پر حملہ آور ہوا ہے۔یہاں تو کوئی بھی نہیں۔ اس پر وہ رومن بڑی ہی بے چینی میں کہنے لگا۔

جس وقت میں اس کنویں سے اپنے پڑاؤ کی طرف بھاگا تھا اس وقت حملہ آور بدوبھی تھے اور انہوں نے ہمارے رومن ساتھیوں کو بے بس کر کے اس سامنے والے کھیت میں لٹا دیا تھا۔

اس پر سارے رومن اس کھیت کی طرف بڑھے انہوں نے دیکھا کھیت میں رومن لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھ پشت کی طرف بندھے ہوئے تھے پڑاؤ کی طرف سے آنے والے رومنوں نے پشت پر بندھے ہوئے ان کے ہاتھ کھولے رومن سردار نے ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

یہ کہو کہ تم پر حملہ آور ہونے والے کون تھے تمہیں اس کھیت میں ڈالنے کے بعد وہ کہاں چلے گئے۔اس پر ایک رومن نے جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

ہم پر حملہ آور ہونے والے اپنی شکل وصورت سے صحرائی بدو لگتے تھے۔آناً فاناً وہ صحرائی وسعتوں سے اس نخلستان میں نمودار ہوئے اور انہوں نے ہمیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا ہم پر وہ چھا گئے اور ہمیں بے بس کرتے ہوئے ہمارے ہاتھ پشت پر باندھ کر ہمیں اس کھیت میں ڈال دیا اور پھر جس طرح وہ پلک جھپکنے میں اس نخلستان میں نمودار ہوئے تھے ایسے ہی وہ یہاں سے رخصت ہونے کے بعد صحرائی وسعتوں میں گم ہو گئے۔

یہ کہو کہ تم پر حملہ آور ہونے والے کون تھے تمہیں اس کھیت میں ڈالنے کے بعد وہ کہاں چلے گئے۔اس پر ایک رومن نے جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ جواب سننے کے بعد رومن سالار بڑا مایوس ہوا۔ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھومتے ہوئے نخلستان کا جائزہ لیا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ اپنے پڑاؤ کی طرف روانہ ہوا تھا۔

رومنوں نے اپنے پڑاؤ اور نخلستان کے درمیان آنے والی مسافت ابھی آدھی ہی طے کی تھی کہ وہ چونک کر رک گئے اس لئے کہ ان کی دائیں جانب سے دھاڑتی ہوئی ایک آواز سنائی دی تھی۔

سنو۔رومنو! یہ صحرائے پالمیرہ جس میں اس وقت تم ہو تمہارے لئے ناشناسا ہے۔

اپنے ہتھیار پھینک کر اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دو ورنہ یاد رکھو میں اور میرے ساتھی تمہارے لوح احساس پر موسم کی تختی جیسے نہ مٹنے والے نقوش کندہ کریں گے۔ بلائے صرصر وسموم کی طرح تم پر وارد ہوں گے اور گزرتے وقت کے پیمانے میں صحرائے پالمیرہ کے ایک ایک ذرے پر تم رومنوں کے لئے بدترین تقدیر کے حروف رقم کریں گے۔ سنو۔ آتش عصیان کے الاؤ گرم کرنے والے اور تعمیر میں تخریب بھرنے والے رومنو! یہ نہ خیال کرنا کہ تم اتنی آسانی کے ساتھ صحرائے عرب کے سپہ سالاروں زبدہ اور زبائی کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔ سنو! میں زبدہ بول رہا ہوں۔طواف کعبہ سے لوٹ چکا ہوں میں زبدہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس صحرائے پالمیرہ کا ضمیر ہوں۔ ہم لوگ آزادی اور غلامی میں تمیز رکھتے ہیں۔انسانی عظمت اور سچائی کی سربلندی کی خاطر ہم صحرانشین تاریخ کی قیمت چکا دینے کا جذبہ اور ہنر رکھتے ہیں۔ سنو رومنو! میں زبدہ تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اپنے ہتھیار پھینک کر اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو۔ورنہ دشت کی اس یگانگی کی کڑوی کسیلی رات میں میں تمہارے دامن کو فلاکت زدہ نتائج اور بخت سیاہ سے بھر دوں گا۔ یہ مت خیال کرنا کہ میں اکیلا تمہیں یہ تنبیہ دے رہا ہوں تمہیں چاروں طرف سے ہم نے گھیر رکھا ہے میں اگر تمہارے دائیں جانب سے بول رہا ہوں تمہارے بائیں جانب سے میرا عزیز میرا رفیق زبائی مکمل طور پر تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ساتھ ہی تمہارا شک وشبہ دور کرنے کے لئے میں اپنے ساتھی زبائی سے کہتا ہوں کہ وہ تمہارے بائیں جانب سے تم لوگوں کو مخاطب کرے۔

صحرائے پالمیرہ کے ان ریگزاروں میں زبدہ کا نام سن کر رومن زندان کی داستان الم جیسے افسردہ سامان اور دیمک لگے در و بام جیسے شکست خوردہ ہو کر رہ گئے تھے۔ ابھی وہ کسی رد عمل کا اظہار ہی کرنا چاہتے تھے کہ ان کی بائیں جانب سے انہیں زبائی کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔ وہ رومنوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

غلیظ رومنو! قبل اس کے کہ افق تا افق بکھرے اس صحرائے پالمیرہ میں ہم تمہارے لئے سوگ کی آنچ بنیں قبل اس کے ان خواب آلود ریگزاروں میں ہم تمہارے لئے لامحدود کرب کھڑا کریں قبل اس کے کہ نیلگوں آسمان تلے پھیلی ان وسعتوں میں ہم تم رومنوں کے لئے روح کا روگ اور دل ونظر کا آشوب بن جائیں اپنے ہتھیار پھینک دو۔ اور امن اور

سلامتی چاہتے ہو تو اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔

زبدہ کے بعد زبائی کی اس تنبیہ سے رومنوں کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنے سارے ہتھیار ایک طرف پھینک دیئے تھے اسکے بعد دائیں جانب سے زبدہ کی کھولتی ہوئی آواز پھر سنائی دی۔

جس جگہ تم نے اجتماعی طور پر اپنے ہتھیار پھینکے ہیں اس سے چالیس قدم گن کر پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔اور اپنے آپکو تین برابر حصوں میں تقسیم کر لو اور ہر حصے کے درمیان چالیس قدم کا فاصلہ ہو گا۔ہر گروہ ایک سیدھی قطار میں کھڑا ہو گا۔ایسا کرنے کے بعد تم میں سے ہر کوئی اپنی قمیض اتارنے کے بعد اپنی پیٹھ پر رکھ لے گا اپنی نگاہ سیدھی رکھے گا۔جس کسی نے بھی تم میں سے میرے ان احکامات میں کوتاہی کی یاد رکھنا میرے ساتھی جو بے خطا تیر انداز ہیں وہ ایسی تیر اندازی کریں گے کہ ہر باغی اور سرکش کو چھلنی کر کے رکھ دیں گے۔

رومن انتہائی مجبور اور بے بس دکھائی دے رہے تھے۔چاروں طرف پھیلی چاندنی میں وہ اپنے ہتھیاروں سے چالیس قدم پیچھے ہٹے۔تین گروہ بنا کر لمبی قطاروں میں کھڑے ہو گئے تھے عین اسی وقت زبدہ اور زبائی دونوں کی جانب سے کچھ مسلح جوان نکلے اور رومنوں نے جو قمیضیں اتار کر اپنی پشت پر رکھی تھیں انہیں قمیضوں سے ان جوانوں نے رومنوں کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے تھے۔

جب ایسا ہو چکا تب زبدہ اور زبائی دونوں اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ اپنی گھات سے نکلے اور جو ہتھیار رومنوں نے پھینکے تھے ان پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا پھر انہوں نے ان ہاتھ بندھے رومنوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے زبدہ اور زبائی دونوں ان کے پڑاؤ کی طرف لے جا رہے تھے۔جن رومنوں کو پہلے سے پڑاؤ میں بے بس کر رکھا تھا۔انہی کے پاس جا کر ان رومنوں کو بھی جمع کیا گیا پھر زبدہ نے رومنوں کا پڑاؤ اٹھانے کا حکم دیا۔رات کی تاریکی میں زبدہ اور زبائی کے جوان آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے رومنوں کا پڑاؤ اکھاڑ لیا گیا ان کے ہی بار برداری کے جانوروں پر سارا سامان لادا۔رومنوں کے پاس جو اونٹ اور گھوڑے تھے ان پر رومنوں کو لاد دیا گیا۔اس کے بعد رات کی تاریکی میں زبدہ اور زبائی اپنے جوانوں کے ساتھ اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے جو ان کے قبائیل کی طرف جاتی

تھی۔

اپنے قبائیل کے نزدیک جانے کے بعد زبدہ نے کاروان کو روک دیا پھر وہ رومنوں کے سالار کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔رومنوں کے سالار میں زبدہ ہوں۔عرب قبائیل کا سالار اعلیٰ۔تو نے میرا نام سن رکھا ہو گا تو اور تیرے ساتھی مجھے اور میرے رفیق کار زبائی کو گرفتار کرنے کے لئے آئے تھے لیکن تم سب کی بدبختی تم خود ہی ہمارے ہاتھوں گرفتار ہوئے سن میں تم پر ایک مہربانی کرتا ہوں میں تجھے رہا کرتا ہوں پہلے تو یہ بتا تو اپنے ساتھ دو کون سے جوان لے جانا پسند کرے گا۔اس کے ساتھ ہی زبدہ نے اپنے ایک سپاہی کو حکم دیا۔زبدہ کے حکم پر رومن سالار کے پشت پر بندھے ہاتھ کھول دیئے گئے تھے۔

رومن سالار نے دو سپاہیوں کی طرف اشارہ کیا۔ان کے ہاتھ بھی کھول دیئے گئے۔

پھر زبدہ نے انہیں اپنی قمیضیں پہننے کو کہا۔انہیں سواری بھی مہیا کی۔جب ایسا ہو چکا تب زبدہ نے پھر رومن سالار کو مخاطب کیا۔

سن رومن سالار تو ابھی اور اسی وقت امافیہ کی طرف روانہ ہو جا۔تو جانتا ہے دھوکے اور فریب سے کام لیتے ہوئے امافیہ کے رومن حکمران ڈیوکاس نے ہمارے بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو اسیری اور زندان میں ڈال دیا ہے۔میری طرف سے ڈیوکاس سے جا کر کہنا کہ ہمارے بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو رہا کر دے اور اگر اسنے ایسا نہ کیا تو یاد رکھ یہ دو سو کے لگ بھگ رومنوں کو جو میں نے اسیر اور قیدی بنایا ہے میں ان سب کی صحرا کے اندر گردنیں کاٹ کر رکھ دوں گا اسے یہ بھی بتانا کہ جس روز بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان ہمارے پاس پہنچے گا اسی روز ہم ان سارے رومنوں کو بہ سلامتی امافیہ کی طرف روانہ کر دیں گے۔اب تم یہاں سے کوچ کر سکتے ہو۔

زبدہ کے ان الفاظ پر رومن سردار نے سکون محسوس کیا۔جواب میں اسنے زبدہ کا شکریہ ادا کیا۔پھر وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے امافیہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

رومن قیدیوں کے ساتھ زبدہ اور زبائی دونوں جس وقت اپنے قبائیل میں پہنچے تو شائد عرب قبائیل کو پہلے ہی اس کامیاب مہم کی خبر ہو چکی تھی۔لہذا بنو عبد قیس کے سردار غوث بن مازن۔بنو تغلب کے سردار ارسلہ بن ربیعہ۔بنو حنظلہ کے سردار تنوخ بن عملاق اور بنو ایاد کے سردار حرث بن اعہانے بہترین انداز میں زبدہ اور زبائی سرداروں سے ہاتھ

ملایا تو اس کے بعد بنو قیس کے سردار غوث بن مازن نے زبدہ اور زبائی دونوں کو مخاطب کیا۔

میرے عزیزو! میرے رفیقو! میرے فرزندو! میں تم دونوں پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔ میں۔ میرے ساتھی اور قبائیل کے سارے لوگ اس بات پر فکر مند تھے کہ رومن تم دونوں کو گرفتار کر کے امافیہ لے جائیں گے لیکن تم دونوں نے کیا خوب اور حیرت انگیز کام سرانجام دیا کہ تم دونوں نے گرفتار کرنے والوں کو گرفتار کر کے اپنے سامنے بے بس اور مجبور کر دیا۔ اس پر زبدہ نے بنو عبد قیس کے سردار غوث بن مازن کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

ابن مازن! میں نے راستے میں ان رومنوں کے سالار اور اسکے دو محافظوں کو امافیہ میں رومن حکمران ڈیوکاس کی طرف روانہ کر دیا ہے اور اس کو پیشکش کی ہے کہ وہ ہمارے سردار معدان بن حلوان کو رہا کر دے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو ہم ان رومنوں کی گردنیں کاٹ دیں گے۔ میں نے اس پر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ جس روز بنوبکر کا سردار معدان بن حلوان یہاں ہمارے پاس پہنچ جائے گا اس روز باعزت طور پر ہم ان رومنوں کو رہا کر دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ بہت جلد سردار معدان بن حلوان واپس آجائے گا۔

اس کے بعد زبدہ نے زبائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

زبائی۔ میرے عزیز۔ میرے بھائی میرے رفیق۔ مستقل طور پر کچھ جوانوں کا گروہ مقرر کرو جو باری باری ان رومنوں پر نگاہ رکھیں گے۔ یہ اس وقت تک ہمارے اسیری ہماری قید میں رہیں گے جب تک ہمارا سردار معدان بن حلوان یہاں نہیں پہنچ جاتا۔ زبدہ کی طرف سے یہ ہدایت ملنے کے بعد زبائی فوراً حرکت میں آیا۔ کچھ جوانوں کو اس نے رومنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا۔ اس کے بعد سارے عرب جشن کی صورت میں اپنے اپنے قبائیل کی طرف جا رہے تھے۔

oooo

رومنوں کے صوبہ شام ثانیہ کے مرکزی شہر امافیہ میں صوبہ کا حاکم ڈیوکاس امافیہ

کے محل میں اپنے سپہ سالار اعلیٰ فیورس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عرب کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب وہ عرب اس کے سامنے آیا تو ڈیوکاس اور فیورس دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ ڈیوکاس نے اس عرب کو اپنے قریب ہی بیٹھنے کے لئے جگہ دی پھر اسے مخاطب کیا۔

میرے چوبدار نے مجھے بتایا ہے کہ تم تدمر کے حکمران اذینہ کے بھتیجے دبرہ بن اسد ہو۔ کہو تمہارے عم اور تدمر کے حکمران اذینہ نے تمہیں کس سلسلے میں میرے پاس روانہ کیا ہے۔ اس پر دبرہ بن اسد نے تھوڑی دیر کے لئے باری باری ڈیوکاس اور فیورس کی طرف دیکھا پھر دھیمی سی آواز میں وہ کہنے لگا۔ ڈیوکاس! تم اور تمہارا سپہ سالار دونوں جانتے ہو کہ گزشتہ دنوں تم لوگوں نے صحرائے پالمیرہ کے عرب قبائیل کا ایک سردار معدان بن حلوان کو امافیہ میں روک لیا ہے۔ جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے اسکے مطابق تم لوگوں نے قبیلہ بنوبکر کے سردار کو گفتگو کرنے کے لئے امافیہ طلب کیا تھا۔ پھر وعدہ خلافی کرتے ہوئے اسے زندان میں ڈال دیا اور عربوں پر یہ شرائط مسلط کی کہ اگر وہ تم لوگوں کے لشکر میں ایرانیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے شامل ہو جائیں تو بنوبکر کے سردار کی رہائی ہو سکتی ہے۔ میرے عم اور تدمر کے بادشاہ اذینہ نے مجھے اس لئے روانہ کیا ہے تاکہ میں آپ سے یہ کہوں کہ بغیر کسی شرط کے بنوبکر کے سردار معدان بن حلوان کو رہا کر دیا جائے۔

دبرہ بن اسد کی یہ ساری گفتگو ڈیوکاس نے بڑے غور سے سنی تھی اس کے بعد جواب دینے سے پہلے اسنے اپنے سپہ سالار فیورس سے تھوڑی دیر کے لئے رازدارانہ گفتگو کی پھر اسنے ابن اسد کو مخاطب کیا۔

ابن اسد! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ ہم بنوبکر کے سردار معدان بن حلوان کو رہا نہیں کرتے تب تم لوگوں کا کیا ردعمل ہو گا۔ اس پر دبرہ بن اسد نے ڈیوکاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا امافیہ کے حاکم! ردعمل تو میں نہیں جانتا ردعمل کا اظہار تو تدمر کا بادشاہ اذینہ ہی کرے گا۔ میں تو اس کا پیغام لے کر آیا تھا۔ جو جواب مجھے تم دونوں دو گے وہی میں اس تک پہنچا دوں گا۔ آگے اس کی مرضی۔ چاہے تو تمہارے خلاف اٹھ کھڑا ہو چاہے تو تمہارے ساتھ اپنے دیرینہ دوستانہ تعلقات کو ہی استوار رکھے۔

اس پر ڈیوکاس نے پھر فیورس سے رازدارانہ مشورہ کیا اسکے بعد بڑے طنزیہ انداز

میں اسنے دبرہ بن اسد کو پھر مخاطب کیا۔

اے ابن اسد۔ تدمر کی عرب سلطنت میں تم اتنے ہی بے بس ہو کہ تمہیں اذینہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ تمہاری حالت وہاں اتنی ہی کمتر اور پست ہے کہ تدمر کے بادشاہ اذینہ نے تمہیں ایک معمولی قاصد بنا کر ہماری طرف روانہ کر دیا ہے جہاں تک تمہاری شخصیت کا تعلق ہے تو میں اپنے تاثرات کا اظہار کچھ یوں کر سکتا ہوں کہ اذینہ کی جگہ تمہیں تدمر کا حاکم ہونا چاہیئے۔ میں نے اذینہ کو اس سے پہلے کئی بار دیکھ رکھا ہے تم شخصیت میں قد۔ کاٹھ اور مردانہ وجاہت میں اذینہ سے کہیں اعلیٰ اور ارفع تم ہو۔ اگر میرے بس میں ہو تو میں اذینہ کا تخت و تاج تمہارے حوالے کر دوں۔

ڈیوکاس کی یہ گفتگو دبرہ بن اسد کو عجیب سی لگی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ اسے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ لگتا تھا جیسے وہ ڈیوکاس کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا ہو۔ پھر جلد ہی اسنے اپنے آپ کو سنبھالا۔ کہنے لگا ڈیوکاس! جو کچھ تم نے کہا ہے یہ اس گفتگو کا حصہ نہیں جس کے لئے میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں میں یہاں قیام کر کے وقت ضائع نہیں کروں گا۔ مجھے آخری بار بتاؤ کہ مجھے اذینہ کو کیا پیغام دینا چاہیئے۔ اسپر ڈیوکاس جھٹ سے کہنے لگا۔

دبرہ بن اسد! ہم بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو تدمر کے بادشاہ کے کہنے پر رہا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ تم اذینہ کو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ تم نے جو ہمارے خلاف کارروائی کرنی ہے وہ کر دیکھے۔ ہم کسی بھی صورت اس وقت تک بنو بکر کے سردار کو رہا نہیں کریں گے جب تک صحرائے پالمیرہ میں پھیلے عرب قبائیل اپنے جنگجو ہمارے لشکر میں شامل ہونے کے لئے روانہ نہیں کرتے۔ ویسے ابن اسد ایک بات ہے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو ہم تمہارے لئے تدمر کی سلطنت حاصل کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے حکمران بننے کی وجہ سے تدمر کی سلطنت اور رومنوں کے درمیان برادرانہ تعلقات رہیں گے اور یہ جو قبائیلی عرب ہیں یہ بھی تدمر کی حدود میں یا ہمارے علاقوں میں شورش کھڑی نہیں کریں گے۔

اس پر دبرہ بن اسد اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا میرے محافظ دستے باہر کھڑے میرے منتظر ہیں۔ جو پیشکش تم نے کی ہے اس پر آنے والے دور میں کسی وقت غور کیا جا

سکتا ہے۔ تاہم مجھے یہ تمہاری گفتگو پسند آئی اور اچھی لگی۔ اب میں جاتا ہوں اور تمہارے جواب سے اذینہ کو مطلع کروں گا۔

دبرہ بن اسد کے ان الفاظ سے ڈیوکاس اور فیورس دونوں کے چہروں پر انتہائی پسندیدہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ شاید وہ اپنا تیر نشانے پر پڑنے کی وجہ سے بے حد خوش تھے ایسا کر کے وہ دونوں شاید تدمر کی عرب سلطنت میں دراڑیں اور بغاوت اور سرکشی کا ماحول پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اپنی جگہ سے اٹھنے کے بعد امافیہ کے حاکم ڈیوکاس اور اس کے سپہ سالار فیورس سے دبرہ بن اسد نے مصافحہ کیا اس کے بعد وہ امافیہ کے محل سے نکل گیا تھا۔

دبرہ بن اسد کی وہاں سے روانگی تھوڑی ہی دیر بعد جس وقت ڈیوکاس اور فیورس دونوں تدمر کے بادشاہ اذینہ کی طرف سے اس کے بھیجے دبرہ بن اسد کو گمراہ کرنے کے موضوع پر بڑے خوش کن انداز میں گفتگو کر رہے تھے ڈیوکاس کا چوبدار اندر آیا اور کہنے لگا آقا محترم۔ جن رومن دستوں کو آپ نے عربوں کے سپہ سالار زبدہ اور زبائی کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا تھا وہ اپنے دو محافظوں کے ساتھ واپس آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اپنے چوبدار کی اس گفتگو پر ڈیوکاس اور فیورس دونوں فکر مند ہو گئے تھے۔ پھر اس نے سپہ سالار کو اندر بھیجنے کا حکم دیا۔ چوبدار فوراً باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد وہی رومن قصر کے اس کمرے میں داخل ہوا جسے زبدہ نے اپنے قبیلے سے اس کے دو محافظوں کے ساتھ امافیہ جانے کی اجازت دیدی تھی جب وہ رومن کمرے میں آیا اور ڈیوکاس کو تعظیم دی تب اس کے بولنے سے پہلے ہی ڈیوکاس نے اسے مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

میں نے تمہیں عربوں کے سردار زبدہ اور زبائی دونوں کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ کیا تم اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوئے ہو۔ یا اس نے تمہیں صحرائے پالمیرہ کے اندر لومڑی جیسا جل دیکر تمہارے دامن میں ناکامیاں بھر دی ہیں۔ اس رومن کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر وہ ڈیوکاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم ڈیوکاس۔ جس وقت آپ نے مجھے میرے ماتحت کام کرنے والے دستوں کے ساتھ زبدہ اور زبائی کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اس وقت آپ نے اپنے خیالات کا

اظہار کیا تھا۔ زبدہ اور زبائی کے متعلق کہا تھا کہ وہ دونوں چتا کے وسوسوں۔ خوف کے ہیولوں۔ روح اور تن کو جلا دینے اور وقت کی سلاخوں کو پگھلا دینے والی صحرائی آگ کی طرح ہیں۔ صحرائے پالمیرہ میں وہ یقیناً ایسے ہی ثابت ہوئے۔ صحرا کے اندر وہ میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے موت کا قہقہہ۔ قدم قدم رنگ بدلتے طوفانوں اور مرگ کا اثاثہ بن کر نمودار ہوئے۔ محترم ڈیوکاس ہم نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کے لئے تدمر سے دومتہ الجندل کی طرف جانے والی شاہراہ پر قراقر کے مقام کے قریب ہی ایک نخلستان کے پاس پڑاؤ کر رکھا تھا۔ پر ہماری بد بختی ہمارے اس ارادے کی خبر کسی نہ کسی طرح زبدہ اور زبائی دونوں کو ہو گئی وہ دونوں اکیلے ہی مکہ کی طرف نہیں گئے ہوئے تھے بلکہ ان دونوں کے ساتھ ان کے کچھ مسلح جوان بھی تھے پس رات کی تاریکی میں انہوں نے ہم پر شبخوں مارا اور رات کے اندر وہ شام کی غمناکی میں ذلت و پستی کے کفن۔ فطرت کی گہرائیوں میں رات کی رسوائیوں اور بدبختی کی پرچھائیوں کی طرح وارد ہوئے۔ ہمیں انہوں نے بدترین شکست دی۔ انہوں نے ہمارے ساتھیوں کا قتل عام نہیں کیا بلکہ ہماری بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے ساتھیوں کو گرفتار کر کے زبدہ اور زبائی دونوں اپنے قبیلے کی طرف لے گئے۔ مجھے اور میرے دو محافظوں کو انہوں نے چھوڑ دیا تا کہ اس واقعے کی خبر میں آپ تک پہنچاؤں

محترم ڈیوکاس۔ انہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو رہا کر دیا جائے تو وہ بھی ہمارے دو سو کے لگ بھگ قید کئے جانے والے رومن سپائیوں کو چھوڑ دیں گے۔ اب معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ڈیوکاس نے یہ خبر سننے کے بعد قہر بھرے انداز میں اس رومن سپہ سالار کی طرف دیکھا پھر نہایت ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگا تم جاؤ۔ مجھے کیا کرنا ہے یہ میں خود ہی سوچوں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ رومن سالار مڑا اور وہاں سے نکل گیا تھا۔ کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد افامیہ کے رومن حاکم ڈیوکاس نے اپنے سالار فیورس کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی رازداری سے کہنا شروع کیا۔

فیورس میرے عزیز! یہ زبدہ اور زبائی آج جھکڑ ہیں کل ہمارے لئے آندھی بھی ثابت ہو سکتے ہیں آج یہ گرم تند لاوا ہیں کل یہ آتش فشاں بن سکتے ہیں آج اگر یہ ہمارے لئے یا

اپنے صحرائی قبیلوں کے لئے آدمیت کی پہچان ہیں تو کل ہمارے لئے اذیت کا شمشان بھی بن [illegible]یں۔ قبل اس کے کہ وہ دونوں صحرائی ہمارے لئے پتھروں کے نگر میں روٹھی امیدوں [illegible] بیتے لمحوں جیسے ثابت ہوں قبل اس کے کہ وہ دونوں عرب کہیں کہیں آبادیوں میں ہمیں [illegible]ں کی اڑتی مٹی اور کھلیانوں کے بکھرتے تنکوں جیسا بے بس کر دیں ہمیں خود ان دونوں کے لئے صحرا کی بے چارگی بن کر حرکت میں آنا چاہئے اور انہیں اور ان کے سارے لواحقین کی زندگی کو دشت آوارگی جیسا بنا کر رکھ دینا چاہئے۔ سن فیورس۔ ہم ان دونوں کو موقع نہیں دیں گے کہ آنے والے دنوں میں یہ ہمیں بے بس کریں۔ ہم پہل کرتے ہوئے ان کی نظر کو بے بصیرت۔ ان کے جگر کو ریزہ ریزہ کریں گے۔ ان کے ہر قدم پر خوف و وحشت کھڑی کرتے ہوئے ان کی زندگی کو شکن شکن ہر نفس کو شور کی کانپتی لہروں میں تبدیل کرتے ہوئے ان کی روح کو ویرانیوں کا اثاثہ بنانا ہو گا۔ یہ زبدہ اور زبائی دونوں ہی انتہائی ہولناک عرب جنگجو ہیں۔ لہذا میرے بھائی اگر ہمیں اپنے علاقوں کا تحفظ چاہتے ہیں تو پھر ان دونوں کی زندگی کے اوراق میں کوئی تحفظ اور امان نہیں رہنے دینا چاہئے۔

فیورس میرے عزیز۔ اب تو اٹھ اور عربوں کے قبیلے بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو رہا کر دے اور اسے ایک محافظ دستے کے ساتھ اسے اس کے قبیلے کی طرف روانہ کر دے تا کہ جب یہ بنو بکر کا سردار وہاں پہنچے تو ہمارے دو سو قیدی بخیریت ہمارے پاس پہنچ جائیں۔ سن فیورس جس وقت ہمارے دو سو قیدی بخیریت ہمارے پاس افامیہ پہنچ جائیں گے تو ہم ایک جرار لشکر لے کر افامیہ سے نکلیں گے اور صحرائے پالمیرہ میں عربوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دیں گے تا کہ آنے والے دور میں یہ عرب ہمارے لئے خطرہ نہ بنیں۔ اب تو ابھی سے دو کاموں کی ابتدا کر۔ ایک تو بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو محافظ دستے کے ساتھ صحرائے پالمیرہ کی طرف روانہ کر دے دوسرے تو آج سے ہی ان عربوں کے خلاف جنگ کی تیاریوں کی ابتدا کر دے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی گردن اثبات میں ہلاتے ہوئے فیورس اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا تھا۔

○○○○

بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان ایک روز رومن محافظوں کے ساتھ صحرائے پالمیرہ میں اپنے نخلستانوں میں داخل ہوا۔ جس وقت وہ اپنے نخلستان کے قریب آیا تو صحرائے پالمیرہ کے دیگر عرب قبائیل کے سرداروں کے علاوہ زبدہ اور زبائی نے بھی پرجوش انداز میں اس کا استقبال کیا تھا۔

اس موقع پر انگنت مسلح عرب نوجوان اس نخلستان میں جمع تھے اور اپنی کامیابی اور کامرانی پر انتہائی پرجوش انداز میں نعرہ زن تھے۔ قبائیل کے سارے سرداروں سے گلے ملنے کے بعد جس وقت معدان بن حلوان زبدہ اور زبائی سے باری باری گلے ملا پھر اس نے مصافحہ کیا تو تھوڑی دیر تک وہ عجیب سی عقید تمندی میں باری باری ان دونوں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر سب کی موجودگی میں اس نے زبدہ اور زبائی کو مخاطب کرتے ہوئے کسی قدر بلند آواز میں کہنا شروع کیا تاکہ آس پاس کھڑے ہوئے لوگ بھی اس کی آواز کو سنیں۔

میرے دونوں عزیزو۔ میرے فرزندوں۔ تم نے ان رومن دستوں کو جنہیں تمہاری گرفتاری کے لئے بھیجا گیا تھا اسیر اور قیدی بنا کر رومنوں پر یہ ثابت کیا ہے کہ صحرائے پالمیرہ کے عربوں پر دھوکہ دہی سے قابو پانا اتنا آسان نہیں ہے۔ سنو میرے بچوں۔ تم دونوں یقیناً ان صحراؤں میں عرب قبائیل کے لئے دوری کرب کی فضاؤں میں متاع جاں کا اثاثہ۔ کوئے ملامت میں ارتقاء کی بلندی کی دہلیز۔ دشت زیست کی پرخار رہگزر میں سپنوں کے نگر اور تمناؤں کے شہر ہو۔ میرے بچوں۔ تم دونوں یقیناً بیتے دنوں کی خوشیاں سمیٹتے۔ ان صحراؤں میں عربوں کے لئے زندگی کے سائبان۔ مشیت کے فرمان ہو۔ تم دونوں کی جرائتمندی کا طور۔ شجاعت کا انداز۔ نغمے بکھیرتے جوان جذبوں کی مانند ہے۔ اپنے سامنے تم نے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرنے والے رومنوں کی حالت نجد کی تنہائیوں میں قیس کی آوازوں۔ خاموشی میں گھلی یادوں کی تلخیوں اور لبوں پہ اظہار کی تشنگی سی بنا کر رکھی ہے۔ میرے بچوں تم دونوں کی شخصیت پر معدان بن حلوان ہمیشہ فخر محسوس کرتا رہے گا۔ اس لئے کہ اس صحرائے پالمیرہ میں تم دونوں ہم عربوں کی بھولی بھالی [illegible] خواہشوں میں سرسبز میٹھے پھل والے نخلستان ہو۔ میری دعا ہے کہ ابراہیم کا خداوند ان صحراؤں کے اندر عربوں کے دشمنوں کو ابد تک ملعون و مطعون رکھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان چند لمحوں تک خاموش رہا۔

پھر اشارے سے اس نے باقی قبائیل کے سرداروں کو اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ زبدہ اور زبائی دونوں کے ہاتھ پکڑ کر ایک طرف ہو لیا تھا۔ عام لوگوں سے تھوڑی دور جا کر معدان بن حلوان نے پھر سارے سرداروں کے ساتھ زبدہ اور زبائی کو مخاطب کرتے ہوئے اس بار انتہائی رازداری اور سرگوشی میں کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو! اس میں شک نہیں کہ وقتی طور پر ہم ان رومنوں کے مقابلے میں کامیاب رہے ہیں لیکن میں ان رومنوں کی فطرت اور ذہنیت سے واقف ہوں۔ میں ڈیوکاس اور اس کے سپہ سالار فیورس سے بھی مل چکا ہوں۔ وہ دونوں ہی انتہائی بدنیت اور متنقل المزاج انسان ہیں۔ بیشک ہم نے ان کے رومنوں کو گرفتار کر کے اپنے لئے فوائد حاصل کئے ہیں اس کے نتیجے میں مجھے رہائی نصیب ہوئی ہے پر میرے ساتھیو یاد رکھنا۔ میری رہائی اور رومنوں کی اسیری ڈیوکاس اور فیورس کے لئے ایک ہتک آمیز فیصلہ ہے اور وہ دونوں یقیناً اسے اپنے لئے توہین خیال کریں گے۔ اور اپنی اس توہین کا بدلہ لینے کے لئے وہ ہم سے انتقام ضرور لیں گے۔

میرا دل کہتا ہے کہ جس وقت میری رہائی کے بدلے میں واپس جانے والے رومن افامیہ پہونچیں گے تو یہ ڈیوکاس اور فیورس دونوں مل کر اس صحرائے پالمیرہ میں ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ سردار معدان بن حلوان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے زبدہ بول پڑا۔

ابن حلوان۔ تمہارے اندازے تمہارے اندیشے درست ہیں۔ لیکن میں نے ان سارے خطروں ان سارے اندیشوں کی پیش بندی بھی کر رکھی ہے۔ جن رومنوں کو ہم تمہاری آزادی کے بدلے میں رہا کریں گے ان کے پیچھے پیچھے میں اپنے کچھ جاسوس بھی روانہ کرنے کا انتظام کر چکا ہوں۔ یہ جاسوس افامیہ پہونچیں گے اور ڈیوکاس اور فیورس کی پل پل کی حرکتوں کی ہمیں اطلاع دیں گے۔ اگر ان رومنوں نے ہم پر حملہ آور ہونے کی حماقت کی تو یہ جاسوس پیش بندی کے طور پر پہلے ہی ہمیں اطلاع کر دیں گے۔ پھر میرے خداوند کو منظور ہوا تو اس صحرائے پالمیرہ میں اس ڈیوکاس اور فیورس کے سارے ہی ارادوں کو ہم ناکامی اور خاک میں ملا کر رکھ دیں گے۔ زبدہ کی اس گفتگو کے بعد معدان بن حلوان تھوڑی دیر تک تحسین آمیز انداز میں زبدہ کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ کہہ اٹھا۔

زبدہ میرے بیٹے ۔ تمہاری پیش بندی یقیناً قابل تعریف ہے ۔ میرے بیٹے اگر تم
اپنے مخبران رومنوں کے پیچھے پیچھے روانہ کرتے ہو تو یاد رکھنا ان کی روانگی کے ساتھ ہی تم
رومنوں سے ٹکراؤ کے لئے اپنی تیاریوں کی بھی ابتدا کر دینا ۔ اس پر زبدہ پھر بول پڑا ۔ اے
ابن حمدان ۔ مطمئن رہ ۔ ۔ جب سے میں اور زبائی کعبہ کا طواف کرنے کے بعد اپنے ان
نخلستانوں میں واپس آئے ہیں تب سے ہی ہم نے اپنی جنگی تیاریوں کی ابتدا کر رکھی ہے ۔
ہمیں پہلے ہی رومنوں کی طرف سے کسی بڑے اقدام کا خطرہ تھا ۔ لہذا رومن جس وقت بھی
ان صحراؤں میں ہمارے ساتھ ٹکرائیں گے میرے خداوند نے چاہا تو ہم انہیں ان صحراؤں
میں بدترین شکست دی کر پسپا ہونے پر مجبور کریں گے ۔

زبدہ کا یہ جواب سن کر نہ صرف ابن حلوان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی بلکہ
دوسرے سردار بھی مطمئن دکھائی دے رہے تھے ۔ پھر بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان
زبدہ اور زبائی دونوں کے ہاتھ تھامے اپنی حویلی کی طرف لے جا رہا تھا ۔

پانچ سوار اس شاہراہ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے جو افامیہ سے ہیلیو
پولس سے ہوتی ہوئی تدمر کی طرف جاتی تھی ۔ گرما کا موسم اپنے عروج پر تھا ۔ صحرا کے اندر
آئینوں کو پگھلا دینے والی دوپہر کی چندائیں بے سماعت نواؤں اور آتش پنہاں کے شراروں
کی طرح فضاؤں میں گھل گئی تھی اہل جفا کے عتاب کی طرح سفاک صرصر کی یورش نے
صحرائی ٹیلوں کو ریزہ ریزہ کرنا شروع کر دیا تھا ۔ گرد بادوں میں پھنس کر ریت کے ذرے
چاروں طرف اژدھوں کی طرح رقص کرنے لگے تھے ۔ بیکراں تپتے صحرائے پالمیرہ کی پیاس
ریگ و صرصر کے بے ثمر بگولوں کی طرح چاروں طرف اڑتی پھر رہی تھی ۔ ایسے میں وہ پانچوں
سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے صحرا سے نکل پھر بنو بکر کے ایک نخلستان میں وہ
داخل ہوئے نخلستان میں جہاں دور دور تک بستیاں پھیلی ہوئی تھیں وہاں حد نگاہ تک
کھجوروں کے درخت بھی لہلہاتے دکھائی دے رہے تھے ۔ وہ پانچوں سوار ایک نخلستان کے
قریب آ کر رک گئے انہوں نے دیکھا نخلستان میں کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ تلے زبدہ اور
زبائی کے علاوہ بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان ۔ بنو عبد قیس کا سردار غوث بن مازن بنو
تغلب کا سردار ارسلہ بن ربیعہ اور بنو ایاد کا سردار حرث بن اعرا بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہ کسی
موضوع پر گفتگو کر رہے تھے ۔ پانچوں سوار ان کے قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اترے ۔ وہ
خاموش ہو گئے اور کسی قدر بے چینی اور پریشانی میں اپنے قریب آ کر رکنے والے پانچوں
سواروں کی طرف دیکھنے لگے تھے ۔

جونہی وہ پانچوں سوار قریب آئے اور وقت بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان نے اپنی قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک نوجوان کو مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں وہ اور اس کا ایک ساتھی وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ اتنی دیر تک پانچوں سوار قریب آگئے تھے۔ معدان بن حلوان نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

میرے عزیزو! تمہارے چہرے بتاتے ہیں کہ تم ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آئے۔ ان پانچوں سواروں نے جو عرب قبائیل کے مخبر تھے باری باری سارے سرداروں کے علاوہ زبدہ اور زبائی کی طرف دیکھا۔ پھر ان میں سے ایک خصوصیت کے ساتھ گہری نگاہوں سے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ اٹھا۔

اس میں شک نہیں کہ ہم پانچوں بری خبر لے کر آئے ہیں۔ ہم ان مخبروں میں سے ہیں جنہیں محترم زبدہ نے رومنوں کی جاسوسی کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ جن رومنوں کو سردار معدان بن حلوان کی آزادی کی وجہ سے ہم نے یہاں سے رہا کر کے بھیجا تھا جونہی وہ افامیہ پہنچے۔ افامیہ کے رومن حاکم ڈیوکاس نے ہم پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں کو آخری شکل دیدی تھی۔ اب ہم جو خبر لے کر آئے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک رومن سالار جس کا نام فیورس ہے جو افامیہ کے لشکروں کا سالار اعلیٰ ہے وہ افامیہ سے نکل کر بڑی تیزی سے ہمارے نخلستانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے پیشقدمی کر رہا ہے۔ اور اگر ہم نے فیورس کے اس لشکر کی مناسب جگہ راہ نہ روکی تو یہ ہمارے نخلستانوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔ کیونکہ فیورس ایک بہت بڑا اور جرار لشکر لے کر ہمارے نخلستانوں کا رخ کر رہا ہے۔

اس مخبر کی اس اطلاع پر زبدہ اور زبائی دونوں کی حالت غضب کے اڑتے بادلوں۔ انتقام کے خونی سیالوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ دونوں نے لمحہ بھر کے لئے ایک دوسرے کی طرف اپنے شناسا انداز میں دیکھا پھر آنے والے مخبروں اور اپنے اردگرد بیٹھے سارے لوگوں کو مخاطب کر کے زبدہ کہہ اٹھا۔

میرے عزیزو! میں جانتا ہوں رومن انتہا درجہ کے پست لوگ ہیں۔ ظلم ان کی فطرت۔ قتل و غارت گری ان کی عادت ہے۔ اس کے باوجود میرے خداوند نے چاہا تو اس صحرائے پالمیرہ میں ہم رومنوں کے پاؤں میں زخموں کی زنجیریں ڈالیں گے ان کی نظر نظر

ویرانیوں میں احساس کی محرومیاں۔ راہوں کی سیاہیاں بھر دیں گے رومن جو اپنی طاقت کے نشے میں صحرائے پالمیرہ میں ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے پیشقدمی کر رہے ہیں ابراہیم کے خداوند نے چاہا تو ہم ان کی سانس کی ڈوریاں کاٹیں گے ان کے سروں پر دوپہر کی تلوار اور آواز و انداز سے ماورا نا تمام خواہشوں کی طرح چھائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ خاموش ہوا پھر اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے زبائی سے اس نے تھوڑی دیر تک رازدارانہ گفتگو کی اس کے بعد اس گفتگو کے جواب میں زبائی نے اپنے قریب ہی بیٹھے ہوئے جوانوں سے بڑی دھیمی آواز میں کوئی حکم دیا جسے سنتے ہی وہ جوان لبیک لبیک پکارتے ہوئے عربوں کے مختلف قبیلوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔ ساتھ ہی زبدہ اور زبائی زہریلے سانپوں کی طرح کھڑے ہوئے پھر قبائیل کے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے زبدہ کہنے لگا۔

میرے محترم عزیزو۔ میں اور زبائی ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں گے اور آنے والے یہ مخبر بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔ تاکہ یہ رومنوں کے پیشقدمی کرنے والے لشکر کی یہ ہمارے لئے نشاندھی کر سکیں۔ میں اور زبائی دونوں رومن لشکر کو اپنے نخلستانوں سے دور صحرائے پالمیرہ کی تاریکیوں میں روکنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اب تم سب اول اٹھو اور ہمارے کوچ کی تیاریاں کراؤ۔ اس کے ساتھ سارے سردار اپنی جگہ سے اٹھے اور بڑی تیزی سے وہ اپنے اپنے قبیلے کی طرف جا رہے تھے۔ زبدہ اور زبائی بھی ایک طرف چل دیئے تھے۔ قبائیل کے ان نخلستانوں میں اس خبر کے باعث ایک افراتفری اور ہلچل کا عالم برپا ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اپنے آپکو پوری طرح مسلح کرنے کے بعد زبدہ اپنے گھر سے نکلا۔ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا کھجوروں کے ایک جھنڈ کے پاس آیا۔ تو اس نے ایک دم اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لی تھیں۔ ایک کھجور کے تنے کی اوٹ میں ایک لڑکی کھڑی تھی۔ زبدہ کی نگاہ اسی پر پڑی تھی۔ اسی بناء پر وہ اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے رک گیا تھا۔ کھجور کے تنے کی اوٹ میں کسی کی منتظر اس لڑکی کی خوب روئی۔ پیار کی خوشبو۔ جذبوں کی حرارت جیسی۔ اس کی شادابی۔ محبت کی تمازت۔ قربتوں کے لمحوں۔ اس کی جوانی کرنوں اور مہکتی ہواؤں کے جھونکوں کے دوش پر چاہتوں کے پیغام جیسی۔ اس کی نفاست نور کی

تھرکتی زرفشاں ندیوں ۔ کنول کنول آنکھوں میں خوابوں کی تتلیوں اور خوبصورتی جذب و کشش کی لہروں میں جمالیات شعور ۔ اور لمحہ وصل جیسی تھی ۔ اپنے گھوڑے کو روکنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے زبدہ نے اس لڑکی کی طرف دیکھا پھر وہ وہیں رک کر کسی کا انتظار کرنے لگا تھا ۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک طرف سے زبائی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا اور اس جگہ آن رکا جہاں زبدہ شاید رک کر اس کا ہی انتظار کر رہا تھا ۔ جب زبائی اس کے قریب آیا تب زبدہ نے زبائی کو مخاطب کیا ۔

زبائی میرے عزیز بھائی ۔ وہ سامنے کھجور کے تنے کی طرف دیکھو اس کی اوٹ میں عنیزہ بنت غوث کھڑی ہے ۔ زبائی میرے بھائی میں جانتا ہوں تو عنیزہ کو پسند کرتا ہے وہ تمہیں چاہتی ہے تم سے محبت کرتی ہے ۔ جاؤ اس سے مل لو ۔ اس کے بعد یہاں سے کوچ کرتے ہیں ۔ میں جانتا ہوں وہ تم سے ملنے ہی کے لئے کھجوروں کے اس جھنڈ میں بیچاری اکیلی آئی ہے دیکھو زبائی میرے بھائی فکر مند مت ہونا ۔ میں جانتا ہوں عنیزہ عبد قیس کے سردار غوث بن مازن کی بیٹی ہے ۔ تمہارا تعلق بھی بنو عبد قیس سے ہے ۔ بنو عبد قیس ہی نہیں صحرائے پالمیرہ کے سارے عرب قبائیل میں کوئی جوان ایسا نہیں جو تمہاری ہم عصری کر سکے ۔ میرے عزیز بھائی میں عنقریب اس سلسلے میں غوث بن مازن سے بات کرونگا ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں یہ عنیزہ بنت غوث تمہاری ہے اور تمہاری ہی رہے گی ۔ تم اس کے لئے وہ تمہارے لئے پیدا ہوتی ہے ۔ اب جاؤ اس سے ملو اسلئے کہ وقت ضائع کئے بغیر ہمیں یہاں سے کوچ کرنا چاہیے ۔

جواب میں زبائی نے عجیب سی عقیدت اور ممنونیت میں اپنے پہلو میں کھڑے زبدہ کی طرف دیکھا ۔ پھر اس کی نگاہیں جھکیں ۔ گھوڑے کی باگ پکڑ کر اس نے موڑا اور کھجور کے اس تنے کی طرف بڑھا جس کے پیچھے چھپ کر عنیزہ بنت غوث اس کی منتظر تھی ۔

زبائی جب کھجور کے اس درخت کے قریب جا کر اپنے گھوڑے اترا تب عنیزہ بنت غوث بھی کھجور کے تنے کی اوٹ سے نکل آئی تھی ۔ زبائی کو یوں اپنے قریب اور اپنے سامنے دیکھتے ہوئے حسین و خوبصورت عنیزہ اپنی خوبصورت سانسوں نگاہ خوشبو ۔ اپنے صندلی بازو گلاب بدن ۔ اپنے کھلتی کلیوں سے ہونٹوں ۔ شہاب گلاب رنگ اور اپنے کیف و رنگ کے صوت و آہنگ جیسے جذب میں محبتوں کے تمار ۔ رسیلی میٹھی پھوار ۔ اور لعل بدخشاں کی

آرزوں کے احساس کی طرح مہک اٹھی تھی ۔ اپنے گھوڑے سے اترنے کے بعد زبائی اس کے قریب آیا ۔ اس موقع پر زبائی اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عنیزہ پہلے ہی بول پڑی

زبائی میرے حبیب ۔ مجھے خبر ہوئی کہ تم اور زبدہ دونوں رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرنے والے ہو لہذا تم سے ملنے کے لئے میں بھاگی بھاگی کھجوروں کے اس جھنڈ میں چلی آئی ۔ یہ وہی جھنڈ ہے جہاں اکثر و بیشتر ہم دونوں ملتے ہیں ۔ زبائی میری دعا ہے کہ رومنوں کے مقابلے میں ابراہیم کا خدا تمہیں اور زبدہ بھائی کو کامرانیاں اور ظفر مندیاں عطا کرے ۔ زبائی اب تو اپنی ذات میں اکیلا نہیں ۔ میں عنیزہ بنت غوث بھی تمہارے ساتھ وابستہ ہوں ۔ لہذا دانستہ اور جان بوجھ کر اپنے آپکو خطرات میں نہ ڈالنا ۔ میں ان نخلستانوں سے باہر نکل کر ریت کے کسی ٹیلے پر کھڑی ہو کر تمہاری آمد کا انتظار کروں گی ۔

جواب میں تھوڑی دیر تک زبائی کی گردن جھکی رہی پھر وہ کہنے لگا ۔ عنیزہ بنت غوث ۔ میں تمہارا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم نے بنو عبد قیس کے سردار کی بیٹی ہوتے ہوئے مجھے اپنی محبت اپنی چاہت کے قابل سمجھا ۔ پر آج میں تم سے ملتے ہوئے ایک عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا ہوں ۔ زبدہ کے الفاظ نے مجھے غم زدہ اور فکر مند کر دیا ہے ۔ عنیزہ نے چونک کر پوچھا کیا ہوا ۔ جواب میں زبائی پھر کہنے لگا ۔

عنیزہ ۔ مجھے زبدہ کی حالت نے فکر مند اور پریشان کر دیا ہے ۔ وہ یہیں رک کر میرا انتظار کر رہا تھا جب میں یہاں آیا تو اسنے کہا دیکھ کھجور کے تنے کے پیچھے عنیزہ بنت غوث کھڑی تمہاری منتظر ہے وہ کہہ رہا تھا کہ میں جانتا ہوں تم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو ۔ اس نے مجھے یہ بھی یقین دلایا کہ فکر مند نہ ہونا ۔ عنقریب وہ تمہارے باپ سے بات کرے گا اور ہم دونوں کے وصل کا اہتمام کرے گا ۔ عنیزہ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ یہ زبدہ ایک عجیب و غریب انسان ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ قبائیل کی اکثر لڑکیاں اس پر نگاہ رکھتی ہیں اسے پسند کرتے ہیں لیکن آج تک زبدہ نے کسی بھی لڑکی کو اپنے لئے نہیں چنا ۔ میں پریشان میں غمزدہ ہوں کہ زبدہ کا بھی کوئی سہارا ۔ زبدہ کا بھی کوئی ہمدرد اور نگہبان ہونا چاہیے ۔ تم جانتی ہو عنیزہ کہ اس کا کوئی بہن بھائی نہیں ۔ ماں باپ اس کے فوت ہو چکے ہیں اور وہ اکی

حویلی میں اکیلا رہتا ہے۔ گو میری بھی صرف ایک ماں اور ایک بہن ہی ہے لیکن جب کبھی بھی میں اپنی ماں اور بہن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہوں یا خوش گفتاری کرتا ہوں تو قسم ابراہیم کے خداوند کی مجھے زبدہ ضرور یاد آتا ہے۔ اور اسکی بے بسی اس کی تنہائی اور اسکے اکیلے پن پر میں اکثرو بیشتر فکر مند اور غم زدہ ہو جاتا ہوں۔

زبائی کی اس گفتگو پر عنیر نے تھوڑی دیر تک فکر مندی اور غم میں اپنی گردن جھکائے رکھی۔ پھر اس کی فکر گیر اور روتی ہوئی آواز سنائی دی۔

زبائی میرے حبیب آپ کا کہنا درست ہے قسم خدائے لازوال کی یہ زبدہ ان صحراؤں میں عرب قبائیل کا گڈریہ اور چوپان ہے۔ یہ صحرائے پالمیرہ کا پاسبان اور محافظ ہے اس کے بغیر ان صحراؤں کے اندر ہم سب عرب غیر محفوظ ہیں۔ زبائی میرے حبیب! زبدہ ہمارے صحرائی نخلستانوں کی روح اور پہچان ہے۔ قسم ابراہیم کے خداوند کی ان صحراؤں کی ہر لڑکی زبدہ پر اپنا دل اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے تیار ہے۔ زبائی! تم اس موضوع پر میرے بھائی زبدہ سے گفتگو کرنا۔ تمہاری طرح میں بھی چاہتی ہوں کہ قبیلوں کے اس پاسبان کا گھر آباد ہو۔ زبائی! زبدہ جس لڑکی کی طرف بھی اشارہ کرے اسی کو اس کا ہمسفر بنایا جاسکتا ہے۔

اس پر زبائی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور وہ عنیر بنت عوث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ عنیر! میں اب رخصت ہوتا ہوں زبدہ بیچارہ منہ دوسری طرف کیے بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہا ہوگا۔ وہ صرف ہمیں باہم گفتگو کا موقع دیئے ہوئے ہے ہمیں فی الفور یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔ اداس انداز میں عنیر نے اپنی گردن اثبات میں ہلاتے ہوئے زبائی کو رخصت کی اجازت دی جس پر زبائی فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے عنیر کو الوداع کہا پھر وہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا زبدہ کے قریب آیا۔ قبل اس کے کہ اس کی آمد پر زبدہ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتا اور آگے بڑھاتا۔ زبائی نے اسے مخاطب کیا۔

زبدہ میرے بھائی! میرے عزیز! عنیر بنت عوث نے جہاں میرے ساتھ میرے حبیب کی حیثیت سے گفتگو کی وہاں میرے بھائی تمہارے متعلق بڑے غمزدہ لہجے میں ایک بھائی کی حیثیت سے گفتگو کی۔ زبدہ میرے بھائی ہم دونوں چاہتے ہیں کہ صحرائے پالمیرہ کے

چاند کی نرم سمیں ضیا۔ راتوں کی حسین تنہائیوں اور دام فسوں پھیلاتی ساعتوں میں آپ کا کوئی ساتھی ہونا چاہیئے۔ میرے بھائی نوحہ کرتے وقت۔ سسکیاں بھرتی ہواؤں۔ بے انت بے کنار دشت میں کوئی ایسی لڑکی ضرور ہونی چاہیئے جس کی حیثیت آپ کی رفیقہ کی سی ہو۔ زبدہ میرے بھائی آپ کب تک زیست کی راہوں۔ بھنور بھنور بستیوں۔ گمنام بیتے لمحوں۔ قدیم قصے کہانی۔ پرانی کتھاؤں جیسی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔

زبائی کی اس ساری گفتگو کے جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک مسکرا کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر لمحہ بھر کے لئے اس کی گردن جھکی کچھ سوچا۔ پھر اس نے زبائی کی طرف دیکھا تھا۔

زبائی! میرے دوست میرے رفیق۔ میرے بھائی میں تیرے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔ پر سن۔ میں شام سویرے گھپ اندھیروں میں صدیوں سے بس ایک ہی ڈگر پر بے صوت و صدا الفاظ کی طرح سفر کرنے والا ایک ایسا راہی ہوں جس کی کوئی منزل نہیں۔ کالے قہر۔ پیلے موسموں کی چپ اور صدیوں کے قحط کی صورت میں صحرائے پالمیرہ اور اس صحرا کی وسعتوں میں پھیلے چاندنی کے شہر خوشبو اور خواہشوں کے کنوارے کھیتوں جیسے نخلستان ہی میرے رفیق ہیں۔ زبائی! دشمنوں پر بغض وعداوت۔ تہذیب کے سرطان۔ کڑے قوموں کی فرقت۔ اعصاب کے عذاب۔ اندیشوں کے سیل بے اماں اور مرگ و زیست کے خونی تماشے کی طرح نازل ہونے والی میری تلوار ہی میرے لئے نئے دنوں کی بشارتوں جیسی میری رفیقہ ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ میرے لئے یہی سب کچھ ہے۔ میں اس صحرا کا بیٹا اور اس کے اندر پھیلے بکھرے عربوں کے نخلستانوں کا محافظ اور چوپان ہوں۔

زبدہ شاید مزید کچھ کہتا پر زبائی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اپنی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔

زبدہ! میرے بھائی۔ میں کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ ان صحراؤں اور نخلستانوں میں خاموشی کے لمحوں کسیلی سانسوں اور چپ کے بیتے ساگر جیسی زندگی بسر کرتے رہیں۔ میرے بھائی! ان صحراؤں اور نخلستانوں میں پرتو حسن زیست۔ سحر کے استعاروں اور خوابوں کے سنہرے منظر جیسی بے شمار ایسی خوبصورت اور حسین

لڑکیاں ہیں جو آپ کی طرف سے صرف ایک لفظ محبت سن کر اپنا سب کچھ آپ پر نچھاور
کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ میرے بھائی تم ان نخلستانوں میں کسی لڑکی کی طرف اشارہ تو
کر کے دیکھو ۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ اسی لڑکی کو تمہاری شریک حیات بنا دوں گا

زبدہ میرے بھائی تم جانتے ہو ۔ میں تمہیں اپنے بھائیوں جیسا عزیز و محترم رکھتا
ہوں ۔ میں نہیں چاہتا کہ ان صحراؤں ان نخلستانوں میں تم ہمارے اندر مجرد زندگی بسر
کرتے رہو ۔ میرے عزیز ۔ میری اور عنیز کی اس پیشکش پر تم غور ضرور کرنا ۔

جواب میں زبدہ تھوڑی دیر مسکراتے ہوئے زبائی کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا ۔

سن زبائی میرے عزیز! یہ ان باتوں کا وقت نہیں ۔ آؤ اس مقصد کی طرف چلیں
جس کے لئے ہم نکلے ہیں ۔ جس موضوع پر تو نے گفتگو کی ہے اس پر بعد میں بھی غور و فکر کیا
جا سکتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی زبدہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی اسے دیکھتے ہوئے
زبائی بھی اپنے گھوڑے کو ہانک چکا تھا ۔

جب وہ اس نخلستان کے پاس آئے جہاں سے تھوڑی دیر پہلے وہ اٹھ کر گئے تھے تو
انہوں نے دیکھا پانچوں عرب قبائیل کا متحدہ لشکر وہاں جمع ہو چکا تھا ۔ پانچوں قبائیل کے
سردار بھی وہاں موجود تھے ۔ زبدہ اور زبائی کے وہاں آنے پر عرب قبائیل کے وہ جنگجو بڑے پر
جوش انداز میں نعرے بلند کرنے لگے تھے ۔ زبدہ نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو خاموش
رہنے کے لئے کہا ۔ اتنی دیر تک پانچوں عرب قبائیل کے سردار بھی زبدہ اور زبائی کے قریب
آئے اس موقع پر زبدہ نے ان پانچوں کو مخاطب کیا ۔

میرے محترم سردارو ۔ میں اور زبائی اپنے اس متحدہ لشکر کے ساتھ ابھی اور اسی
وقت یہاں سے صحرائے پالمیرہ کے اندرونی حصوں کی طرف کوچ کر رہے ہیں ۔ جو مخبر
رومنوں کے حملہ آور ہونے کی اطلاع لے کر آئے ہیں انہیں میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا
اور صحرا کے اندر انہیں پھیلا دوں گا تاکہ وہ رومنوں کی نقل و حرکت سے متعلق ہمیں آگاہ
کرتے رہیں ۔ صحرا میں کافی اندر جانے کے بعد میں رومنوں کو ایسی بھول بھلیوں میں ڈالوں
گا کہ صحرائے پالمیرہ میں انہیں اپنے لئے موت کے مسکن کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا ۔
میرے اور زبائی کے بعد تم لوگ مستعد رہنا ۔ ہو سکتا ہے رومن دھوکہ دہی سے کام لیتے

ہوئے چند ایسے دستے علیحدہ کر کے ادھر روانہ کر دیں جو ہمارے نخلستانوں پر حملہ آور ہونے
کی کوشش کریں ۔ یہ متحدہ لشکر میں اور زبائی لے کر جا رہے ہیں اور یہاں بھی قبائیل میں
بہت سے جنگجو بچتے ہیں جن کی مدد سے آپ سب سردار رومنوں کے ایسے حملے کو ناکام بنانے
میں کامیاب ہو سکتے ہیں ۔ زبدہ کی اس گفتگو کے جواب میں بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان
بول پڑا ۔

زبدہ اور زبائی میرے دونوں فرزندوں ۔ تم دونوں مطمئن ہو کر رومنوں کے
مقابلے پر جاؤ ۔ اگر رومنوں نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے تم دونوں کی عنیر موجودگی
میں ہمارے نخلستانوں کو اپنا ہدف بنانے کی کوشش کی تو ہم ایسا منہ توڑ جواب دیں گے
کہ دوبارہ وہ صحرائے پالمیرہ کے چور راستوں سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہونے کے متعلق
سوچ تک نہ سکیں گے ۔

معدان بن حلوان کا یہ جواب سن کر زبدہ اور زبائی دونوں مطمئن ہو گئے تھے ۔ پھر
اپنے لشکر کو وہ حرکت میں لائے اور صحرائے پالمیرہ کے اندرونی حصوں کی طرف وہ کوچ کر
گئے تھے ۔

اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے زبدہ اور زبائی اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے جو
امافیہ کی طرف جاتی تھی ۔ پھر اچانک صحرائے پالمیرہ میں ایسی جگہ جہاں ریت کے ٹیلے
چھوٹے چھوٹے کوہستانی سلسلے جیسے بلند تھے وہاں جا کے زبدہ نے اپنے لشکر کو رک جانے کا
حکم دیدیا تھا ۔ لشکر جب رک گیا تب زبدہ نے اپنے پہلو میں زبائی کی طرف دیکھتے ہوئے
کہنا شروع کیا ۔ سن زبائی میرے بھائی ۔ اسی جگہ ہم رومنوں کا مقابلہ کریں گے ۔ یہ
کوہستانی سلسلوں کی طرح ریت کے بلند ٹیلے یقیناً رومنوں کے مقابلے میں ہمارے لئے
بہتر اور سود مند ثابت ہو سکتے ہیں ۔ زبائی تو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہاں سے بائیں
جانب ریت کے بلند ٹیلوں کی اوٹ میں ہو جا ۔ جس قدر ہمارے پاس پانی اور خوراک کا
ذخیرہ ہے وہ بھی میرے عزیز بھائی آدھا آدھا کر لے ۔ آدھا تو اپنے پاس رکھ ۔ آدھا تو میرے
لئے چھوڑ ۔ اپنے لشکر کو لے کر شاہراہ کے بائیں جانب جو بلند ٹیلے ہیں ان کی اوٹ میں ہو جا
میں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر دائیں جانب جاتا ہوں ۔ میں ابھی ان جاسوسوں کو روانہ
کرتا ہوں تاکہ وہ ہمیں رومنوں کی آمد سے آگاہ کرتے رہیں ۔ زبائی میرے بھائی! جونہی اس

شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے رومن یہاں آئیں گے ہم دونوں بھائی پہلے ان پر دائیں بائیں سے تیراندازی کریں گے ۔ تیراندازی کرتے ہوئے پہلے رومنوں کو خوب نقصان پہنچایا جائے گا ہم دیکھیں گے کہ رومن لشکر میں ہماری تیراندازی کے باعث ایک کھلبلی اور افراتفری مچ گئی ہے تب میرے بھائی میں جلتے پروں کا ایک تیر فضا میں چھوڑوں گا یہ اس بات کی نشاندہی ہوگی کہ اب میں گھات سے نکل کر رومنوں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے ۔ وہ تیر دیکھتے ہی تم اپنے لشکر کے ساتھ گھات سے نکل کر رومنوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہونا سامنے کی طرف سے میں انہیں اپنا ہدف بناؤں گا اس طرح مجھے امید ہے کہ ہم رومنوں کو بدترین اور ذلت آمیز شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

زبائی نے زبدہ کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کیا ۔ پھر زبائی اپنے حصے کے لشکر خوراک اور پانی کے ساتھ بلند ٹیلوں کے پیچھے بائیں جانب گھات میں چلا گیا تھا جبکہ زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ شاہراہ کے دائیں جانب گھات میں بیٹھ گیا تھا ۔ زبدہ نے اپنے مخبروں کو رومنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کر دیا تھا ۔

OOOO

وقت گزرتا رہا ۔ سورج غروب ہوا اور ہر شئے پر شب نے اپنی طیلسان پھیلانی شروع کر دی تھی ۔ رات چاندنی تھی جس نے صحرائے پالمیرہ کی شب کو بقعہ نور بنا کر رکھ دیا تھا ۔ بے پراڑانوں کے ریت کے گرداوڑ پر سکون تھے ۔ صحرائے پالمیرہ میں چاروں طرف چاندنی رات میں صبح خاموش کے اندر معتبر رازوں ۔ بیتے لمحوں کی خوشیاں سمیٹتے ان کے خوابوں اور چپ کی زبان سے فطرت کے گیت گاتے آنے والے برسوں کے تصورات جیسی خاموشی تھی ریت کے بڑے بڑے ٹیلے صحرائے پالمیرہ کے اندر اس بت خانہ اوہام ۔ شہر مفارقت ۔ بے سنگ میل راستوں ۔ پتھریلی مسافتوں اور ملگجی ریت کے مسافروں کی طرح کھڑے تھے جیسے بڑی بے چینی کے ساتھ وہ کسی کے منتظر ہوں ۔

ایسے میں عرب مخبروں نے واپس آکر زبدہ اور زبائی کو یہ اطلاع دی کہ رومن بڑی تیزی سے ان کے نخلستانوں کی طرف جانے والی شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے انہی ٹیلوں کی

طرف پیشقدمی کر رہے ہیں جنہیں وہ گھات لگائے بیٹھے ہیں ۔ یہ خبر آنے کے بعد زبدہ اور زبائی اپنے لشکر کے ساتھ دونوں مستعد ہو گئے تھے ۔

بڑی تیزی سے ریگستانی شاہراہ پر سفر کرتا ہوا رومن لشکر جب اس جگہ پہنچا جہاں شاہراہ کے دونوں جانب زبدہ اور زبائی گھات لگائے بیٹھے تھے تب رومن لشکر کے وسطی حصے پر سب سے پہلے زبدہ کی طرف سے تیراندازی کی گئی اس کے ساتھ ہی زبائی کی طرف سے بھی تیز تیراندازی شروع ہو گئی تھی ۔ رات کی تاریکی میں اچانک اس تیز اور موسلا دھار بارش جیسی تیراندازی کے باعث رومن لشکر میں بے جا دلیلوں میں الجھے ذہن ۔ دل کی بے ربط دھڑکنوں اور بے ضبط لکھے جملوں جیسی بدنظمی ۔ بکھرے حروف میں دھکے کھاتے نایافت معانی اور پانی کو پکارتی سسکیاں لیتی پیاس جیسی افراتفری ۔ احساس زیاں کے مقتل اور چارسو پھیلی وحشت جیسا خوف و ہراس پھیل گیا تھا ۔ اچانک تیراندازی کے باعث رومن لشکر کا سالار فیورس رات کی تاریکی میں بلند آواز میں اپنے لشکریوں کو پکارتے ہوئے انہیں منظم اور حوصلہ مند رہنے کی تلقین کر رہا تھا ۔

جس وقت زبدہ اور زبائی کی طرف سے تیراندازی کے باعث رومنوں کی حالت بادو باران کی کندہ کاری اور بند گلیوں میں تاریکی کے اندر خطرات کے جوش مارتے بھنور جیسی ہو رہی تھی اچانک زبدہ نے جلتے پروں کا ایک تیر فضا میں بلند کیا اس کے بعد وہ فوراً اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ اپنی گھات سے نکلا اور سامنے کی طرف سے رومن لشکر پر وہ حالات کا رخ بدلتے آفت جاں طوفانوں ۔ خوابوں کی تعبیر بدلتے زیست کی خود فریبی کے اوہام اور درد فرقت کے پیوند لگاتے دکھ کے خونی افسانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا ۔

یہ رومنوں کے لئے ایک طرح سے دوسری آفت تھی جو ان پر ٹوٹی تھی ۔ پہلے وہ تیراندازی کے باعث بے نظم ہوئے تھے اب زبدہ کے حملوں نے انہیں ہلا کر رکھ دیا تھا ۔ پھر وہ تیسری آفت کا شکار ہوئے اس لئے کہ زبدہ کے حملہ آور ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد زبائی بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنی گھات سے نکلا پھر وہ بے ریا دکھ میں جوش مارتے نفرت کے تلاطم ۔ پاؤں سے لپٹ جانے والے خوف ۔ ستم پرور جذبوں اور انوکھی فتوحات کی بشارت دیتے چپ کے بے آب سازوں کی طرح رومنوں پر ٹوٹ پڑا تھا ۔ رومن لشکر کے سالار فیورس نے جب یہ حالت دیکھی تو اس نے بڑی تیزی سے کسی قدر اپنے لشکر کو سنبھالا

پھر وہ بھی دونوں جانب زندگی کے مسلسل جبر۔ بھوکی جبلتوں اور گھات سے نکلنے والے درندوں کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا۔ لیکن اس کے یہ حملے کارگر ثابت نہ ہو رہے تھے۔ اس لئے کہ سامنے اور پشت کی جانب سے زبدہ اور زبائی نے خوفناک حملے کرتے ہوئے تیزی کے ساتھ رومنوں کو اپنے سامنے بے بس اور مجبور کرنا شروع کر دیا تھا۔

جس وقت جنگ اپنے عروج پر تھی اچانک رات کی تاریکی میں زبدہ کی آواز فضا میں بلند ہوئی تھی۔ اس نے رومنوں کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا تھا۔

سنو رومنو! تم لوگوں نے ہم عربوں پر حملہ آور ہو کر ایک طرح سے بھیانک غلطی کی ہے۔ اس صحرائے پالمیرہ کے ویرانوں میں ہم جنگجو عرب تمہیں بتائیں گے کہ سزا کیا ہے جزا کیا ہے۔ فوزمندی کیا ہے ہزیمت کیا ہے۔ خدا کیا ہے۔ ناخدا کیا ہے۔ روشنی کیا ہے۔ جوہر کیا ہے۔ قامت کیا ہے۔ قیمت کیا ہے۔ سنو ان صحراؤں کے اندر ہم تمہارے ہوس کے سمندر میں آزاد جان بھریں گے۔ تمہارے نفس کو زہر آلود کرکے تمہیں تمہارے ہی احساس کی صلیب پر مصلوب کریں گے۔ سنو رومنو! میں عربوں کا سالار زبدہ بول رہا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری جراتوں کے بادبانوں کو ہم پھاڑیں گے۔ تمہاری شہ رگوں کو کاٹیں گے تمہارے ہر لمحہ کو عرصہ محشر۔ تمہاری ہر ساعت کو صدیوں پر حاوی کر دیں گے۔

خوابوں کا تعاقب کرنے والے اور جنس زدہ سوچیں رکھنے والے رومنو! تمہارے سامنے میں زبدہ ہوں۔ تمہاری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والا عربوں کا بہترین اور بے مثل سالار زبائی ہے۔ ان صحراؤں کے اندر ہم تمہیں لفظ غلط کی طرح صفحہ قرطاس سے مٹائیں گے اور تمہاری دلیری میں ہزیمت کا رقص شرر بھرتے چلے جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ رکا۔ پھر اس بار اس نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے پہلے جیسی بلند آواز میں کہنا شروع کیا۔

سنو۔ صحرائے پالمیرہ کے فرزندو! ان رومنوں کے لئے اس صحرا کے اندر ہر لمحہ یک قیامت بنتے ہوئے ان رومنوں کی ہستیوں کو نیستیوں میں بدلتے جاؤ۔ ہجرت کے دشت زاروں میں بشر کی تقدیر مٹاتے وقت کے ساگر کی طرح ان رومنوں پر وارد ہو اور ان خاموشیوں میں انہیں بے جان اور انجان بناتے چلے جاؤ۔ میرے ساتھیوں جلادوں کی تیغ

کی طرح ان رومنوں پر نزول کرو۔ ان کے دلوں کے رباب۔ ان کے حوصلوں کے شباب کاٹتے چلے جاؤ۔ سنو صحرائے پالمیرہ اور اس کے نخلستانوں کے محافظوں۔ رومنوں پر ہجر کی اندھی راہوں پر آگ اگلتی مرگ کی کالی رات کی طرح چھا جاؤ۔ ان کی اجل کی تختیوں پر ان کے لئے نئی محرومیاں۔ بے خانماں نیستیاں رقم کرتے چلے جاؤ۔

زبدہ کے ان الفاظ نے اس کے لشکریوں میں گویا ایک آگ بھر کر رکھ دی تھی۔ اور اس کی اس تقریر کے جواب میں عرب جنگجو زندگی کا حصار توڑتے بگولوں۔ دشت بدگماں کے تند شوریلے طوفانوں اور پتے پتے کا مزاج بدلتے لمحوں کے بدترین ابال کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہونے لگے تھے۔

رات کے سناٹوں اور ملگجی چاندنی میں ڈوبے صحرائے پالمیرہ کے بڑے بڑے ریت کے ٹیلوں کے بیچ و بیچ امافیہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر رومنوں اور عربوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومنوں کے سالار فیورس نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح اس جنگ میں عربوں پر غالب رہے لیکن اسے ناکامی رہی۔ زبدہ اور زبائی نے اپنے دو طرفہ حملوں سے رومنوں کو اپنے سامنے بری طرح بے بس کرکے رکھ دیا تھا۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب زبدہ اور زبائی نے اپنے لشکریوں کے ساتھ اپنے سامنے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

جب رومنوں کا آدھے سے زیادہ لشکر زبدہ اور زبائی کے ہاتھوں تہہ تیغ ہو گیا تب رومنوں کا سالار فیورس اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا۔ زبدہ اور زبائی دونوں بے بڑی تندی اور بڑی بہادری سے اپنے سامنے بھاگتے رومنوں کا تعاقب کیا وہ دور تک ان کی لاشیں بچھاتے چلے گئے تھے۔ رومنوں کا سالار فیورس اپنے چند دستوں کے ساتھ اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا تھا۔ رومنوں کے پاس جس قدر ہتھیار اور خوراک کے ذخیرے تھے ان پر زبدہ اور زبائی نے قبضہ کر لیا۔ پھر وہ ایک فاتح کی حیثیت سے اپنے نخلستانوں کی طرف جا رہے تھے۔

تدمر کا بادشاہ اذینہ اپنے محل کے قریب کھڑا تھا اور کچھ خدام اصطبل سے کچھ گھوڑوں کو نکال کر ان پر زینیں کس رہے تھے شاید اذینہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھڑ دوڑ کے لئے نکلنا چاہتا تھا۔ اسی لمحہ اذینہ کا بھتیجہ دبرہ بن اسد ایک طرف سے تیز تیز آتا دکھائی دیا۔ وہ اذینہ کے پاس آن کھڑا ہوا۔ اذینہ تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر پوچھا۔

دبرہ۔ لگتا ہے تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو۔ دبرہ بن اسد نزدیک ہوا اور ہچکچاتے ... کہنے لگا۔

عم! آپ جانتے ہیں میں تمر کو پسند کرتا ہوں۔ پہلے جب میں اس کے لئے مطالبہ کرتا تھا ... آپ اور ملکہ دونوں یہ کہہ کر ٹال دیتے تھے کہ وہ ابھی بچی ہے لیکن اب آپ دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہو چکی ہے۔ لہذا ایک بار پھر میں اسکی طلب کا آپ سے مطالبہ کرتا ہوں آپ جانتے ہیں میں شروع دن سے ہی اسے پسند کرتا ہوں اور اسے اپنی زندگی کا محور اور مقصد بنائے ہوئے ہوں۔

جواب میں اذینہ تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں دبرہ کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کی آواز سنائی دی۔

دبرہ! جو کچھ تو نے کہا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے جو کچھ میں کہنے لگا ہوں وہ بھی سچائی پر مبنی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تم تمر کو پسند کرتے ہو لیکن جس قدر تم تمر سے محبت

کرتے ہو اس سے کئی گنا زیادہ وہ تم سے نفرت کرتی ہے۔ پہلے زنوبیہ ... متعلق اچھے تھے لیکن جب سے تم ایک ناکام سفیر کی حیثیت سے ... لوٹے ہو تب سے زنوبیہ بھی تمہیں ناپسند کرنے لگی ہے۔ اسنے یہ اندازے لگا رکھے تھے ... امافیہ جا کر تم بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کی رہائی کا سبب بن جاؤ گے لیکن تمہاری ناکامی نے تمہیں زنوبیہ کی نگاہوں میں بھی گرا دیا ہے۔ دبرہ اس میں شک نہیں تم میرے بھتیجے ہو دوسری طرف تمر میری بیوی زنوبیہ کی بہن ہے اگر تمر تمہیں ناپسند نہ کرتی ہوتی تو میں ضرور اسے کہتا کہ وہ تمہیں اپنی زندگی کا رفیق بنا لے۔ لیکن میں اس سے اس موضوع پر کئی بار طویل گفتگو کر چکا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمر تمہیں انتہائی نفرت کی حد تک ناپسند کرتی ہے۔ لہذا میں کیسے اور کس طرح تمر کو تمہارا رفیق زندگی بنا دوں۔ اس پر دبرہ منت کرنے کے انداز میں کہنے لگا۔

آپ چاہیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ آپ کا ایک اشارہ تمر کو اٹھا کر میری جھولی ڈال سکتا ہے۔ اذینہ نے کسی قدر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

سن دبرہ۔ میں ہرگز ایسا پسند نہیں کروں گا۔ تمر کی شادی یقیناً اس شخص سے ہو گی جو اس کی محبت کا محور ہو گا۔ لہذا اس موضوع پر میں مزید تم سے کیا کہہ سکتا ہوں۔ جواب میں دبرہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک سمت سے ملکہ زنوبیہ اپنے دو بچوں کے ساتھ آتی دکھائی دی۔ اس کے ساتھ اس کی چھوٹی بہن تمر بھی تھی۔ دونوں بچوں میں سے ایک کا ہاتھ زنوبیہ نے جبکہ دوسرے کا تمر نے تھام رکھا تھا انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر ... خاموش ہو گیا تھا

زنوبیہ اور تمر کو قریب آتے دیکھ کر ایک بار پھر اذینہ ... دبرہ کو مخاطب کیا۔

دبرہ! اب میں زنوبیہ اور تمر کے ساتھ گھڑ سواری کے لئے جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہتے کہتے اذینہ بھی رک گیا اس لئے کہ اسنے دیکھا کہ اس کا چوبدار تقریباً بھاگتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ اتنی دیر تک زنوبیہ اور تمر بھی اذینہ کے قریب آن کھڑی ہوئی تھیں۔ چوبدار نے قریب آ کر اپنے سر کو جھکایا پھر اسنے اذینہ کو مخاطب کیا۔

آقا ہمارا ایک مخبر انتہائی اہم خبریں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔

آپ اس وقت گھڑ دوڑ کے لئے جا رہے ہیں اگر آپ حکم دیں تو مخبر کو پیش کروں ۔ اذینہ بولا میں گھڑ دوڑ منسوخ بھی کر سکتا ہوں ۔ پہلے اس مخبر کو بلاؤ تا کہ میں جانوں کہ وہ کس قسم کی خبریں لے کر آیا ہے ۔ اس پر چوبدار بھاگتا ہوا واپس گیا ۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک مخبر کو وہ لایا اس نے اذینہ کے سامنے لا کھڑا کیا تھا ۔ اس مخبر کو مخاطب کرتے ہوئے اذینہ کہنے لگا ۔

کہو تم کس سمت سے میرے لئے کوئی خبر لائے ہو ۔ اس پر وہ مخبر باادب ہوتے ہوئے بول پڑا ۔

اے بادشاہ میں تین انتہائی اہم اور اچھی خبریں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ۔

پہلی خبر یہ ہے کہ امافیہ میں رومنوں کے حکمران ڈیوکاس نے اپنے چند دستے عربوں کے سالار زبدہ اور زبائی کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کئے تھے زبدہ اور زبائی ان دنوں کعبہ کے طواف کے لئے مکہ گئے ہوئے تھے ۔ لہذا رومنوں نے اسیس شہر کے قریب ایک نخلستان کے پاس پڑاؤ کر لیا وہ چاہتے تھے کہ زبدہ اور زبائی جب کعبہ کا طواف کر کے لوٹیں گے تو ان دونوں کو گرفتار کر کے لے جائیں گے ۔ لیکن زبدہ اور زبائی دونوں انتہا درجہ کے چالاک ثابت ہوئے ۔ عربوں کے مخبروں نے ان دونوں کو مطلع کر دیا تھا کہ رومن ان دونوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں ۔ لہذا وہ محتاط ہو گئے ۔ وہ اکیلے نہیں تھے ان کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی کعبہ کے طواف کر کے ان کے ساتھ واپس آ رہے تھے لہذا رات کی تاریکی میں زبدہ اور زبائی نے رومنوں پر شبخون مارا ۔ انہوں نے دو سو کے لگ بھگ رومنوں کو اپنا اسیر بنایا اور انہیں اپنے قبائیل میں لے گئے ۔

بادشاہ دوسری اچھی خبر یہ ہے کہ دو سو کے لگ بھگ رومنوں کو اپنا اسیر بنانے کے بعد زبدہ اور زبائی نے ان رومنوں کے سالار کو دو محافظوں کے ساتھ امافیہ روانہ کیا اور یہ پیشکش کی کہ اگر امافیہ کا رومن حکمران ڈیوکاس بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو آزاد کر دے تو اس کے بدلے میں زبدہ اور زبائی دونوں گرفتار کئے جانے والے رومنوں کو آزاد کر دیں گے ۔ پس ڈیوکاس نے بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کو رہا کر دیا جس کے نتیجے میں زبدہ اور زبائی نے رومنوں کو بھی چھوڑ دیا ۔

آقا تیسری اچھی اور پسندیدہ خبر یہ ہے کہ رومنوں نے زبدہ اور زبائی کے اس عمل کو

اپنے لئے توہین سمجھا ۔ جس وقت ان کے دو سو کے لگ بھگ اسیر امافیہ پہنچے ڈیوکاس نے اپنے سپہ سالار فیورس کی سرکردگی میں ایک جرار لشکر عرب قبائیل پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا ۔ لیکن زبدہ اور زبائی بھی دونوں کمال کے انسان ہیں ۔ ان کے مخبروں نے بھی انہیں رومنوں کے ان ارادوں سے آگاہ کر دیا تھا ۔ لہذا وہ قبائیل کے متحدہ لشکر کے ساتھ صحرائے پالمیرہ میں گھات میں بیٹھ گئے ۔ جب رات کے وقت ان کی گھات کے قریب سے رومن گزرنے لگے تو انہوں نے اچانک رومنوں پر حملہ کر دیا ۔ رات کی تاریکی میں صحرائے پالمیرہ کے بلند ٹیلوں کے قریب ہولناک جنگ ہوئی اور اس جنگ میں زبدہ اور زبائی نے انگنت رومنوں کا قتل عام کیا ۔ رومنوں کو بدترین شکست دی اور بچے کھچے رومن اپنی جانیں بچا کر اپنے سالار فیورس کے ساتھ امافیہ کی طرف بھاگ گئے ۔

آقا بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ۔ زبدہ اور زبائی سے شکست کھانے کے بعد امافیہ کا رومن حکمران ڈیوکاس انتہا درجہ کا انتقامی ہو چکا ہے ۔ اسے یہ تو علم ہو ہی گیا ہے کہ وہ اکیلا عربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ لہذا اس نے تیز رفتار قاصد انطاکیہ بھجوائے ہیں اور انطاکیہ کے رومن حکمران میکریانس سے مدد طلب کی ہے ۔ آقا میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میکریانس صرف انطاکیہ کا ہی حکمران نہیں ہے بلکہ شام اولیٰ ۔ شام ثانیہ ۔ فونیکیہ اولیٰ ۔ فونیکیہ ثانیٰ نام کے جو رومنوں کے چار صوبے ہیں ان چاروں صوبوں کے لشکروں کا سپہ سالار اعلیٰ بھی ہے ۔ اسپر ڈیوکاس کی مدد کے لئے میکریانس انطاکیہ سے لشکر لے کر امافیہ پہنچ گیا ہے اور وہاں سے پیشقدمی کرتے ہوئے عربوں پر حملہ آور ہوا تو پھر یقیناً یہ میکریانس امافیہ ۔ صور اور دمشق کے رومن حکمرانوں کے ساتھ مل کر صحرائے پالمیرہ کے عرب قبائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہونچائے گا ۔

آقا ۔ مزید یہ بھی خبریں سنی ہیں کہ رومنوں کو چونکہ ان دنوں ایران کے شہنشاہ شاہ پور سے بھی خطرہ ہے لہذا انطاکیہ کے حکمران میکریانس نے ایک وفد رومنوں کے مرکزی شہر روم کی طرف روانہ کیا ہے وہاں رومنوں کے شہنشاہ سے ایران کے بادشہ شاہ پور کے خلاف مدد طلب کی ہے ۔ اب دیکھیں رومنوں کا شہنشاہ میکریانس کے اس پیغام پر کس ردعمل کا اظہار کرتا ہے ۔

جواب میں تھوڑی دیر تک اذینہ خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا ۔ شاید اس سلسلے میں وہ

[illegible] کوئی فیصلہ کر رہا تھا اس کے بعد اس نے بڑی رازداری سے اپنی ملکہ زنوبیہ
سے بھی کچھ صلاح و مشورہ کیا اس پر اذینہ ہی نہیں ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ
پھیلی تھی۔ وہ دونوں مل کر کسی فیصلے پر پہنچے تھے پھر اس کے بعد اذینہ نے اپنے چوبدار کو
مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

تم ابھی اور اسی وقت چند محافظ دستوں کے ساتھ عرب قبائیل کی طرف روانہ ہو جاؤ
زبدہ اور زبائی سے ملو۔ عرب قبائیل کے سرداروں سے بھی گفتگو کرو۔ انہیں یقین دلاؤ کہ
تدمر کا عرب حکمران انہیں رومنوں کے مقابلے میں تنہا نہیں چھوڑے گا۔ ہر معاملے میں وہ
عرب قبائیل کی مدد کرے گا اور دشمنوں کے سامنے وہ انہیں بے یارومددگار نہیں رہنے دے
گا۔ تم زبدہ اور زبائی کو میرے پاس لے کر آؤ میں انہیں صحرائے پالمیرہ کا طوفان بنا کر
رومنوں کے خلاف کھڑا کر دوں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ جو صورت میں اس زبدہ اور زبائی کو
دینا چاہتا ہوں اس کے بعد رومن نہ صرف ہم پر بلکہ عرب قبائیل پر بھی حملہ آور ہونے کی
جرأت نہ کر سکیں گے۔ تم وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ زبدہ اور زبائی کے
علاوہ سارے عرب قبائیل کو میری اور ملکہ کی طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ ہم دونوں ان
کے خیر خواہ ہیں۔ وقت ضائع کئے بغیر زبدہ اور زبائی کو میرے پاس لے کر آؤ۔ پھر دیکھو
انہیں ساتھ ملا کر میں رومنوں کے خلاف کیسی قوت کا مظاہرہ کرتا ہوں جاؤ وقت نہ ضائع
کرو۔ اس کے ساتھ ہی وہ چوبدار وہاں سے ہٹا اور چلا گیا تھا۔

چوبدار کو فارغ کرنے کے بعد اذینہ نے اپنے بھتیجے دبرہ بن اسد کی طرف دیکھا اور
کہنے لگا۔ دبرہ تم بھی جاؤ۔ میں زنوبیہ اور تمر کے ساتھ گھڑسواری کے لئے جا رہا ہوں۔ اذینہ
کی اس گفتگو کو دبرہ بن اسد نے ناپسند کیا۔ تاہم وہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں سے ہٹ گیا تھا
اس کے جانے کے بعد ملکہ زنوبیہ نے اذینہ کو مخاطب کیا۔

ہمارے آنے سے پہلے دبرہ آپ سے کس موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔ ہلکی ہلکی
مسکراہٹ میں اذینہ کہنے لگا۔

تم دونوں بہنوں کے آنے سے پہلے دبرہ تمر کو مجھ سے مانگ رہا تھا۔ اس پر انتہائی
ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے تمر نے پوچھا۔ پھر آپ نے کیا جواب دیا۔ اسی طرح
مسکراہٹ میں اذینہ نے کہا کہ میں نے اسے صاف بتا دیا ہے کہ تمر چونکہ تمہیں ناپسند کرتی

ہے لہذا اس موضوع پر گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ تمر نے پہلے کی نسبت زیادہ غصے کا اظہار
کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

آئندہ اگر وہ میرے متعلق آپ سے گفتگو کرے تو اسے بری طرح جھڑکیئے گا
میری طرف سے اسے یہ بھی پیغام دیجئے گا کہ اگر اس نے آئندہ مجھے اپنے ساتھ وابستہ کرنے کا
اظہار کیا تو میں اس کے منہ پر تمانچے مارونگی۔

جواب میں اذینہ نے پیار سے اس کا شانہ تھپتھپایا۔

بس میری بہن! اب تم اس المیہ کو بھول جاؤ۔ جب میں اس پر واضح کر چکا ہوں کہ
تمر اسے پسند نہیں کرتی لہذا یہ ملاپ بھی نہیں ہو سکتا بات بڑھانے کا کیا فائدہ۔ اس کے
ساتھ ہی وہ تینوں گھوڑوں پر سوار ہو گئے اپنے بڑے بیٹے کو زنوبیہ نے اپنے سامنے بٹھا لیا تھا
جبکہ چھوٹے بیٹے کو اذینہ نے اپنے سامنے سوار کر لیا تھا پھر تینوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے
ہوئے محل سے نکل گئے تھے۔

OOOO

زبدہ اپنے باغات میں موسمی پھلوں کے درختوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک گھڑسوار
اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اس کے قریب آیا اپنے گھوڑے سے اترا۔ اسکے سامنے مودب ہوا
اور کہنے لگا محترم زبدہ۔ آپ کو فی الفور نخلستان کے سرداروں نے بلایا ہے۔ تدمر کے بادشاہ
اذینہ کا چوبدار اپنے محافظ دستوں کے ساتھ آیا ہوا ہے۔ وہ ہمارے لئے اذینہ کی طرف سے
سلامتی اور خیر سگالی کا پیغام لایا ہے۔ ساتھ ہی وہ اب اور زبائی کو اپنے ساتھ تدمر لے جانا
چاہتا ہے اس لئے کہ تدمر کا بادشاہ اذینہ ہمارے ساتھ مل کر رومنوں کے خلاف دفاع کرنا
چاہتا ہے۔ آنے والے اس سوار کے الفاظ پر زبدہ نے کچھ بھی نہ کہا وہ کھجور کے ساتھ بندھے
ہوئے اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا آنے
والے سوار کے ساتھ ہو لیا تھا۔

ایک نخلستان کے قریب آکر زبدہ نے اپنے گھوڑے کو روکا۔ وہاں کھجوروں کے جھنڈ
تلے کھجوروں کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائیوں پر سارے سرداروں کے علاوہ زبائی بھی بیٹھا

ہوا تھا اور ان کے قریب ہی تدمر کے بادشاہ اذینہ کا چوبدار محو گفتگو تھا جبکہ چوبدار کے محافظ اس کے آس پاس کھڑے ہوئے تھے۔

زبدہ کے وہاں پہنچتے ہی عرب سرداروں کے علاوہ تدمر کے بادشاہ اذینہ کے چوبدار سمیت جس قدر وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ سب اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس دوران پہلے سے وہاں موجود زبائی آگے بڑھا۔ بڑے پیار۔ بڑی محبت میں اس نے زبدہ کا ہاتھ تھاما۔ اسے اذینہ کے چوبدار کے سامنے لے جا کر دونوں کا تعارف کرایا۔ جواب میں زبدہ اور چوبدار دونوں نے پرجوش مصافحہ کیا۔ پھر سب پہلے کی طرح چٹائیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد کھجوروں کی ٹھنڈی چھاؤں تلے بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کی آواز بلند ہوئی تھی۔

زبدہ میرے بیٹے! تم اپنے باغات کی طرف گئے ہوئے تھے تمہاری غیر موجودگی میں تدمر کے بادشاہ اذینہ کا یہ چوبدار آیا اور تمہاری غیر موجودگی ہی میں اس نے یہاں اپنے آنے کی وجہ تفصیل کے ساتھ ہم سب پر واضح کی ہے۔ زبدہ میرے بیٹے! تدمر کے بادشاہ اذینہ نے تمہیں اور زبائی دونوں کو تدمر بلایا ہے تمہارے ساتھ صلاح و مشورہ کرنے کے بعد وہ رومنوں کے متوقع حملے کا سدباب کرنا چاہتا ہے بیٹے تو خود بھی جانتا ہے اور یہ بات تدمر کے بادشاہ اذینہ تک بھی پہنچ چکی ہے کہ ہمارے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد امافیہ کے رومن حکمران ڈیوکاس نے اپنی مدد کے لئے انطاکیہ کے رومن حکمران میکریانس کو پکارا ہے تم یہ بھی جانتے ہو کہ بحیرہ روم کے اس طرف جس قدر رومنوں کے صوبہ جات ہیں ان سب کا سپہ سالار اعلیٰ میکریانس ہی ہے اور ایک طرح سے رومنوں کے چاروں صوبوں کا حاکم اعلیٰ ہی تصور کیا جاتا ہے۔ میرے بیٹے میرے بچے۔ ڈیوکاس کی پکار پر اگر میکریانس ایک لشکر لے کر ہم عربوں پر اس صحرائے پالمیرہ میں چڑھ دوڑا تو دیکھنا ہمارے لئے مصائب اٹھ کھڑے ہوں گے اگر تدمر کا بادشاہ اذینہ ہماری مدد کے درپے ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ قدرت کی طرف سے ہمارے لئے بہترین حمایت اور تعاون ہے۔ میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ رومنوں کے وسائل ہمارے لئے رسد و خوراک کے وسائل کو منقطع کرتے ہوئے ان صحراؤں میں ہمارا جینا مشکل بنا سکتے ہیں۔ میرے بیٹے۔ میرا اور دیگر تمام عرب قبائل کے سرداروں کا مشورہ یہی ہے کہ تم اور زبائی دونوں اس چوبدار کے ساتھ فوراً تدمر

روانہ ہو جاؤ۔ دیکھو اذینہ اس سلسلے میں کیا کہتا ہے۔ ہاں میرے بیٹے۔ تیری اگر اس سلسلے میں کوئی اور رائے ہو تو بتا۔ تاکہ اس پر عمل کیا جا سکے۔

جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ لمحہ بھر کے لئے اس نے بڑے غور سے اذینہ کے چوبدار کی طرف بھی دیکھا تھا۔ پھر وہ کہہ اٹھا۔

اے سرداران قریش۔ جو فیصلہ تم سب نے مل کر کیا ہے وہ یقیناً ہم سب کے لئے سودمند ہے۔ تدمر کا بادشاہ اذینہ اگر خلوص نیت کے ساتھ پالمیرہ کے عربوں کی مدد پر آمادہ ہے تو یہ ہمارے لئے یقیناً نیک فال ہے۔ رومن ہم سے ہر حال اور ہر صورت میں اپنی شکست کا انتقام لیں گے۔ ان کے نئے حملوں کی ابتدا سے پہلے ہی پہلے ہمیں اپنے دفاع کو ان کے مقابلے میں ناقابل تسخیر بنا لینا چاہیے۔

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے زبدہ پھر رکا۔ دوبارہ اس نے اذینہ کے چوبدار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اذینہ کے چوبدار! جو فیصلہ ہمارے سب سرداروں نے مل کر کیا ہے وہ آخری ہے۔ تو آج کی رات ایک معزز مہمان کی حیثیت سے ہمارے ساتھ قیام کر۔ کل صبح ہی صبح میں اور زبائی تیرے ساتھ تدمر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

زبدہ کا یہ جواب سن کر جہاں عرب سرداروں کے چہروں پر خوشیاں بکھر گئیں تھیں وہاں اس کے جواب پر اذینہ کا چوبدار بھی مسکرا رہا تھا۔ سب اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اذینہ کے چوبدار نے محافظ دستوں کے ساتھ آنے والی شب عرب قبائل میں گزاری دوسرے روز وہ زبدہ اور زبائی کو لے کر تدمر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

تدمر کا بادشاہ اذینہ ۔ ملکہ زنوبیہ ۔ اس کے دونوں بیٹے اور بہن ایک روز دوپہر کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ ایک محافظ بھاگتا بھاگتا ان کے پاس آیا اور پھولی ہوئی سانس میں وہ اذینہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے مالک ۔ ہمارا چوبدار محافظ دستوں کے ساتھ واپس آیا ہے اور وہ اپنے ہمراہ عرب قبائیل کے سپہ سالار زبدہ اور زبائی دونوں کو لے کر آیا ہے ۔ اور تھوڑی دیر تک وہ اس قصر میں زبدہ اور زبائی کو لے کر داخل ہوگا۔

اس محافظ کے اس انکشاف پر اذینہ اور ملکہ زنوبیہ دونوں گہری نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے تمر اور دونوں بچے بھی کھڑے ہو گئے تھے ۔ پھر سب اس کمرے سے نکلے اور اپنے قصر کے دارالعدل میں بیٹھ گئے تھے ۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے میں اذینہ کا چوبدار داخل ہوا ۔ اپنے سر کو زمین کی طرف خوب خم کرتے ہوئے اس نے اذینہ اور ملکہ زنوبیہ دونوں کو تعظیم دی ۔ پھر مخاطب ہوا۔

آقا! میں نے ان محافظ دستوں کو جنہیں میں اپنے ساتھ لے گیا تھا ۔ مستقر کی طرف روانہ کر دیا ہے ۔ زبدہ اور زبائی دونوں کو میں ساتھ لے کر آیا ہوں ۔ اس وقت وہ محل کی انتظار گاہ میں بیٹھے آپ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے منتظر ہیں۔

چوبدار کے خاموش ہونے پر قصر کے اس کمرے میں اذینہ کی آواز بلند ہوئی تھی ۔

میرے عزیز! تو نے وہ کام کیا ہے جس کی میں تمنا اور خواہش رکھتا تھا ۔ زبدہ اور زبائی کو اپنے عساکر میں کوئی عہدہ دینے سے پہلے میں ان دنوں کا امتحان لوں گا کہ ان دونوں کے باہم تعلقات کیسے ہیں اور وہ کس نوع کے انسان ہیں تم واپس جاؤ ۔ پہلے زبائی کو میرے پاس بھیجو ۔ بعد میں زبائی کے جانے کے بعد زبدہ میرے پاس آئے گا ۔ اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ زبدہ اپنی شجاعت ۔ قوت ۔ دلیری اور تیغ زنی میں کوہستانی سلسلوں کی مانند ہے ۔ اب تم جاؤ اور زبائی کو بھیجو ۔ جواب میں اس چوبدار نے کچھ نہ کہا ۔ دوبارہ اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے تعظیم دی اور قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد زبائی اس کمرے میں داخل ہوا اور عین ملکہ اور بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا ۔ اذینہ اور ملکہ کے علاوہ تمر نے بھی اس کو حیرت سے دیکھا تھا ۔ پھر اذینہ نے اسے مخاطب کیا ۔ زبائی لگتا ہے تو آداب شاہی سے واقف نہیں ۔ جب کوئی ہمارے حضور آتا ہے تو اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے تعظیم دیتا ہے اس کے بعد اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہے ۔ اسپر زبائی جھٹ سے بول پڑا۔

بادشاہ! جو رسم و رواج آپ نے اپنے محل اور اس کے اطراف میں جاری کر رکھے ہیں وہ آپ کے اپنے خیال کے مطابق درست ہیں ۔ ہم لوگ دین ابراہیمی کے ماننے والے ہیں ۔ ہم اپنے اللہ کے سوا کسی کے سامنے رکوع اور سجدے کے انداز میں اپنی گردن کو خم نہیں کرتے ۔ لہذا میں نے اگر اپنی گردن کو زمین کی طرف جھکا کر تعظیم نہیں دی تو یہ گستاخی نہیں ۔ جو کام آپ اپنے رسم و رواج کے مطابق پسند کرتے ہیں وہ کام میں اپنے رسم و رواج کے مطابق ناپسند کرتا ہوں ۔

زبائی کا یہ جواب سن کر اذینہ کے علاوہ ملکہ اور تمر تینوں مطمئن ہو گئے تھے ۔ اس کے بعد اذینہ نے زبائی کو دوبارہ مخاطب کیا۔

زبائی! میں نے تمہیں اور زبدہ کو ایک خاص مقصد کے تحت تمہارے قبائیل سے اپنے شہر تدمر بلایا ہے ۔ پہلے یہ بتاؤ تمہارے گھر کے افراد کتنے ہیں ۔ زبائی کہنے لگا ۔ ہم تین افراد ہیں ۔ میری ماں اور چھوٹی بہن ۔ اذینہ نے پھر پوچھا ۔ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے ۔ زبائی نے جھٹ سے جواب دیا اے بادشاہ میرا تعلق بنو عبد قیس سے ہے ۔ اذینہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا ۔ پھر شاید وہ اپنے اصل موضوع کی طرف آیا تھا ۔ زبائی کو اس نے

پھر مخاطب کیا۔

زبائی! تمہارے ذاتی خیال میں زبدہ کیسا جوان کیسا جنگجو ہے۔ اس پر زبائی نے شاید مناسب الفاظ استعمال کرنے کے لئے تھوڑی دیر خاموشی اختیار کر رکھی۔ پھر اس کے بعد اس نے اذینہ کو مخاطب کیا۔

اے بادشاہ! جس طرح ہر سیپ کی گود میں گوہر نہیں ملتا۔ جس طرح یادوں کے چھلکتے جام میں ہر لفظ موتی ہر لمحہ فردوس نظر نہیں ہوتا۔ جس طرح برسات کے موسم میں سورج کی ہر روپہلی شوخ کرن گلہائے شجر سے چھن چھن کر پیغام سحر نہیں دیتی۔ اسی طرح زبدہ جیسے جفاکش۔ جنگجو اور اپنے دشمن کو اپنے سامنے رگید جانے والے جوان روز روز نہیں پیدا ہوتے۔ اے بادشاہ زبدہ ہماری تہذیبوں کا ورثہ۔ اور ہمارے دشمنوں کے اعصاب کا عذاب ہے۔ وہ رزم میں قہر شدید۔ بزم میں اجلے خوابوں کی مانند ہے۔ جب وہ کسی پر حملہ آور ہوتا ہے تو ہر شئے کو چاٹتی سرد مہری کی ہوا کی طرح زندگی کی طویل راہ گزر پر اپنے مخالفوں کو حصار نگاہ میں ریت ہی ریت اور قریہ جان میں درد و کرب بھر کر رکھ دیتا ہے۔

بادشاہ! زبدہ ایک ایسا بے مثل جنگجو ہے جو بدترین حالات میں بھی تھکے ہارے بادولوں کے شانوں پر خون کے پیاسے کانٹے کی طرح چبھ جاتا ہے وقت کے ناسہاس لمحوں میں آنے والے دنوں کی دلدل میں بھی وہ موت و زیست کے سنگم پر کھڑا ہو کر اپنی کامیابی اور فوزمندی کا اعلان کرنے والا ہے اے بادشاہ۔ زبدہ ہمارے لئے رسم دنیا کی سولی میں موسموں کی دستک اور کرنوں کے سفر کی مانند ہے۔ وہ صحرائے پالمیرہ کی زبان اور نخلستانوں کا حرف مقصود ہے۔

بادشاہ! میں مزید یہ بھی کہوں کہ زبدہ ستم میں پستے لوگوں کے لئے مہربان موسم۔ زرد ماحول کی بے بسی میں ارادوں کی سنگین دیوار ہے اور جو بھی زبدہ سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔ زبائی کے اس جواب پر اپنی جگہ اذینہ مطمئن سا دکھائی دیتا رہا۔ پھر ہنسا۔ ملکہ کے چہرے پر بھی خوشگوار مسکراہٹ تھی۔ تمر بھی دھیمے دھیمے مسکرا رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے توقف کے بعد اذینہ نے پھر پوچھا۔

زبائی! کیا تو شادی شدہ ہے۔ یا تیری کہیں نسبت طے ہے۔ اس پر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد زبائی کہنے لگا۔ اے بادشاہ میری ابھی شادی تو نہیں ہوئی لیکن میں

بنو عبد قیس کے سردار غوث بن مازن کی بیٹی عنیر بنت غوث کو پسند کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ عنقریب ہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں گے۔

تھوڑی دیر رک کر اذینہ نے پھر پوچھا۔ زبدہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا وہ شادی شدہ ہے اس کے اہل خانہ کہاں ہیں اس کے گھر کے کتنے افراد ہیں۔ اس پر زبائی پھر بول پڑا۔

زبدہ اپنے گھر کا فرد واحد ہے اس کے ماں باپ بھی نہیں۔ اس کے بھائی بہن بھی نہیں ہیں۔ وہ نخلستان میں اپنی حویلی میں اکیلا زندگی بسر کرتا ہے تاہم اس کے باغات۔ کھیت اور نخلستان خوب ہیں۔ بادشاہ اس زبدہ نے شروع سے ہی بڑی سنگلاخ زندگی بسر کی جب یہ چھوٹا سا تھا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ کعبہ کے طواف کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہوا جس کاروان کے ساتھ یہ سفر کر رہے تھے راستے میں لٹیروں نے اس کاروان پر حملہ کر دیا۔ بہت لوگوں کا انہوں نے قتل عام کیا۔ لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا باقی کو انہوں نے غلام بنا لیا۔ وہ ایک خانہ بدوش قبیلہ تھا جو مکہ کی طرف جانے والے اس کاروان پر حملہ آور ہوا تھا۔ زبدہ جو اپنے ماں باپ کی واحد اولاد تھی اسے غلام بنا لیا گیا تھا۔ اس حملے میں زبدہ کے ماں باپ مارے گئے تھے۔

ہمارے قبائیل نے زبدہ اور اس کے ماں باپ کو بہت تلاش کیا لیکن انہیں ناکامی ہوئی اس طرح اس خانہ بدوش قبائیل میں زبدہ غلامی کی زندگی بسر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے قبائیل کے طلایہ گروں نے یہ معلوم کر لیا کہ کون سا خانہ بدوش قبیلہ ہمارے عرب قبائیل کے اس کاروان پر حملہ آور ہوا تھا جو مکہ طواف کے لئے جا رہا تھا۔ ساتھ ہی ان مخبروں نے اس خانہ بدوش قبیلے میں زبدہ کو بھی پہچان لیا تھا۔ بس یہ علم ہوتے ہی ہمارا سردار معدان بن حلوان جو ان دنوں جوان تھا عربوں کے متحدہ لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ خانہ بدوش قبیلے پر حملہ آور ہوا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ خانہ بدوش قبیلے کے ہر فرد کو اس نے تہہ تیغ کیا اور جتنے بھی ہمارے قبائیل کے لوگوں کو غلام بنایا گیا تھا انہیں آزاد کرا لیا۔ زبدہ کو بھی رہائی ملی۔ زبدہ کو بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان اپنے ساتھ اپنے قبائیل میں لے آیا۔ تب سے زبدہ اپنے قبیلے میں مجرد زندگی ہی بسر کر رہا ہے سن بادشاہ! زبدہ ایسا جنگجو۔ طاقتور اور پر قوت ہے کہ قبائیل کی ہر لڑکی اگر وہ چاہے تو اس کے

سامنے محبت کی نگاہیں بچانے کو تیار ہے۔ لیکن زبدہ ایسا کرتا ہی نہیں۔ میں نے کئی بار اس کی منت کی کہ وہ قبائیل کی کسی ایک لڑکی کی طرف بھی اشارہ کر دے میں سرداروں سے بات کر کے اسی لڑکی کو اس کا ساتھی بنا دوں گا۔ لیکن زبدہ میری بات مانتا ہی نہیں ہے۔

زبائی کے اس انکشاف پر اذینہ ملکہ زنوبیہ۔ تمر تھوڑی دیر تک مسکراتے رہے پھر اذینہ نے زبائی کو مخاطب کیا۔ زبائی! اب تو اسی انتظار گاہ میں چلا جا۔ جہاں اس وقت زبدہ بیٹھا منتظر ہے۔ اب زبدہ کو میرے پاس بھیج۔ زبدہ سے گفتگو کرنے کے بعد میں پھر تمہیں بھی اپنے قصر کے اس کمرے میں بلاؤں گا اور جو فیصلہ میں تم دونوں سے متعلق کروں گا اس سے تمہیں آگاہ رکھوں گا۔ جاتے جاتے میرے صرف ایک سوال کا جواب دو کہ اگر تمہارے اور زبدہ کے درمیان تیغ زنی کا مقابلہ کرایا جائے تو غالب اور فتحمند کون رہے گا۔ اس پر زبائی نے تیز نگاہوں سے اذینہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

بادشاہ۔ آج تک ہم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے ہی نہیں۔ لیکن اگر یہ مقابلہ ہو جائے تو زبدہ یقیناً مجھ پر لمحوں کے اندر غالب آجائے۔ اس لئے کہ وہ ایسا تیغ زن ہے جس پر صحرا کے لوگ فخر کرتے ہیں۔ وہ ایسا پر قوت اور جوان ہمت ہے کہ صحرائے پالمیرہ کی لڑکیاں اسے صحرائی دیوتا کے نام سے یاد کرتی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی زبائی مڑا اور قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد زبدہ۔ اذینہ۔ ملکہ زنوبیہ اور تمر کے سامنے آیا۔ زبائی کی طرح اس نے بھی اپنی گردن کو خم نہیں کیا تھا۔ اس کی اس حرکت پر اذینہ کے چہرے پر دلپسند مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر قصر کے کمرے میں اس کی آواز بلند ہوئی۔

دیکھ صحراؤں کے بے مثل نوجوان۔ تیرا نام مجھے زبدہ بتایا گیا ہے۔ تو چند الفاظ اپنے رفیق اپنے ساتھی زبائی سے متعلق کہہ کہ وہ کیسا جوان ہے۔ کس نوع کا تیغ زن ہے اور کس حد تک اس پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سوال پر زبدہ نے گھور کر اذینہ کی طرف دیکھا۔ پھر وہ کہہ اٹھا۔

میں اور زبائی ایک ہی رخ کے دو مسافر ہیں۔ وہ میری سوچوں کی ضو۔ میرے جذبوں کا ولولہ۔ میری حیات فردا کی لو۔ اور صحرائے پالمیرہ کے قصے کہانیوں میں امیدوں کا سورج۔ افسانوں کا شہپر اور منزلوں کی روشنی ہے۔

اے بادشاہ! زبائی بچھڑوں کے ازدحام میں موسموں کی حمیت اور پاکیزہ ترین اعتماد ہے۔ بے بچھڑگی کے مارے لوگوں کے لئے وہ نئی رتوں کا محافظ اور انا کا سرکش جذبہ ہے۔ جب وہ اپنی تلوار بے نیام کرتا ہے تو اذیتوں میں رچے اجل زدہ خواب۔ خلا کی اندھی فضاؤں میں دکھ کے سراب۔ ٹوٹے عکس کی بکھری کرچیوں میں بے جہت مسافتیں برپا کرتا چلا جاتا ہے۔ زبائی ایک طرح سے صحراؤں میں گرد آلود چہروں کی مجروح آرزؤں کا منصف اور دادرسی کرنے والا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ جب رکا تو اذینہ نے پھر اس مخاطب کیا۔

زبدہ! زبائی مجھے بتا چکا ہے کہ اسکے قبیلے میں اس کی ایک ماں اور ایک بہن ہے۔ کیا تم بھی مجھے اپنے اہل خانہ سے متعلق تفصیل بتاؤ گے۔

اذینہ کے اس سوال پر زبدہ کی گردن جھک گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک نہ جانے وہ کن بکھری سوچوں میں کھویا رہا۔ پھر اس نے گردن سیدھی کی اور اذینہ کی طرف دیکھا۔

بادشاہ! میرے اہل خانہ میں سے کوئی نہیں ہے۔ یوں جانو میں بے پات شجر۔ ظلمتوں میں چھپی راکھ۔ گم شدہ شہر کا حصہ ہوں۔ کوئی میرا ہمسفر نہیں۔ میری زندگی یقیناً اس طائر جیسی ہے جو درد کی مثلث اور شفق کے سرخ دریاؤں میں فضاؤں کے کشادہ کالے راستوں میں مسلسل پر ہلانے پر مجبور ہو۔ زبدہ نے یہ الفاظ انتہائی اذیت اور کرب کی کیفیت میں ادا کئے تھے۔

زبدہ اب تو یہ بتا کہ تیرے اگر بھائی بہن نہیں ہیں تو کیا تیرے بیوی بچے ہیں۔ یہ سوال اذینہ نے بڑے غور اور انہماک سے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ جواب میں ایک جھٹکے کے ساتھ زبدہ نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی اس کا اس طرح تلوار بے نیام کرنا اذینہ۔ ملکہ زنوبیہ اور تمر کے چہروں پر خوف لہرا گیا تھا۔ وہ پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے پر زبدہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پھر اپنی تلوار اس نے اپنے سامنے لہراتے ہوئے اذینہ کو مخاطب کیا۔

میری یہ تلوار ہی میری ہم سفر۔ میری رفیقۂ حیات ہے۔ جب میری یہ تلوار بے نیام ہوتی ہے تو زرد تپتی ریت میں بے ثمر موسموں کی لمبی داستانیں کھڑی کرتی ہے۔ سنسان گزرگاہ حیات میں جب کوئی میرے مقابل آتا ہے تو اے بادشاہ! میری یہ تلوار دشمن کے

دامن میں کوئی رقص دمادم ساگیت۔ کوئی آواز وصدا کوئی رفاقت اور قربت کی آہٹ نہیں بہنے دیتی۔

یہ الفاظ زبدہ نے چھاتی تانتے ہوئے ادا کئے تھے۔ ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار نیام میں کرلی تھی۔

زبدہ کی یہ ادا اذینہ کو ایسی بھائی کہ کچھ دیر تک مسکراتے ہوئے وہ اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کی شخصیت کا بھی جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے زبدہ کو مخاطب کیا۔ محترم زبدہ۔ میرے سامنے یہ جو پہلی نشست ہے اس پر بیٹھو۔ زبدہ آگے بڑھ کر چپ چاپ اس نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس دوران اپنے قریب ہی پڑی ہوئی لکڑی کی ہتھوڑی اذینہ نے اٹھائی اور اپنے پہلو میں لٹکتے تانبے کے طشت پر دے ماری۔ کمرے میں زوردار آواز گونجی جس کے جواب میں اذینہ کا چوبدار اندر آیا۔ اسے دیکھتے ہی اذینہ نے حکم دیا۔ زبائی کو فوراً بلا کر میرے پاس لاؤ۔ وہ زمین کی طرف جھکتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد زبائی اس کمرے میں آیا۔ ہاتھ کے اشارے سے اذینہ نے اسے زبدہ کے قریب بیٹھنے کو کہا۔ جب زبائی بیٹھ گیا تب اذینہ نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

سنو۔ صحراؤں کے پاسبانو! تم جانتے ہو رومتوں کی طرف سے پالمیرہ کے عرب قبائیلوں کے سروں پر خطرات منڈلا رہے ہیں اور رومن بحیرہ روم کے مشرق میں اپنے سارے صوبوں کی قوت کو مجتمع کرتے ہوئے تم لوگوں پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ یہ حملہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔ اگر رومن ایسا کرتے ہیں تو یاد رکھو میں ہر صورت عرب قبائیل کا دفاع کروں گا۔ گو یہ عرب قبائیل آزاد ہیں اور اپنے آپ کو میری رعایا خیال نہیں کرتے پھر بھی ان کی حفاظت میں اپنا فرض عین سمجھتا ہوں۔ میرے عزیزو انہی نظریات کے تحت میں نے تم دونوں کو تدمر میں بلایا تھا۔

پہلے میں نے تم دونوں کو فرداً فرداً بلایا اور گفتگو کی اور اس سے میں یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے لئے کیسے پرخلوص اور وفادار ہو لیکن تم دونوں کی گفتگو سے میں سخت حیران اور خوش بھی ہوا کہ تم دونوں نہ صرف ایک دوسرے کے لئے انتہا درجہ کے پرخلوص ہو بلکہ ایک دوسرے کے لئے اپنی جان چھڑکنے کا جذبہ بھی رکھتے ہو۔ سنو ان حالات میں جب کہ رومن کسی وقت حملہ آور ہو سکتے ہیں زبدہ میں تمہیں اپنے

سارے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کرتا ہوں۔ میرے اور ملکہ کے بعد تدمر کی سلطنت میں سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام تمہارا ہوگا۔ زبائی میں تمہیں لشکریوں کا سالار مقرر کرتا ہوں۔ زبدہ کے بعد تمہاری حیثیت سب سے زیادہ محترم ہوگی۔ بولو۔ میری اس پیشکش کا کیا جواب دیتے ہو۔

زبدہ اور زبائی تھوڑی دیر تک آپس میں رازدارانہ مشورہ کرتے رہے اس کے بعد زبدہ نے اذینہ کی طرف دیکھا۔

اے بادشاہ ہم دونوں بھائی تمہاری اس پیشکش کو قبول کرتے ہیں ساتھ ہی تمہیں یہ بھی یقین دلاتے ہیں کہ اگر تم اپنے لشکروں کی قوت ہم دونوں کی کمانداری میں رکھتے ہو تو ہم عرب قبائیل کے لشکر کو بھی اپنے ساتھ ملانے کے بعد امید ہے کہ ہم رومتوں کو ہر جگہ ہر مقام پر بدترین شکست دینے میں کامیاب رہیں گے۔

اذینہ نے جواب میں کہنا شروع کیا۔

زبدہ مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔ میں سمجھتا ہوں میرے لشکریوں میں تم دونوں کی شمولیت سے میری طاقت اور قوت میں ایک انقلاب برپا ہوگا۔ میں اپنے چوبدار کو بلاتا ہوں وہ تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا اور مستقر میں تمہارے لئے بہترین رہائیشگاہوں کا اہتمام کرے گا۔ میں جانتا ہوں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کا تم دونوں کا طریقہ انوکھا اور نرالا ہوگا لہذا میں تم سے یہ بھی کہوں گا کہ آج نہیں کل سے میرے لشکریوں کی تربیت کا کام بھی شروع کردو۔ اس لئے کہ عنقریب تم دیکھو گے رومن جب ہم پر حملہ آور ہوں گے تو ہمیں ان کی راہ روکنی ہوگی۔ تم میں سے جو جب چاہے اپنے قبائیل میں بھی جا سکتا ہے۔ تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے گا۔ میرے خیال میں اب تم دونوں کو میں اپنے چوبدار کے ساتھ بھجواتا ہوں وہ تمہاری رہائیش کا انتظام کرے گا۔ کل سے میں خود بھی تربیت گاہ میں تم دونوں کے کام کا جائیزہ لینے آیا کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اپنے سامنے رکھی لکڑی کی ہتھوڑی اذینہ نے تانبے کے طشت پر ماری تھی چوبدار ایک بار پھر اندر آیا اسے مخاطب کر کے اذینہ کہنے لگا۔

دو کام کرو۔ پہلا یہ کہ مستقر میں زبدہ اور زبائی کی بہترین رہائیشگاہ کا بندوبست کرو۔ دوسرا یہ کہ تدمر کے علاوہ مستقر میں بھی اعلان کر دیا جائے کہ زبدہ کو میں نے اپنے

لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ اور زبائی کو سالار مقرر کیا ہے۔آج کے بعد ہر لشکری انہی کے حکم کا اتباع کرے گا۔جواب میں چوبدار نے اپنی گردن کو خم کیا پھر وہ زبدہ اور زبائی کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

زبدہ اور زبائی دونوں نے دن رات ایک کرتے ہوئے تدمر کے لشکریوں کو عسکری تربیت دی تھی۔اس کام پر انہوں نے کئی ہفتے صرف کر دیئے تھے۔ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے جس وقت تربیت کا کام ختم کرنے کے بعد زبدہ اور زبائی دونوں اپنی رہائشگاہ کی طرف جا رہے تھے سامنے کی طرف سے تدمر کے بادشاہ اذینہ کا چوبدار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا۔دونوں کے سامنے آکر رکا پھر کسی قدر مودب ہوتے ہوئے کہنے لگا۔آپ دونوں کو آقا نے طلب کیا ہے۔تھوڑی دیر پہلے ہمارے وہ جاسوس جو ردمنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کئے تھے وہ لوٹے ہیں اور انہوں نے شاید آقا کو کوئی اہم خبر دی ہے۔اسی سلسلے میں آپ دونوں کو طلب کیا گیا ہے۔زبدہ اور زبائی نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا بس وہ چپ چاپ خاموشی کے ساتھ اذینہ کے چوبدار کے ساتھ ہو لئے تھے۔

چوبدار کے ساتھ جب زبدہ اور زبائی تدمر کے قصر کے اس کمرے میں آئے جسے عام مجالس کے لئے اذینہ اپنے استعمال میں لاتا تھا تو انہوں نے دیکھا اس وقت کمرے میں اذینہ کے علاوہ اس کی ملکہ زنوبیہ اور تمر بھی موجود تھیں۔وہ دونوں جب اس کمرے میں آئے۔اپنی جگہ سے اٹھ کر اذینہ نے دونوں کا استقبال کیا ان سے مصافحہ کیا اور اپنے قریب ہی ان دونوں کو بیٹھنے کے لئے کہا۔زبدہ اور زبائی نے دیکھا کچھ مسلح جوان پہلے ہی ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔چند ثانیوں تک اس کمرے میں خاموشی رہی پھر اذینہ بول اٹھا۔

زبدہ اور زبائی میرے عزیزو۔یہ جو مسلح جوان تم اپنے سامنے بیٹھے دیکھتے ہو یہ ..

جاسوس ہیں جنہیں میں نے رومنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ ان کے اور ساتھی بھی ہیں جو ابھی تک رومنوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئے ہیں ان سے متعلق میں تم دونوں سے مشاورت کرنا چاہتا ہوں۔

میرے رفیقو سنو۔ میں ایک طرح سے تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ تم دونوں نے دن رات ایک کر کے تدمر کے لشکریوں کو بہترین تربیت دی ہے۔ پر اب جو بڑی خبر میں تم سے کہنے والا ہوں وہ یہ ہے جیسا کہ تم پہلے جانتے ہو امافیہ کے رومن حکمران ڈیوکاس کو تم دنوں نے شکست دی تھی جس کے بعد ڈیوکاس نے انطاکیہ کے رومن حکمران میکریانس سے مدد طلب کی تھی ایشیا میں رومنوں کے جو چار صوبے ہیں ان چاروں صوبوں کے عساکر کا سپہ سالار اعلیٰ یہ میکریانس ہی ہے۔ ویسے بھی وہ ایک طرح سے رومنوں کے ان چاروں ایشیائی صوبوں کا حاکم اعلیٰ بھی خیال کیا جاتا ہے۔ ڈیوکاس نے جب میکریانس سے عرب قبائیل کے خلاف مدد طلب کی تو میکریانس اس پر تیار ہو گیا۔

سنو۔ اس سے پہلے میکریانس نے اپنے کچھ قاصد روم بھجوا رکھے تھے اس لئے کہ اسے شاہ ایران شاہ پور سے حملے کا خطرہ تھا اور شاہ پور کے خلاف اس نے مدد طلب کر رکھی تھی۔ اب یہ جاسوس جو خبریں لے کر آئے ہیں ان کے مطابق میکریانس کے مدد مانگنے کے جواب میں ایک لشکر لے کر رومن شہنشاہ ویلرین کا بیٹا گیلینس انطاکیہ پہنچ چکا ہے۔ جبکہ ایران کے متوقع حملے سے نپٹنے کے لئے خود روم کا شہنشاہ ویلرین ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اٹلی سے کوچ کر چکا ہے وہ پہلے مصر آئے گا۔ مصر میں جو رومنوں کا لشکر ہے اسے بھی اپنے ساتھ ملائے گا اس کے بعد رومنوں کا شہنشاہ اپنے جرار لشکر کے ساتھ انطاکیہ پہنچے گا تاکہ ایران کے شہنشاہ کی بڑھتی ہوئی طاقت کا سد باب کیا جا سکے۔

میرے عزیزو! اس کے علاوہ دوسری خبر یہ ہے کہ انطاکیہ میں انتظامات پر نگاہ رکھنے کے لئے میکریانس نے رومنوں کے شہنشاہ ویلرین کے بیٹے گیلینس کو چھوڑا ہے اور خود میکریانس ایک بہت بڑا لشکر لے کر انطاکیہ سے امافیہ پہنچا وہاں امافیہ کے لشکر کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملایا۔ امافیہ کے حاکم ڈیوکاس اور اس کے سپہ سالار فیورس کو بھی اس نے ساتھ لیا ہے اور اب ان جاسوسوں کا کہنا ہے کہ میکریانس کی سرکردگی میں رومنوں کا ایک لشکر عرب قبائیل پر حملہ آور ہونے کے لئے امافیہ سے کوچ کر چکا ہے۔

ان جاسوسوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ میکریانس بڑا چالباز۔ بڑا شاطر انسان ہے۔ امافیہ سے اس نے رات کے وقت کوچ کیا۔ لشکر کو اسنے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اس سے پہلے ہی اس نے دو لشکر ڈیوکاس اور فیورس کی سرکردگی میں دیتے ہوئے رات کی تاریکی میں امافیہ سے روانہ کر دیئے۔ ڈیوکاس اور فیورس اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر کوچ کر رہے ہیں ان کا لائحہ عمل یہ ہے کہ عربوں پر صرف یہی ظاہر کیا جائے کہ صرف میکریانس ایک لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ عرب اس سے ٹکرائیں تو اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ڈیوکاس اور فیورس گھات میں رہیں اور مناسب موقع دیکھتے ہی وہ اپنی گھات سے نکل کر دائیں بائیں اور پشت کی طرف سے عربوں پر حملہ آور ہوں اور مکمل طور پر عربوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ تاکہ آنے والے دنوں میں وہ رومنوں کے لئے کسی خطرے کا باعث نہ بنیں۔

اب تم دونوں بتاؤ تمہارا کیا لائحہ عمل ہے۔ ڈیوکاس اور فیورس دونوں اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شاہراہ سے پانچ میل ہٹ کر سفر کرتے ہوئے اس طرف پیشقدمی کر رہے ہیں جبکہ شاہراہ پر میکریانس لشکر کے ساتھ بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کے قبائیل سے دور ہی صحرائے پالمیرہ کے اندر ہمیں رومنوں کو روک دینا چاہیئے۔ جواب میں زبدہ اور زبائی نے تھوڑی دیر کے لئے باہم رازدارانہ گفتگو کی۔ اس کے بعد زبدہ نے اذینہ کو مخاطب کیا۔

محترم اذینہ۔ پہلے تم یہ کہو کہ کیا تم خود بھی اس جنگ میں حصہ لو گے۔ اس پر اذینہ نے چھاتی تانتے ہوئے کہا کیوں نہیں۔ میں خود رومنوں کے خلاف اس جنگ میں حصہ لوں گا۔ اذینہ کے اس جواب پر زبدہ اور زبائی دونوں کے چہروں پر اطمینان کی لہریں بکھر گئی تھیں۔ اس کے بعد زبدہ پھر بولا۔

اذینہ اگر یہ بات ہے تو پھر جس قدر آپ کے پاس لشکر ہے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ایک حصہ تدمر کی حفاظت کے لئے یہیں رہنے دیا جائے باقی دو حصوں میں سے ایک آپ کی کمانداری میں دوسرا میرے عزیز زبائی کے ماتحت رہے۔ جس لشکر نے زبائی کے تحت کام کرنا ہے وہ آنے والی شب کو کوچ کر کے عرب قبائیل کے اندر چلا جائے میں بھی اس لشکر کے ساتھ اپنے قبیلے میں چلا جاؤں گا۔ آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کل

صبح ہی صبح صحرائے پالمیرہ کے مغربی حصوں کی طرف کوچ کریں ۔جو جاسوس آپ کے پاس بیٹھے ہیں ان کو آج ہی روانہ کر دیں کہ یہ رومنوں کی نقل و حرکت پر گہری نگاہ رکھیں ۔

میں اپنے قبائیل میں پہنچ کر قبائیل کے لشکروں کو منظم کروں گا ساتھ ہی میں عرب جاسوسوں کو روانہ کر دوں گا ۔ صحرائے پالمیرہ میں ہمارے جاسوس انتہائی قسم کے زہریلے اور دشمن پر کڑی نگاہ رکھنے والے ہیں ۔میں انہیں حکم دوں گا کہ صحرائے پالمیرہ میں جہاں کہیں بھی انہیں کوئی رومن نظر آئے اسے موت کے گھاٹ اتار دیں ۔ کوئی ایسا شخص جس پر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ رومنوں کی جاسوسی کر رہا ہے اسے زندہ گرفتار کر لیں ۔

محترم اذینہ !آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ صحرائے پالمیرہ میں آگے بڑھتے ہوئے میکریانس کی راہ روک کھڑے ہوں ۔ میں آپ کے دائیں جانب ہوں گا ۔ زبائی بائیں جانب ہو گا ۔ہمارے اور آپ کے درمیان لگ بھگ پانچ سے چھ میل کا فاصلہ رہے گا ۔میں عرب جاسوسوں پر واضح کر دوں گا کہ وہ ان دونوں لشکروں پر گہری نگاہ رکھیں جو میکریانس کے دائیں بائیں رہتے ہوئے گھات لگا کر آگے بڑھ رہے ہیں ۔ میکریانس کے ساتھ اصل جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے میں اور زبائی رومنوں کے دائیں اور بائیں والے لشکریوں سے نپٹ لیں گے ۔آپ جنگ کی ابتدا کرنے میں تاخیر سے کام لینا ۔اس وقت تک میں اور زبائی دونوں امافیہ کے رومن حکمران ڈیوکاس اس کے سپہ سالار فیورس کے لشکروں سے نپٹ چکے ہوں گے ۔ میکریانس صحرائے پالمیرہ میں آپ سے ٹکرائے گا ۔تو دائیں بائیں اور پشت کی طرف سے میں اور زبائی اس پر حملہ آور ہو جائیں گے ۔ایسی صورت میں میکریانس کو اس جنگ میں بدترین شکست اور ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا ۔

اذینہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر اپنی ملکہ ذنوبیہ سے صلاح و مشورہ کرتا رہا ۔ صلاح و مشورے میں ذنوبیہ کی چھوٹی بہن تمر بھی شامل ہو گئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک وہ باہم گفتگو کرتے رہے اس کے بعد اذینہ نے زبدہ کو مخاطب کیا ۔

عظیم زبدہ! رومنوں سے جنگ کرنے کا جو لائحہ عمل تم نے پیش کیا ہے اسی پر عمل کیا جائے گا ۔میرے لشکر میں میری ملکہ ذنوبیہ اور اس کی بہن تمر بھی شامل ہو گی ۔شاید اس سے پہلے میں نے تم پر انکشاف نہیں کیا کہ اگر ذنوبیہ مجھ سے بہتر نہیں تو مجھ سے کم درجے کی بھی تیغ زن نہیں ۔ بڑے بڑے تیغ زنوں کو یہ اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے ۔ اور

تیغ زنی میں ایسی ہی مہارت تمر بھی رکھتی ہے ۔ذنوبیہ کا کہنا ہے کہ وہ تو میرے ساتھ اس لشکر میں رہے گی جو میری کمانداری میں صحرائے پالمیرہ کے غربی حصے کی طرف بڑھے گا ۔ تمر تمہارے ساتھ کام کرنا چاہتی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے فنون حرب و ضرب میں مزید مہارت حاصل کرے ۔ اب تم بتاؤ اس سلسلے میں کیا کہتے ہو ۔اس پر زبدہ فوراً بول پڑا ۔

اگر ملکہ ذنوبیہ کی بہن تمر ایسا چاہتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ زبدہ کے اس جواب پر حسین و خوبصورت تمر کے چہرے پر خوشیاں بکھر گئیں تھیں ۔اس کے بعد قصر کے اس کمرے میں ملکہ ذنوبیہ کی آواز سنائی دی ۔

عزیز زبدہ! اب آخری لائحہ عمل یہ ہے کہ تم اور زبائی دونوں لشکر کے اس حصے کے ساتھ اپنے قبائیل کی طرف چلے جاؤ جو زبائی کے تحت کام کرے گا ۔اس لشکر میں تمر بھی شامل ہو گی یہ بھی تمہارے ساتھ تمہارے قبائیل ہی میں قیام کرے گی ۔ میں اور اذینہ دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر آگے بڑھیں گے اور میکریانس کی راہ روکیں گے ۔ جبکہ زبائی کے ساتھ ہمارے لشکر کا حصہ رہے گا ۔ تمہاری کمانداری میں عربوں کا لشکر ہو گا ۔پس جو لائحہ عمل ہم نے طے کیا ہے اس کے مطابق ہی یہ کام کیا جائے گا اس کے ساتھ ہی ملکہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ۔ میرے خیال میں اب ہمیں مستقر میں جانا چاہیے ۔اور جس لشکر نے آنے والی شب زبدہ اور زبائی کے ساتھ کوچ کرنا ہے اس کی تیاری کرنا ہے ۔ ساتھ ہی ہمیں اپنے رسد و کمک کا سارا انتظام بھی مکمل کر لینا چاہیے ۔زبدہ ۔زبائی اذینہ اور تمر نے اس سے اتفاق کیا ۔ پھر وہ سب قصر کے اس کمرے سے نکل کر مستقر کی طرف جا رہے تھے ۔

آنے والی شب زبدہ اور زبائی لشکر کے ایک حصے کو لے کر اپنے قبائیل کی طرف کوچ کر گئے تھے تمر ان کے ساتھ تھی ۔جبکہ اگلی صبح اذینہ اور ملکہ ذنوبیہ بھی تدمر سے نکل کر اس شاہراہ پر پیشقدمی کر رہے تھے جو ہیلیوپولس سے ہوتی ہوئی امافیہ کی طرف جاتی تھی ۔

زبدہ اور زبائی دونوں جب تدمر کے بادشاہ اذینہ کے لشکر کے ایک حصے کو لے کر نخلستانوں میں پہنچے تو عرب قبائیل کے سرداروں کے علاوہ صحرائے پالمیرہ کے اس حصے میں عربوں نے پرجوش انداز میں ان کا استقبال کیا تھا ۔جس وقت سب عرب سردار مجوروں

کے ایک جھنڈ تلے زبدہ اور زبائی کے ساتھ کھڑے تھے کہ ایک طرف سے ملکہ زنوبیہ کی بہن تمر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہوئی آئی ان کے قریب آکر گھوڑے سے اتری اور زبدہ کے پہلو میں آن کھڑی ہوئی تھی۔اس موقع پر وہ زبدہ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی مگر خاموش رہی اس لئے زبدہ بولا اور سارے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ اٹھا تھا

اے سرداران عرب! یہ جو لڑکی میرے پہلو میں آکر کھڑی ہوئی ہے اس کا نام تمر بنت عطریف ہے اور یہ تدمر کے بادشاہ اذینہ کی ملکہ ذنوبیہ کی چھوٹی بہن ہے۔یہ تیغ زنی اور حرب و ضرب کے معملات میں بہترین مہارت رکھتی ہے اور یہ اس لشکر میں شامل ہے جو اذینہ نے ہمارے ہمراہ یہاں تک بھیجا ہے۔اس کے بعد زبدہ نے تمر بنت عطریف سے عرب سرداران کا تفصیل کے ساتھ تعارف کرایا تھا۔

جب یہ کام مکمل ہو چکا تب زبدہ نے اپنے پہلو میں کھڑے زبائی کو مخاطب کیا۔

زبائی میرے بھائی! جو لشکر تم تدمر سے لے کر آئے ہو اسے انہی نخلستانوں میں اترنے کا حکم دے دو۔خیمے نصب نہیں کیئے جائیں گے اس لئے کہ آنے والی شب کو ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔دوسرا کام یہ کرو کہ عرب قبائیل کا جو متحدہ لشکر ہے وہ بھی تدمر سے آنے والے اس لشکر کے دائیں جانب اپنا پڑاؤ کر لے تا کہ تدمر سے آنے والے لشکری یہ محسوس نہ کریں کہ جن عرب جنگجوؤں نے ان کے ساتھ رومنوں کے ساتھ جنگ کرنی ہے وہ تو اپنے گھروں میں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمیں پڑاؤ میں لا بیٹھایا گیا ہے۔

زبدہ کی اس تجویز کے سامنے زبائی نے ایک اطاعت پیشہ سپاہی کی طرح اپنی گردن خم کر دی تھی اس موقع پر زبدہ نے اپنے بائیں پہلو میں کھڑی تمر کی طرف دیکھا۔

اے تمر بنت عطریف۔تم کہاں قیام کرنا پسند کرو گی۔اگر تم چاہو تو میں تمہارے قیام کا بندوبست بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کے اہل خانہ کے ساتھ کر سکتا ہوں۔ اس پر تمر نے فوراً گہری نگاہوں سے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

محترم زبدہ۔قبل اس کے کہ میں اپنے قیام کے متعلق آپ کو کوئی جواب دوں پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا اپنا قیام کہاں ہو گا۔اسپر زبدہ فوراً بول اٹھا۔

بنت عطریف! میری شروع سے یہ عادت ہے کہ ان حالات میں جبکہ جنگ کے

بادل چھائے ہوں میں لشکریوں کے اندر ہی رہنا پسند کرتا ہوں۔اگر میں لشکریوں کو پڑاؤ میں رکھتا ہوں اور خود حویلی میں قیام کرتا ہوں تو اس کے لشکریوں پر برے اثرات پڑتے ہیں۔سالار کو اپنے لشکریوں میں ہی رہنا چاہیئے۔اس لئے کہ وہ اس کے بازو ہوتے ہیں انہی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔سن بنت عطریف۔میں لشکریوں کے ساتھ اس پڑاؤ میں قیام کروں گا۔جہاں ان کا قیام ہو گا۔اب تو اپنے متعلق کہہ۔

اس پر تمر جھٹ سے کہنے لگی۔محترم زبدہ۔میں آپ کے خیالات کی قدر کرتی ہوں۔ آپ جیسے سالار اپنی زندگی میں کبھی ناکام نہیں ہوتے۔میں بھی چونکہ آپ کے ساتھ لشکر میں شامل ہوں اور میری حیثیت لشکر میں ایک نائب کی سی ہے لہذا میں آپ کی طرح پڑاؤ ہی میں قیام کروں گی۔تمر کا یہ جواب سن کر زبدہ کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا پھر اس نے زبائی کی طرف دیکھا۔زبائی میرے بھائی جو لشکر تم ساتھ لے کر آئے ہو اس کے پڑاؤ کا بندوبست کرنے کے ساتھ ساتھ سارے سرداران عرب کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔جو ہمارا متحدہ لشکر ہے اسے بھی نکال کر یہیں پڑاؤ کا انتظام کرو۔زبدہ کا یہ حکم سن کر زبائی اور سرداران قریش وہاں سے چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد کچھ دیر تک خاموشی رہی اس دوران عجیب سے اور انوکھے انداز میں تھوڑی دیر تک تمر زبدہ کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

محترم زبدہ! اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ کے ایک فعل کے خلاف احتجاج کرتی ہوں۔اس پر چونک جانے کے سے انداز میں زبدہ نے تمر کی طرف دیکھا اور پوچھا۔اے بنت عطریف۔کیا تجھے میرا کوئی فعل برا لگا ہے۔جس پر تو احتجاج کرنا چاہتی ہے۔اگر ایسا ہے تو پھر میں تمہارے احتجاج کرنے سے قبل ہی معذرت کر لیتا ہوں۔اسپر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں تمر کہنے لگی۔

محترم زبدہ! اپنی گفتگو میں بار بار آپ مجھے بنت عطریف کہہ کر پکارتے ہیں۔اس طرز تخاطب میں ایک طرح کی اجنبیت اور بیگانگی ظاہر ہوتی ہے آپ جانتے ہیں میرا نام تمر ہے آپ مجھے تمر کہہ کر مخاطب کر سکتے ہیں۔اب میں لشکر میں آپ کے ایک نائب کی سی حیثیت سے ہوں۔اپنے نائب سے آپ کو اس قدر اجنبیت اور بیگانگی تو نہیں برتنی چاہیئے۔

تمر کی اس گفتگو سے زبدہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔پھر وہ

کہنے لگا۔ آؤ تمر پہلے لشکر کے اس پڑاؤ کا جائزہ لیتے ہیں جو ہمارے ساتھ تدمر سے آیا ہے تدمر چپ چاپ زبدہ کے ساتھ ہولی تھی۔

دوسرے روز زبدہ اور زبائی دونوں نے اپنے نخلستانوں سے اپنے لشکریوں کے ساتھ صحرائے پالمیرہ میں مغرب کی طرف پیشقدمی شروع کی تھی۔

OOOO

تدمر کا بادشاہ اذینہ عرب قبائیل کے نخلستانوں کے پاس سے گزرنے کے بعد صحرائے پالمیرہ میں دس میل کے لگ بھگ آگے بڑھا تھا کہ ایک دم اسنے اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ دیا۔ اس کا یہ حکم ملتے ہی اس کا لشکر رک گیا تھا۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف سے کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آرہے تھے۔ جب وہ سوار قریب آئے قبل اس کے کہ اذینہ انہیں مخاطب کر کے پوچھتا وہ تینوں سوار جو اذینہ کے مخبر تھے پاس آ کر رکے پھر ان میں سے ایک نے اذینہ کو مخاطب کیا۔

اے مالک۔ رومنوں نے اپنے لشکروں میں تبدیلی کر لی ہے پہلے وہ تین مختلف حصوں میں ہماری طرف پیشقدمی کر رہے تھے ان کے دو حصے اس شاہراہ سے ہٹ کر دائیں بائیں آگے بڑھ رہے تھے جبکہ ان کے لشکر کا بڑا حصہ انطاکیہ کے سربراہ میکریانس کی سرکردگی میں تھا۔ اور اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا میرے خیال میں رومنوں کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے خبر ہو گئی ہے کہ ہم نے بھی اپنے لشکروں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ رومن زبدہ اور زبائی دونوں سے انتہا درجے کے خوفزدہ ہیں انہیں خبر ہو گئی ہے کہ زبدہ اور زبائی صحرائی حصوں کو روندتے ہوئے ان کے پہلوؤں پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ لہذا انہوں نے یکدم اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو یکجا کر لیا ہے اب متحدہ لشکر کے ساتھ میکریانس بڑی تیزی سے اس سمت بڑھ رہا ہے۔ میرے خیال میں میکریانس یہاں سے لگ بھگ پندرہ میل آگے ہو گا۔

آقا رومنوں کے لشکر میں اس تبدیلی اور انقلاب کی خبر جاسوسوں نے زبدہ اور زبائی کو بھی کر دی ہے لہذا زبدہ اور زبائی اب اپنا رخ بدلنے کے بعد بڑی تیزی سے آپ کی طرف آ

رہے ہیں۔ جواب میں اذینہ نے اپنے جاسوسوں کی اس کارگردگی پر انہیں شاباش دی اور پھر انہیں رومنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد دائیں بائیں سے اپنے لشکریوں کے ساتھ زبدہ اور زبائی بھی آتے دکھائی دیئے۔ ان کی آمد تک اذینہ نے اپنے لشکر کو وہیں روکے رکھا۔ جب ان دونوں کے لشکر دائیں بائیں سے شاہراہ پر آئے تو زبدہ اور زبائی کے علاوہ تمر بنت عطریف بھی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہوئی اس جگہ آئی جہاں اذینہ اپنے لشکر کو لئے کھڑا تھا۔ قریب آتے ہی زبدہ نے اذینہ کو مخاطب کیا۔

محترم اذینہ۔ رومنوں نے چونکہ اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو یکجا کر لیا ہے اس لئے میں اور زبائی بھی آپ سے آن ملے ہیں پہلے اس اتحاد کی خبر عرب جاسوسوں نے مجھے دی پھر میں نے یہی پیغام زبائی کو بھجوا دیا اب ہمیں متحد ہو کر آگے بڑھنا ہو گا۔ اور رومنوں کی راہ روکنا ہو گی۔ رومن اور وقت لگ بھگ پندرہ میل ہم سے مغرب میں ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں کم از کم سات میل آگے جا کر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لینا چاہئے۔ اتنی دیر تک رومن بھی ہمارے قریب آجائیں گے اور ہم صحرائے پالمیرہ کو ہی میدان جنگ بنائیں گے۔ خداوند نے چاہا تو یہی صحرائے پالمیرہ ہمارے سامنے رومنوں کی شکست اور ذلت و پستی کا سماں دیکھے گا۔

اذینہ نے زبدہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر متحدہ لشکر نے شاہراہ پر پیشقدمی شروع کی جو ہیلیو پولس کی طرف جاتی تھی۔ سات میل آگے جا کر زبدہ کے کہنے پر اذینہ نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دی دیا تھا۔

شام سے پہلے پہلے رومنوں کا متحدہ لشکر بھی وہاں پہنچ گیا اذینہ کے لشکر کے سامنے انہوں نے پڑاؤ کرنا شروع کر دیا تھا۔ جس وقت رومن لشکر پڑاؤ کر رہا تھا اذینہ۔ زبدہ۔ زبائی اور تمر چاروں اپنے لشکر کے سامنے کھڑے تھے کہ اتنے میں تین گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے رومنوں کے لشکر سے نکلے۔ اس جگہ آئے جہاں اذینہ۔ زبدہ زبائی اور تمر کے ساتھ کھڑا تھا۔ پھر قریب آکر وہ اپنے گھوڑوں سے اترے۔ اور ان سب کو دیکھتے ہوئے کہنے لگے ہمیں تدمر کے حکمران اذینہ سے گفتگو کرنی ہے۔ اس پر اذینہ خود ہی بول پڑا

میں تدمر کا حکمران اذینہ ہوں۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اسپر ایک سوار نے اپنی

گردن کو خوب خم کرتے ہوئے پہلے اذینہ کو تعظیم دی پھر بول اٹھا۔

بادشاہ ہم نہیں جانتے آپ کے ساتھ یہ دو جوان اور لڑکی کون ہے کیا ہم علیحدگی میں آپ سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ اس پر اذینہ کہنے لگا۔ یہ جو لوگ میرے ارد گرد ہیں یہ میرے رازدار میرے خاص متحد ہیں جو کچھ کہنا ہے ان کی موجودگی ہی میں کہو۔ اس پر آنے والا وہ سوار پھر بول پڑا۔

تدمر کے بادشاہ۔ انطاکیہ کا حکمران میکریانس جس کی شجاعت۔ جس کی دلیری اور قوت ناقابل تسخیر خیال کی جاتی ہے وہ خود رومن لشکر کی کمانداری کر رہا ہے۔ اور اس وقت تمہارے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہے۔ اسی نے ہمیں قاصد بنا کر آپ کی طرف روانہ کیا ہے تدمر کے بادشاہ آپ کے نام میکریانس کا پیغام یہ ہے کہ آپ اس جنگ میں نہ کودیں اور اپنے حصے کے لشکر کو لے کر واپس اپنے شہر تدمر چلے جائیں۔ ہماری راہ نہ روکیں۔ صحرائے پالمیرہ کے عربوں نے ہم لوگوں کے خلاف بغاوت کی ہے۔ رومنوں کے چھوٹے سے ایک لشکر کو شکست دینے کے بعد وہ یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ وہ رومنوں کو اپنے سامنے جھکانے پر قادر ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں ان صحرائی عربوں کو سبق سکھانا رومنوں کے لئے انتہائی اہم اور ضروری ہو گیا ہے۔

قبل اس کے کہ وہ آنے والا رومن اپنی گفتگو ختم کرتا۔ اس کی بات کاٹتے ہوئے اذینہ بول پڑا۔

سن میکریانس کے قاصد! صحرائے پالمیرہ میں بسنے والے عرب قبائیل اور تدمر کے رہنے والے لوگ عرب ناطے سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اگر تم یہ امید رکھو کہ میں ان عربوں کو تمہارے حوالے کر کے اپنے لشکر کے ساتھ واپس تدمر چلا جاؤں گا تو یہ تم لوگوں کی خوش خیالی ہے۔ جاؤ اپنے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس سے جا کر کہنا کہ تدمر کا بادشاہ اذینہ عربوں کو تنہا چھوڑ کر واپس تدمر جانے سے انکار کرتا ہے سنو! صحرائے پالمیرہ کا یہ حصہ فیصلہ کرے گا کہ ان علاقوں میں عزت کے ساتھ رہنے کا کسے حق حاصل ہے۔ اب تم اس موضوع پر میں تم لوگوں سے مزید گفتگو کرنا پسند نہیں کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تینوں رومن قاصد مایوس سے لوٹ گئے تھے۔

دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کرنے کے بعد آنے والی رات

انتہائی چوکنا رہتے ہوئے گزاری۔ اگلے روز صبح ہی صبح جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے رومنوں نے اپنے لشکر کے اندر طبل بجانے شروع کر دیئے تھے۔ دوسری جانب اذینہ۔ زبدہ زبائی بھی جنگ کرنے کے لئے پہلے سے تیار تھے۔ جس وقت رومن لشکری اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے عین اسی وقت زبدہ جو اپنے حصے کے لشکر کے سامنے تمر کے ساتھ کھڑا تھا۔ تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

تمر! تو میرے اس لشکر میں گو نائب کی حیثیت سے کام کر رہی ہے لیکن میں تیری بہتری کے لئے کہوں گا کہ جب جنگ کی ابتدا ہو تو تو اپنے حصے کے لشکر کے وسطی حصے میں چلی جانا۔ میں یہ نہیں پسند کروں گا کہ تم اگلی صفوں میں میرے پہلو بہ پہلو جنگ کرو۔ تمہارا اس لشکر میں رہنا ہی ہمارے لشکریوں کے لئے حوصلوں کی تقویت کا باعث بنے گا۔ میں رومنوں کے ساتھ ایک اور کھیل کھیلنے لگا ہوں۔ میں میدان کے وسط میں جاتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ کون رومن میرے ساتھ مقابلے کے لئے نکلتا ہے۔ جواب تمر جواب دینے ہی والی تھی کہ زبدہ اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتا اور اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا میدان میں آگے بڑھ گیا تھا۔

زبدہ کی اس کارروائی پر اپنے اپنے لشکر کے سامنے کھڑے اذینہ اور زبائی بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھتے جا رہے تھے۔ میدان جنگ کے وسط میں جا کر ایک جھٹکے کے ساتھ باگیں کھینچتے ہوئے زبدہ نے اپنے گھوڑے کو روکا اس کا سرکش گھوڑا بری طرح احتجاج کرتے ہوئے اپنی دونوں اگلی ٹانگیں اٹھا کر بری طرح ہنہنایا تھا۔ ساتھ ہی زبدہ نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی پھر رومنوں کی طرف منہ کرتے ہوئے وہ بلند آواز میں پکار اٹھا۔

سنو رومنو! میرا نام زبدہ ہے۔ میرا تعلق صحرائے پالمیرہ کے عرب قبیلے بنو بکر سے ہے۔ اگر تم میں سے کوئی ہمت اور جرأت رکھتا ہے تو انفرادی مقابلے میں میرے سامنے آئے۔ اگر تم میں کوئی ایسا ہے جسے اپنی جان عزیز نہیں اور جس کی گردن پر اس کا سر بوجھ بن گیا ہو وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ خصوصیت کے ساتھ میں انطاکیہ کے حکمران جسے ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا ہے اور جس کا نام میکریانس ہے اسے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں اس کے بعد میں امافیہ کے حکمران ڈیوکاس اور اس کے سپہ سالار فیورس کو بھی دعوت مبارزت دیتا ہوں۔ ان تینوں میں سے جو چاہے میرے مقابلے پر آئے۔ یہ مت کہنا کہ

عرب قبائل میں کوئی ایسا نہ تھا جو انفرادی جنگ میں تم لوگوں کو دعوت مبارزت دیتا۔ سنو میکریانس اگر میری آواز تم تک پہنچ رہی ہے اگر تم میں تھوڑی سی بھی ہمت ہے تو اپنے لشکر سے باہر نکل کر اس میدان جنگ میں میرے ساتھ انفرادی مقابلہ کرو۔ پھر دیکھو۔ ذلت و پستی کس کا مقدر بنتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ اس کے بعد پھر اس نے رومنوں کے لشکر کی طرف منہ کرتے ہوئے اور اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے پہلے کی نسبت بلند آواز میں رومنوں کو مخاطب کیا۔

سنو۔ رومنوں۔ ظلمتوں کے پجاریو۔ لاف و گزاف کے مسافرو۔ اپنے ذہن کے قرطاس پر لکھ رکھو کہ ہم تمہارے کسی شاطرانہ ڈھنگ تمہاری کسی کزب کی تفہیم کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اپنے کسی سورما کو میرے مقابلے پر نکالو۔ جس کی جڑوں میں میں زہر بھردوں جس کے ذوق نمو کو میں بے اثر کردوں۔ جس کی جرأتمندی کو میں بے برگ شاخوں۔ جس کی ہمت کو میں نفرت کے سنگ جیسا بنا دوں۔ کسی کو میرے مقابلے پر لاؤ جس کے لب و لہجہ میں میں تلخیاں رگ و پے میں گرتی برق بھرتا چلا جاؤں سنو رومنو! میں دونوں لشکروں کے درمیان سچائی کے اسم کی طرح کھڑا ہوں۔ کسی کو تو میرے مقابلے پر لاؤ۔ کیا تمہارے لشکر میں کوئی ایسا ہے جو میرے مقابلے پر آئے اپنے جسم کے ذرہ ذرہ کو خاک و خون اور سکون کی چادر کو خون آلود کرنا چاہے۔ سنو رومنو! میں تمہاری اوقات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آخری بار تم کو دعوت مبارزت دیتا ہوں کہ کسی کو میرے مقابلے پر لاؤ جو میرے سامنے آکر گناہوں کا قرض چکانے کا عہد کرے۔ دیکھو میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔

عربوں کے زبدہ اور زبائی دونوں ایسے جری جرنیل تھے جنہیں رومن جانتے تھے اور ان کی شجاعت اور دلیری رومنوں میں ضرب المثل تھی۔ لہذا زبدہ کے دعویٰ رزم آرائی کے مقابلے میں کسی نے بھی کوئی مثبت جواب نہ دیا۔ کافی دیر تک دونوں لشکروں کے درمیان زبدہ مقابلے کے لئے پکارتا رہا اپنی تلوار لہراتا رہا پر رومن لشکر میں سے جب کوئی بھی اس کے مقابلے پر نہ نکلا تب زبدہ نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اسے ایڑ لگاتا ہوا وہ اپنے لشکر کی طرف واپس مڑا تھا۔

زبدہ کے اس طرح بغیر مقابلے کے واپس آنے سے جہاں رومن لشکر میں بددلی پھیلی تھی وہاں عربوں اور تدمر کے لشکریوں کے حوصلے کس قدر بلند ہوئے تھے جس وقت اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا زبدہ اپنے لشکر کے قریب آیا تب تدمر کے بادشاہ اذینہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب بلایا۔ اپنے گھوڑے کا رخ زبدہ نے موڑا اور جب وہ اذینہ کے قریب آیا تب اذینہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

زبدہ میرے عزیز! میں تیری دلیری تیری شجاعت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں تیری ہمت تیری جوان مردی تیری طاقت اور قوت اور تیری تیغ زنی کی دھاک پہلے ہی رومنوں پر بیٹھی ہوئی ہے اس لئے ان میں سے کوئی بھی انفرادی طور پر تم سے مقابلہ کرنے کے لئے نہیں نکلا۔

زبدہ میرے عزیز! گو میں اس وقت اپنے متحدہ لشکر کے قلب کی کمانداری کر رہا ہوں۔ اور جنگ کی صورت میں سب سے پہلے قلب ہی کو حملہ آور ہونا چاہئے۔ پر زبدہ میں نے سن رکھا ہے کہ فتحمندی کا اسم تیرے نام سے منسوب ہے۔ لہذا جس وقت رومنوں کے ساتھ جنگ ہوتی ہے تو پہلے تم حملے کی ابتدا کرنا اس کے بعد میں پھر زبائی۔ دشمن پر حملہ کرتے ہوئے نزول کریں گے۔ اب تم اپنے لشکر کے سامنے چلے جاؤ زبدہ نے اس تجویز کو پسند کیا پھر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا وہ اپنے لشکر کے سامنے آیا وہاں پہلے ہی تمر کھڑی تھی زبدہ جب اس کے سامنے آیا تب تمر نے اپنے چہرے پر زہد شکن مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ۔ آپکے بار بار پکارنے اور دعوت مبارزت دینے کے باوجود بھی کسی رومن کا آپ کے مقابلے پر نہ آنا اس بات کی نشاندھی اور غمازی کرتا ہے کہ آپ یقیناً ان جوانوں میں سے ہیں جو حوصلوں کا بدن۔ زنگ آلود رنج۔ سرابوں اور عذابوں کے ویران موسموں کی طرح اپنے دشمنوں پر وارد ہوتے ہوئے ان کی جرأتمندی کو نارسائی کے قدموں کی دھند ان کی ساری شجاعت کو خاک آلود جذبوں کے میلے دھوئیں اور ان کی حرب و ضرب کی ضیائی کو اجلی اندھیری نگری کی ظلمتوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ زبدہ آپ یقیناً ان جوانوں میں سے ہیں جو اپنے دشمنوں کے دلوں پر حیرتوں کے حروف۔ ذہن پر خونی دستک۔ سوچوں میں زخمی ردا۔ اور ذلت کا فسوں بھر دیتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں آپ جیسے جوان بہت کم

دیکھے ہیں جو رسم دنیا کی سولیوں ۔لہو کے بھیگے ستاروں ۔ غم واندوہ کے سرابوں اور ظلم کے لمبے ہاتھوں کے سامنے بھی صداقتوں کے علم جیسے استادہ ۔ فطرت کی بھرپور شدت جیسے مستحکم اور پرتو قوت زیست جیسے نہال اور مطمئن رہتے ہیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد تمر خاموش ہو گئی تھی ۔زبدہ نے اندازہ لگایا کہ تمر کی اس ساری گفتگو میں جوئے محبت کی روانی ۔چاہت کی معتبر گھٹائیں ۔ موجیں مار رہی تھیں جبکہ اس کی سانسوں میں خوشبوئے تکلم ۔اس کے رگ وپے میں چاہت کا نشہ اس کے لب و رخسار کی مہک میں سرو وجمال تھا۔اس کے باتیں کرنے کا انداز شبنم کی گفتگو ۔بہاروں کے کلام جیسا اور اس کے مخاطب کرنے کا لہجہ خوابوں میں چاند تاروں کی سرگوشیوں کی مانند تھا۔

تمر کی اس ساری گفتگو کے جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا شاید وہ اس کے الفاظ سے لطف اندوز ہو رہا تھا جو تمر نے اس کے لئے ادا کئے تھے ۔ پھر زبدہ کسی قدر سنبھلا اور تمر کو اس نے مخاطب کیا۔

تمر! تمر! ابھی تو میں نے رومنوں کو صرف دعوت مبارزت ہی دی ہے اور تم نے میری تعریف میں اتنا لمبا قصیدہ اچھے اچھے الفاظ اور عمدہ قسم کے جملوں میں ادا کر دیا ہے۔ اگر کہیں میں نے اپنے کسی دشمن کو شکست ہی دیدی ہوتی تو نہ جانے میرے لئے تمہارے توصیفی الفاظ کا انداز کیسا ہوتا۔ تمر۔ صحرا کے رہنے والے لوگ موت سے خوفزدہ ہونے والے نہیں ۔جب ہم اپنے دشمن کے سامنے آتے ہیں تو اپنی جان اپنی ہر عزیز شئے کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر آتے ہیں ۔

یہاں تک کہتے کہتے زبدہ کو خاموش ہو جانا پڑا۔اس لئے کہ رومنوں کے لشکر میں پہلے کی نسبت اونچی آوازوں میں جنگ کے طبل بجنے لگے تھے پھر زبدہ اور تمر کے دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے رومن لشکر نے آگے بڑھنا شروع کیا تھا ۔اس موقع پر زبدہ نے فوراً تمر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

تمر! تمر! تو فوراً وقت ضائع کیئے بغیر لشکر کے وسطی حصے میں چلی جا۔اس لئے کہ اذنیہ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ رومنوں پر حملے کی ابتدا مجھے کرنی چاہیئے لہذا جونہی تم لشکر کے وسطی حصے میں جاتی ہو میں رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کر دوں گا۔اب تم میری

اس گفتگو کے جواب میں نہ تو کوئی احتجاج کرتا نہ گفتگو کو طول دیتا اس لئے کہ لمحہ بہ لمحہ جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے رومن قریب سے قریب تر آرہے ہیں ۔جواب میں تمر نے کچھ بھی نہ کہا بس اپنے گھوڑے کو موڑا پھر وہ اسے بھگاتی ہوئی زبدہ کے کہنے پر لشکر کے وسطی حصے کی طرف چلی گئی تھی۔

• رومن لشکر اپنے سالار اعلیٰ میکریانس کی سرکردگی میں آگے بڑھتا رہا۔جبکہ زبدہ حملے کی ابتدا کرنے کے لئے جسموں کی زنجیریں توڑتے طوفان ۔زیست کے عنوان کو ٹوٹی کہانی بکھرے قصوں میں بدلتے عناصر اور رشتوں کی ریشمی ڈوریوں کو حال وفردا سے بے خبر کرنے والے خوف بھرے زہر کی طرح بڑے غور سے دیکھتا رہا۔جب رومن لشکر مناسب فاصلے پر آیا تب زبدہ نے ان کہی داستانوں اور خونی لمحوں کی کہانیوں کی طرح اپنے کام کی ابتدا کی۔ اپنے لشکر کو وہ آگے بڑھاتا ہوا رومنوں پر مضطرب تشنگی کے نوحوں ۔دکھ کی میعاد بڑھاتی ستم کی برسات ۔اور ظلم کی طیلسان دراز کرتے اعصابی ہیجان کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

زبدہ نے رومنوں کے دائیں پہلو کے اس لشکر کو اپنا نشانہ بنایا تھا جس کی کمانداری صوبہ امافیہ کے حکمران ڈیوکاس کے ذمہ تھی ۔زبدہ کا یہ حملہ انتہائی زور دار تھا زبدہ کے زیر کمان کام کرنے والے صحرائے پالمیرہ کے کھلی آستینوں والے بدو بھی عجیب سے انداز میں زبدہ کی سالاری میں صحرائی آندھیوں دریائی طغیانیوں کی طرح جھپٹے ۔ پھر وہ رومنوں پر سیاہ لمحوں کے سفر میں جبر کے سوکھے موسموں بادبانوں میں گرہیں ڈالتی آندھیوں سماعت پر قہر وجبر بنکر اترتی حیات اور حروف وصل کو زندگی کے سانحوں میں تبدیل کرتی زنگ آلود سوچوں کی طرح نزول کرتے ہوئے رومنوں کی ہر رسم ابلیسی کے برہنہ شیطانی قہقہوں انکے وحشت بھرے نعروں کو وہ بڑی تیزی کے ساتھ بریدہ شاخوں ۔زرد پتیوں کی کہانیوں اور لہو لہو چشم گریہ کی سی صورت دینے لگے تھے ۔

زبدہ کے اس طرح حملہ آور ہونے کے بعد تدمر کے بادشاہ اذنیہ نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس کے لشکر پر شام غم کی پہنائیوں ۔ ستم کے الاؤ ۔ سنگسار کر دینے والی عداوتوں اور ظلمت شب کے سینوں کو چاک کرتی بھنور کی گرہیں کھولتی کرنوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔اذنیہ کے ساتھ ہی ساتھ زبائی بھی آگے بڑھا اس نے اپنا ہدف صوبہ امافیہ کے لشکروں کے سپہ سالار اعلیٰ فیورس کو بنایا تھا اور اس کے

لشکر پر زبائی زبدہ کا ہی انداز اختیار کرتے ہوئے زیست کو ہدف بناتی خونی تعبیروں ۔ پیاس بھوک اور تنگ کو تاریخی نصاب بنا دینے والی قہرمانیوں کی قوت ۔ گلیوں ۔ کوچوں میں آسیب کی طرح ہر لحظہ ہر لمحہ جسم و روح کی جدائیوں کا تماشہ بناتے دشت وحشت اور وقت کے قافلوں کو بربادی کی علامت بنا دینے والے سرگرداں اور بے سمت بھٹکتے نسیتی کے احوال کی طرح نزول کر گیا تھا۔

دونوں لشکروں کے آپس میں یوں ٹکرانے سے فصیل جسم و جان کی سیڑھیاں بڑی تیزی سے گرنے لگی تھیں ۔ صدیوں پرانے صحرائے پالمیرہ کی گرسنہ جھولی میں جہاں کبھی دھول کی آندھیوں اور ہواؤں کے جھکڑوں کے سوا کچھ نہ ہوا کرتا تھا خون کی بارش ہونے لگی تھی ۔ صحرائے پالمیرہ کی برسوں سے ترستی آنکھوں میں رزم آرائی کی وجہ سے چار سو غموں کے نئے طوفان دلوں کی نہاں گہرائیوں میں ویران اداس اور حیران کر دینے والے تشنگی کے بے کراں سمندر اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔

رومن جو اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھتے تھے وہ یہ خیال کئے ہوئے تھے کہ صحرائے پالمیرہ میں عرب قبائیل اور ان کا حامی تدمر کا بادشاہ اذینہ زیادہ دیر تک ان کے سامنے ٹھہر نہ سکیں گے لیکن ان کی حیرت کی انتہا اس وقت نہ رہی جب کہ تدمر کے بادشاہ اذینہ اور عرب قبائیل نے مل کر رومنوں کے حملوں کو نہ صرف روکا بلکہ جارحیت اختیار کرتے ہوئے ان پر جان لیوا اور انتہائی خطرناک حملے بھی کرنے لگے تھے ۔ عین اس موقع پر جبکہ جنگ کی بھٹی اپنے عروج پر تھی اور انسانی قتل و غارتگری کا رقص اپنے پوری وحشت پر تھا ۔ زبدہ نے اپنے اردگرد لڑنے والے صحرائے پالمیرہ کے کھلی آستینوں والے بدوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہنا شروع کیا ۔

"صحرائے پالمیرہ کے فرزندو ۔ یہ رومن اپنے مقدرات کی حدود روندتے ہوئے اپنے حد تعینات کو فراموش اور کائنات کی وقعت کو پس پشت ڈالتے ہوئے وحشتوں کی چادر اوڑھے ۔ اس صحرائے پالمیرہ کی زیست کے زنداں میں وحشی ناچ ناچتے وسوسوں کی طرح حاوی ہونا چاہتے ہیں ۔ میرے سحر خیز ساتھیوں ۔ اس دشت وحشت میں جدائیوں کی ساعتوں اور ننگی سچائیوں کی طرح ان رومنوں پر نزول کرو ان کی خونی قباؤں کو شب کے سرابوں میں ۔ تقدیر کی تزئین کو بے اثر آہوں میں اور تمناؤں کے ہجوم تو ذات کی محرومیوں

میں تبدیل کرتے ہوئے ان کی کشاکش ہائے رزم گاہ میں صبر و ضبط کی ڈوریوں کو کاٹتے چلے جاؤ ۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ خاموش ہو گیا تھا ۔ پہلے کی طرح وہ دائیں بائیں شاہین کی طرح جھپٹتے ہوئے رومنوں پر ضربیں لگانے لگا تھا ۔ اس کے ان الفاظ نے صحرائے پالمیرہ کے عربوں میں ایک آگ بھڑکا دی تھی ۔ اور وہ زبدہ کے ان الفاظ پر رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے محبت کے قحط میں بار آور نفرتوں ۔ آسیب کے سایوں میں بربادیوں کی علامت ۔ غور طلب ویرانیوں میں رقص کرتی موج تجسس ۔ وقت کے رستے زخموں ۔ رات کی گہری جھیل میں کرب کی منزلوں اور رگوں میں خوف گھولتے بے حسی کے افسوں کی طرح رومنوں پر ضربیں لگانے لگے تھے ۔

صحرائے پالمیرہ کے غیور ۔ سرکش اور دلیر بدو آسمان سے گرتی اڈتی کڑکتی برق اور آگ اگلتے آتش فشاں کی طرح عصمتوں پر گندگی اچھالنے ۔ ادمیت پر کیچڑ اچھالنے ۔ چشم انسانیت کو لہو لہو ۔ ماؤں کی گودوں کی نرمی اور آسودگی کو زیست کے اضطراب میں تبدیل کرنے والے رومنوں پر صحرا کی اڑتی گرد میں بجر کے چڑھتے دریاؤں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے ان کے ساغر روح کو ریزہ ریزہ ان کے شیشہ جاں کو کرچی کرچی کرتے چلے گئے تھے ۔ رومن جو یہ خیال کر رہے تھے کہ صحرائے پالمیرہ میں عرب ان کے سامنے زیادہ دیر تک ٹک نہیں سکیں گے اب وہ عرب ان کی امیدوں کے برخلاف ایک تاب تواں ایک جذبہ جواں کی طرح نزول کر رہے تھے ۔ کھلی آستینوں والے بدو دھرتی کے امیں اپنی تعبیر و تجسیم کے چوپان بن کر ساعتوں کے تسلسل کی طرح آگے بڑھتے ہوئے رومنوں سے ٹکرا رہے تھے اس ٹکراؤ میں جہاں ایک بدو کام آتا تھا وہاں دس رومن بھی مارے جا رہے تھے ۔

رومنوں نے بار بار کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح صحرائے پالمیرہ میں ایک بار عربوں اور تدمر کے بادشاہ اذینہ کی متحدہ قوت کو اپنے سامنے سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیں لیکن ان کی ہر کوشش ان کی ہر جدوجہد ان کا ہر جتن ناکام و نامراد ثابت ہوا رومنوں نے بار بار کوشش کی کہ وہ اپنی پوری قوت کا مرکز تدمر کے بادشاہ اذینہ کو بنائیں اور اسے پسپا کرنے کے بعد زبدہ اور زبائی سے نپٹیں لیکن جونہی وہ اپنی پوری قوت مجتمع کرتے ہوئے بے نام وحشت ۔ اجنبیت کی کالی گھٹاؤں کی طرح اذینہ پر چھانے کی کوشش کرتے تو نہ صرف

سامنے کی طرف ہے اذینہ ان کے لئے کڑوی راتوں ۔ پریشاں دنوں جیسا ثابت ہوتا بلکہ دائیں بائیں سے زبدہ اور زبائی پارہ پارہ زخمی کر دینے والے بھوکے خونی شاھینوں کی یلغار کی طرح حملہ آور ہوتے اور رومنوں کی صفوں کی صفیں کھنگال کر رکھ دیتے تھے ۔ پھر جب رومن اذینہ اور زبائی دونوں کو اپنا ہدف بناتے ہوئے اپنی طاقت صرف کرتے تب زبدہ ان پر تغیر کے جنوں ۔ صدیوں پر حاوی ساعتوں اور عرصہ محشر کے ظلمات زندان کی طرح نزول کرتا اور ان کے ظلم کی آندھیوں بھر کی سختیوں ۔ طلب کی تڑپ ۔ ان کی خونی ہلچل اندھی امنگوں کو آندھیوں سے لکھے نصیب ۔ صلیب شب میں لہو لہو حروف ۔ بوسیدہ قبروں کے پرانے المیوں اور ریت نگر میں رقص کرتے سرابوں کی دھول جیسا بنتا چلا جاتا تھا۔

یوں کسی بھی طرح رومن اپنے سامنے زبدہ ۔ زبائی اور اذینہ کو زیر کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے لہذا جنگ طول پکڑتی گئی اور اس طول میں زبدہ ۔ زبائی اور اذینہ نے ملکر انگنت رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اسقدر جنگ ہونیکے بعد رومنوں کے لشکر کی اگلی صفوں کا بالکل خاتمہ ہو چکا تھا ۔ اور اب زبدہ ۔ زبائی اور اذینہ رومن لشکر کی پچھلی صفوں پر بھی وارد ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس کو مکمل طور پر یہ یقین ہو گیا تھا کہ صحرائے پالمیرہ کی اس جنگ میں انہیں بدترین شکست ہو گئی لہذا اپنے بچے کھچے لشکر کو بچانیکی خاطر اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا ۔ زبدہ ۔ زبائی اور اذینہ نے پوری قوت سے بھاگتے رومنوں کا تعاقب کیا صحرائے پالمیرہ میں انھوں نے رومنوں کا خوب قتل عام کیا ۔ بچے کھچے رومن میکریانس ڈیوکاس اور فیورس کی سرکردگی میں صحرائے پالمیرہ سے نکل کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔ جبکہ اذینہ ۔ زبدہ اور زبائی رومنوں کا تعاقب ترک کر کے واپس لوٹے ۔ میدان جنگ میں رومن جو چیزیں چھوڑ بھاگے تھے ان سب پر انھوں نے قبضہ کیا اور صحرائے پالمیرہ کے عرب قبائل کے نخلستانوں میں اپنے لشکریوں کے ساتھ انھوں نے آکر پڑاؤ کر لیا تھا۔

صحرائے پالمیرہ میں رومن لشکر کی شکست اور تباہی کی خبریں انطاکیہ پہنچ چکی تھیں انطاکیہ میں اس وقت رومن شہنشاہ ویلرین کا بیٹا گیلینیس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ قیام کئے ہوئے ۔ جب اس رومن لشکر کی شکست اور تباہی کی خبریں پہنچیں تو وہ اپنے لشکر

کے ساتھ انطاکیہ سے نکلا اور صحرائے پالمیرہ کی طرف روانہ ہوا ۔ تاکہ میکریانس کے ساتھ ملکر عربوں سے اپنی شکست کا انتقام لے ۔

گیلینیس بڑا حوصلہ مند تھا اسلئے کہ ایک تو اسکے خود کے پاس بہت بڑا لشکر تھا دوسرا اسکا باپ جو رومن شہنشاہ تھا اور جسکا نام ویلیرین تھا وہ بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ اٹلی سے نکل کر مصر کے راستے انطاکیہ کا رخ کر رہا تھا ۔ اور وہ مصر کے شہر اسکندریہ سے انطاکیہ کی طرف کوچ کر چکا تھا ۔ رومن شہنشاہ کے بیٹے گیلینس کا خیال تھا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ میکریانس کے ساتھ ملکر عربوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیگا اور اگر وہ ایسا کر دے تو باپ کے بعد یقیناً اسے رومنوں کا شہنشاہ تسلیم کر لیا جائیگا لہذا اپنی قسمت آزمانے کے لئے رومن شہنشاہ کا بیٹا گیلینس بڑی تیزی سے صحرائے پالمیرہ کی طرف بڑھا تھا۔

گیلینس کی بدقسمتی کہ ابھی اسنے چند میل کا ہی سفر طے کیا تھا کہ اسے خبر ملی کہ ایران کا شہنشاہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر مدائین سے نکلا ہے اور اسنے انطاکیہ کا رک کیا ہے تاکہ وہ انطاکیہ پر حملہ آور ہو ۔ یہ خبر سنتے ہی گیلینس اپنے لشکر کے ساتھ فوراً انطاکیہ کی طرف چلا گیا ۔ رومنوں کا شکست خوردہ لشکر جسکی کمانداری میکریانس کر رہا تھا اسکی طرف بھی گیلینس نے پیغام بھجوایا کہ وہ فوراً انطاکیہ پہنچ جائے اسکے علاوہ گیلینس نے اپنے دوسرے صوبائی صدر مقام امافیہ ۔ صور اور دمشق کی طرف بھی تیز رفتار قاصد روانہ کئے ۔ اور وہاں سے بھی رسد اور کمک طلب کر لی تھی ۔ گیلینس نے کچھ قاصد مصر کی طرف روانہ کئے اور شہنشاہ ویلیرین کو پیغام دیا کہ وہ انطاکیہ کی طرف اپنی پیشقدمی کو تیز کر دے اسلئے کہ ایرانی شہنشاہ شاہ پور انطاکیہ پر حملہ آور ہونیکے لئے مدائن سے نکل چکا ہے۔

تدمر کے بادشاہ اذینہ اور عرب قبائیل کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ایران کا شہنشاہ شاہ پور انطاکیہ پر حملہ آور ہونے کیلئے پیشقدمی کر رہا ہے لہذا انہیں رومنوں کی طرف سے اپنے لئے کوئی خطرہ نہ رہا تھا تاہم اذینہ نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ وہیں نخلستانوں میں قیام کئے رکھا تاکہ حالات کا گہری نگاہ سے جائیزہ لے سکے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو بھی اسکے طلایہ گر یہ اطلاع دے چکے تھے کہ رومن شہنشاہ مصر سے انطاکیہ کی طرف کوچ کر چکا ہے اور یہ کہ رومن سپہ سالار اعلیٰ

میکریانس نے اپنے دوسرے صوبائی صدر مقامات سے بھی رسد اور کمک طلب کرلی ہے تاکہ ایرانیوں کا مقابلہ کیا جاسکے ۔ یہ خبریں پہنچنے کے ساتھ ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اپنی پیشقدمی پہلے کی نسبت تیز کردی تھی ۔ تاکہ رومن شہنشاہ ویلیرین اور دوسرے صوبوں سے مدد پہنچنے سے پہلے ہی پہلے وہ انطاکیہ پر قابض ہوجائے ۔

ایران کا شہنشاہ شاہ پور اپنے مقصد میں کامیاب رہا ۔ بڑی برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے وہ انطاکیہ کے نواح میں پہنچ گیا اس وقت تک نہ ہی مصر کے راستے رومن شہنشاہ ویلیرین وہاں پہنچا تھا نہ ہی انطاکیہ والوں کو دوسرے رومن صوبوں سے کوئی مدد پہنچی تھی ۔ انطاکیہ کے نواح میں پہنچتے ہی ایران کا شہنشاہ دفنہ شہر پر حملہ آور ہوا ۔ بغیر کسی مزاحمت کے اس نے اسے فتح کرلیا ۔ پھر انطاکیہ کی طرف پیشقدمی کی ۔

انطاکیہ اور دفنہ دونوں ایک دوسرے کے قریب اور انتہائی اہم شہر تھے ۔ اور ان دنوں عیش و عشرت اور آوارگی کی زندگی میں دفنہ اور انطاکیہ دونوں کو درجہ امتیاز حاصل تھا ۔ کیونکہ شامی علاقوں میں کوئی اور ایسا مقام نظر نہیں آتا تھا جہاں عیش و آرام زندگی کا نصب العین اور فرائض زندگی کا ماحاصل رہا ہو جیسا شمالی شام کے ان دو مقامات پر پایا جاتا تھا ۔

رومنوں نے ان دو بڑے شہروں میں جہاں بڑے بڑے تھیڑ تعمیر کرائے تھے وہاں حمام بھی تعمیر کرائے گئے تھے جنکی تعمیر کیلئے خاص طور پر مصر سے سنگ خارا منگایا گیا تھا ۔ انطاکیہ رومن سلطنت میں تیرا بڑا شہر شمار کیا جاتا تھا ۔ پہلا درجہ روم کو حاصل تھا ۔ دوسرا مصر کے شہر اسکندریہ کو اور تیسرا انطاکیہ کو حاصل تھا ۔ انطاکیہ کا ایک باشندہ جسکا نام لبانیوس تھا وہ انطاکیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

سورج غروب ہوتا ہے تو اسکی جگہ انطاکیہ میں چراغوں کی روشنی نمودار ہوتی ہے ۔ مصر کے جشن کے موقع پر جو روشنیاں ہوتی ہیں وہ ہمارے شہر انطاکیہ کی روشنیوں کے مقابلے میں بہت پیچھے رہ جاتی ہیں ۔ ہمارے دن اور رات میں اگر کوئی فرق ہے تو روشنی کے فرق تک محدود ہے ۔

آثار قدیم کے کسی بھی شہر کے متعلق اس قسم کے حالات کا سراغ نہیں ملتا ۔ انطاکیہ کا یہی باشندہ جسکا نام لبانیوس تھا دفنہ شہر کے چشموں اور وہاں سے انطاکیہ تک

بنائی گئی نہر کا ذکر کرتے ہوئے فخریہ انداز میں مزید کہتا ہے ۔

عوامی حماموں میں جو نہریں پانی لاتی ہیں انکی حیثیت دریاوں کی سی ہے ۔ بہت سے نجی حماموں کا بھی یہی حال ہے ۔ شہر میں جتنے مکان ہیں اتنی ہی آب رواں کی نالیاں ہیں بلکہ بعض مکانوں میں کئی کئی نالیاں ہیں ۔ اکثر دکانیں بھی اس نعمت سے مستفید ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں عوامی کنووں پر ایسے جھگڑوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کون پہلے پانی بھرے ۔ نہ ایسی مصیبت ہے جو بہت سے قصبوں کیلئے لعنت بنی ہوئی ہے ۔ یعنی کنووں پر بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے کوزوں پر چیخ پکار شروع ہو جاتی ہے ۔ ہمارے یہاں عوامی چشمے شہر کیلئے گھروں کے اندر پانی لینے کا انتظام بھی موجود ہے ۔ پانی اتنا صاف ہوتا ہے کہ برتن کے اندر اگر نظر ڈالی جائے تو وہ خالی معلوم ہوتا ہے ۔ اور اتنا خوشگوار پایا جاتا ہے ۔ کہ خواہ مخواہ پینے کو جی چاہتا ہے ۔ انطاکیہ اور دفنہ شہروں کے درمیان لگ بھگ پانچ میل کا فاصلہ تھا اور سڑک کے ذریعے دونوں شہر آپس میں ملے ہوئے تھے ۔ اس سڑک کے دونوں جانب باغات بنے ہوئے تھے اور جگہ جگہ چشمے بہتے تھے سڑک کے ساتھ ساتھ بڑی بڑی عالیشان حویلیاں تعمیر کی گئی تھیں دفنہ شہر کا گھراؤ لگ بھگ دس میل کے قریب تھا ۔ مشہور مورخ بالبانیوس کے مطابق دفنہ پریوں کی ملکہ کا ایک پاکیزہ عطیہ خیال کیا جاتا تھا ۔ یہ مقام اپنے پانی اور سایہ دار راستوں خوبصورت درختوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور تھا ۔ اور یہ اپولو دیوتا کیلئے خاص کر دیا گیا تھا ۔ بعد کے دور میں مسیحی شہنشاہوں نے بھی اس جگہ سے درخت کٹوانے گوارہ نہ کئے ۔ یہاں تک کہ چھٹی صدی عیسوی تک درختوں کو کٹوانے کی ممانعت کا قانون جاری کر دیا گیا تھا ۔

دفنہ کے ایک مقام پر ایک چشمہ ایسا تھا جسکے پانی کے اندر خاص اوقات میں ایک عجیب سی ہلچل پیدا ہوتی تھی جسکی وجہ کسی کو معلوم نہ ہو سکی ۔ جو پروہت اس چشمے کے قریب رہتے تھے ۔ ان پر بھی خاص وقت پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور اس وقت وہ لوگوں کے مختلف سوالوں کے جوابات دیتے تھے ۔ رومن شہنشاہ بھی اپنے معاملات استخارے کے لئے دفنہ بھیجتے تھے ۔ یہاں اپالو دیوتا کا ایک بہت بڑا مندر تعمیر کیا گیا تھا جسے دارالامن قرار دیا گیا تھا اسکے دونوں جانب ستونوں کی قطاریں تھیں ۔ اور اسکی دیواریں چمکیلے سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں اور اپالو کا بت اتنا بڑا تھا کہ چھت کے قریب

تک پہنچتا تھا۔ شروع شروع میں رومن شہنشاہ جب استجار کیلئے دفنہ آتے تھے تو ان کے قیام کے لیے خیمے لگائے جاتے تھے لیکن بعد میں ان کے قیام کیلئے دفنہ میں عالی شان عمارتیں تعمیر کر دی گئی تھیں۔

بہرحال انطاکیہ اور دفنہ کے رہنے والے اپنے شہروں کو ایسا خیال کرتے تھے کہ ان دونوں شہروں کی مثال دنیا میں نہ ملتی تھی۔ ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے جب بڑی آسانی سے دفنہ شہر پر قبضہ کر لیا تب وہ اس شاہراہ پر ہوتا ہوا انطاکیہ کی طرف بڑھا جو شاہراہ رومنوں نے دفنہ اور انطاکیہ کو ملانے کے لیے تعمیر کی تھی۔

رومن شہنشاہ ویلیرین کے بیٹے گیلینس اور رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس نے ایرانی شہنشاہ کے سامنے انطاکیہ میں محصورہ کر جنگ کرنا اپنے لئے بے عزتی اور ہتک خیال کیا لہذا جس وقت دفنہ پر قبضہ کرنے کے بعد ایران کا شہنشاہ انطاکیہ کی طرف بڑھا تو گیلینس اور میکریانس ایک متحدہ لشکر کے ساتھ ایران کے شہنشاہ شاہ پور کی راہ روک کھڑے ہوئے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور اور اس کے لشکریوں کے حوصلے دفنہ کو فتح کرنے کے بعد بڑھے ہوئے تھے۔ لہذا جب انطاکیہ شہر کے قریب رومنوں نے ان کی راہ روکی تو وہ رومنوں پر سحر الم طرازی۔ زیست کے قیامت خیز ہنگاموں۔ بپھرتے جذبوں کے طوفانوں اور بصارت و سماعت سے محروم کر دینے والی جراحتوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

شاہ پور کے مقابلے میں رومن شہنشاہ ویلیرین کے بیٹے گیلنس اور رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ گیلنس نے اپنی کمانداری میں دوسرا میکریانس کی کمانداری کے تحت رکھا گیا تھا۔ حملے کی ابتدا خود میکریانس نے کی تھی اور وہ شاہ پور کے لشکر پر زندگی کے جنگل کی آوارگی۔ دشت زیست کی بے چارگی اور راکھ کے انبار میں سرد آہوں کے ہجوم کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ میکریانس کے حملہ آور ہونے کے بعد رومن شہنشاہ ویلیرین کا بیٹا گیلنس بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پیشقدمی کرتا ہوا حملہ آور ہوا اور میکریانس کی طرح وہ بھی بھورے لاوے کی ابلتی ندیوں۔ قہر شور کے کاندھوں پر سوار ہزاروں شورشوں اور رگ رگ میں خوف کی طرح چبھ جانے والے بھاپ اور تیل کے جلتے غبار کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

انطاکیہ کے باہر ایرانیوں اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ ان دونوں کی کوشش یہی تھی کہ اپنے دشمن کو شکست دے کر اپنے لئے بہترین کامیابی حاصل کریں۔

ایرانیوں کے حوصلے بلند تھے اس لئے کہ وہ اس سے پہلے رومنوں کے شہر دفنہ کو بغیر کسی مزاحمت کے فتح کر چکے تھے۔ رومن بھی اپنی جان کی بازی لگائے ہوئے تھے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر انطاکیہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ایرانیوں کا شہنشاہ شاہ پور ان کے لئے کوئی پناہ گاہ محفوظ نہ رہنے دے گا۔ لہذا طرفین میں انطاکیہ کے باہر ہولناک جنگ ہوئی رومنوں کی بدقسمتی کہ شاہ پور کے مقابلے میں انہیں بدترین شکست ہوئی اور یہ شکست اٹھانے کے بعد گیلنس اور میکریانس دونوں انطاکیہ شہر کی طرف بھاگے۔

دوسری طرف شاہ پور بھی بڑا محتاط تھا جونہی رومن انطاکیہ کی طرف بھاگے اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو رومنوں کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا پھر وہ بھاگتے لشکر کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تھا۔ جس وقت گیلنس اور میکریانس اپنے لشکریوں کے ساتھ انطاکیہ میں داخل ہوئے اس کے پیچھے ہی پیچھے شاہ پور بھی انطاکیہ شہر میں داخل ہو گیا۔

گیلنس اور میکریانس نے جب دیکھا کہ ایران کا شہنشاہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے انطاکیہ میں داخل ہو چکا ہے تو وہ بڑے بد دل ہوئے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ اگر انطاکیہ شہر میں انہوں ے ایرانی شہنشاہ کے سامنے مزاحمت کرنے کی کوئی کوشش کی تو ایرانی ان کی بڑی بری حالت کریں گے لہذا انطاکیہ شہر کے ایک دروازے سے داخل ہونے کے بعد میکریانس اور گیلنس دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دوسرے دروازے سے نکل کر مصر کی طرف بھاگ گئے تھے تاکہ اس لشکر میں شامل ہو جائیں جو رومن شہنشاہ ویلیرین اٹلی سے مصر کے راستے انطاکیہ کی طرف لا رہا تھا۔

رومن لشکر اور اس کے سالاروں کے مصر کی طرف بھاگ جانے کے بعد شاہ پور نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے وہیں قیام کر لیا تھا۔

ایشیائی صوبوں میں گیلینس اور رومنوں کا سپہ سالار اعلیٰ میکریانس ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد صوبہ امافیہ کے حاکم ڈیوکاس اور اس کے سالار آعلیٰ فیورس کے ساتھ بچے کھچے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ انطاکیہ سے بھاگ کر مصر

سے انطاکیہ کی طرف آنے والے رومنوں کے شہنشاہ ویلرین کے لشکر میں جا شامل ہوئے تھے۔

رومنوں کے شہنشاہ ویلرین اور میکریانس کی خوش قسمتی کہ ایشیا میں ان کے جو دوسرے صوبیدار تھے ان کے حاکم بھی اپنے اپنے لشکریوں کے ساتھ میکریانس کی مدد کے لئے پہنچے لیکن جب انہیں یہ خبر ملی کہ انطاکیہ کے باہر میکریانس کو شکست ہوئی ہے اور وہ ویلرین کی طرف بھاگ گیا ہے تب انہوں نے بھی انطاکیہ کا رخ ترک کر کے مصر کا رخ کیا اور وہ بھی ویلرین کے لشکر میں جا کر شامل ہو گئے تھے۔ ان نئے آنے والے لشکریوں میں صور کا حاکم ایگنائیس اور دمشق کا حاکم مارکس اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ شامل ہوئے تھے

ان لوگوں کے آنے کے باعث رومنوں کے شہنشاہ ویلرین کے لشکر میں خوب اضافہ ہوا اور اس کی قوت ایرانیوں کے مقابلے میں پہلے سے کہیں بڑھ گئی تھی۔ ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے اپنے شہنشاہ ویلرین مصر سے نکل کر بڑی برق رفتاری سے انطاکیہ کا رخ کر رہا ہے تو شاہ پور بھی اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ شہر سے نکلا اور اس کے نواح میں ویلرین کی راہ روکنے اور اس سے جنگ کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسری جانب ویلرین بھی برق رفتاری سے وہاں پہنچ اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھی ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے سامنے آکر پڑاؤ کر گیا تھا۔

دو دن تک رومن اور ایرانی ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رہے اور کسی بھی فریق نے جنگ کی ابتدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بالآخر تیسرے روز ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے لشکر میں ہلچل برپا ہوئی۔ ساتھ ہی لشکر میں جنگ کے طبل بج اٹھے تھے۔ جو اس بات کی نشاندہی کرتے تھے کہ اس روز جنگ کی ابتدا ہو گی۔ ایرانیوں کی طرف دیکھتے ہوئے رومنوں کے شہنشاہ ویلرین نے بھی اپنے لشکر کو مستعد کر دیا تھا۔ اور اپنے سالاروں اور کمانداروں کے ساتھ مل کر وہ بڑی تیزی سے جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفیں استوار کرنے لگا تھا۔

جنگ کی ابتدا ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے کی تھی۔ اپنے لشکر کو اس نے آگے

بڑھایا پھر رومنوں پر وہ ظلمت کی گھٹاؤں۔ نفس پرستی کے طوفانوں۔ نفرتوں کی مثال بنتی رات اور سکھ کو دکھ۔ خوش بختی کو بد بختی میں تبدیل کرتی غم انگیز تباہی اور خشونت آمیزیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں شاہ پور نے رومنوں کے لشکر کی اگلی صفوں کی حالت رنج و غم کے کھلیانوں۔ پامال راستوں اور روندھے ہوئے ریگزاروں جیسی بنانی شروع کر دی تھی۔ لیکن مقابلے پر رومن بھی کہر کے پردے میں چشم بصیرت جیسی مضبوطی اور خشونت آمیز ابدی گہرائیوں جیسے استحکام کی طرح ایرانیوں کے حملوں کو روکتے رہے۔ دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے فضا کے ذروں میں نفوذ کرتے ازل کے اسرار اور ابد کے رموز ہر سو ہر جانب رقص کر اٹھے تھے۔

رومن تھوڑی دیر تک بڑے صبر بڑے تحمل کے ساتھ ایرانیوں کے حملے روکتے رہے پھر انہوں نے جوابی کارروائی کی اور اپنے شہنشاہ ویلرین کے کہنے پر رومن سامنے کے علاوہ دائیں بائیں جانب سے بھی ایرانیوں پر غم انگیز تباہی۔ شدید نفرت کی گرم رو۔ رحم سے ناآشنا ہیجان آفرین سمندر اور قدیم معرکہ آرائیوں کی عظمتوں کے قصوں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ ایرانی لشکر کی صفوں کے اندر گھسنے لگے تھے۔

جس طرح تھوڑی دیر پہلے ایرانیوں نے رومنوں کی اگلی صفوں کی حالت خشونت آمیزی۔ رنج و غم کے کھلیانوں۔ پامال راستوں جیسی کی تھی ویسے ہی جوابی حملہ کرتے ہوئے رومنوں نے بھی ایرانیوں کے لشکر کی اگلی صفوں میں اکتا دینے والی وحشت۔ ذہنی پستی کی تلخ آہوں اور نیستی کا شکار ہونے والے مسافروں کا ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ اب میدان جنگ میں دونوں فریق ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہونے لگے تھے۔ چاروں طرف المناک چیخوں کا ایک ہیجان برپا ہو گیا تھا۔ حیوانی مقاصد خواہشوں کی گندگی۔ روح کی ذلت۔ ضمیر کی پامالی۔ انسانیت کی موت اور نیستی چاروں طرف قہقہے لگاتے ہوئے رقص کناں ہو گئی تھی۔

انطاکیہ شہر سے باہر کافی دیر تک جنگ برپا رہی۔ یہاں تک کہ ایرانیوں کے اندر پسپائی اور شکست کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے پھر آہستہ آہستہ جب رومنوں نے ان کی اگلی صفوں کا صفایا کر دیا تب پچھلی صفوں کی حالت بھی انحطاط و زوال۔ فراق و ہجر۔ پانیوں سے ابلتی پیاس۔ اور اہانت و ذلت کے بھنور جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر مزید

ایرانی رومنوں کے لشکر کے دباؤ کو برداشت کرتے رہے جب یہ دباؤ ان کے برداشت سے باہر ہو گیا۔ ایران کے شہنشاہ نے یہ اندازہ لگاتے ہوئے کہ اب رومنوں کا مقابلہ کرنا دشوار ہو گیا ہے شکست تسلیم کرتے ہوئے وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ رومنوں کے ہاتھوں ایرانیوں کی بدترین اور ذلت آمیز شکست تھی۔

ایرانی اپنے شہنشاہ شاہ پور کی سرکردگی میں رومنوں سے شکست کھانے کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ شاہ پور کا خیال تھا کہ رومن تھوڑی دیر تک اس کا تعاقب کریں گے پھر تعاقب کو ترک کر کے واپس انطاکیہ کی طرف چلے جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ رومنوں کے شہنشاہ ویلیرین نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا اسے نہ صرف انطاکیہ کی حفاظت پر چھوڑا بلکہ اسے یہ بھی حکم دیا کہ وہ ایرانیوں کے پڑاؤ کی ہر شئے کو سمیٹے خود وہ باقی ماندہ لشکر کے ساتھ ایرانیوں کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ یہ تعاقب انتہا درجہ کا خونخوار اور زوردار تھا اور ویلیرین سائے کی طرح شاہ پور کے پیچھے لگ گیا تھا۔

جب اس تعاقب نے طول پکڑا تب آگے آگے بھاگتے ہوئے ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اندازہ لگا لیا کہ اگر رومن اسی طرح اپنے آگے بھاگتے ایرانیوں کا تعاقب کرتے رہے تو یہ تعاقب ایران کے مرکزی شہر مدائن تک بھی جاری رہ سکتا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے بڑی دانشمندی اور عقلمندی کا ثبوت دیا اس نے اپنا رخ بدلا۔ اپنے مرکزی شہر مدائین کی طرف جانے کی بجائے اس نے دشت شام کا رخ کیا۔ شاید وہ اپنے آپ کو محفوظ کرنے اور رومنوں سے اپنی شکست کا انتقام لینے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کر چکا تھا۔

دشت شام میں رومنوں کے آگے آگے بھاگتے ہوئے ایران کا شہنشاہ شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ اُچانک تشنگی کے ابلتے سمندر۔ کرن کرن ویرانی پھیلاتی وحشی ہواؤں۔ اور وادیوں کو ویران کرتے آسیب کی طرح مڑا۔ اور پلک جھپکتے میں وہ رومنوں پر لامحدود کرب زندان کی داستان الم۔ آنکھوں میں صلیب اور دل میں خونریزی برپا کر دینے والی سچائیوں کے زہر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

ایرانیوں کو شکست دینے اور پھر ان کا تعاقب کرنے کی وجہ سے رومنوں کے حوصلے بلند تھے لہٰذا انہوں نے بھی جوابی حملہ کیا۔ اور وہ بھی خوفناک ہلاکتوں۔ دل کو دبوچ لینے

والے دست ظلمت۔ بصارت و بصیرت کو بے بصیر کر دینے والی کرشمہ سازیوں کی طرح ایرانیوں پر نزول کر گئے تھے۔

دشت شام میں برپا ہو جانے والے میدان جنگ میں رومنوں اور ایرانیوں کی اس جنگ کی وجہ سے ہر طرف فاسد تمدن کا سیلاب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ انسانی چیخیں۔ ہواؤں کے واویلے۔ سمندر کے شور کی طرح بلند ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ آسمان کی رفعتیں۔ زمین کی پستیاں ایک ہونے لگی تھیں۔ حیات موت سے ہم کلام اور انسانیت کی رفاقتیں موت کے مرغزاروں میں ڈوبنے لگی تھیں۔

رومنوں نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی کہ جس طرح انہوں نے انطاکیہ شہر سے باہر ایرانیوں کو شکست دی تھی اسی ہی ایک بار پھر وہ ایرانیوں کے مقدر میں شکست لکھیں لیکن لگتا تھا اس بار ایرانی سنبھلے ہوئے تھے اور وہ رومنوں کے سامنے دفاع کا بند باندھتے ہوئے اپنی زمین کو زمرد۔ فلک کو نیلم۔ کوہستانوں کو لعل و مرجان۔ بیابان کو کندن اور وادیوں کو پکھراج بنانے کا تہیہ کئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر تک گھمسان کا رن پڑا اس رن میں ایرانیوں نے کچھ ایسی جانثاری سرفروشی اور دلیری کا مظاہرہ کیا کہ رومنوں کی کئی صفیں الٹ کر چاروں سمت انہوں نے ان کی لاشیں بکھیر دی تھیں۔

اپنے لشکر کی یہ حالت دیکھتے ہوئے رومنوں کے حوصلے پست ہونے لگے۔ اور وہ آگے بڑھ کر ایرانیوں کا مقابلہ کرنے کے بجائے ہٹنے لگے تھے۔ اس صورتحال سے شاہ پور نے پورا فائیدہ اٹھایا۔ اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے اور اپنی دیوی اناہیدہ کا واسطہ دیتے ہوئے اس نے اس زور کے حملے کئے کہ رومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہیں بدترین شکست ہوئی۔ رومن لشکر جس وقت بھاگا تو شاہ پور نے تعاقب کیا اسی تعاقب میں شاہ پور نے رومنوں کے شہنشاہ ویلیرین کو زندہ گرفتار کر لیا۔ رومنوں کے لشکر کے اکثر حصے کو اس نے پامال کرتے ہوئے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ باقی لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ شاہ پور تعاقب میں تھا۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ شاہ پور تعاقب ترک نہیں کر رہا تو وہ مختلف حصوں میں بٹ کر اپنے مختلف شہروں کی طرف چلے گئے تھے۔ شاہ پور سیدھا انطاکیہ گیا انطاکیہ میں اس وقت کوئی ایسی قوت نہ تھی جو شاہ پور کی راہ روکتی لہٰذا شاہ پور نے انطاکیہ آسانی سے فتح کر

لیا اور ایک فاتح کی حیثیت سے وہ انطاکیہ میں داخل ہوا تھا۔ رومن شہنشاہ ویلیرین ایک قیدی کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا کہتے ہیں جب کبھی بھی شاہ پور اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا تو رومن شہنشاہ ویلیرین کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھتا تھا۔

انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد ایران کا شہنشاہ شاہ پور ایشیائے کوچک میں رومن مقبوضہ جات کی طرف بڑھا یہاں بھی اس نے بہت سے شہروں کو فتح کرتے ہوئے انہیں پامال کیا۔ اور بیشمار اور ان گنت مال غنیمت اور ہتھیار اور ضروریات کی اشیاء اس نے حاصل کیں۔

رومن شہنشاہ ویلیرین کے ایران کے شہنشاہ کے ہاتھوں اسیر ہو جانے کے بعد رومنوں نے ویلیرین کے بیٹے گیلینس کو اپنا شہنشاہ بنالیا تھا۔ گیلینس ان دنوں ایشیاء ہی میں تھا۔ اور وہ ایشیاء میں رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس کے ساتھ مل کر ایران کے شہنشاہ شاہ پوری سے اپنا بدلہ لینے کی تیاریوں میں لگ گیا تھا۔

OOOO

تدمر کا بادشاہ اذینہ ابھی تک صحرائے پالمیرہ میں عرب نخلستانوں میں اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا اسے جب یہ خبریں پہنچیں کہ ایرانیوں کے ہاتھوں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی ہے تو رومنوں کی طرف سے وہ جو خطرہ محسوس کرتا تھا وہ ٹل گیا لہذا اپنے لشکر کو لے کر وہ تدمر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ تدمر پہنچ کر اس نے کچھ تحائف اور نایاب اشیاء چند اونٹوں پر لاد کر ایران کے شہنشاہ شاہ پور کی طرف روانہ کیں ساتھ ہی اذینہ نے اپنے قاصدوں کے ہاتھ ایک مراسلہ بھی شاہ پور کی طرف روانہ کیا جس میں اسے رومنوں کو شکست دینے کے علاوہ انطاکیہ اور ان کے دیگر شہروں پر قبضہ کرنے پر ولی مبارکباد پیش کی گئی تھی۔

دریائے فرات کے کنارے جب تدمر کے بادشاہ اذینہ کے تحائف اور اس کا خط ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے سامنے پیش کئے گئے تو تھوڑی دیر تک شاہ پور تدمر سے آنے والے تحائف کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے اذینہ کا خط کھولا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ چند الفاظ ہی پڑھنے کے بعد شاہ پور کے چہرے پر بے چینی بے زاری اور اکتاہٹ نمایاں ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ پھر غصے۔ غضبناکی اور نفرت کے ہیجان میں اس کی حالت حسد کے نگار خانوں

میں شعلوں کے لرزاں رنگ۔ بے غبار موسموں میں پرانی رقابتوں اور قدیم عداوتوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ خط پڑھتا رہا اور اس کے سلگتے چہرے کا کرب خون میں تھڑی گھٹاؤں میں تبدیل ہوتا رہا۔ خط پڑھنے کے بعد اس نے انتہائی نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے وہ خط پھاڑ کر ایک طرف پھینک دیا پھر وہ گرجتی ہوئی آواز میں بول اٹھا۔

یہ اذینہ کون ہے۔ اس کا مجھے خطاب کرنے کا انداز انتہائی جاہلانہ اور بے ادب اور غیر مناسب لگا۔ اسنے مجھے اس طرح مخاطب کیا ہے جس طرح کوئی بدو اپنے ریوڑ کے جانوروں کو ہانکتا ہے۔ اور اپنے منہ سے مختلف قسم کی آوازیں نکالتا ہے۔ اس کے مخاطب کرنے کا انداز خنک ہواؤں کے برہنہ ہاتھ۔ سرد مہری کی شب۔ گونگے خوابوں کی اندھی تعبیروں جیسا ہے۔ یہ کون ہے پھر شاہ پور کا حاجب قریب آیا اور اپنے سر کو خوب زمین کی طرف خم کرتے ہوئے کہنے لگا۔ آقا یہ اذینہ تدمر شہر کا حاکم ہے اور رومنوں کے خلاف آپ کی فتح اور انطاکیہ پر قبضہ کرنے کی خوشی میں یہ تحائف آپ کی طرف روانہ کئے ہیں۔ اور خط بھی بھیجا ہے۔ اسپر غصے میں شاہ پور پھر برس پڑا۔

اس اذینہ کی حیثیت ہمارے سامنے ایسی ہی ہے جیسے بے شعور ذرہ لمحوں کو ارم بنانے والی قوتوں کے سامنے آن کھڑا ہو۔ جیسے سکڑتا لمحہ کوئی روٹھی تمنا۔ ہنر پر فشاں اور سیل تند رو کا سامنا کرنے کی ہمت کرے۔ جیسے قتل گاہوں کا کوئی مقروض جبر کی وحول کے سامنے دیوار کھڑی کونے کی کوشش کرے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ایران کا شہنشاہ شاہ پور تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر اسنے قریب کھڑے اپنے سالاروں اور اپنے حاجب کو مخاطب کرکے کہا۔ تدمر کے اس اذینہ کے سارے تحائف کو دریائے فرات میں پھینک دو۔ اپنے چند دستے تدمر کی طرف روانہ کرو۔ ان کے ساتھ دو اچھی گفتگو کرنے والے قاصد بھی بھیجو جو گفتگو کا ہنر بھی خوب جانتے ہوں وہ تدمر کے حاکم کو میرا یہ پیغام پہنچائیں کہ وہ لوہے کی غلامانہ زنجیر پہن کر دریائے فرات کے کنارے میری خدمت میں حاضر ہو اور میرے سامنے سجدہ اطاعت کرلے۔ مجھ سے اپنے اس گستاخانہ طرز تخاطب کی معافی مانگے اگر وہ ایسا کرے تو اسے امان دی جا سکتی ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے گی۔ شاہ پور کا یہ حکم ملتے ہی اس کے سالاروں اور حاجب نے چند دستے اور ان کے ساتھ دو قاصد دریائے فرات کے کنارے سے تدمر کی

طرف روانہ کر دیئے تھے۔

تدمر کے بادشاہ اذینہ کا بھتیجہ دبرہ بن اسد اپنی حویلی کے چھوٹے سے باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا کہ اسکا خادم بھاگا بھاگا اسکے قریب آیا اور کہنے لگا۔ آقا رومنوں کے شہر امافیہ کی طرف ایک راہب آیا ہے اور وہ آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے۔ میں نے اسکے گھوڑے کو اصطبل میں باندھ دیا ہے اور اسے روکا ہے۔ اگر آپ اس سے ملنا پسند کریں تو میں اسے آپ کے سامنے پیش کروں۔ اسپر سوالیہ سے انداز میں دبرہ بن اسد نے اپنے خادم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ امافیہ کا یہ راہب مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے جواب میں خادم پھر کہہ اٹھا

آقا میں نے اس سے پوچھا نہیں کہ وہ آپ سے کیوں ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اسپر دبرہ کہنے لگا میں دیوان خانے میں جاتا ہوں تم اسے دیوان خانے میں ہی لیکر آؤ۔ اسکے ساتھ ہی دبرہ بن اسد اپنے دیوان خانے کی طرف چلا گیا تھا جبکہ وہ خادم مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا اصطبل کی طرف ہو لیا تھا۔

دبرہ بن اسد اپنے دیوان خانے میں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسکا وہ خادم بھی آیا اور اسکے ساتھ ایک راہب بھی تھا۔ جسے اس نے دبرہ کے سامنے پیش کیا۔ دبرہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس راہب سے مصافحہ کیا اور اسے قریب ہی نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ خادم باہر نکل گیا تھا۔ کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اسکے بعد گفتگو کا آغاز دبرہ بن اسد ہی نے کیا تھا۔

محترم راہب میرے اس خادم نے جو تمہیں میرے پاس لیکر آیا ہے ۔مجھے بتایا ہے
کہ تم امافیہ سے آئے ہو ۔کہو تمہارا یہاں آنے اور مجھ سے ملاقات کرنے کا کیا مقصد ہے ۔
اسپر راہب تھوڑی دیر تک دبرہ بن اسد کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اسکے احساسات کا
جائزہ لیتا رہا پھر کچھ سوچ کر وہ بول اٹھا ۔

ابن اسد جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس سے پہلے میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں ۔
سوال یہ ہے کہ آپ تدمر کے بادشاہ اذینہ کے بھتیجے کی حیثیت سے یہ بتائیں کہ یہ جو اذینہ
نے رومنوں کے ساتھ جنگوں کی ابتدا کی اور ایران کے شہنشاہ شاپور کی کامیابیوں پر اسے
تحائف روانہ کئے ہیں کیا یہ رویہ تمہارے خیال میں درست اور مناسب ہے ۔

جواب میں دبرہ بن اسد تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر کہنے لگا راہب جو سوال تو نے کیا
ہے یہ بڑا اہم ہے ۔جہاں تک میرے چچا اذینہ کا تعلق ہے تو تم جانتے ہو ماضی میں اسکے
تعلقات رومنوں کے ساتھ بڑے عمدہ اور خوشگوار رہے ہیں ۔پر جب سے اس نے عرب
قبائیل کے سردار زبدہ کو سالار اعلے اور زبائی کو اپنا سالار بنایا ہے تب سے شاید وہ ان
دونوں کے بل بوتے پر رومنوں کے خلاف حرکت میں آیا ہے ۔اور ایران سے اچھے تعلقات
کی بنیاد ڈالنا چاہتا ہے ۔پر میں اپنے چچا کے رویئے اور اس تبدیلی کو ناپسند کرتا ہوں ۔

دبرہ کا یہ جواب سن کر راہب بے حد خوش ہوا تھوڑی دیر تک وہ اپنے گلے میں لٹکتی
سنہری صلیب سے کھیلتا رہا ۔اس کے بعد وہ دوبارہ بول پڑا ۔

دبرہ بن اسد ۔اگر میں آپ سے دوسرا سوال یہ کروں کہ اگر حالات ایسے تبدیل
ہوں اور اذینہ کے بجائے آپ کو تدمر کا بادشاہ بنادیا جائے تب آپ کے تاثرات کیسے ہوں
گے ۔اسپر اپنے چہرے پر بے پناں خوشیوں کو دباتے ہوئے دبرہ کہنے لگا راہب تیری یہ باتیں
بڑی خوش کن ہیں پر ایسا انقلاب کیوں کر رونما ہو سکتا ہے ۔میں ایسا خوش نصیب کہاں کہ
تدمر کا بادشاہ بنوں ۔پر راہب نے شاید یہ جانتے ہوئے کہ لوہا گرم ہے آخری ضرب لگادی ۔

ابن اسد ۔امافیہ سے میرا یہاں آنا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ اذینہ کے بجائے
تمہیں تدمر کا بادشاہ بنایا جائے ۔ابن اسد میں خود نہیں آیا بلکہ مجھے امافیہ کے رومن حاکم
ڈیوکاس نے روانہ کیا ہے اور میری اس روانگی میں ڈیوکاس کے سپہ سالار اعلیٰ فیورس کے
علاوہ ایشیا میں رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس اور رومنوں کے نئے شہنشاہ گیلنس کی

مرضی اور رضامندی بھی شامل ہے ۔ابن اسد اگر تو کسی طریقے سے اذینہ کو موت کے
گھاٹ اتار دے تو رومن تمہیں تدمر کا بادشاہ بنانے کیلئے اپنی ساری طاقت اور قوت صرف
کرینگے اور میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اگر تو اذینہ کو اپنے راستے سے ہٹا
دے تو دنیا کی کوئی بھی طاقت تمہیں تدمر کا بادشاہ بننے سے روک نہیں سکتی ۔تم کہو کیا کہنا
چاہتے ہو ۔میں جس مقصد کیلئے آیا تھا ۔وہ براہ راست میں نے تمہارے سامنے پیش کر دیا
ہے ۔اب میں تمہاری مرضی تمہارا لائحہ عمل جاننا چاہونگا ۔

دبرہ بن اسد تھوڑی دیر تک سر جھکائے غور و فکر کرتا رہا ۔پھر کوئی فیصلہ کرنیکے بعد
اس نے راہب کو مخاطب کیا ۔

محترم راہب تو جو تجویز لیکر آیا ہے امافیہ کے رومن حکمران اور اسکے سپہ سالار
فیورس کی طرف سے ہے اور اسے رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس اور رومنوں کے
نئے شہنشاہ کی بھی تائید حاصل ہے تو جس طرح تم کہو گے میں اسی طرح کر گزارونگا ۔اور ہر
صورت میں تدمر کا بادشاہ بننے کی کوشش کرونگا ۔راہب تدمر کی ملکہ زنوبیہ کی ایک بہن
ہے جسکا نام تمر ہے ۔اس جیسی خوبصورت لڑکی یوں جانو تدمر کی سلطنت میں نہ ہو گی ۔
میں اسے پسند کرتا ہوں اور وہ مجھے ناپسند اور مجھ سے نفرت کرتی ہے ۔اس کی اسی نفرت نے
مجھے انتقامی بنا کر رکھ دیا ہے ۔راہب اس سلسلے میں نے اپنے چچا اذینہ سے بھی کئی بار بات
کی ہے کہ وہ تمر کو مجھ سے بیاہ دے ۔لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔

راہب نے پھر سلسلہ کلام شروع کیا دبرہ بن اسد میں یہاں زیادہ قیام نہیں کرونگا ۔
اسلئے کہ میرا یہاں زیادہ قیام کرنا لوگوں کو شک اور شبہات میں ڈال سکتا ہے ۔میں تم سے
گفتگو کرنے کے بعد یہاں سے کوچ کر جاؤنگا ۔میں خوش قسمت ہوں کہ میں اپنے مقصد میں
کامیاب رہا ہوں ۔میں رخصت ہونے سے پہلے یہ مشورہ دونگا کہ کسی مناسب موقع پر حملہ
آور ہو کر اسکا کام تمام کر دو ۔پھر دیکھ تمہیں تدمر کا بادشاہ کیسے بنایا جاتا ہے ۔اگر میرے
اندازے غلط نہیں تو تدمر میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے جو تمہارے خیر خواہ اور حمائیتی
ہونگے وہ تمہاری خاطر اذینہ پر حملہ آور ہو سکتے ہیں ۔دبرہ بن اسد جھٹ سے کہنے لگا ۔

راہب! تمہارا اندازہ درست ہے ۔تدمر میں میرے بہت سے خیر خواہ ہیں جن سے
میں یہ کام لے سکتا ہوں ۔اسپر راہب اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگ اگر یہ معاملہ ہے تو میں اب جاتا

ہوں اسلئے کہ میں جس کام کیلئے آیا تھا اسکی تکمیل کر چکا ہوں ۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میرا یہاں زیادہ قیام خطرے کا باعث بن سکتا ہے ۔ دبرہ بن اسد اس راہب کو روکتا رہ گیا تھا پر وہ راہب چونکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا لہذا وہاں سے وہ رخصت ہو گیا تھا۔

ملکہ زنوبیہ اور اسکی چھوٹی بہن تمر ایک روز تدمر کے قصر کے ایک کمرے میں بیٹھی تھی کہ اس کمرے میں زبائی داخل ہوا۔ اندر آتے ہی اس نے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ کیا آپ نے مجھے طلب کیا ہے ۔ اسپر اپنے دائیں ہاتھ کی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قصر کے اس کمرے میں ملکہ زنوبیہ کی آواز گونجی تھی ۔

بیٹھو زبائی میں نے تمہیں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں بلایا ہے ۔ اسپر اس کمرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے ان نشستوں میں سے ایک پر زبائی بیٹھ گیا تھا۔ جن کی طرف ملکہ زنوبیہ نے اشارہ کیا تھا۔ اسکے ساتھ ہی ملکہ زنوبیہ نے زبائی کو پھر مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

زبائی میرے عزیز۔ میرے بھائی ۔ میں تم سے زبدہ کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں ۔ ملکہ زنوبیہ کے ان الفاظ پر زبائی چونک پڑا اور پوچھنے لگا۔

محترم خاتون ۔ کیا زبدہ سے کوئی غلطی ہوئی ہے یا اس نے کوئی ایسا قدم اٹھایا ہے جس سے آپکی دل شکنی ہوئی ہو ۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو میں زبدہ کی طرف سے معذرت کرتا ہوں ۔ زبائی کے ان الفاظ پر ملکہ زنوبیہ ہی نہیں تمر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر ملکہ زنوبیہ کہنے لگی۔

زبائی میرے بھائی ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ زبدہ بہت اچھا ۔ مخلص اور سرفروش بے مثال شخص ہے ۔ میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا زبدا ایک مردم بیزار انسان ہے ۔ جواب میں زبائی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اسکے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھرتی رہی ۔ پھر اس نے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھا۔

پہلے مجھے یہ بتائیں کہ معاملہ کیا ہے ۔ اس کے بعد پھر آپ کے سوال کا جواب دونگا۔

اسپر ملکہ پھر بول پڑی ۔

زبائی یہ تمر میرے پاس بیٹھی ہے یہ میری چھوٹی بہن ہے میرے شوہر اذینہ کا بھتیجے دبرہ بن اسد اسے پسند کرتا ہے اور اپنی زندگی کی رفیقہ حیات بنانا چاہتا ہے لیکن تمر اسے

ناپسند کرتی ہے ۔ جب سے زبدہ اور تم اپنے صحرائی نخلستانوں سے نکل کر تدمر شہر میں داخل ہوئے ہو تب سے یہ تمر زبدہ کا بغور جائزہ لیتی رہی ہے ۔ اسکی دلیری اسکی بیباکی اسکی حق پرستی اور دیانت داری سے حد درجہ متاثر ہے۔ اور اسکے ان اوصاف کی بناء پر میری یہ چھوٹی بہن تمر اسے پسند کرنے لگی ہے ۔ لیکن اسکی یہ ساری پسند اسکی یہ ساری چاہت ۔ محبت یکطرفہ ہے اسلئے کہ زبدہ اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ۔ گو جب سے زبدہ یہاں آیا ہے تمر لشکر میں اسکے نائب کی حیثیت سے کام کر رہی ہے لیکن کبھی بھی وہ اسکے پاس بیٹھا نہیں نہ لشکری امور پر اس سے صلاح و مشورہ کیا نہ کبھی اس سے ہنس کر بات کی اسی بناء پر میں نے تم سے پوچھا ہے کہ کیا یہ زبدہ مردم بے زار انسان ہے ۔

اسپر زبائی ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں ملکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل اپنے ماں باپ کے مارے جانے بچپن کی غلامی اور اسکے بعد تنہائی نے زبدہ کو ایسا کر دیا ہے ۔ میں ایک موقع پر پہلے بھی آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ ہمارے قبائیل میں بے شمار لڑکیاں ایسی ہیں جو زبدہ میں دلچسپی لیتی ہیں لیکن زبدہ نے انہیں اپنی رفاقت میں لینے کی بنیاد پر نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا ۔ بنو عبد قیس کے سردار کی ایک بیٹی مجھے پسند کرتی ہے اور اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں جلد ایک دوسرے کے رفیق بن جائینگے اس لڑکی بڑی بہن نے کبھی ٹوٹ کر زبدہ سے پیار کیا تھا لیکن اسے زبدہ کی طرف سے سرد مہری کے سوا کچھ نہ ملا ۔ لہذا اس قبیلے کے سردار نے اپنی اس بیٹی کی شادی کہیں اور کر دی ۔ دراصل اس میں زبدہ کا قصور نہیں ہے ۔ زبدہ کے حالات ہی ایسے رہے ہیں ۔ کہ وہ ایک طرح سے گوشہ گیر اور کنارہ کش سا ہو چلا ہے ۔ یہاں تک کہنے کے بعد زبائی لمحہ بھر کیلئے رکا اسکے بعد اسنے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے براہ راست اسے مخاطب کیا۔

تمر میری بہن زبدہ کسی بھی صورت مردم بیزار انسان نہیں ہے ۔ جن تلخ حالات سے وہ گذرا ہے ان حالات نے ہی اسے ایسا کر دیا ہے ۔ اسے کسی کی نگہداشت ہمدرد ہمدم اور غم خوار کی ضرورت ہے ۔ اب بھی اگر اس سے کوئی درمندانہ انداز میں پیش آئے یا اس کے دکھ کا ساتھی بن جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسکی چاہت اسکی محبت کو حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ تمر یہ انکشاف میرے لئے انتہا درجہ کا خوش آئیندہ ہے کہ تم میرے عزیز میرے بھائی

زبدہ کو پسند کرنے لگی ہو۔اس موقع پر ایک بھائی کی حیثیت سے میں تمہیں مشورہ دونگا اور وہ یہ کہ فی الحال تم کسی بھی صورت اپنی محبت اپنی چاہت کا اظہار زبدہ پر نہ کرنا۔اسکے نزدیک رہو۔ہر صورت میں اسکا خیال رکھو۔اس سے ہمدردی کرو۔اسطرح میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم زبدہ کی محبت اور چاہت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی۔ میری بہن یہ ایک کٹھن کام ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔تم کوشش کرو تم اسے اپنے لئے انتہائی سہل بنا سکتی ہو۔

یہاںتک کہنے کے بعد زبائی جب خاموش ہوا تب ملکہ زنوبیہ بول پڑی۔

زبائی جہاں تک تمر کا تعلق ہے تو اس نے ابھی تک زبدہ پر اپنی محبت اور چاہت کا اظہار تو نہیں کیا۔لیکن جب سے یہ اسکے لشکر میں اسکے نائب کی حیثیت سے کام کر رہی ہے اس نے اسے اپنے قریب لانے کی انتہا درجہ کی کوشش کی لیکن اپنی ہر کوشش میں تمر ناکام ہوئی ہے۔اسی بنا پر آج اس نے اپنی محبت کا اظہار مجھ پر کیا ہے۔اور اسی سلسلے میں نے تمہیں بلایا ہے۔میں تمہیں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اگر تم زبدہ سے کہو کہ تمر اسے پسند کرتی ہے اور وہ بھی اس سے محبت کا اظہار کر لے تو کیا ایسا ممکن ہے سچونک جانیکے انداز میں زبائی کہنے لگا۔

محترم خاتون۔ایسا مناسب نہیں ہے۔اسمیں شک نہیں کہ زبدہ مجھے پسند کرتا ہے بھائی کی حیثیت سے میری قدردانی بھی کرتا ہے لیکن اگر میں نے اسپر تمر کی محبت کا اظہار کیا اور اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ بھی تمر کے ساتھ محبت سے پیش آئے تو اسکا الٹا ردعمل بھی ہو سکتا ہے۔یہ الفاظ اسکے دل میں تمر کی طرف سے شکوک و شبہات بھی پیدا کر سکتے ہیں۔تمر کیلئے اسکے دل میں شبہات پیدا ہوئے تو یاد رکھنا زندگی بھر تمر اسکی چاہت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔میرا مشورہ یہی ہے کہ اسکی نگہداشت رکھے۔اسکا خیال کرلے۔مجھے امید ہے کہ ایسا کرتے ہوئے ایک روز اسکی محبت جیتنے میں کامیاب ہو جائیگی اسکے علاوہ اگر کوئی بھی حربہ استعمال کیا گیا تو ہمیشہ کیلئے زبدہ کو کھو بیٹھے گی۔اسپر ملکہ زنوبیہ پھر بول پڑی

زبائی تیرا شکریہ۔اب تیرے ہی مشورہ پر عمل کیا جائیگا زبدہ سے تمر کی اس محبت کا انکشاف میں نے اذینہ پر بھی کر دیا ہے اذینہ اس وقت زبدہ کے ساتھ اسی قصر کے ایک

کمرے میں محو گفتگو ہے۔اس نے جان بوجھ کر زبدہ کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ زبدہ کے اسکی طرف جانیکے بعد تم اکیلے ہو میں تم اکیلے کو بلا کر تمر کی محبت کیلئے مشورہ کر سکوں۔زبائی تمہاری مہربانی اب تم جاؤ۔میں اب تمر کو یہی مشورہ دیتی ہوں کہ زیادہ سے زیادہ زبدہ کا خیال رکھے۔

چونکہ اذینہ تمر کو زبدہ کے لشکر میں شامل کر چکا ہے اور یہ اس کے نائب کی حیثیت سے کم کر رہی ہے۔لہذا میرے خیال میں اس کے ساتھ رہتے ہوئے یہ اسکی محبت اور چاہت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔اس کے ساتھ ہی زبائی اٹھا اور ملکہ زنوبیہ کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

OOOO

ایک روز اذینہ دوپہر کا کھانا کھا کر فارغ ہوا ہی تھا کہ اسکا حاجب اسکے پاس آیا اور کس قدر فکر انگیزی میں کہنے لگا آقا ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے دو قاصد آئے ہیں اور وہ فی الفور آپکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔اپنے حاجب کے اس انکشاف پر اذینہ خوش ہو گیا تھا۔وہ یہ خیال کرنے لگے تھا کہ اس نے جو تحائف ایران کے شہنشاہ شاہ پور کی طرف روانہ کئے تھے انہیں یقیناً شاہ پور نے پسند کیا ہو گا اور اس کے خط کے جواب میں ان قاصدوں کے ہاتھ اس کے لئے کوئی خط روانہ کیا ہو گا۔اسی سوچ و بچار میں اس نے اپنے حاجب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تم دونوں قاصدوں کو قصر کے اس کمرے میں جس میں میں عدالت لگاتا ہوں لاؤ میں ملکہ اور تمر کو وہیں لیکر آتا ہوں۔اتنی دیر تک تم زبدہ اور زبائی کو بھی بلاؤ پھر دیکھتے ہیں کہ ایران کے شہنشاہ نے ہماری طرف کیا پیغام بھجوایا ہے۔اذینہ کا یہ حکم سن کر اسکا حاجب مڑا اور بڑی تیزی سے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔اذینہ بھی اپنی ملکہ زنوبیہ ملکہ کی چھوٹی بہن تمر اور اپنے دونوں چھوٹے بچوں کے ساتھ کمرے سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک پشتی کمرے سے جب اذینہ۔زنوبیہ۔تمر اور اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ قصر کے اس کمرے میں داخل ہوا جسکی نشاندہی اس نے حاجب کو کی تھی تو اس

نے دیکھا وہاں پہلے سے دو ایرانی قاصد بیٹھے ہوئے تھے۔ انکے علاوہ زبدہ اور زبائی بھی اپنی نشستوں پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اذینہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر سب کھڑے ہو گئے جب اذینہ بیٹھ گیا زبدہ اور زبائی کے علاوہ دونوں ایرانی قاصد بھی بیٹھ گئے۔ اسکے بعد اذینہ نے ایرانی قاصدوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

شاہ پور کے قاصد کہو تم ہمارے لئے پیغام لائے ہو۔ اسپر دونوں قاصد اٹھے۔ پہلے اذینہ کو کوئی تعظیم دیئے بغیر ایک قاصد نے اپنے لباس کے اندر سے ایک خط نکالا اور آگے بڑھ کر وہ خط اس نے اذینہ کو تھما دیا تھا۔

یہ وہی اور ذلت آمیز خط تھا جو شاہ پور نے اذینہ کے نام بھجوایا تھا۔ جس میں اذینہ کو پا باز زنجیر کرنے اور دریائے فرات کے کنارے شاہ پور کے قدموں پر آکر سجدہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم دیا گیا تھا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا خط پڑھ کر تدمر کا بادشاہ اذینہ اجل کی سرد دہلیز۔ زندگی کی کراہتوں سے مضطرب بیتے وقت کی داستان اور درد کی زمین میں اشکوں کے بیج جیسا ویران ہو کر رہ گیا تھا۔ اسکے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں خوف کے دائرے لہرا رہے تھے جس وقت اذینہ خط پڑھ رہا تھا اپنے آپکو جھکاتے ہوئے ملکہ زنوبیہ اور تمر نے بھی وہ خط پڑھ لیا تھا وہ دونوں بے چاری حیات کی بجھتی مشعل۔ دیار بے سرو سامان اور جشن مرگ جیسی ہو کر رہ گئیں تھیں ان لوگوں کی اس حالت سے اس کمرے کی فضا کچھ اسطرح ہو گئی تھی جس طرح تمام ہنستے شہر مقبرے۔ خوش کن بستیاں کھنڈر۔ مصروف راستے سنسان ہو کر رہ گئے ہوں تھوڑی دیر تک اس کمرے میں موت کا سکوت دوام طاری رہا اسکے بعد وہی خط اذینہ نے اپنے قریب ہی بیٹھے زبدہ کو تھما دیا تھا زبدہ اور زبائی چونکہ پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے لہذا دونوں وہ خط پڑھنے لگے تھے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا وہ خط پڑھ کر زبدہ کے چہرے پر سرکش اور بے زنجیر جذبے رقص کرنے لگے تھے۔ اسکی آنکھوں میں نفرت کی آگ کے خونی بھنور بکھر گئے تھے۔ مجموعی طور پر زبدہ کی حالت آبادیاں جلاتی۔ بستیاں مٹاتی درد کی ہجر کہانیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی زبائی کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی پھر اس لمحہ قصر کے اس کمرے میں زبدہ کی ہولناک اور قہر بھری آواز بلند ہوئی تھی۔

ایران کا شہنشاہ شاہ پور خود ایک خطاکار اور پر تقصیر انسان ہے۔ اس نے ہمارے لئے ہیبت و جلال کی تصویر بننے کی ایک ناکام کوشش کی ہے کیا وہ ہمارے لئے کاتب تقدیر ہے کیا وہ ہماری قسمتوں کا حروف خواں ہے۔ کیا وہ ہمارے لئے وقت کا تاریخ دان ہے۔ نہیں۔ خدائے خشک و برتر کی قسم۔ مالک بحر و بر شہر و نگر کی قسم شاہ پور اگر ہم سے ٹکرائیگا تو نقصان میں رہیگا اس نے ہمیں دریائے فرات کے کنارے سجدہ ریز ہونیکا حکم دیا ہے ہم تو وہ لوگ ہیں جو خدا کے علاوہ کسی کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا فن جانتے ہیں نہیں۔ دریائے فرات کے کنارے اسکے سامنے اطاعت گذارنے کی بجائے ہم دریا کے کنارے اس کے لئے حزن و ملال کی شدت۔ اور فرار ہوتی بیکراں روحوں کی سی بے معنوئیت بنکر ثابت ہونگے شائد ایران کا شہنشاہ شاہ پور رومنوں کو شکست دینے کے بعد اپنے آپکو ناقابل تسخیر اور ایک بہت بڑی قوت خیال کرنے لگا ہے شاید وہ رومنوں کو شکست دینے کے بعد آپنے آپکو ناقابل تسخیر اور ایک بہت بری قوت خیال کرنے لگا ہے۔ شاید وہ رومنوں کو شکست دینے کے بعد زیست کی بے ثباتی کے قصوں کو فراموش کر گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دریائے فراط کے کنارے اس شاہ پور کی حالت ہم مسافر پرندوں۔ بے نوا اور بے خواب آنکھوں میں ہولناک سپنوں کی دھند جیسی بنا کر رکھیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ لمحہ بھر کے لئے رکا پھر اس نے دونوں ایرانی قاصدوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو شاہ پور کے قاصدو! جو پیغام تم لائے ہو اگر کوئی اور ہوتا تم دونوں کی گردنیں اڑا کر رکھ دیتا لیکن ہم تمھیں امان دیتے ہیں تم دو روز یہاں ہمارے شہر میں قیام کرو گے اسکے بعد ہمارے ساتھ جاؤ گے پھر دیکھو گے اس خط کا جواب دریائے فرات کے کنارے ہم ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو کیا دیتے ہیں۔ اسکے بعد زبدہ نے حاجب کو مخاطب کر کے کہا۔

ان دونوں ایرانی قاصدوں کو لے جاؤ اور انھیں اپنی تحویل میں رکھو۔ اور جو ایرانی مسلح دستے انکے ساتھ آئے ہیں انکے لئے بھی میری طرف سے حکم جاری کر دو کہ انھیں ایک طرح سے دو دن تک حراست میں رکھا جائے اسکے بعد وہ بھی یہاں سے ہمارے ساتھ کوچ کرینگے۔ زبدہ کا یہ حکم سن کر اذینہ اور ملکہ زنوبیہ تو پریشان تھے لیکن تمر کی حالت مختلف تھی۔

زبدہ کے ان الفاظ سے حسین تمر کی ساگر آنکھوں میں خوابوں سرابوں کو مٹاتے

اذانوں کے جلوس میں صبح نو کے قافلے حرکت میں آگئے تھے۔اس کے چہرے پر شادمانی کی کلیاں تھیں۔اور ہونٹوں کے ٹپکتے شہد میں محبت کے راز رقص کرنے لگے تھے۔زبدہ کا حکم سن کر حاجب نے ایک طرح سے سوالیہ انداز میں اذینہ کی طرف دیکھا۔جواب میں اذینہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اپنے سر کو اثبات میں ہلا دیا۔جسکے جواب میں حاجب بھی مسکراتے ہوئے دونوں ایرانی قاصدوں کو کمرے سے باہر لے گیا تھا۔ان کے جانے کے بعد اذینہ نے بڑے پیار۔بڑی محبت بڑی شفقت میں زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا

زبدہ میرے عزیز میں یہ نہیں کہونگا کہ جو فیصلہ تم نے کیا ہے وہ غلط ہے۔پر میں اپنے اندیشوں کا اظہار کرتے ہوئے یہ ضرور کہونگا کہ جو فیصلہ تم نے کیا ہے کیا یہ ہمارے لئے خطرناک ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم ایران جیسی بڑی قوت سے ٹکرا سکیں۔کیا ایسا ممکن ہے کہ دریائے فرات کے کنارے ہم ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا سامنا کر سکیں۔زبدہ میرے عزیز جو بھی فیصلہ تم کرو گے وہ میرے لئے قابل قبول ہو گا جو بھی قدم اٹھانا سوچ سمجھ کر اٹھانا۔

اذینہ کی اس گفتگو کے جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا اسکے بعد اسنے ایک بار پھر اذینہ کی طرف دیکھا۔

اے بادشاہ جس خداوند قدوس پر میں ایمان رکھتا ہوں وہ کراہتے لمحوں کو رخشندگی بجھتی شمعوں کو تابندگی عطا کرنے والا ہے۔وہی میرا اللہ خون سمیٹتی راہوں۔بخار زدہ وادیوں کو شاداب مناظر شادمان گلیوں جیسی جاذبیت عطا کرتا ہے۔موت کے سکوت دوام میں رعشہ براندام اور لرزاں اجسام کو وہ ازل وابد گیر آشتی عطا کرتا ہے۔بادشاہ جس خدا پر میں ایمان رکھتا ہوں اسی کے حکم پر منزل کا موہوم تعین رکھنے والی ہوائیں۔دائم مسافت اور سرابی تصوارت لئے حدت کو اٹھتے حبابوں کی تحریک ملتی ہے۔اسی کے حکم پر یہ بے ساحل و بے نشان جھکتے۔آوارہ ابر کی زمین کے خشک چہرے کو جل تھل برکھارت میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ہر سو پھولوں کے خواب نگر بجھ جاتے ہیں اور بنجر پن کے سسکتے خواب بہار رتوں کی نوید دینے لگتے ہیں۔اے بادشاہ جس خدا پر میں ایمان رکھتا ہوں وہ چاہے تو قلت کو کثرت پر غالب کر دیتا ہے وہ چاہے تو ذرے کو صحرا پر قطرے کو سمندر پر

غالب کر دے۔اے بادشاہ اپنے اسی رب کے اسم مقدس اسی کے بابرکت نام کی تکبیر بلند کرتے ہوئے ہم اس شاہ پور کے سامنے آئیں گے اور مجھے امید ہے کہ دریائے فرات کے کنارے اس شاہ پور کو ہم وہ سبق سکھائیں گے کہ آیندہ شاہ پور ہی نہیں ایران کا کوئی بھی شہنشاہ تدمر کی اس چھوٹی سلطنت کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت تک نہیں کر سکے گا۔

زبدہ کی اس گفتگو سے جہاں اذینہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہاں ملکہ زنوبیہ اور تدمر کی آنکھوں میں بھی کامیابی اور فوزمندیوں کی ایک چمک تھی۔اس موقع پر اذینہ پھر بولا۔اور اس نے زبائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

زبائی میرے عزیز۔زبدہ نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اب تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔زبائی سے پہلے ہی اذینہ کے قریب بیٹھی تمر بول پڑی۔

میں چونکہ لشکریوں میں محترم زبدہ کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں لہذا اس موقع پر میرا بولنا بھی ضروری ہے۔میں زبدہ کے خیالات سے مکمل اتفاق کرتی ہوں اگر آج ہم ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے سامنے جھک گئے تو آنے والے دنوں میں وہ ہمارے سروں پر مسلسل لٹکتی تلوار اور لمحہ اجل بن کر رہے گا۔پھر اس کے سامنے ہماری حالت نظر کشکول۔مجبوریوں کی چادر اوڑھے آزادی جیسی ہو گی۔تدمر اور اس کے صحرا کی کھلی فضائیں موت کی اندھی چاپ۔درد کے بستر کا شکار ہوں گی۔تدمر کے بچوں کی چہکارین گرد ماضی اور عورتوں کی عصمتیں خواہشوں کے نگار خانوں میں رفتگاں کے بکھرے سایوں جیسی بکھر بکھر ہو کر رہ جائیں گی۔اگر آج ہم نے اپنی آزادی کا سودا کر لیا تو یاد رکھئے ہمارے لئے نہ راستوں کا تعین رہے گا نہ سمتوں کا تعین۔اور پھر ایک بار ایران کے سامنے جھکنے کے بعد ہم اپنی نئی نسل کو غلامی کے ورثہ کے سوا کچھ نہ دے سکیں گے۔

تمر جب خاموش ہوئی تو ملکہ زنوبیہ اپنی چھوٹی بہن کے ان الفاظ پر اسے فخریہ انداز میں دیکھنے لگی تھی۔اور پھر شاید وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی تھی کہ زبائی بول پڑا

محترم اذینہ اب میرے کچھ کہنے کے ضرورت نہیں ہے۔قسم خدائے لازوال کی جو ہر شئے کا خالق و رازق ہے۔میرے خیالات کی ترجمانی میری بہن تمر نے کر دی ہے۔اور پھر میں

آپ پر یہ بھی واضح کر دوں کہ میرے اور زبدہ کے خیالات ہمیشہ ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے سامنے جھکیں گے نہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ دریائے فرات کے کنارے کامیابیاں ہمارے ہی قدم چومیں گیں۔

زبائی کی بات ختم ہو جانے کے بعد اس کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر کچھ سوچنے اور فیصلہ کرنیکے بعد اذینہ پھر بول پڑا۔

میرے عزیز میرے ساتھیو۔ اگر تم سب کا یہی خیال ہے تو پھر میں بھی تم سب کی تائید کرتا ہوں۔ شاہ پور کے سامنے ہم اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے اسطرح جائینگے جسطرح ایک حریف اپنے حریف کے سامنے آتا ہے۔ دریائے فرات کے کنارے اگر ہم شاہ پور کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو آنے والے دنوں میں ایران ہی نہیں رومن بھی ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائینگے۔ زبدہ میرے عزیز میں تمہارے فیصلے سے اتفاق کرتا ہوں۔ اب جبکہ ہم سب ایک جگہ جمع ہیں تو اپنے لشکروں کی نقل حرکت کے متعلق بھی آخری فیصلہ یہیں بیٹھ کر رازداری کے ساتھ کر لو۔

اذینہ کا فیصلہ سن کر زبدہ کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا تھا۔ وہ کہہ اٹھا۔

محترم اذینہ۔ تین لشکر یہاں سے کوچ کرینگے۔ ایران کے قاصد اور انکے ساتھ آنے والے مسلح دستے بھی ہمارے ساتھ جائینگے۔ لشکر پہلے کی طرح تین حصوں میں بٹا رہیگا۔ ایک حصہ آپکے پاس۔ دوسرا میرے پاس اور تیسرا زبائی کے پاس ہوگا۔ آپ اور زبائی اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ کل سورج طلوع ہونیکے بعد دریائے فرات کی طرف کوچ کر جائیں۔ ایرانی قاصد اور مسلح دستے بھی اپنے ساتھ لیتے جائیں۔ جبکہ میں آنے والی رات کے پچھلے حصے میں اپنے حصے کے لشکر کو لیکر دریائے فرات کی طرف کوچ کر جاؤنگا۔ میں دن کے وقت گھات میں بیٹھا رہونگا اور رات کے وقت سفر کیا کرونگا۔ میں دریائے فرات کے کنارے شاہ پور کے لشکر کے پشتی حصے میں کسی مناسب گھات میں بیٹھونگا۔ اور پشت کی طرف سے اس وقت حملہ کرونگا جس وقت شاہ پور آپ دونوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوگا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ ہم شاہ پور کے لشکر کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

زبدہ کی اس گفتگو کا اذینہ کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی حسین و

خوبصورت تمر بول پڑی۔

محترم زبدہ میں آپکی اس ساری گفتگو کے خلاف احتجاج کرتی ہوں آپ جانتے ہیں کہ مجھے آپکے لشکر میں آپکے نائب کی حیثیت سے مقرر کیا گیا ہے۔ آپ نے اس ساری گفتگو کے دوران میرا کوئی ذکر ہی نہیں کیا۔ تمر کے اس احتجاج پر اذینہ ملکہ زنوبیہ زبائی کھل کر مسکرا دیئے تھے جبکہ زبدہ بھی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔ تمر میں معذرت خواہ ہوں کہ تمہارا ذکر کرنا بھول گیا۔ تم بہر حال میرے لشکر میں نائب کی حیثیت سے کام کرو گی۔ تمر ہلکہ سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگی۔ محترم زبدہ جب آپ نے معذرت کر لی تو ہر شئے ہی ختم ہو کر رہ گئی۔ آپ معذرت نہ بھی کرتے تو آپ کی اس گفتگو کے خلاف میں اعتراض کرنیکی جرأت نہیں کر سکتی۔ یہ اعتراض تو صرف میں نے اس بنا پر کیا ہے کہ کہیں آپ مجھے لشکر میں نائب کی حیثیت سے شامل کرنا بھول ہی نہ جائیں۔ بہر حال میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے فراموش نہیں کیا۔

تمر کی اس گفتگو کا جواب دینے کے بجائے زبدہ اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور اذینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا محترم اذینہ۔ اب ہمیں اپنے لشکروں کے کوچ کی تیاری کر لینی چاہیئے۔ اس لئے کہ صبح یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ اذینہ نے زبدہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ سب اس کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔ آنے والی رات کے پچھلے حصے میں زبدہ اور تمر دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر سے کوچ کر گئے تھے۔ جبکہ اذینہ اور زبائی بھی اگلی صبح ایرانی قاصدوں اور ایرانی مسلح دستوں کے ساتھ تدمر سے روانہ ہو گئے تھے۔ ملکہ زنوبیہ لشکر کے ایک حصے کے ساتھ تدمر کی حفاظت کیلئے شہر ہی میں رہی تھی۔

تدمر کا حکمران اور زبائی اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے عین ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوئے تھے۔ جب لشکر کا پڑاؤ ہو چکا تب اذینہ نے دونوں ایرانی قاصدوں اور ان کے ساتھ آنے والے محافظ دستوں کو طلب کیا۔ جب وہ اسکے سامنے پیش کئے گئے تب اذینہ نے انکو مخاطب کیا۔

سنو شاہ پور کی طرف سے آنے والے دونوں قاصدو۔ اور انکے محافظ ایرانیوں۔ ہم نے تمہارے شہنشاہ شاہ پور کا لشکر سامنے خیمہ زن دیکھا ہے۔ میرے خیال میں یہیں سے تم میرے شہر تدمر کی طرف گئے تھے۔ سنو میں چاہتا تو تم سب کی گردنیں بھی کٹوا سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ جاؤ اپنے لشکر میں واپس چلے جاؤ۔ اور میری طرف سے اپنے شہنشاہ کو یہ پیغام دو کہ تدمر کا حکمران اذینہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے اور اس سے معافی طلب کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اسے یہ بھی کہنا کہ اس نے ہمارے تحائف کو دریائے فرات میں پھینکا ہے ہم اسے اور اس کے لشکریوں کو اسی طرح دریائے فرات میں پھینکیں گے۔ اب تم جاؤ جو کچھ میں نے کہا ہے جا کے اپنے شہنشاہ سے کہو اذینہ کا یہ پیغام سن کر دونوں ایرانی قاصدوں اور انکے محافظوں کے چہرے لٹک گئے تھے پھر وہ واپس اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔

قاصدوں اور محافظوں کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد ایرانی لشکر میں جنگ کے طبل بجنے لگے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ شاہ پور اذینہ پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کرنے لگا تھا

اس موقع پر اذینہ اور زبائی بھی دونوں حرکت میں آئے اپنے اپنے حصے کے لشکروں کی صفیں انہوں نے درست کرنا شروع کیں پھر زبائی اپنے لشکر کے سامنے آیا اس کے بعد آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ انتہائی رقت۔ عاجزی اور انکساری میں کہہ رہا تھا۔

" میرے اللہ! امیدوں کی بالکونی میں کھڑے ہو کر میں تجھے ہی اپنی نصرت کے لئے پکارتا ہوں۔ میرے اللہ تو چاہے تو نقش برآب کو عرصہ دوام عطا کر دے تو چاہے تو راہوں کی سیاہوں کو گھلتے ہوئے رازوں میں اور خوابوں کے کھوٹے سکون کو راس متاع میں بدل کر رکھ دے۔ میرے اللہ تو ہی صدیوں کے آئینے میں زندگی کے صحرا اور نفرتوں کے سلگتے سینوں میں عزم و ہمت کے پیکر کھڑے کرتا ہے۔ میرے اللہ! تو ہی مجھے ایرانیوں کے لشکر بے پناہ کے مقابلے میں کامیابی اور کامرانی عطا کرنا۔ میرے اللہ! میں تیری ہی وحدانیت کا پرستار ہوں۔ دشمن کے مقابلے میں میرے اللہ تجھے ہی اپنی مدد کے لئے پکارتا ہوں "

یہاں تک کہتے کہتے زبائی خاموش ہو گیا تھا وہ اپنے سامنے دیکھنے لگا تھا کہ ایران کے شہنشاہ نے حملہ آور ہونے کی ابتدا کر دی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے دریائے فرات کے کنارے ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اپنے لشکر کو دھواں دھواں شام کے الاؤ۔ غم زندگی سے الجھتے خیال و احساس کے انقلاب کی طرح آگے بڑھایا پھر وہ اذینہ اور زبائی کے لشکر پر خواہشوں کی تپش میں جھلستے زیست کے سوگ۔ جسموں کا رنگ و رونق مٹاتے موت کے مناظر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

ایرانیوں کا خیال تھا کہ وہ اپنے پہلے ہی حملے میں تدمر کے بادشاہ اذینہ کے لشکر کو ادھیڑ کر رکھ دیں گے اس لئے کہ تعداد کے لحاظ سے اذینہ اور زبائی کے لشکر کی تعداد تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی اس کے باوجود جب اذینہ اور زبائی نے کمال جرأتمندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایرانیوں کے اس حملے کو روک دکھایا تب ایرانی حیرت و پریشانی کا شکار ہو کر رہ گئے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایرانی حملے کو روکنے کے بعد سب سے پہلے زبائی حرکت میں آیا۔ پہلے اس نے زوردار انداز میں اپنے رب کے نام کی تکبیریں بلند کرنا شروع کیں اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ ایرانیوں پر رسوائیوں کے اندھیروں میں الجھتے غموں کے بھنور۔ افسردہ کارگاہ وجود میں وہموں کے ہجوم۔ اور مقدر کے روشن حروف کو مٹاتے سلگتے لمحوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ زبائی کی طرف دیکھتے ہوئے تدمر کے بادشاہ

اذینہ نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ بھی ایرانیوں پر وقت کے گہرے سمندر۔ مصائب کے ہجوم اور کرب کی صدیوں میں دکھوں کے خونی انقلاب کی طرح جوابی حملہ کرتے ہوئے نزول کرنے لگا تھا۔

دونوں لشکر ایک دوسرے پر بری طرح پل پڑے تھے۔ ہر طرف انسانی آہیں۔ چیخیں اور گھوڑوں کی بری طرح ہنہنانے کی آوازیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ دریائے فرات کے ساحل کی تنہائیوں میں موت جام زہر پیش کرنے لگی تھی۔ جنگ کے باعث دریا کے کنارے ایک ایک پل دکھ کا جگ اور ایک ایک ساعت بلائے جسم و جاں میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ موت زیست سے زخموں کے مرہم اور درد کے درماں چھیننے لگی تھی۔ تہذیب کے بوسیدہ خیمے میں سورج کی شعاعین۔ فرات کی لہریں گھنے پیڑوں کی چھائیں اور صحرا کے گراوز بڑی حیرت اور پریشانی میں دونوں لشکروں کو ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

اس وقت جب دونوں لشکر ایک دوسرے کا قتل عام کر رہے تھے اور دریائے فرات کے کنارے زیاں گرفتہ موت ذرہ ذرہ لمحوں۔ بوند بوند ساعتوں میں حلول کر کے ضمیروں کو شکست کرتی وحشتوں کے اندھیرے پھیلاتی اور وقت کی فرہنگ میں نفرتوں کے رنگ۔ شام کی اداسیاں اور غم کی دیو داسیاں پھیلاتی ہوئی پھرتی سے عروج کی طرف جا رہی تھیں پر دریائے فرات کے کنارے میدان جنگ میں ایک انقلاب رونما ہوا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے لشکر کی پشت کی طرف سے زبدہ نمودار ہوا وہ اپنے لشکر کے آگے آگے تھا اپنی تلوار اس نے فضا میں بلند کر رکھی تھی اور نوحہ سناتی ہواؤں۔ شاؤں شاؤں کرتے طوفانوں کی طرح وہ اپنے رب کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگائے لحہ بہ لحہ ایرانی لشکر کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔

زبدہ اداسیاں بھرے پت جھڑ کی پتے اڑاتی رت کی طرح ایرانی لشکر کی پشت کی طرف سے آیا اور آتے ہی از خود اس کا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ اور یہ لائحہ عمل شاید اس کا پہلے سے طے کردہ تھا۔ ایک حصہ خود زبدہ کے پاس رہا دوسرے کی کمانداری تمر کر رہی تھی۔ دائیں جانب سے خود زبدہ گرداب اجل کے رقص۔ خواہشوں کے پرندوں کی بے خطر اڑان۔ تضاد من و تو مشاقی سوالات کی یورش کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ زبدہ کے

ساتھ ہی ساتھ حسین تمر بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں جانب بڑھی اور وہ بھی نیرنگی روز و شب میں موت کے الجھتے کرب۔ رمز خواں ہواؤں اور رات کی حشر سامانیوں میں بلائے ناگہاں کی طرح ایرانی لشکر پر ٹوٹ پڑی تھی۔ زبدہ اور تمر کے یوں حملہ آور ہونے سے ایرانی لشکر بڑی تیزی کے ساتھ افراتفری کا شکار ہوا تھا۔

زبدہ اور تمر کے حملہ آور ہونے سے پہلے ایرانی بری طرح اپنے سامنے اذینہ اور زبائی سے جنگ میں مصروف تھے اسطرح سے وہ ان دونوں پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے جب پشت کی جانب سے زبدہ اور تمر دونوں موت کے گہرے سمندر میں کرب کی ژالہ باری اور زیست کے دریا کی تندی میں ذلت کے بحران کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے ایرانی لشکر کا وہ حصہ جس پر وہ دونوں حملہ آور ہوئے تھے اسکی حالت نیم جان روشنی۔ صدیوں پرانے کھنڈرات جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر پہلے تک ایران کا شہنشاہ شاہ پور یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ دریائے فرات کے کنارے اذینہ کے ساتھ جنگ کو طول نہیں پکڑنے دے گا۔ اذینہ کو بدترین شکست دے کر ذلت کی موت مارے گا۔ لیکن اب جس وقت پشت کی جانب سے زبدہ حملہ آور ہوا اور اس کے لشکری اس کے سامنے سے ہٹتے ہوئے ادھر ادھر ہونے لگے تب شاہ پور جو اس وقت اپنے لشکر کے وسط میں تھا اس کے دل میں وسوسوں اور حسرتوں کے بحر بیکراں اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

اس نئی صورتحال سے نپٹنے کے لئے شاہ پور نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اپنے چند چھوٹے سالاروں کی سرکردگی میں زبدہ اور تمر کا سامنا کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ جبکہ لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ اس نے اذینہ اور زبائی پر اپنے حملوں کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز اور تند کر دی تھی۔

لیکن شاہ پور کی بد قسمتی کہ جس لشکر کو اس نے زبدہ اور تمر کے لئے مختص کیا تھا وہ ان دونوں کا سامنا نہ کر سکا اس لئے کہ آگے بڑھتے ہوئے اچانک زبدہ اور تمر دونوں اپنے اپنے لشکریوں کے ساتھ یکجا ہو گئے شاید یہ ان کا پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل تھا۔ پھر دونوں مل کر سیل آتش و طوفان۔ ماحول کی بے چینی میں بے چہرگی کے المیئے اور کثرت آلام میں برہنہ و برہم آگ کے شعلوں کی طرح ایرانیوں کے اس لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے جو شاہ پور

نے ان دونوں کا سامنا کرنے کے لئے مختص کر دیا تھا۔ لمحوں کے اندر زبدہ اور تمر دونوں نے مل کر ایرانی لشکر کے ایک بہت بڑے حصے کو اپنے سامنے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ اب مجموعی طور پر ایرانی لشکر کی حالت خاموشی کے ساگر میں احساس کے ڈوبتے سفینوں۔ موت کے کاروانوں کی طرح پاشکستہ اور ہراساں ہونے لگی تھی۔ زبدہ اور تمر لمحہ بہ لمحہ صدیوں کی رفتار سے بغلگیر تند و سفاک لمحوں اور فتنہ بے محابا کی طرح ایرانیوں کے رگ و پے میں پیوست ہونا شروع ہو گئے تھے۔

زبدہ اور تمر کے حملہ آور ہونے کے بعد سامنے کی طرف سے اذینہ اور زبائی نے بھی اپنا نیا رنگ دکھانا شروع کیا۔ وہ بھی اپنی پہلی حالت سے نکل کر شعلوں کے لرزاں رنگوں طلسم کی تابکاری اور تمدن کی روح تک کو ریزہ ریزہ کرتے زخم خوردہ تصورات کی طرح ایرانیوں پر وارد ہونے لگے تھے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد شاہ پور کے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ اذینہ۔ زبائی۔ زبدہ اور تمر نے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ اس سے شاہ پور نے اندازہ لگا لیا تھا کہ دریائے فرات کے کنارے اس کی شکست یقینی ہے۔ لہٰذا اب تک جو لشکر اس کا بچا تھا اسے قتل عام سے محفوظ رکھنے کے لئے شاہ پور نے اپنی شکست تسلیم کی اور دریائے فرات کے کنارے سے وہ اپنے مرکزی شہر مدائین کی طرف بھاگا تھا۔

اذینہ بھی تیز اور چالاک تھا اسنے تمر کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ ایرانیوں کے لشکر کے پڑاؤ کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ زبدہ اور زبائی کے ساتھ وہ شاہ پور کے پیچھے لگ گیا تھا۔ یہ ایک ہولناک تعاقب تھا شاہ پور کا خیال تھا کہ تدمر کا حکمران اس کا تعاقب نہیں کرے گا لیکن یہ تعاقب اتنا طویل رہا کہ شاہ پور کا تعاقب کرتے اسے مارتے پیٹتے اذینہ۔ زبدہ اور زبائی ایرانیوں کے مرکزی شہر مدائین کی دیواروں تک پہنچ گئے تھے۔

اس تعاقب کے دوران اذینہ کے ہاتھ شاہ پور کے حرم کی کچھ عورتیں بھی لگ گئیں لیکن اذینہ نے شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں رہا کر دیا۔ اپنے مرکزی شہر مدائین پہنچنے کے بعد شاہ پور محصور ہو گیا جبکہ اذینہ۔ زبدہ اور زبائی مڑے اور دریائے فرات کے کنارے اسی جگہ آئے جہاں انہوں نے شاہ پور کو شکست دی تھی جہاں وہ تمر کو ایرانیوں کے پڑاؤ کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر گئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ اذینہ جب دریائے فرات کے کنارے آیا تو اس نے تمر۔ زبدہ

اور زبائی کے ساتھ ایرانیوں کے پڑاؤ کا جائزہ لیا جو وہ چھوڑ بھاگے تھے۔ خوراک اور ہتھیاروں کے ذخیروں کے علاوہ اناج اور دیگر قیمتی اشیاء کے اس قدر ذخائر تھے جن کا شمار ناممکن تھا۔ یہ ساری دولت شاہ پور نے انطاکیہ کے علاوہ اس کے نواحی چھوٹے بڑے شہروں اور ایشیائے کوچک کے شہروں سے چھینی تھی۔ یہ ساری دولت سمیٹ کر شاہ پور اپنے مرکزی شہر مدائین لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن اسے ایسا کرنا نصیب نہ ہوا۔ یہ ساری دولت اذینہ کے ہاتھ لگی تاہم شاہ پور رومن شہنشاہ ویلیرین کو جسے اس نے اسیر بنایا تھا مدائین لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے پڑاؤ کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس میں سے زیادہ حصہ اذینہ نے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ صحرائے پالمیرہ کے وہ بدو جو زبدہ کے تحت کام کر رہے تھے وہ دولت کی اس تقسیم سے ایک طرح سے مالا مال ہو کر رہ گئے تھے۔ اور وہ بے حد خوش اور پر سکون دکھائی دیتے تھے۔ پھر اذینہ نے اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کے لئے دریائے فرات کے کنارے میدان جنگ میں چند دن اور پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا تھا۔ تا کہ اس دوران لشکری آرام بھی کر لیں اور ایرانی لشکر کے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹ کر بار برداری کے جانوروں پر لادنے کے لئے تیار بھی کی جاسکے۔

○○○○

جنگ کے دوسرے روز جس وقت زبدہ اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا خیمے کے دروازے پر حسین و پر جمال تمر نمودار ہوئی اور اپنی کھنکتی اور شیرینی گھولتی آواز میں اس نے خیمے میں بیٹھے زبدہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا میں اندر آسکتی ہوں۔ اس پر زبدہ فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا آؤ تمر تمہیں میرے خیمے میں آنے کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ تم اس لشکر کی نائب ہو جو میرے تحت کام کرتا ہے آؤ بیٹھو اس کے ساتھ ہی ایک نشست کی طرف زبدہ نے اشارہ کر دیا تھا۔ تمر آگے بڑھ کر اس نشست پر بیٹھ گئی۔ جو زبدہ کے سامنے تھی۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی اس کے بعد تمر نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

محترم زبدہ! میں آپ کے پاس دو طرح کی کیفیت لے کر آئی ہوں۔ایک بات پر میں آپ کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں دوسری بات پر میں آپ سے شکوہ کرنا چاہتی ہوں۔پہلے میں مبارکباد کی بات کروں گی۔محترم زبدہ یہ جو دریائے فرات کے کنارے ہم ایرانیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے ہیں تو یہ سب آپ کی جراتمندی اور دلیری کی وجہ سے ہوا۔زبدہ میں آپ کی تعریف نہیں کروں گی۔اس جنگ کے دوران جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا ہے اسی کی عکاسی کروں گی۔محترم زبدہ آپ یقیناً ان جوانوں میں سے ایک ہیں جو مسیّت کے قانوں کی طرح لازوال و بے مثال ہو کر اپنے دشمنوں کی حالت کئی شاخوں کے قصے۔فضاؤں کے ماتم۔ہواؤں کے نوحوں اور زخم خوردہ زبان کی طرح بنا کر رکھ دیتے ہیں آپ نے کیا خوب شاہ پور کے لشکر کی پشت کی طرف سے ریزہ ریزہ کر دینے والی ہواؤں کی طرح حملہ آور ہو کر ایرانیوں کے دامن میں ریت کے گھروندوں کے سوا کچھ نہ رہنے دیا۔

تمر شاید اس سے آگے بھی کچھ کہتی لیکن زبدہ فوراً بول پڑا اور کہنے لگا۔

تمر تو بھی وہی رویہ اپنانے لگی ہے جو اس سے پہلے تمہارے بہنوئی اذینہ نے پنایا تھا مجھے اور زبائی دونوں کو اپنے خیمے میں طلب کیا وہ بھی تمہاری طرح کہنے لگا کہ ایرانیوں کے خلاف یہ فتحمندی میری وجہ سے تھی۔تھوڑی دیر تک میری تعریف کرتا رہا اور اس تعریف میں خود زبائی بھی شامل ہو گیا۔میں نے زبائی کو گھور کر دیکھا وہ تو خاموش ہو گیا لیکن اذینہ برابر میری تعریف کرتا رہا۔یوں جانو میں اس تعریف سے تنگ آ چکا ہوں۔تمر جو کچھ ہم سب نے مل جل کر کیا یہ سب ہم سب کا فرض تھا اور ایرانیوں کو جو ہم نے شکست دی ہے تو یہ ہم سب کی اجتماعی کوشش تھی جو ہم سب ایسا کرنے میں کامیاب ہوئے۔

جواب میں تمر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔محترم زبدہ یہ تو آپ کی فراخدلی ہے جو آپ اس طرح کی گفتگو کرتے ہیں ورنہ میرا اپنا اندازہ ہے کہ یہ فتح صرف آپ کی ذات سے وابستہ کی جا سکتی ہے۔زبدہ پھر بول پڑا۔اچھا اس بات کو جانے دو۔میں جان گیا ہوں کہ تم صرف میری تعریف کرنے آئی ہو۔اور اسی پر تم مجھے مبارکباد دینا چاہتی ہو۔پر جو شکوہ تم لے کر آئی ہو وہ کہو اسے میں سننا پسند کروں گا۔اس پر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد تمر پھر بول پڑی

زبدہ مجھے آپ سے شکوہ اور شکایت یہ ہے کہ کاش آپ نے شادی کی ہوتی۔آپ کی

بیوی ہوتی اور آج میں اسے ایسے ایسے قیمتی اور دل پسند تحائف دیتی کہ آپ دنگ رہ جاتے۔اس کے ساتھ ہی اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک چرمی تھیلی کا منہ تمر نے کھولا۔پھر اپنے سامنے اس نے وہ تھیلی الٹ دی۔اس تھیلی میں نایاب موتیوں اور جواہرات پر مبنی انتہائی قیمتی انگوٹھیاں اور دیگر زیورات تھے انہیں دیکھتے ہوئے زبدہ چونک سا پڑا۔پھر تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ چیزیں تمہارے ہاتھ کہاں سے لگیں۔اس پر تمر فوراً بول پڑی۔

محترم زبدہ! جب آپ لوگ مجھے ایرانی پڑاؤ کی نگرانی پر چھوڑ گئے تب میں نے پڑاؤ کا جائزہ لیا مجھے یہ چیزیں ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے خیمے سے ملیں۔شاید یہ قیمتی اشیاء اس کی بیویوں یا بیٹیوں کی ہیں جو وہ شکست کے بعد یہاں چھوٹ گئیں۔اب یہ ساری چیزیں میں اپنی بہن ملکہ زنوبیہ کو پیش کروں گی۔تاکہ وہ جس طرح چاہے ان اشیاء کی تقسیم کا اہتمام کر لے۔محترم زبدہ مجھے آپ سے یہی شکوہ ہے کاش آپ نے شادی کی ہوتی آپ کی بیوی ہوتی اور ایرانیوں کے اس مال غنیمت سے میں دل کھول کر اور اس کی خوب خدمت اور خاطر تواضع کرتی۔

تمر کی اس گفتگو کے جواب میں زبدہ مسکراتے ہوئے فوراً بول پڑا

تمر! تجھے کسی نے دھوکے اور غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے۔میں نے شادی کر رکھی ہے اور میری بیوی بھی ہے۔تمر بے چاری تو اپنے ذہن میں کچھ اور ہی سوچ رہی تھی زبدہ کے اس انکشاف پر وہ بے چاری سلگتی ریت کے برہنہ پا مسافر جیسی افسردہ۔اندھی جدائی کی کالی رات جیسی پژمردہ اور مٹی کی دیوار پر کچے رنگوں پر بارش کی شکست و ریخت جیسی ویران ہو کر رہ گئی تھی۔تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔اور کسی قدر شکووں بھری آواز میں اسنے پوچھ لیا۔محترم زبدہ اگر یہ بات ہے تو آپ کی وہ بیوی کہاں ہے۔کیا میں اس سے مل سکتی ہوں۔

اس پر زبدہ نے فوراً قریب ہی پڑی ہوئی اپنی چوڑے پھل کی ترچھی تلوار بے نیام کی اور اسے تمر کے سامنے رکھتے ہوئے کہنے لگا۔دیکھ تمر میں اپنی اسی تلوار سے شادی کر چکا ہوں اور یہی میری بیوی ہے۔زبدہ کے اس جواب پر ایک بار پھر تمر، ہنر پرفشاں۔اور چوڑیوں کی کھنک جیسی پرکشش۔کسی کنواری کے بستر کی مہک جیسی درخشاں ہو کر رہ گئی تھی اس

کی تارہ سی جبیں پر نوخیز خوشی کی کھلتی کلیاں سج اٹھیں تھیں ۔ اس کا مرمریں جسم ۔ اس کے بھرے گال ۔ فراخ سینہ لگتا تھا جیسے خوشیوں سے ہمکنار ہو گئے ہوں ۔ اسکے بعد وہ مٹھاس برساتی چہکتی آواز میں پھر بول پڑی ۔

محترم زبدہ ۔ کوئی شادی تو نہیں ۔ میں جانتی ہوں آپ جیسا کوئی تیغ زن نہیں ہو گا ۔ لیکن تلوار سے بھی کبھی شادی ہوئی ہے ۔ ایک بات بتائیں کیا آپ نے زندگی میں کسی سے کبھی محبت بھی کی ہے ۔ تمر بے چاری شاید باتوں ہی باتوں میں اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی کہ اسکے اس سوال پر تھوڑی دیر تک زبدہ کی گردن جھکی رہی پھر اس نے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ تمر! اگر یہی سوال میں تم سے کروں ۔ تب تمہارا کیا جواب ہو گا

جواب میں تمر تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی کچھ سوچتی رہی پھر شاید اس نے اپنے ذہن کو کسی موضوع پر مجتمع کر لیا تھا ۔ اس کے بعد وہ فوراً بول پڑی ۔

محترم زبدہ ۔ اس میں شک نہیں کہ میں کسی کو چاہتی ہوں کسی سے محبت کرتی ہوں ۔ سنو ۔ جو جوان میری چاہتوں کا مرکز ہے وہ میری جان کے لئے شاخ تمنا پر مہکتی رگ گل ۔ میری زیست کے صحن گلستان میں محبت کی بارش ۔ زندگی کے راستوں پر جھلمل کرتا ہوا ستارہ رہنمائی ۔ اور میرے گریزاں خوابوں میں الفتوں کے جذبوں کا عروج ہے ۔ میرے لئے وہ صبح گل تر اور شام سبک سیر میں لافنا جذبوں سے ہمکنار کرتا چاہتوں کا حسین نغمہ ہے وہ میرے جمال زہرہ جبیں کا حرف شناس ۔ میری خواہشوں کی آوارگی میں تعمیر کا جذبہ اور میری روح کی درماندگی میں اپنائیت کے سخن کی تاثیر ہے ۔ وہ میری ذات کے بے حد قریب ہے جس طرح رات کا بے لباس پیکر اپنی عریانیوں میں ہر شئے کو ڈھانپ لیتا ہے ۔ اس طرح میں بھی اس کی ذات کی ہر خواہش کو اپنی جسم کی عریانیوں میں ڈھانپ سکتی ہوں ۔

تمر جب خاموش ہوئی تو تھوڑی دیر کے لئے زبدہ اسے عجیب سے انداز میں دیکھتا رہا پھر کہنے لگا تمر! میں تمہیں ایسا خیال نہیں کرتا تھا پر تم تو بڑی بیباک اور بہت دور تک نکلی ہوئی ہو ۔ بہر حال میری دعا ہے کہ جس جوان کو تم پسند کرتی ہو تمہیں اس کی رفاقت بھی نصیب ہو ۔

جواب میں تمر نے تیز نگاہوں سے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ محترم زبدہ ۔ میں نے اپنے سوال کا جواب دیدیا ۔ اب کیا آپ میرے سوال کا جواب نہیں دیں گے ۔

جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک عجیب سی مگر پھیکی ہنسی ہنستا رہا پھر کہنے لگا ۔ تمر ۔ بچپن میں میرے ماں باپ کو قتل کر کے مجھے غلام بنالیا گیا تھا لہذا غلامی کے دور میں میں نے اپنا بچپن زبان کے جبر اور آنسوؤں کے صحیفوں ۔ غم کی عقوبت گاہوں اور اندھی ۔ کالی ہجر مسافتوں میں بسر کیا ۔ غلامی کی دیوار ٹوٹی اور میں اپنے نخلستان میں لوٹا تو وہاں بھی میں نے معزول و مسترد الفاظ ۔ ویران نگر کے بے مسافت سفر ۔ طویل راتوں کی بڑھتی تاریکیوں ۔ عبرت گھڑیوں میں ندامت کے آنسوؤں ۔ جس کی فرقتوں میں بیکراں اداسیوں اور ہجر کی تلخیوں کی سی زندگی بسر کی ہے ۔ اسے باوجود میرے دل میں کوئی خلش نہیں ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میری ذات کے خمیر میں محبت کا کوئی داعیہ ہی نہیں ہے ۔ بس جس طرح زندگی گزر رہی ہے اس میں میں کوئی تبدیلی کوئی انقلاب نہیں چاہتا ۔ بس میں پہلے بھی اکیلا تھا اب بھی اکیلا ہوں اور اکیلا ہی رہنے کا خواہشمند ہوں ۔ اس لئے آج تک نہ کسی لڑکی رفاقت کے لئے سوچا نہ اپنی ذات کو کسی محبت اور الفت میں مبتلا کیا اور نہ ہی آئندہ بھی ایسا کرنے کا کوئی ارادہ ہے ۔ اس لئے کہ اپنی اس تلوار کو اپنی زندگی کا رفیق ماننے کے بعد میں نے اپنی زندگی تیغ زنی کے لئے وقف کر دی ہے ۔

زبدہ کے اس جواب پر تمر تھوڑی دیر کے لئے مایوس اور ویران ضرور ہوئی تھی مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اس کے بعد ایک بار پھر اس نے زبدہ کو مخاطب کیا ۔

زبدہ میرے محترم ۔ کاش کوئی لڑکی پونم چاندنی میں پھولوں پر برستی شبنم اور ساون رت کی برکھا کی طرح آپ کی زندگی میں داخل ہوئی ہوتی ۔ کاش کوئی ریشم جسم پھول چہرے والی کنواری خواہشوں کی شہنائی کی طرح آپ کے انگ انگ میں محبت کی پیاس بھر دیتی ۔ کاش چاہتوں کی سفیر کوئی دوشیزہ بہار کے مخصوص لمحوں کی طرح آپ کی ذات میں محبتوں ۔ الفتوں کے جذبے بھر دیتی ۔

تمر شاید مزید کچھ کہتی کہ اسی لمحہ زبدہ نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا ۔ تمر! یہ ایک خواہش ہے ۔ ایسا ممکن ہی نہیں کہ کوئی لڑکی میری ذات میں محبتوں اور الفتوں کے جذبے باندھے ۔ یوں جانو میں ایک ایسی اکائی ہوں جو تقسیم نہیں ہو سکتی ۔ یوں جانو میں وقت کا ایک ایسا دھارا ہوں جو اپنا رخ تبدیل نہیں کرتا ۔

زبدہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ایک لشکری خیمے کے دروازے کے سامنے

نمودار ہوا اور زبدہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ محترم زبدہ۔ آپ کو اور تمر کو آقا اذینہ نے طلب کیا ہے۔ اس پر زبدہ اور تمر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور اذینہ کی طرف جانے کے لئے اپنے خیمے سے نکل گئے تھے۔

oooo

زبدہ اور تمر جس وقت اذینہ کے خیمے میں داخل ہوئے اس وقت خیمے میں اذینہ کے ساتھ زبائی بیٹھا ہوا تھا۔ زبدہ آگے بڑھ کر زبائی کے پہلو میں بیٹھ گیا جبکہ تمر اذینہ کے قریب جا بیٹھی تھی اس کے بعد اذینہ نے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

زبدہ میرے عزیز ایران کے شہنشاہ شاہ پور کی ہمارے ہاتھوں شکست سے میں سمجھتا ہوں حالات کچھ تبدیل ہوئے ہیں۔ اسی تبدیلی کے تحت میں نے کچھ فیصلے کئے ہیں۔ انہی سے متعلق میں تم سے اور زبائی سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم دونوں کے فیصلہ دینے کے بعد ہی میں کوئی عملی قدم اٹھاؤں گا۔

زبدہ میرے عزیز رومنوں کو اس سے پہلے ایک دو چھوٹی جنگوں میں ہم شکست دے چکے ہیں۔ شاہ پور کی ہمارے ہاتھوں شکست ایک بہت بڑا معرکہ ہے۔ ایرانی اب ایک عرصہ تک ہماری طرف نہیں دیکھیں گے۔ رومن بھی اس شکست سے مرعوب ہو کر ہم سے ٹکرانے کی ہرگز کوشش نہیں کریں گے۔ ان حالات میں ہمیں اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہئے۔ اس وقت میری نگاہ چار شہروں پر ہے۔ ایک حران دوسرا نصیبین۔ حران اور نصیبین ایرانیوں کے شہر ہیں۔ نصیبین سرحدی شہر ہے۔ ماضی میں یہ کبھی ایرانیوں، کبھی رومنوں کے قبضے میں چلا جاتا تھا لیکن شاہ پور نے اسے حال ہی میں رومنوں سے فتح کرنے کے بعد اپنی مملکت میں شامل کیا ہے۔ تیسرا شہر جس پر میری نگاہ ہے وہ ہیلو پولس ہے چوتھا حمس۔ میں چاہتا ہوں کہ ان چاروں شہروں کو فتح کرنے کے بعد ہم انہیں اپنی مملکت میں شامل کر لیں۔ اس طرح آنے والے دنوں میں رومنوں اور ایرانیوں کے سامنے ہمارے حالت بڑی مستحکم اور مضبوط ہو جائے گی۔ ان چار شہروں میں سے دو رومنوں کے ہیں اور دو ایرانیوں کے۔ اب زبدہ تم زبائی سے مشورہ کرنے کے بعد کہو کیا فیصلہ دیتے ہو۔

جواب میں تھوڑی دیر تک زبدہ اپنے پہلو میں بیٹھے زبائی کے ساتھ رازدارانہ سی گفتگو کرتا رہا۔ اس کے بعد زبدہ نے اذینہ کی طرف دیکھا۔

محترم اذینہ! میں اور زبائی دونوں آپ کے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں۔ اگر ہم حران اور نصیبین پر حملہ آور ہوتے ہیں تو شاید دشمن میں اتنی سکت نہیں ہو گی کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے ان دونوں شہروں کو بچانے کے لئے پہنچے۔ حران اور نصیبین میں جو ایرانی لشکر ہیں میرے خیال میں انہیں ہم بڑی آسانی کے ساتھ اپنے سامنے زیر کر لیں گے۔ اور وہ زیادہ دیر تک ہمارے سامنے مزاحمت نہیں کر سکیں گے۔ جہاں تک حمس اور رومنوں کے دوسرے شہر ہلو پولس کا تعلق ہے وہاں ہمیں دشواریاں پیش آسکتی ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ ان دونوں شہروں کو بھی آسانی سے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ایرانیوں کے ساتھ ساتھ رومنوں پر بھی ہماری مزید دھاک بیٹھ جائے گی۔ اور آئندہ کچھ عرصے تک یہ دونوں بڑی قوتیں ہم سے ٹکرانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکیں گی۔

زبدہ اور زبائی کے ساتھ صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اذینہ بولا۔ تم دونوں کے فیصلے نے میرا جی خوش کر دیا ہے۔ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اذینہ نے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ مزید سنو۔ کل یہاں سے لشکر کا پڑاؤ اٹھا لیا جائے گا۔ اور ہم تدمر کی طرف جائیں گے۔ ایرانی پڑاؤ سے جو ہمیں مال و اسباب ملا ہے اسے تدمر میں رکھنے کے بعد پہلے ہم حران اور نصیبین کا رخ رکیں گے اس کے بعد رومنوں کے شہر ہیلو پولس اور حمس پر حملہ آور ہونگے۔ جہاں تک ہماری غیر موجودگی میں تدمر کا تعلق ہے تو جب تک زنوبیہ وہاں ہے تو اس طرف سے کوئی فکر نہیں۔ شاید اس سے پہلے میں تم دونوں پر کبھی میں یہ انکشاف نہیں کر سکا کہ میری بیوی زنوبیہ بہترین تیغ زن اور جنگجو ہے حرب و ضرب کے سارے ہی حیلے اور ہنر وہ جانتی ہے۔ جو وقت میں شاہ پور کے خلاف جنگ کرنے کے لئے نکل رہا تھا تو اس نے اس جنگ میں شریک ہونے کے لئے اصرار کیا تھا لیکن میں اسے تدمر میں ہی رکھنا چاہتا تھا تا کہ تدمر میں جو ہمارا چھوٹا سا لشکر ہے اس کے ساتھ وہ شہر کی حفاظت کر سکے۔ زنوبیہ اور تمر دونوں کی تربیت بچپن سے ہی کی گئی۔ ان کے باپ نے بیٹیاں نہیں بیٹے سمجھ کر ان کی تربیت کی ہے۔

سنو زبدہ۔ تدمر پہنچ کر وہاں صرف ایک دن قیام کیا جائے گا۔ اس کے بعد ایرانیوں کے شہر حران پر حملے کی ابتدا۔ کی جائے گی۔ میرے خیال میں حران۔ نصیبین ہیلو پولس اور حمس کو فتح کرنے میں ہم زیادہ وقت نہیں لیں گے۔ جب ہم یہ کامیابیاں حاصل کر لیں گے تو رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان ہماری ایک مستحکم اور مضبوط سلطنت قائم ہو جائیگی۔

محترم اذینہ۔ میں آپ کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اس میں میں تھوڑی سی تبدیلی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ تدمر کی طرف جاتے ہوئے ہمیں اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ اپنے نخلستانوں میں سے گزرنا چاہئیے ایسا کر کے میں دو فوائد حاصل کرنا چاہتا ہوں پہلا تو یہ کہ ہمارے قبیلوں کے جو جنگجو اس وقت لشکر میں شامل ہیں وہ اپنے اہل خانہ سے بھی مل لیں گے اور ایرانیوں کے خلاف فتحمندی کے نتیجے میں جو مال و دولت ان کے ہاتھ لگ گیا ہے وہ بھی اپنے گھر والوں کو پہنچا دیں گے۔ دوسرا کام میرا ذاتی ہے اور میں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں اپنے قبیلے بنو بکر کے سردار معدان بن حلون سے بات کرنا چاہتا ہوں اذینہ کی طرف دیکھتے ہوئے یہ ساری باتیں زبدہ نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہیں تھیں۔

جواب میں اذینہ کہنے لگا زبدہ میرے عزیز۔ تم جو چاہتے ہو وہی ہو گا۔ اب میں تمہاری کسی بھی بات کو رد کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ میں سمجھتا ہوں ایرانیوں کے خلاف جو ہمیں شاندار فتح نصیب ہوئی ہے زبدہ یہ سب تمہاری ہمت اور جوانمردی کی بدولت ہے۔ اس کے ساتھ ہی اذینہ نے اپنی اس گفتگو کا اختتام کر دیا۔ زبدہ۔ زبائی اور تمر اس کے خیمے سے نکل گئے تھے۔ دوسرے روز لشکر دریائے فرات کے کنارے سے کوچ کر گیا تھا۔

متحدہ لشکر جب صحرائے پالمیرہ میں عرب قبائیل کے نخلستانوں میں داخل ہوا تب نخلستان کی لڑکیوں نے دفیں بجاتے ہوئے اور صحرائی گیت گاتے ہوئے لشکر کا استقبال کیا تھا۔ زبدہ کے کہنے پر نخلستان میں خیمے نصب کرتے ہوئے لشکر نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ اس موقع پر سارے عرب قبائیل کے بے شمار مرد عورتیں لشکر کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ چاروں قبیلوں کے سردار بھی وہاں موجود تھے۔ لشکر میں جوان نخلستانوں کے جنگجو شامل تھے انہیں جو مال غنیمت ہاتھ لگا تھا وہ انہوں نے اپنے اپنے گھر والوں کو حوالے کر دیا تھا۔ اس قدر مال و دولت ملنے سے نخلستانوں میں ایک طرح سے خوشیاں اور مسرتیں بکھر کر رہ گئی تھیں۔ عرب قبائیل کے چاروں سرداروں نے بڑے گرم جوش انداز میں اذینہ۔ زبدہ زبائی اور تمر

کا استقبال کیا۔ جب وہ سب ایک دوسرے سے مل چکے زبدہ چپکے سے بنو عبد قیس کے سردار غوث بن مازن کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے ابن مازن۔ کیا تم مجھے تھوڑا سا وقت دے سکتے ہو کہ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر بنو عبد قیس کا سردار غوث بن مازن آگے بڑھا بڑی شفقت میں اسنے زبدہ کی پیشانی پر ایک طویل بوسہ دیا۔ اسکے بعد وہ کہہ اٹھا۔

زبدہ میرے عزیز۔ میرے بیٹے تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔ تم تو ان نخلستانوں کی عزت۔ تم تو ہم عربوں کی آبرو۔ تم تو صحرائے پالمیرہ کے بدوؤں کی توقیر ہو۔ میرے بیٹے۔ قسم مجھے ابراہیم کے رب کی تیری گفتگو سننے کے لئے میں تو اپنی ساری زندگی وقف کر سکتا ہوں۔ میرے بیٹے کہہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ جب تک تو اپنی گفتگو ختم نہیں کر لیتا میں تیرے سامنے ستون کی مانند بے حس و حرکت کھڑا ہوں گا۔

غوث بن مازن کی اس عاجزی و انکساری پر مبنی گفتگو پر زبدہ مسکرا دیا۔ پھر کہنے لگا۔

غوث بن مازن یوں نہیں۔ میرے ساتھ میرے خیمے میں آؤ۔ وہ گفتگو جو میں کرنا چاہتا ہوں بڑی اہم ہے۔ اس پر ابن مازن کہنے لگا۔ اگر معاملہ ایسا ہی ہے چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ جونہی زبدہ مڑ کر اپنے خیمے کی طرف جانے لگا اس نے دیکھا تمر اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس موقع پر تمر نے فوراً زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ میرے محترم۔ اگر وہ گفتگو جو آپ بنو قیس کے سردار غوث بن مازن سے کرنا چاہتے ہیں زیادہ راز کی حامل نہیں تو کیا میں بھی آپ کے ساتھ آپ کے خیمے میں آ سکتی ہوں اور اس گفتگو میں شریک ہو سکتی ہوں۔ اس پر بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبدہ کہنے لگا وہ گفتگو ایسی ہے جس کا تم سے کوئی راز نہیں رکھا جا سکتا۔ اس کے علاوہ تم میرے لشکر میں نائب کی حیثیت رکھتی ہو لہذا میرا یا میرے کسی بھی عزیز کا کوئی بھی راز تم سے پنہاں نہیں ہے۔ تم اگر چاہو تو آ سکتی ہو۔ زبدہ کا جواب سن کر تمر خوش ہو گئی تھی۔ پھر بنو عبد قیس کا سردار غوث بن مازن اور تمر دونوں زبدہ کے ساتھ ہو لئے تھے۔

زبدہ دونوں کو لے کر اپنے خیمے میں آیا۔ خیمے میں لگی نشستوں پر تینوں بیٹھ گئے پھر زبدہ گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی وقت زبدہ کے خیمے کے دروازے پر بنو عبد قیس کے سردار غوث بن مازن کی بیٹی عنیزہ بنت غوث نمودار ہوئی اسے دیکھتے ہی بڑی خوشی

کا اظہار کرتے ہوئے زبدہ کہنے لگا۔ بنت غوث تم دروازے پر کیوں کھڑی ہو گئی ہو۔ اندر آ جاؤ۔ زبدہ کی اس پیشکش پر عنبر بنت غوث فوراً اندر داخل ہوئی اسے دیکھتے ہی تمر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عنبر بنت غوث کو وہ گلے لگا کر ملی وہ ایک دوسرے کی خوب جاننے والی تھیں اس لئے کہ اس سے پہلے بھی تمر ان نخلستانوں میں چند روز قیام کر چکی تھی اور اس قیام کے دوران وہ عنبر بنت غوث سے خوب شناسا ہو چکی تھی۔ اس سے ملنے کے بعد عنبر بنت غوث تمر کے پہلو ہی میں بیٹھ گئی تھی پھر اس کے بعد خیمے میں زبدہ کی آواز بلند ہوئی۔

اے ابن مازن! میں تم سے تمہاری بیٹی عنبر بنت غوث کا رشتہ مانگتا ہوں۔ دریائے فرات کے کنارے ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو شکست دینے کے بعد میرا لشکر سیدھا تدمر کی طرف جانا چاہتا تھا پر میں نے اسی کام کے لئے تدمر کے بادشاہ اذینہ کو راضی کیا کہ تدمر کی طرف جانے کے بجائے ہمارے نخلستانوں کی طرف سے ہو کر لشکر تدمر کا رخ کرے تا کہ میں تم سے عنبر بنت غوث کا رشتہ مانگ سکوں۔

زبدہ کی اس گفتگو سے اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تمر کی آنکھوں کی جوت میں دکھ اور غم کے باعث تاریکی کے آبشار۔ سپنوں کی آگ۔ روح کے گھاؤ اور دل کی خلش ناچ اٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر بے سکون کر دینے والے سوالات۔ بیدار آرزوؤں کے درد۔ اور خزاں رسیدہ گلوں کی مانند نئی وارداتیں اٹھی تھیں۔

دوسری جانب زبدہ کے الفاظ سے عنبر بنت غوث بھی خشک پتوں کے ڈھیر۔ خزاں رتوں کے برہنہ اشجار۔ اور غم کے منشور بھری زندگی جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ بنو عبد قیس کے سردار غوث بن مازن کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔ وہ یوں ہو گیا تھا گویا کسی نے اسے فضا کے پر آشوب مقام پر کھڑا کر کے اس کے گلے میں فنا کی تختی لٹکا دی ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنی گردن سیدھی کی زبدہ کی طرف دیکھا اس کے بعد اداسی کی خشک راتوں کے نوحوں جیسی اس کی آواز سنائی دی۔

زبدہ میرے بیٹے۔ میرے فرزند۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تو میرے لئے وقت کے ٹوٹے کنگروں پر تحفظ کا زندہ نشان اور حریم جان کا ستون ہے۔ لاریب تو اپنے قبیلے کے لئے ماحول کی بے دینی معاشی ناہمواری اور طبقاتی تضاد میں جذبوں کی تعمیر۔ خوش آئند آنچ اور یکجہتی کا رمز شناس ہے۔ میرے بیٹے ان صحراؤں کے اندر تو ہم سب کے لئے حروف کی

محرومی میں نطق قال اور لذت اظہار ہے۔ اسکے باوجود میرے بیٹے تو نے مجھے اس گفتگو سے ایک بڑے جنجال اور قلب کی وحشت اور دل فگاری میں ڈال دیا ہے۔ میرے بیٹے اگر تو کچھ عرصہ پہلے مجھ سے میری بیٹی مانگتا تو قسم مجھے خدائے لازوال کی میں تجھے عنبر کا ہاتھ تھماتے ہوئے فخر اور خوشی محسوس کرتا۔ لیکن اب معاملہ الٹ ہے۔ میرے بیٹے چند ہفتے پہلے مجھ پر یہ انکشاف ہو چکا ہے کہ میری بیٹی دل کی گہرائیوں سے زبائی کو چاہتی ہے۔ زبائی بھی اسے پسند کرتا ہے اب تم ہی کہو کہ میں عنبر کا نکاح تم سے کرا کے زبائی سے کیسے بیوفائی کی رسوائی مول لوں۔

بنو عبد قیس کے سردار کی اس گفتگو سے زبدہ کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس کے بعد اس نے غوث بن مازن کو مخاطب کیا۔

ابن مازن۔ تو میری کیا بات کرتا ہے۔ میں تو دکھ کے راستوں کا مسافر۔ بد نصیبی کی بارش اور غموں کی شاخوں کا ایک پھول ہوں۔ میرے دل میں محبت کا کوئی جزیرہ نہیں ہے کہ میں ریت کا بگولہ اور سفر کی لکیروں میں بکھرا حیرت کا ایک کاروان ہوں۔ سن ابن مازن۔ میری زندگی کے منشور میں نہ ہجر کا ماتم ہے نہ وصل کی خوشی۔ میرے دل کے آنگن میں نہ نفرت کی کوئی جوئے رواں ہے نہ محبت کا کوئی ہمراز۔ اے بنو عبد قیس کے سردار میں ماضی میں بھی اپنی ذات کے صحرا میں اکیلا تھا مستقبل میں بھی اکیلا رہوں گا۔ میں نے تم سے تمہاری بیٹی عنبر کا رشتہ اپنے لئے نہیں اپنے بھائی زبائی کے لئے مانگا ہے اور میں یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ اگر تم منظور کرو تو یہ شادی آج ہی ہو جائے تا کہ عنبر کو ہم اپنے ساتھ تدمر لے جائیں اور وہاں یہ زبائی کی بیوی کی حیثیت سے پر سکون زندگی کی ابتدا کرے۔

زبدہ کے اس انکشاف پر تمر فطرت کی آغوش میں اپنی دھن میں ناچتے پھولوں کے جھرمٹ جیسی حسین اور خوشکن ہو گئی تھی۔ عنبر لوریاں دیتی شبنم اور رنگ رنگ خوشبو بکھیرتی مسرت اور کم سن شریر بچوں کے کھنکتے قہقہوں کی مانند ہو کر رہ گئی تھی اس موقع پر بنو عبد قیس کا سردار اور عنبر کا باپ غوث بن مازن آگے بڑھا والہانہ انداز میں اس نے زبدہ کو اپنے ساتھ لپٹایا اس کی پیشانی چومی پھر کہنے لگا زبدہ میرے بیٹے میرے فرزند! تو نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میں اس رشتے کو قبول کرتا ہوں اور تیری خواہش کے عنبر اور زبائی کی شادی کا آج ہی اہتمام کر سکتا ہوں۔ اس پر زبدہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

ابن مازن میں تیرا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تو نے میری بات رکھ لی ۔ اس سلسلے میں اذینہ سے پہلے ہی بات کر چکا ہوں آج شام سے پہلے پہلے عنبر اور زبائی کی شادی ہو گی صبح ہم یہاں سے تدمر کی طرف کوچ کریں گے ۔ اس کے ساتھ ہی زبدہ اپنے خیمے سے نکل کر اذینہ کی طرف ہو لیا تھا ۔ تمر اس کے پیچھے پیچھے تھی جبکہ غوث بن مازن اور اس کی بیٹی عنبر بھی اپنے گھر کی طرف چلے گئے تھے ۔ اس روز شام کو زبائی اور عنبر کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا تھا ۔ دوسرے روز صبح ہی صبح لشکر صحرائے پالمیرہ کے ان نخلستانوں سے تدمر شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔

OOOO

لشکر جس وقت تدمر شہر کے مضافات میں پہنچا تو زنوبیہ نے شہر کے زعماء کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر اپنے لشکر کا استقبال کیا تھا ۔ ملکہ زنوبیہ باری باری سب سے ملی ۔ اس کی چھوٹی بہن تمر نے اس کا تعارف زبائی کی بیوی عنبر بنت غوث سے کرایا تھا جو اسکے ساتھ ہی پہلو بہ پہلو گھوڑے پر سفر کر رہی تھی ۔ آخر میں ملکہ زنوبیہ زبدہ کے قریب آئی جو اذینہ کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا تھا ۔ پھر زبدہ کو مخاطب کر کے زنوبیہ کہنے لگی ۔

زبدہ میرے بھائی! اطلاع گروں کے ذریعے مجھے تمہاری کارگزاری کی خبریں تدمر میں پہنچتی رہی ہیں ۔ میں اپنے پاس الفاظ نہیں رکھتی جنہیں ادا کرتے ہوئے تمہاری تعریف کر سکوں ۔ میں سمجھتی ہوں ایران کے شہنشاہ شاپور کے خلاف ہماری یہ شاندار فتح تمہاری مرہون منت ہے ۔

زبدہ میرے عزیز بھائی! شاپور کے خلاف اس ٹکراؤ سے پہلے جس وقت تم نے تدمر کے قصر میں ایران کے شہنشاہ سے ٹکرانے کا عزم کیا تھا اس وقت میں اندرونی طور پر خوفزدہ تھی ۔ لیکن ظاہری طور پر میں تمہارا ساتھ دے رہی تھی ۔ اور اپنا بھرم رکھا ہوا تھا ۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ایران کے مقابلے میں ہمیں شکست نہ ہو اور ہم اور ہمارا تدمر شہر خطرے میں نہ پڑ جائے ۔ لیکن میرے بھائی جو کچھ تو نے کہا وہ سچ کر دکھایا ۔ میں زنوبیہ ہمیشہ تمہاری ذات پر فخر کرتی رہوں گی ۔ تم ایسے بھائی ایسے سپہ سالار ہو جس پر بد سے بدتر حالات میں بھی

مکمل بھروسہ اور اعتماد کیا جا سکتا ہے ۔

ملکہ کے خاموش ہو جانے پر اس کی طرف دیکھے بغیر زبدہ کہنے لگا ۔ خاتون محترم ۔ جو کچھ ہوا یہ سب میرے اللہ میرے خداوند کی عنایت ہے ۔ ایرانیوں پر حملہ آور ہونے سے پہلے میں نے اپنے خداوند کے حضور گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگی تھی شاید خداوند قدوس کو میرے آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے وہ الفاظ پسند آئے اور اس نے ہمیں ایرانیوں کے خلاف شاندار فتح عطا کی ۔ خاتون! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب کچھ عرصے تک ایران کا شہنشاہ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کرے گا ۔ اور ایرانیوں کی ہمارے ہاتھوں اس شکست سے رومن بھی ہمارے سامنے دبتے ہوئے دکھائی دیں گے ۔

خاتون محترم ۔ ایرانیوں کو شکست دینے اور ان کے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹنے کے بعد ہم سب نے مل کر ایک فیصلہ کیا تھا وہ یہ کہ تدمر میں ہم زیادہ سے زیادہ ایک دو روز تک قیام کریں گے اس کے بعد ہم لشکر لے کر نکلیں گے پہلے ایرانیوں کے دو شہروں کو اپنا ہدف بنائیں گے ہمارا پہلا نشانہ ایرانیوں کا پہلا شہر حران اور پھر نصیبین ہو گا ۔ اس کے بعد ہم مغرب کا رخ کریں گے ۔ حمس اور ہیلیو پولس پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اور اگر ہم ایسا کر لیں تو میں سمجھتا ہوں ایران اور رومنوں کے درمیان ہماری ایک طاقتور سلطنت اور حکومت ابھر کر سامنے آئے گی اور ایران اور رومن بے محابا ہم پر چڑھ دوڑنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے ۔

جواب میں ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں زبدہ کی طرف دیکھتی رہی اس کے بعد وہ پھر بول پڑی ۔ زبدہ میرے عزیز بھائی ۔ تم سب نے مل کر جو فیصلہ کیا ہے میں اس سے پوری طرح اتفاق کرتی ہوں ۔ اس وقت ہماری طاقت ہماری قوت عروج پر ہے ۔ اور ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے ۔ میں نے تو اذینہ سے کہا تھا کہ میں تم لوگوں کے پہلو بہ پہلو جنگوں میں حصہ لینا چاہتی ہوں ۔ میرے خیال میں اذینہ نے تمہیں بتایا ہو گا کہ میں حرب و ضرب کے سارے فنوں کی ماہر خیال کی جاتی ہوں ۔ لیکن اذینہ نہیں مانتا وہ مجھے تدمر چھوڑ کر جاتا ہے تاکہ میں تم لوگوں کی غیر موجودگی میں تدمر کا دفاع کرتی رہوں ۔

اس موقع پر ملکہ زنوبیہ شاید مزید کچھ کہتی کہ اشارے سے اس کی بہن تمر نے اسے اپنے قریب بلایا ۔ لہذا اپنے گھوڑے کا رخ موڑتے ہوئے ملکہ زنوبیہ اپنی چھوٹی بہن کے

قریب گئی ۔جواب میں تمر نے اپنے گھوڑے کی چرمی خرجین کے اندر ہاتھ ڈالا اور وہ چھوٹی سی تھیلی نکالی جس میں اسے انتہائی قیمتی انگوٹھیاں اور وہ زیورات حاصل ہوئے تھے ۔ جن کا تعلق ایران کے شہنشاہ کے حرم کی خواتین سے تھا۔وہ چھوٹی سی چرمی تھیلی تمر نے اپنی بہن ملکہ زنوبیہ کو تھمادی تھی۔

تھیلی کا منہ کھول کر تھوڑی دیر تک زنوبیہ ساری چیزوں کا جائزہ لیتی رہی ۔ پھر بے حد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی تمر ۔ میری بہن یہ تو انتہائی قیمتی زیورات ہیں اسکے علاوہ دوسرے زیورات میں بھی انتہائی نایاب اور قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہیں یہ تمہیں کہاں سے ملی ۔اس پر تمر کہنے لگی جس وقت لشکر نے شاہ پور کا تعاقب کیا تو مجھے ایرانیوں کے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑا گیا تھا ۔ یہ تھیلی مجھے ایرانیوں کے پڑاؤ سے ہی ملی تھی ۔شاید ان زیورات کا تعلق ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے حرم سے ہے۔

ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اس کے بعد اس نے جواب طلب نگاہوں سے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔تمر میری بہن ۔ کیا تیرے اور زبدہ کے درمیان کچھ دوریاں کچھ فاصلے کم ہوئے ۔ یا ابھی تک تیری محبت یکطرفہ ہی ہے ۔اس پر لمحہ بھر کے لئے تمر اداس اور افسردہ ہو گئی تھی ۔ پھر اس نے اپنی بڑی بہن کو مخاطب کیا۔

میری بہن ۔ ابھی تک دوریاں اور فاصلے ویسے کے ویسے ہی ہیں ۔ زبدہ محبت اور چاہت سے بالکل ناآشنا ہے ۔لیکن میں نے بھی تہیہ کر رکھا ہے کہ میں اپنی محبت اپنی چاہت کو ناکام نہیں ہونے دوں گی ۔اسے ایک نہ ایک روز اپنی طرف مائل ضرور کر کے رہوں گی

زنوبیہ کچھ دیر تک کچھ سوچتی رہی اس کے بعد اس نے تمر ہی کی طرح رازدارانہ گفتگو کرنی شروع کی۔

تمر میری بہن تو ٹھیک کہتی ہے ۔اس سلسلے میں میں ہی نہیں تمہارا بھائی اذنیہ بھی مکمل طور پر تمہارے ساتھ ہے ۔اگر تم خود اپنی محبت اور چاہت کا اظہار کرتے ہوئے زبدہ کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہو تو پھر سنو۔زبدہ ساری عمر تمہاری محبت اور چاہت کے گن گاتا رہے گا۔تمر! میں نے ایک فیصلہ کیا ہے ۔یہ جو زیورات تو نے مجھے دیئے ہیں اس میں سے کچھ میں زبدہ کو دوں گی اور اس سے کہوں گی کہ وہ یہ زیورات اپنی کسی

پسندیدہ شخصیت کو پہنا دے ۔ پھر میں دیکھوں گی کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے ۔اگر وہ زیورات اس نے تمہیں دیئے تو میں یہ جانوں گی کہ وہ ایک نہ ایک روز تمہاری محبت میں ضرور مبتلا ہوگا اور تم اسے اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی ۔اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو پھر میں جانوں گی اس سلسلے میں تمہیں مزید کوشش اور جدوجہد کرنا ہوگی۔

تمر نے اپنی بڑی بہن کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ خاموشی سے سفر کرنے لگی تھیں ۔یہاں تک کہ لشکر شہر میں داخل ہوا۔شہر کے لوگوں نے بڑے والہانہ انداز میں لشکر کا استقبال کیا۔جس وقت لشکر شہر میں داخل ہو رہا تھا تو اذنیہ نے اپنے دائیں جانب زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ میرے بھائی ۔ میرے عزیز۔زبائی سے میں نے تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے میں نے تدمر شہر میں اپنے قصر کے قریب ہی ایک حویلی اسے دی ہے ۔ جس میں وہ اپنی بیوی عنبر بنت غوث کے ساتھ قیام کرے گا۔میرے عزیز میں چاہتا ہوں کہ زبائی کی طرح تم بھی اپنا گھر آباد کرو اور اسی کی طرح پر سکون زندگی بسر کرو۔اپنے محل کے قریب میں نے تمہارے لئے بھی ایک اچھی قیامگاہ کی نشاندہی کر رکھی ہے اگر تم فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی ۔ تم اکیلے بھی اس رہائش گاہ میں منتقل ہو سکتے ہو ۔اس پر زبدہ کہنے لگا۔

نہیں محترم اذنیہ ۔ میں اپنے لشکریوں کے ساتھ مستقر میں ہی رہنا پسند کروں گا۔ اسی میں میری عزت میری توقیر پنہاں ہے ۔میں اپنے سپاہیوں کے اندر رہتے ہوئے سکون اور اطمینان محسوس کرتا ہوں ۔ زبدہ کا یہ جواب سن کر اذنیہ شاید مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس دوران ملکہ زنوبیہ اور تمر دونوں اپنے گھوڑوں کو زبدہ کے قریب لائیں پھر زنوبیہ نے زبدہ کو مخاطب کیا۔زبدہ میرے بھائی میں ایک انتہائی اہم امر پر تمہارے ساتھ بات کرنا چاہتی ہوں ۔ لشکر کے مستقر جانے کے ساتھ ہی ساتھ تم بھی مستقر کی طرف نہ جانا بلکہ قصر کے دارالعدل کی طرف آنا وہاں میں تمہارے ساتھ گزشتہ جنگ کے امور پر بات کرنا چاہتی ہوں ۔اسکے ساتھ زنوبیہ اور تمر وہاں سے ہٹ گئیں تھیں ۔زبدہ بھی دائیں جانب گیا اور اپنے لشکر کے چھوٹے سالاروں کو لشکر کو مستقر کی طرف لے جانے کے احکامات دینے لگا تھا

اپنے لشکر کو مستقر کی طرف بھجوانے کے بعد زبدہ فارغ ہوا پھر وہ قصر کی طرف آیا۔

قصر کے محافظ اسے دیکھتے ہی بھاگ کر اس کی طرف بڑھے اتنی دیر تک زبدہ نیچے اترا۔ محافظوں نے اس کے گھوڑے کو پکڑا اور اصطبل کی طرف لے گئے تھے۔ پھر زبدہ محل کے دارالعدل کی طرف جا رہا تھا۔

زبدہ جب محل کے اس مخصوص کمرے میں داخل ہوا تو اسنے دیکھا اس کمرے میں پہلے سے اذینہ اور ملکہ زنوبیہ کے علاوہ۔ تمر زبائی اس کی بیوی عنیر بنت غوث بیٹھے ہوئے تھے۔ زبدہ جب اس کمرے میں داخل ہوا سب اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے لشکر کے سپہ سالار اعلیٰ کا بہترین استقبال کیا۔ شاید ان سب نے مل کر پہلے سے کوئی لائحہ عمل طے کر رکھا تھا اس لئے چند قدم آگے بڑھ کر زبدہ جب ان کے قریب گیا تب ملکہ زنوبیہ نے اپنے اور اپنی چھوٹی بہن تمر کے درمیان ایک خاص نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہاں زبدہ کو بیٹھنے کے لئے کہا۔

ملکہ زنوبیہ کے اس اشارے پر لمحہ بھر کے لئے زبدہ چونکا اس لئے کہ وہ پہلے تو ہمیشہ اذینہ کے پہلو میں بیٹھا کرتا تھا اب جو اسے زنوبیہ اور تمر کے درمیان بیٹھنے کو کہا گیا تو یہ ایک نئی بات تھی تاہم زبدہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں آگے بڑھا اور اس نشست پر بیٹھ گیا تھا جس کی طرف ملکہ زنوبیہ نے اشارہ کیا تھا۔

جب سب لوگ اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تب ملکہ زنوبیہ نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ میرے بھائی تمہاری آمد سے پہلے ہم سب تمہاری اس کارگزاری کی ہی تعریف کر رہے تھے جس کے تحت تم ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے اس پر زبدہ ملکہ کی بات کاٹتے ہوئے فوراً بول پڑا۔

محترم خاتون۔ تعریف کے قابل تو وہ میرا زندہ اور بیدار خدا ہے جو عزت و ذلت عنایت کرتا ہے۔ شاہ پور پر حملہ آور ہونے سے پہلے میں نے اپنے خداوند کے حضور گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگی تھی۔ میرے خدا کو میرے آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے وہ الفاظ پسند آئے اور اس نے میری اعانت فرمائی لہذا تعریف کے قابل میرا وہ رب ہے جس نے میری نصرت فرمائی۔ اور اجتماعی طور پر ہم ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے۔

جواب میں ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی اس کے بعد وہ اصل موضوع کی

طرف آئی۔ اپنے قریب ہی پڑی ہوئی اس نے وہ چرمی تھیلی جو تمر نے اسے دی تھی۔ وہ تھیلی ملکہ زنوبیہ نے زبدہ کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ زبدہ میرے بھائی۔ یہ تھیلی تمر کو ایران کے شہنشاہ کے پڑاؤ سے ملی تھی۔ اس میں شاید ایران کی شاہی خواتین کے زیور ہیں۔ جن میں انتہائی قیمتی اور نایاب جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ زبدہ تمہاری کارگزاری دیکھتے ہوئے میرے بھائی یہ تھیلی میں تمہیں پیش کرتی ہوں۔ ساتھ یہ بھی گزارش کرتی ہوں کہ اس کے اندر جو زیورات ہیں انہیں تم اپنی مرضی سے جن کو چاہو تقسیم کر سکتے ہو۔

جواب میں زبدہ نے تھوڑی دیر تک چپ سادھے رکھی۔ وقفہ وقفہ سے وہ ملکہ زنوبیہ کی طرف بھی دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دھیمی دکھ بھری آواز میں ملکہ کو مخاطب کیا۔

خاتون محترم آپ جانتی ہیں میرا کوئی قریبی عزیز نہیں۔ میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ بھائی بہن میرا کوئی ہے نہیں۔ یہ جو زیورات اور جواہرات کی بھری ہوئی چرمی تھیلی ہے اور جو مجھے پیش کی ہے میں اسے کہاں تقسیم کر سکتا ہوں۔ ساتھ ہی تھیلی اٹھا کر زبدہ نے ملکہ زنوبیہ کی گود میں رکھی اور دوبارہ کہنے لگا۔ خاتون محترم۔ یہ تھیلی آپ ہی کو زیب دیتی ہے اور یہ اپنے پاس ہی رکھیں۔ میں اس کے اندر جو جواہرات اور زیورات ہیں انہیں کہاں تقسیم کر سکتا ہوں۔

ملکہ زنوبیہ نے شکوؤں بھرے انداز میں زبدہ کی طرف دیکھا۔ ساتھ ہی اس کمرے میں ملکہ کی آواز پھر سنائی دی۔

زبدہ میں اپنے آپ کو ان کے قابل خیال نہیں کرتی اس لئے کہ میں تو تدمر میں بیٹھی رہی ہوں۔ سب سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ تھیلی کے اندر جو کچھ ہے اس کی تقسیم کے تم ہی حقدار ہو۔ لہذا ایک بار پھر میں تھیلی تمہاری گود میں رکھتی ہوں اور یہ امید رکھتی ہوں کہ اسے ضرور اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تقسیم کرو گے۔ ساتھ ہی تھیلی اٹھا کر ملکہ زنوبیہ نے زبدہ کی گود میں رکھ دی تھی۔ یہ ساری کارروائی اذینہ۔ تمر۔ زبائی اور عنیر بنت غوث مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ شاید معاملہ پہلے سے ان سب کے درمیان طے تھا۔ جس کی بناء پر وہ ایسے رویئے کا اظہار کر رہے تھے ملکہ نے دوبارہ جب وہ تھیلی زبدہ کی گود میں رکھی تو زبدہ تھوڑی دیر تک سوچ و بچار میں ڈوبا رہا۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کرتے ہوئے اس نے تھیلی کا منہ کھولا۔ پھر اس میں سے دو

انگوٹھیاں اور ایک انتہائی قیمتی ہار اس نے نکالا اور تمر کے ساتھ بیٹھی زبائی کی بیوی عنبر
بنت عوث کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ بنت عوث یہ چیزیں میں تمہیں شادی کی خوشی میں
پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد زبدہ نے زبائی کی طرف دیکھا۔ زبائی یہ چیزیں خود اپنی بیوی
کو پہناؤ۔ زبدہ کے ان الفاظ سے زبائی بڑا خوش ہوا پھر وہ اٹھا اور انگوٹھیاں اور وہ ہار اس نے
خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بیوی عنبر کو پہنا دیئے تھے۔

اس کے بعد ویسی ہی دو انگوٹھیاں اور ایک انتہائی قیمتی ہار زبدہ نے نکالا اور وہ
تینوں چیزیں اپنے پہلو میں بیٹھی تمر کی گود میں رکھتے ہوئے زبدہ کہنے لگا۔ اے تمر بنت
عطریف یہ چیزیں جو میں نے تمہاری گود میں رکھی ہیں تمہاری اس کارگزاری کی وجہ سے ہیں
جن کا مظاہرہ تم نے ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں کیا۔ اس موقع پر تمر شاید کچھ کہتی لیکن
اس سے پہلے ہی ملکہ زنوبیہ بول پڑی اور زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ میرے عزیز بھائی۔ جو چیزیں تم نے تمر کی گود میں رکھی ہیں ایسی ہی اس سے
پہلے عنبر بنت عوث کی گود میں رکھنے کے بعد زبائی کو مشورہ دیا کہ وہ خود اٹھے اور وہ چیزیں
اپنے ہاتھوں سے عنبر بنت عوث کو پہنائے۔ زبدہ میرے بھائی اب جبکہ یہ چیزیں تم نے
میری بہن تمر بنت عطریف کی گود میں رکھی ہیں تو کیا میں تمہیں یہ کہہ سکتی ہوں کہ تم خود
اپنی جگہ سے اٹھو جس طرح زبائی نے یہ چیزیں عنبر کو پہنائی ہیں تم تمر کو پہناؤ۔ اس لئے کہ
تمر تمہارے لشکر میں تمہاری نائب کی حیثیت سے تمہاری ماتحت ہے اور اس کی حوصلہ
افزائی اور اس کی ہمت اور جرأت کی داد دینے کے لئے تمہیں ایسا کرنا چاہیئے۔

اس موقع پر عجیب سے انداز میں زبدہ نے باری باری ملکہ زنوبیہ اذینہ کی طرف
دیکھا ان دونوں نے اس کا حوصلہ بڑھانے کے لئے اپنی گردنیں اثبات میں ہلائیں پھر سوالیہ
سے انداز میں زبدہ نے اپنے پہلو میں بیٹھی تمر کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر کچھ کہنے کی
تڑپ چمک رہی تھی اس کی آنکھوں میں چاہتوں کے اظہار کا ایک سیل بے پناہ تھا۔ تمر کے
اس انداز سے زبدہ بے چارہ کچھ نہ سمجھا۔ اپنی جگہ سے وہ اٹھا۔ پہلے دو انگوٹھیاں اس نے خود
تمر کو پہنائیں پھر اس کے گلے میں ہار بھی ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا
تھا۔

اس کے ایسا کرنے سے تمر کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے دنیا جہاں کی نعمتیں مل

گئی ہوں۔ جیسے سارے جہاں کی دولت سمیٹ کر کسی نے اس کے دامن اسکی جھولی میں بھر
دی ہو۔ زبدہ کے اس رویئے سے اس وقت تمر کے عکس مہتاب اور سرخ سجیلے چہرے پر
الفت کی زیبائیش۔ محبت کی خواہشیں اور جاودان رعنائی کی رفاقتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں
اس کی آنکھوں کے آنگن کی دہلیز اور راہداریوں پر جذبوں کی محرابیں اور خواہشوں کی تتلیاں
ناچ اٹھی تھیں۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر تمر اس واقع سے لطف اندوز ہوتی رہی پھر
اپنے پہلو میں بیٹھے زبدہ کو اس نے مخاطب کیا۔

محترم زبدہ۔ اس خوش کن موقع پر جبکہ آپ نے میری جنگوں میں کارگزاری پر خوش
ہوتے ہوئے مجھے ان انعامات سے نوازا ہے تو میں دو خواہشوں کا اظہار کروں گی۔ اور مجھے
امید ہے کہ میری خواہشوں کو ٹھکراتے ہوئے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔ میری پہلی
خواہش یہ ہے کہ آپ مستقر میں اپنی رہائیش گاہ کو چھوڑ کر محل کے قریب جو میرے بھائی
اذینہ نے آپ کے لئے جو قیام گاہ مہیا کی ہے اس میں منتقل ہو جائیں۔

میری دوسری خواہش یہ ہے کہ آج شام کا کھانا آپ ہم سب کے ساتھ کھائیں یہ
دعوت میری بہن زنوبیہ اور اذینہ کی طرف سے میرے بھائی اور بہن زبائی اور عنبر کی شادی
کی خوشی میں ہے۔ تمر یہیں تک کہنے پائی تھی کہ زبدہ بول پڑا۔

تمر جہاں تک آج کی دعوت میں شرکت کا تعلق ہے تو میں ضرور شرکت کروں گا
اس لئے کہ یہ میرے بھائی اور میری بہن کی شادی کی خوشی میں ہے۔ تم نہ بھی کہتیں تب
بھی میں اس میں شرکت کرتا۔ جہاں تک تمہاری دوسری خواہش کا تعلق ہے کہ میں مستقر
سے نئی رہائیش گاہ میں منتقل ہو جاؤں تو وہ میرے لئے قابل قبول نہیں ہے اس لئے کہ میرا
مستقر ہی میں رہنا زیادہ سود مند ہے۔ ویسے بھی میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے
ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔ اس طرح جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا سالار اعلیٰ بھی ان کے
اندر ہی قیام کئے ہوئے ہے تو ان کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور وہ جنگوں میں بہترین
کارگزاری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم برا نہیں مانو گی۔ زبدہ یہیں تک کہنے
پایا تھا کہ اذینہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا آؤ اب دعوت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی
ملکہ زنوبیہ بھی کھڑی ہو گئی تھی پھر سب اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور محل کے اس
کمرے سے نکل گئے تھے۔ تدمر شہر میں دو روز قیام کرنے کے بعد اذینہ۔ زبدہ۔ زبائی اور تمر

اپنے لشکر کے ساتھ ایرانیوں کے شہر حران پر حملہ آور ہونے کے لئے کوچ کر گئے تھے۔ ملکہ زنوبیہ کو تدمر کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا۔

تدمر کا حکمران اذینہ اور اس کے سپہ سالار زبدہ اور زبائی اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ ایرانی شہر حران پہنچے۔ اہل حران کے پاس شاید پہلے ہی تدمر کے لشکر کے ہاتھوں ایران کے شہنشاہ کی بدترین شکست کی خبریں پہنچ چکی تھیں لہذا جس وقت اذینہ اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ حران پہنچا تو حران شہر میں جو محافظ ایرانی لشکر تھا وہ شہر کے اندر محصور ہو گیا۔ شہر پر حملہ آور ہونے سے پہلے اذینہ نے زبدہ۔ زبائی اور تمر کے ساتھ بیٹھ کر مشورہ کیا پھر یہ طے پایا کہ اذینہ اور زبائی حران شہر کے تین اطراف میں بھرپور حملہ کرنا شروع کر دیں اور ایرانی محافظ لشکر کو اپنے ساتھ مصروف رکھیں جبکہ چوتھی جانب سے زبدہ اچانک حملہ آور ہو کر شہرپناہ پر چڑھے اور پھر شہر کو فتح کرنے کی کوشش کی جائے۔

آخر اسی طریقہ کار پر عمل کیا گیا۔ زبدہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے گھات میں چلا گیا تھا۔ جبکہ اذینہ اور زبائی نے حران کے اطراف میں بھرپور حملے کرنا شروع کر دیئے تھے۔ ایرانیوں نے یہی اندازہ لگایا کہ حملہ آور شہر کے تین اطراف میں پھیل کر شہر کی فصیل پر چڑھنا شروع کریں گے لہذا انہوں نے اپنی زیادہ قوت اور بھرپور توجہ تین اطراف میں ہی دی تھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جب زبدہ اپنی گھات سے نکلا اور شہر کی چوتھی سمت سے حملہ آور ہوا تو قبل اس کے کہ تین اطراف سے ایرانی اپنے لشکریوں کو سمیٹتے اور چوتھی طرف متوجہ ہوتے اس وقت تک زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھ گیا تھا پھر فصیل پر جو بھی ایرانی اس کے سامنے آیا وہ موت کے گھاٹ اترتا چلا گیا تھا۔

جس وقت زبدہ چوتھی سمت سے ایرانیوں پر حملہ آور ہوا تھا تو اذینہ اور زبائی کے سامنے بھی ایرانی قوت کا زور ٹوٹ گیا تھا لہٰذا اذینہ اور زبائی بھی اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ آگے بڑھے اور انہوں نے بھی ڈھالوں کی آڑ میں حران شہر کی فصیل پر چڑھنا شروع کر دیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اذینہ اور زبائی کے انگنت لشکری فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے اب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ فصیل کے اوپر ایرانیوں کے ساتھ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔

لیکن ایرانی جو اپنے شہنشاہ کی شکست کی وجہ سے تدمر کے حکمران کے سامنے بد دلی محسوس کر رہے تھے۔ زیادہ دیر تک جنگ میں ٹھہر نہ سکے اور فصیل سے اتر کر اپنی جانیں بچانے کیلئے بھاگے زبدہ زبائی اذینہ اور تمر نے بھرپور انداز میں انکا تعاقب کیا یہ تعاقب شہر کے گلی کوچوں تک پہنچا اور ایرانیوں کا خوب قتل عام کیا گیا آخر شہر کے دروازے کھول دیئے گئے اور اذینہ کے بچے کھچے سپاہی جو ابھی تک شہر سے باہر رہ گئے تھے وہ بھی شہر میں داخل ہو گئے تھے اسطرح تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد شہر کے اندر جو محافظ ایرانی لشکر تھا اسکا بری طرح قلع قمع کر دیا گیا تھا اور حران شہر اذینہ کا قبضہ ہو گیا تھا۔

اذینہ زبدہ زبائی اور تمر نے اپنے لشکریوں کے ساتھ چند روز تک حران شہر میں قیام کیا یہاں کے انتظامات درست کئے مقامی آبادی کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا مقامی آبادی میں سے ایک نیا لشکر تیار کیا اور اپنے لشکر کا کچھ حصہ بھی حران میں چھوڑا اسطرح حران شہر کے دفاع کو استحکام دینے کے بعد اذینہ اپنے لشکر کے ساتھ حران شہر سے نکلا اور نصیبین کا رخ کیا۔

نصیبین دریائے فرات کے کنارے ایرانیوں اور رومنوں کی سرحدوں پر وہ شہر تھا جو کبھی رومنوں کے قبضے میں چلا جاتا تھا کبھی ایرانی اس پر قابض ہو جاتے تھے جن دنوں اذینہ۔ زبدہ۔ زبائی اور تمر نصیبین پر حملہ آور ہوئے اس سے کچھ عرصہ پہلے شاہ پور نے نصیبین شہر رومنوں سے چھین لیا تھا۔ اور یہاں شہر کی حفاظت کیلئے ایرانیوں کا کافی بڑا لشکر بھی تھا۔ جس وقت اذینہ اپنے لشکر کے ساتھ نصیبین شہر کے باہر نمودار ہوا تو ایرانیوں کو اپنے حران کے چھن جانے کی خبر ہو چکی تھی لہٰذا انہوں نے حران شہر والوں کی طرح شہر کے اندر محصور رہ کر دفاع کرنیکی حماقت نہیں کی اپنی پوری قوت کو وہ نصیبین شہر کے باہر

لائے اور اذینہ کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوئے نصیبین میں جو ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اسکا خیال تھا کہ پہلے اذینہ کا شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے اور اس جنگ میں وہ اگر فتح مند رہے تو اذینہ کی ساری قوت کو وہ توڑ کر رکھ دیگا اور تدمر شہر تک اسکا تعاقب کرتا چلا جائیگا اور اگر اذینہ کے ہاتھوں اسے شکست ہوئی ہے تو وہ نصیبین شہر میں محصور ہو جائیگا ساتھ ہی ایران کے شہنشاہ شاہ پور سے مدد طلب کریگا اور محاصرے کو طول دینے کی کوشش کریگا۔

دونوں لشکر نصیبین شہر کے باہر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو جلد ہی ایرانی لشکر کے اندر نرسنگھے بجنے لگے تھے شاید نصیبین شہر سے باہر ایرانی بہت جلد جنگ کی ابتدا کرنا چاہتے تھے ان نرسنگھوں کی آوازیں سنتے ہوئے اذینہ نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب دینا شروع کر دیا تھا زبدہ اور زبائی سے صلاح و مشورہ کرنیکے بعد اذینہ نے اپنے لشکر کی ترتیب کو آخری شکل دی ایرانیوں کے بالکل سامنے اذینہ اور زبائی اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رہے۔ جبکہ زبدہ اور تمر کو ان کے حصے کے لشکر کے ساتھ ایرانی لشکر کے ایک پہلو کی طرف کھڑا کر دیا گیا تھا شاید زبدہ اور تمر سے اچانک حملہ کرا کر اذینہ ایرانیوں کے خلاف نصیبین شہر سے باہر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایرانی سالاروں نے اپنے لشکر کو وحشتوں کے موسم ندامت کے گہرے اندھیرے میں موت کے مناظر کی طرح آگے بڑھایا اسکے بعد وہ اذینہ کے لشکر پر شب کے سناٹوں کو ذرہ ذرہ لمحوں اور بوند بوند ساعتوں میں تبدیل کر دینے والے اڑتے وقت کی آہ و بکا کی طرح حملہ آور ہوئے تھے اذینہ نے بھی اپنے آپکو دفاع میں نہیں ڈالا تھا بلکہ ایرانیوں کے حملہ آور ہونیکے ساتھ ہی ساتھ اسے بھی جوابی حملہ کیا اور اذینہ اور زبائی دونوں جوابی عمل کی ابتدا کرتے ہوئے ایرانیوں پر سمندر میں آندھیوں کے قافلوں۔ کالی راتوں کی زینت کے سامان اور عشرتوں کی آبنائے کو نفرتوں کے رنگ میں تبدیل کر دینے والی ہواؤں کی برہمی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اذینہ اور زبائی کے سامنے کی طرف سے اس انداز میں حملہ آور ہونے کے تھوڑی دیر بعد زبدہ اور تمر دونوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنیکے بعد اپنے لشکر کو بڑی تیزی کے ساتھ چہروں کی تحریوں اور جذبوں کی تفسیروں کو تشنہ کاہی میں تبدیل کر دینے والے

گرداب اجل کے رقص کی طرح ایرانی لشکر کے پہلو کے ساتھ ساتھ آگے بڑھایا اسکے بعد زبدہ اور تمر دونوں روح میں کسک۔ دل کے نہاں خانوں میں خوف بھر دینے والے سیاہ بادلوں کی ہولناک صاعقہ۔ سرکتی سرسراتی رات میں وقت کی تیرگی کے عروج اور اندھیروں کی آندھی بھاری تہوں اور رقصاں فضاؤں کی خاموشی کے کہرام میں خیالوں کی تجسیم کو منجمد کر دینے والے جرم تمنا کی پاداش کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکروں کے یوں ٹکرانے سے نصیبین شہر سے باہر اور دریائے فرات کے قریب ٹوٹتی ڈوبتی آوازوں کرچی کرچی صداؤں کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا موت کے الجھتے دھاگے بڑی تیزی سے پھیلنے بکھرنے لگے تھے دل کے قرینے ٹکڑے ٹکڑے شیشہ جاں ریزہ ریزہ ہونے لگے تھے موت کے کھردرے ہاتھوں نے انسانی لمحوں کی حلاوت او بصارت کی رتوں کو ہمیشہ کیلئے خاموش کرنا شروع کر دیا تھا۔

نصیبین شہر سے باہر یہ ہونے والی ہولناک جنگ طول نہ پکڑ سکی ایرانی زیادہ دیر تک اذینہ زبدہ زبائی اور تمر کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور دریائے فرات اور نصیبین شہر کے درمیان انہیں ہولناک شکست ہوئی شکست اٹھانے کے بعد ایرانی یکدم پلٹے اور بھاگ کر شہر میں داخل ہونیکی کوشش کی لیکن انکی بد قسمتی کہ اذینہ زبدہ زبائی اور تمر بھی اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ بری طرح ایرانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے نصیبین شہر میں داخل ہو گئے تھے ایک بار پھر شہر میں ایرانیوں نے مڑ کر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو انکا قتل عام شروع ہو لیہاں تک کہ نصیبین شہر میں جس قدر حفاظتی ایرانی لشکر تھا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور شہر پر اذینہ کا قبضہ ہو گیا تھا۔

حران شہر کی طرح یہاں بھی چند روز تک اذینہ نے قیام کیا نصیبین شہر کے حالات اس نے درست کئے انتظامی امور کو اس نے آخری شکل دی اسکے بعد اس نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا او ب اسکا رخ رومنوں کے شہر حمس اور ہیلیوپولس کی طرف تھا۔ راستے میں تدمر شہر سے کمک کے طور پر ملکہ نے اذینہ کی مدد کیلئے کچھ اور لشکری بھی روانہ کئے تھے ان لشکریوں میں اذینہ کا بڑا بیٹا بھی شامل تھا جو ابھی نابالغ ہی تھا اور وہ اذینہ کا ولی عہد بھی تھا اس ولی عہد کے ساتھ آنے والے کمک کے وہ دستے اس وقت اذینہ کے لشکر میں آن شامل ہوئے تھے جس وقت اپنی حدود سے نکل کر اذینہ رومنوں کی سلطنت میں داخل ہو رہا تھا

اس کمک میں اذینہ کا بھتیجا دبرہ بن اسد بھی شامل تھا۔

گرما لحد میں اتر گیا تھا جاڑا اپنے عروج پر آنیکے بعد بیکران اور جاوداں دھند کی طرح کراں تا کراں پھیل بکھر گیا تھا۔ سرد ہوائیں دھڑکتے سمندر کے سراج میں موج بے انتہا کی طرح ہر شئے کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی تھیں۔ صحرائے پالمیرہ میں چاروں سمت خنک راتوں کے نوحوں کی اداسیاں اور ویرانیاں رقص کرنے لگیں تھیں۔

رومنوں کو بھی علم ہو گیا تھا کہ تدمر کا حکمران اذینہ انکے خلاف لشکر کشی کر رہا ہے انہیں یہ بھی خبریں پہنچ چکی تھیں کہ دریائے فرات کے کنارے اذینہ نے ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو بدترین شکست دی ہے اور پھر اسکے شہروں حران اور نصیبین پر قبضہ بھی کر لیا ہے یہ خبریں پہنچنے کے بعد رومن چوکس ہو گئے تھے انہوں نے ایک متحدہ لشکر تیار کیا۔ اس لشکر میں دمشق کا رومن حکمران مارکس۔ صور کا رومن حکمران اگناٹیس امافیہ کا رومن حکمران ڈیوکاس اور انطاکیہ کا حکمران اور ایشیاء میں ساری رومن سلطنت کا سپہ سالار اعلیٰ میکیریانس شامل تھے۔ اس متحدہ لشکر کی کمانداری بھی میکیریانس بہ نفس نفیس کر رہا تھا۔

اذینہ جب اپنے لشکر کے ساتھ رومن سلطنت میں تھوڑی دور تک گیا تو اس نے دیکھا میکیریانس اسکے سامنے پڑاؤ کئے اسکی راہ روکے ہوئے تھا اذینہ بھی اپنے لشکر کو رومنوں کے سامنے پڑاؤ کرنیکا حکم دیدیا تھا۔

جس وقت اذینہ کا لشکر پڑاؤ کر رہا تھا زبدہ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس سمت آیا جہاں اذینہ اور زبائی کھڑے تھے زبدہ کے ساتھ تمر بھی تھی دونوں زبدہ اور زبائی کے پاس آکر اپنے گھوڑے سے اترے پھر زبدہ نے اذینہ کو مخاطب کیا

اذینہ میرے محترم۔ جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے میں آپ اور اپنے بھائی زبائی کے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ صحرا کی اس پٹی میں ہم رومنوں کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائینگے۔

رومنوں کے لشکر کا جائزہ لیتے ہوئے آپ نے یہ اندازہ لگایا ہوگا کہ انکی تعداد ہم سے زیادہ ہے مگر مجھے امید ہے کہ اسکے باوجود ہم انہیں بدترین شکست دینگے میں نے اپنے لشکر کے کچھ طلایہ گر رومنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کئے ہوئے تھے انہوں نے آکر مجھے اطلاع دی ہے کہ رومنوں کے اس متحدہ لشکر میں دمشق صور اور امافیہ کے حکمرانوں کے علاوہ

انطاکیہ کا حکمراں میکریانس بہ نفس نفیس شرکت کر رہا ہے ان سب سے نپٹنے کیلئے ہمیں ایک لائحہ عمل طے کرنا ہو گا۔

مجھے امید ہے کہ رومن ہم سے شکست کھانے کے بعد ہمارے آگے بھاگیں گے۔ اور ایک سمت کا رخ نہیں کرینگے۔ اور اگر یہ کرتے ہیں تو پھر ہم بھی متحد ہو کر انکا تعاقب کرنگے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ یہ ایک سمت نہیں بھاگیں گے مختلف شہروں کا رخ کرینگے ہو سکتا ہے کہ یہ دو حصوں میں بٹ کر علیحدہ علیحدہ بھاگیں اسلئے کہ انکے قریب ترین دو شہر ہیں۔ ایک حمس دوسرا ہیلیو پولس میرا اندازہ یہ ہے کہ یہ ہم سے شکست کھانے کے بعد دو حصوں میں بھاگیں گے ایک حصہ حمس کی طرف جائیگا اور دوسرا ہیلیو پولس کی طرف اگر وہ ایسا کریں تو میری آپ کے سامنے تجویز ہے کہ آپ اس لشکر کے تعاقب میں نکل جائیں جو حمس کی طرف بھاگے گا میں اور تمر ہیلیو پولس کی طرف جانے والے لشکر کے پیچھے لگ جائینگے جبکہ زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہیں قیام کریگا اور رومنوں کے پڑاؤ کی ہر شئے سمیٹ کر وہ آپکے پیچھے پیچھے حمس کا رخ کریگا میرے خیال میں اس وقت تک آپ حمس کو فتح کر چکیں گے۔

اذینہ میرے محترم جس وقت آپ رومن لشکر کا تعاقب کرتے ہوئے حمس کے پاس جائیں تو رومن لشکر اور اپنے درمیان فاصلہ بالکل ختم کر دیں اور رومن لشکر کے ساتھ ہی ساتھ پیچھے ہی پیچھے آپ حمس شہر میں داخل ہو جائیں اگر آپ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپکو حمس شہر فتح کرنے سے روک نہ سکے گی آپ بھاگنے والے لشکر پر بھرپور حملہ کر کے اسکا قتل عام کریں اور حمس شہر پر قبضہ کر لیں۔ میں اور تمر بھی اسی طرح ہیلیو پولس میں داخل ہونگے اور شہر پر قبضہ کرنیکی کوشش کرینگے۔ پر شرط یہ ہے کہ تعاقب کے دوران زیادہ سے زیادہ بھاگتے دشمنوں کا خاتمہ کیا جائے تاکہ حمس اور ہیلیو پولس کے درمیان ہم سے مزاحمت کرنے والی کوئی بڑی قوت نہ رہے۔

زبدہ کی اس گفتگو کے جواب میں اذینہ تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں اسکی طرف دیکھتا رہا اس دوران اسکے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیلتی رہی پھر اس نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ میرے عزیز میرے بھائی تم یہ گفتگو اس طرح کر رہے ہو جیسے تمہیں سو فیصد

یقین ہے کہ صحرا کی اس پٹی میں تم رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر اپنی بات پر تقریباً زور دیتے ہوئے کہ اٹھا۔

اذینہ میرے محترم۔ مجھے یقین ہے کہ ہم یہاں رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہونگے اسی پیش بندی کے طور پر میں نے یہ ساری گفتگو کی ہے زبدہ سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے اذینہ نے تمر کی طرف دیکھا۔

تمر۔ میری بہن تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے کیا زبدہ کی یہ گفتگو قبل از وقت نہیں ہے۔ اس پر تمر نے ایک مسکراہٹ اور محبت بھری نگاہ زبدہ پر ڈالی پھر اس نے اذینہ کی طف دیکھا۔

اذینہ میرے بھائی۔ اب میں زبدہ کو آپ سے بہتر جانتی ہوں انکے لشکر میں رہتی ہوں میرا خیمہ انکے خیمے کے ساتھ نصب ہوتا ہے۔ میرا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے میں انکے طور اطوار اور انکی عادات کو خوب اچھی طرح جان چکی ہوں۔ لہذا اسی بناء پر میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ اگر محترم زبدہ کا یہ خیال ہے کہ اس صحرائی پٹی میں ہم لوگ رومنوں کو شکست دیدیں گے تو میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ رومنوں کو یقیناً شکست ہو گی اور ہم فتح مند رہیں گے اذینہ تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر اس نے سوال طلب انداز میں زبائی کی طرف دیکھا جواب میں زبائی خود ہی بول پڑا۔

محترم اذینہ اگر آپ اس بات کو توثیق مجھ سے کرنا چاہتے ہیں تو جو بات میری بہن تمر نے کہی ہے وہ درست ہے۔ اگر زبدہ کا اندازہ ہے کہ ہم فاتح رہیں گے اور رومن مغلوب تو یہ سو فیصد درست ثابت ہو گا۔ یہ ساری گفتگو سنکر اذینہ خوش ہو گیا تھا اسکے بعد اس نے پھر زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ میرے بھائی زبائی اور تمر بھی تمہاری توثیق کر چکے ہیں۔ لہذا اب مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے کہ اس صحرائی پٹی میں جو میدان جنگ برپا ہونے والا ہے اس میں یقیناً فاتح ہم ہی رہیں گے اب بتا میرے بھائی جنگ کا لائحہ عمل کیا ہو گا جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑی ہوئی تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کسی قدر دھیمی اور رازدارانہ سی آواز میں پوچھا۔

تمر جنگ کے دوران اگر میں لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دوں ایک حصہ تمہاری

کمانداری میں اور دوسرا اپنے پاس رکھوں اور تم سے ہٹ کر اگر میں دشمن پر ضرب لگاؤں تو کیا تم سامنے کی طرف سے دشمن پر اپنے حملوں کو برقرار رکھ سکو گی جواب میں تمر نے تھوڑی دیر تک میٹھی میٹھی نگاہوں سے زبدہ کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی۔

زبدہ میرے محترم آپ ہمیشہ کیلئے مجھے چھوڑ کر علیحدہ نہ ہوئیے گا تھوڑی دیر کیلئے اگر آپ رومیوں کے پہلو پر ضرب لگائیں تو وہ میرے لئے یقیناً قابل برداشت ہو گی تمر کی طرف سے اس قسم کی گفتگو کا شاید یہ پہلا موقع تھا شائد وہ اپنی گفتگو کے دوران زبدہ کو یہ احساس دلانا چاہتی تھی کہ وہ پوری طرح اسکی محبت میں ڈوب چکی ہے۔ لیکن اسکی اس گفتگو کا زبدہ نے کوئی اثر نہ لیا اور کہنے لگا۔

تمر۔ میں وقتی طور پر تم سے علیحدہ ہونگا اور دشمن پر بھرپور ضرب لگانے کے بعد میں دوبارہ تم سے آن ملونگا اور مجھے امید ہے کہ اس دوران دشمن تم پر زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکے گا اسلئے کہ جو پہلو تمہارے ساتھ برسرپیکار ہو گا اسکے پشتی حصے کو میں مکمل طور پر کچل کر رکھ دونگا اسطرح تم سے ٹکرانے والا حصہ میرے خیال میں پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گا اور اگر وہ ایسا کرے تو تم پورا دباؤ ان پر ڈالنا اس طرح رومیوں کی اگلی صفیں درہم برہم ہونا شروع ہو جائیں گی جو ہمارے لئے فائدہ مند اور سودمند ثابت ہونگی۔

تمر نے بڑی جرأتمندی بڑی بے باکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا محترم زبدہ جو لائحہ عمل آپ بتا رہے ہیں میں اس پر عمل کرونگی اگر آپ وقتی طور پر مجھ سے علیحدہ ہو کر دشمن کو پہلو پر ضرب لگائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ سامنے کی طرف سے میں دشمن کی صفوں کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا موقع نہیں دونگی جواب میں زبدہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا تمر قسم خداوند قدوس کی مجھے تم سے ایسے ہی امید تھی اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو پھر دیکھنا میں دشمن کے پلو پر وہ ضرب لگاؤنگا کہ انکی صفیں کی صفیں چیرتا چلا جاؤنگا اور انکی شکست کو یقینی بناؤنگا۔

زبدہ کی اس گفتگو کے جواب میں تمر کچھ کہنا ہی چاہتی تھے کہ وہ خاموش رہی اسلئے کہ انکے سامنے رومیوں کے لشکر میں جنگ کے طبل اور دوسرے موسیقی کے آلات بجنے لگے تھے۔ اس صورتحال پر اذنیہ زبدہ زبائی اور تمر چاروں نے چونک جانیکے انداز میں رومیوں کے لشکر کی طرف دیکھا پھر اس موقع پر زبدہ بول پڑا۔

محترم اذنیہ۔ میں اور تمر اپنے لشکر کے حصے کی طرف جاتے ہیں لشکر تین حصوں میں تقسیم ہو گا۔ بالکل اس طرح جسطرح پہلے جنگوں میں حصہ لیتے رہے ہیں وسطی حصہ میں آپ ہونگے دائیں جانب میں اور تمر اور بائیں جانب زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہو گا جس وقت رومن ہم پر حملہ آور ہوں تو شروع شروع کوشش یہی ہونا چاہیئے کہ پہلے ہم انکے حملوں کو روکیں پھر اپنی حالت کو استحکام دینے کے بعد جوابی حملے شروع کرینگے اور مجھے امید ہے کہ آج کے روز اس میدان جنگ میں ہم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہونگے یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ رکا پھر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑتے ہوئے کہا اذنیہ اب میں اپنے حصے کی طرف جاتا ہوں اسلئے کہ رومن جنگ کی ابتدا کرنے والے ہیں اسکے ساتھ ہی زبدہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی۔ تمر بھی چپ چاپ اسکے ساتھ ہو لی تھی۔

اپنے لشکر کی طرف جاتے ہوئے تمر اپنے گھوڑے کو بالکل زبدہ کے گھوڑے کے قریب لائی اس قدر قریب کہ ایک موقع پر حسین و خوبصورت تمر کا گھٹنا زبدہ کے گھٹنے سے مس ہو گیا تھا اس موقع پر زبدہ چونکا تھا پھر اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے زبدہ کو مخاطب کیا تھا۔

محترم زبدہ۔ آج آپ خوشگوار مزاج میں ہیں لہذا میں آپ پر آج اپنی زندگی کا بہت بڑا انکشاف کرنا چاہتی ہوں مجھے امید ہے کہ میرے اس انکشاف پر آپ کو خوشی اور مسرت ضرور ہو گی۔ اس پر چونک جانیکے انداز میں زبدہ نے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمر تم مجھ پر کیسا انکشاف کرنا چاہتی ہو۔ اس پر تمر پھر میٹھی نگاہوں سے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس انتہائی شیریں لہجے میں مخاطب کر کے کہنے لگی۔

محترم زبدہ میں آپ پر یہ انکشاف کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے بت پرستی ترک کر دی ہے اور اپنے بھائی زبائی کی بیوی عنیزہ بنت غوث کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے بعد میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اب میں بھی آپکی طرح دین ابراہیمی کی پیروکار ہوں اور بت پرستی میں نے ترک کر دی ہے۔

تمر کے اس انکشاف پر لمحہ بھر کے لئے زبدہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا تمر تو نے زمین کے بھٹکے ہوئے مسافر کی طرح تعفن کی پیوندکاری کا لباس اتار کر مہکتی فضاؤں کا پاکیزہ دودھیا چادر اوڑھ لی ہے میں تمہیں اتنا

بڑا فیصلہ کرنے پر سلام پیش کرتا ہوں ۔ تمر تمہارے اس فیصلے سے مجھے کس قدر خوشی ہوئی ہے اسکا نہ تم اندازہ لگا سکتی ہو نہ میں الفاظ میں بیان کر سکتا ہوں جواب میں انتہائی شریں آواز میں تمر کہنے لگی ۔ محترم زبدہ میں آپکی انتہادرجہ کی ممنون ہوں کہ آپ نے نہ صرف یہ کہ میری حوصلہ افزائی کی بلکہ میرے اس فیصلے پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

دونوں مسکراتے ہوئے اور اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اپنے لشکر کے سامنے آن کھڑے ہوئے پر زبدہ نے تمر کو مخاطب کیا۔

تمر جس وقت جنگ اپنے عروج پر آئیگی لڑائی کی بھٹی چاروں طرف گرم ہو چکی ہو گی تب میں اپنے کام کی ابتدا کرونگا اکثر مواقع پر لشکر کا جو حصہ تمہارے ماتحت کام کرتا ہے وہ تمہارے پاس رہیگا باقی لشکر کو لیکر میں رومنوں کے پہلو پر ضرب لگاؤنگا اسطرح رومنوں کے لشکر کی فصیل میں دروازہ بناتے ہوئے میں اپنے لئے فتحمندی کا باب کھولنا چاہتا ہوں ۔ جواب میں تمر نے ایک فرمانبردار بچے کی طرح زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

زبدہ میرے عزیز ۔ میرے محترم ۔ آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں میں تمر زندگی اور موت کے ہر لمحہ آپکا ساتھ دونگی جس طرح آپ کہیں گے میں ویسا ہی کرونگی اور جو امیدیں آپ مجھ سے وابستہ رکھے ہوئے ہیں میرے خداوند نے چاہا تو میں ضرور ان امیدوں پر پورا اترونگی۔

زبدہ نے مزید کچھ نہ کہا اسلئے کہ انکے سامنے رومنوں کے لشکر میں پہلے کی نسبت زیادہ زور دار انداز میں جنگ کے طبل اور دفیں بجنے لگی تھیں ۔ جو اس بات کا اظہار تھیں کہ رومن جنگ کی ابتدا کرنے والے ہیں اس موقع پر زبدہ نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ اپنے گھوڑے کی بالوں بھری گردن پر سجدے کے انداز میں گر گیا اور انتہائی گڑگڑاتی روتی اور انکساری اور عاجزی سے بھرپور آواز میں وہ کہہ رہا تھا۔

میرے اللہ ۔ میں تیرا عاجز و منکسر بندہ ہوں ۔ میری عمر کی ہر کمائی میرے سوچوں کی ہر سچائی میرے اللہ میری محفل و تنہائی میں خواہشوں کی ہر شہنائی میرے جیون کے جنگل میں ہر عزت ہر رسوائی اللہ تیری ہی خوشی اور رضامندی سے وابستہ ہے ۔ میرے اللہ میری آنکھوں کے منجدھار میں میرے دھیان و خیال کے ہر طاق میں میری ہونٹوں کے ہر نطق میں میرے ماتھے کی ہر شکن میں میرے ارادے کی ہر چمک میں تیری ہی وحدانیت کی طلب

ہے میرے اللہ روح کے خالی برتن میں تو ہی قطرہ قطرہ زیست کے رینگتے لمحوں کا ٹپکاؤ کرتا ہے ۔ میرے اللہ تو ہی قبائے گل کی ہر شکن میں خوشبوؤں کے جام بھرتا ہے ۔ کاسۂ زیست میں وقت کے کھوٹے سکوں کو تو ہی توقیر عطا کرتا ہے ۔ میرے اللہ تو ہی اونچی شاخوں کے تازہ شگوفوں کو رنگ بکھیرتی خوشبوؤں کے ترانے عطا کرتا ہے ۔ میرے اللہ یہ رومن بل کھاتے اژدھے ۔ کلبلاتے سانپ جیسے دشمن کی طرح ہم پر شکستگی کی شکنوں بدبختی کی تہوں اور روح کے گہرے گھاؤ کی طرح وارد ہونا چاہتے ہیں میرے اللہ ۔ میرے لئے تیری ہی ذات نصرت و تقدیس کی علامت ہے ۔ میرے اللہ ان رومنوں کے مقابلے میں ہمیں کامیابی و کامرانی عطا کرنا ۔ میرے اللہ میں تیری ہی عظمتوں کا نام لیوا ہوں ۔ وسوسوں کے سرابوں میں تجھے ہی پکارنے والا ہوں ۔ میرے اللہ تیرے ہی حکم پر بیج کی آنکھ مردہ مٹی میں دیکھتی ہے میرے اللہ ۔ تیرے ہی حکم پر آسمان کے گنبد زبرجد پر چاند ستارے چمکتے ہیں ۔ اور تیرے ہی حکم پر کالی رات کی چادر میں لپٹی ہر شئے صبح کا طیلسان اوڑھتی ہے ۔ میرے اللہ میں تیرے ہی سامنے اپنا کاسۂ گدائی اور کشکول بھیک دراز کرتا ہوں میرے اللہ رومنوں کے ساتھ اس جنگ میں تو ہمیں مسرتوں کی آس ۔ بحر ذخار کے نایاب موتیوں جیسی کامیابی اور فوز مندی عطا کرنا۔

یہاں تک کہتے کے بعد زبدہ نے اپنا سر اٹھایا ۔ گردن سیدھی کی پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑی تمر کی طرف دیکھا تمر کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ۔ اور وہ ضبط کرنے کے لئے بری طرح اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی تمر نے دیکھا اس لمحہ زبدہ کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے اور اسکا دامن تر تھا ۔ اپنی حالت کو نظر انداز کرتے ہوئے زبدہ نے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا تم رو رہی ہو جواب میں تمر بیچاری نے آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی آنکھوں سے زبدہ کی طرف دیکھا پھر گھٹتی ڈوبتی آواز میں تمر کہنے لگی ۔ محترم زبدہ ۔ آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں ۔ آپ خود بھی تو رو رہے ہیں ۔ آپکا دامن آپکے آنسوؤں سے تر ہے ۔ مجھے بھی آپ کے دعائیہ الفاظ نے رلا دیا اب جبکہ میں بت پرستی ترک کر کے اسلام قبول کر چکی ہوں تو میں سمجھتی ہوں کہ میں اور آپ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں لہذا دعا کے جو الفاظ آپ کا دامن تر کر سکتے ہیں وہ میری آنکھوں کو بھی بھگو سکتے ہیں ۔

زبدہ تمر کی اس گفتگو کو جواب دینا ہی چاہتا تھا پر خاموش رہا اسلئے کہ انکے سامنے

رومن لشکر نے حملہ آور ہونیکے لئے اب آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

رومن لشکر نے رینگتے آتشین سیلاب ۔ بپھرتے غموں کے طوفان ۔ اور مدد و ملخ کی یلغار کی طرح پیشقدمی کی اور اذینیہ کے لشکر پروہ شرر بار آوازوں ۔ بے امان اداس رتوں اور کردار کی ہتھیلی سے گرا دینے والی قہرمانیت کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اذینیہ نے بھی رومنوں کے اس حملے کا خوب جواب دیا تھا اور وہ بھی اپنی پوری طاقت اور قوت کا مظاہر کرتے ہوئے سینے میں الجھتی جستجو کے ہیولوں پاؤں میں ناتوانی کا خوف بھر دینے والے نئے گرد باد ۔ اور کوہساروں کا سینہ چاک کر دینے والے دکھوں کے چشموں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اذینیہ کے حملہ آور ہونے کے بعد بائیں جانب سے زبائی نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ بھی کاغذ کی آندھی کوکھ میں خوف بھری تاریکیاں پھیلاتے رقص طلسم ۔ صلیب سے ٹپکتے لہو کی بوند بوند کا حساب لیتے آندھی کے تازیانوں اور بچی کھچی سانسو کا بھی سمیٹ دینے والے بے خوفی کے اسم کیطرح نزول کر گیا تھا۔

تیسری جانب زبدہ تھا۔ جب رومنوں کے لشکر کا ایک حصہ زبدہ کے قریب گیا۔ تب زبدہ اپنے اور تمر کے درمیان پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق اپنے لشکر کو تضاد من و تو مٹاتے تخلیق کے لمحوں اور سانوں کے تسلسل کو چاہتے ہجر کے اندھے سفر کی طرح آگے بڑھایا۔ پھر وہ اور تمر دونوں خارزار ازل میں بوند بوند پانی کو ترستے صحرائی بگولوں امیدوں کے ریشم کو کاٹتی ناامیدی کی لامکاں رفعتوں اور زیست کے اوطاقوں میں اجل کے اندھے سرخ رقص کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

صحرائے پالمیرہ میں رزمگاہ لہولہو ہونے لگی تھی ۔ رومن جو تعداد میں زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ زعم بھی لئے ہوئے تھے کہ وہ اذینیہ کے لشکر کی نسبت زیادہ تربیت یافتہ ہیں یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ صحرائے پالمیرہ میں یقیناً وہ برتری حاصل کریں گے ۔ لیکن جنگ جب طول پکڑنے لگی تب رومن لشکر کے اندر مایوسی اور ناکامی کے سائے رقص کرنے لگے تھے ۔ دوسری جانب اذینیہ زبدہ تمر اور زبائی بھی بڑھ چڑھ کر ان پر حملہ آور ہو رہے تھے پھر دیکھتے ہی دیکھتے زبدہ آدھے لشکر کو لیکر تمر سے علیحدہ ہوا جنگ میں معروف رومن لشکر کے پہلو کے ساتھ ساتھ وہ آگے بڑھا پھر پہلو کے ایک ایسے حصے کو جسے اس نے کمزور جانا تھا اس

پر وہ جان کے آزار کے سفر ۔ رسوائی کے موسم اور عبرت سرا بناتے موت کے آہنی پنجے کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا لمحوں کے اندر زبدہ نے رومنوں کے اس حصے کو کاٹ کر رکھ دیا تھا اسکے ایسا کرنے سے قریبی صفیں درہم برہم ہونا شروع ہو گئی تھیں ۔ اگلی صفوں میں لڑتے رومنوں تک ۔ جب یہ خبر پہنچی کہ انکی پچھلی صفوں پر بھی دشمن نے حملہ کر دیا ہے اور پچھلی صفیں بدنظمی اور افراتفری کا شکار ہو گئی ہیں تب وہ اپنی پشت کی طرف سے بھی اپنے لئے خطرہ محسوس کرنے لگے لہذا وہ ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرنیکے کے بجائے ادھر ادھر ہٹنے لگے تاکہ پشت کی طرف سے اپنے لئے خطرے کو ٹال سکیں ۔ اس موقعہ پر سامنے کی طرف سے اذینیہ ۔ زبائی اور تمر نے بھی اپنے حملوں میں پہلے کی نسبت زیادہ دباؤ پیدا کر دیا تھا جبکہ زبدہ پہلے ہی بری طرح رومنوں کو کاٹ رہا تھا ۔ اب وہ رومن جو تھوڑی دیر پہلے تک اپنی فتح کی امید لگائے بیٹھے تھے انکی حالت اب دشمن کے سامنے ان جانے پانیوں میں ناآشنا ساحلوں کی طرف رواں ہواؤں کی لرزش ۔ خون میں تپتی بے نام آرزوؤں اور جسم اور روح کی خواہشوں کے درمیان مضطرب اندھی مسافت جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

رومن اس نئے دباؤ کو زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکے آخر صحرائے پالمیرہ میں اذینیہ زبدہ تمر اور زبائی کے ہاتھوں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

رومنوں کی شکست کے بعد زبدہ کے اندازے درست ثابت ہوئے بھاگتے رومنوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ایک حصہ حمس شہر کی طرف بھاگ تھا دوسرا ہیلیو پولس کے رخ پر بھاگ رہا تھا پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق اذینیہ نے رومن لشکر کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے لئے زبائی کو چھوڑا ۔ خود وہ اس لشکر کے پیچھے لگ گیا تھا جو حمس کی طرف بھاگا تھا جبکہ وہ رومن جو ہیلیو پولس کی طرف بھاگے تھے انکے پیچھے زبدہ اور تمر لگ گئے تھے۔

اذینہ بڑی قہرمانیت سے رومنوں کا تعاقب کرتے ہوئے حمس تک آیا۔ رومنوں کا خیال تھا کہ تھوڑی دور تک دشمن کا تعاقب کر کے اذینہ لوٹ جائیگا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا جس وقت رومن اذینہ کے آگے بھاگے ہوئے حمس شہر میں داخل ہوئے تو انکے پیچھے پیچھے اذینہ بھی شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ حمس شہر کے اندر ایک بار پھر گھمسان کا رن پڑا لیکن اس جنگ میں بھی اذینہ نے رومنوں کو بدترین شکست دی شہر کے اندر جس قدر رومن تھے ان سب کا اس نے قتل عام کیا اسکے بعد اذینہ حمس شہر کے نظم ونسق میں لگ گیا تھا۔

ادھر زبدہ اور اور تمر برابر رومنوں کے اس حصے کا تعاقب کر رہے تھے جو اپنی جانیں بچانے کے لئے ہیلیو پولس شہر کا رخ کئے ہوئے تھا۔ کہتے ہیں ہیلیو پولس نشیبی شام میں رومنوں کی ایک بہترین نو آبادی تھی رومنوں سے پہلے سامیوں نے اس شہر کا نام اپنے دیوتا بعل کے نام پر رکھا تھا۔ لیکن انکے بعد رومنوں سے پہلے اس شہر کو یونانیوں نے شہر شمس کا نام دے رکھا تھا۔ رومیوں کے زمانے میں بھی کچھ عرصہ تک اس شہر کا نام یہی رہا۔ تاہم شہر کا پرانا نام بعلبک یعنی بعل دیوتا کا شہر تھا۔ رومن شہنشاہ اگسٹس نے اپنے دور میں اس شہر کو رومنوں کی نو آبادی بنایا اور اس شہر کا نام اس نے ہیلیو پولس رکھ دیا اس طرح سامیوں کا شہر بعلبک سے ہیلیو پولس میں تبدیل ہو گیا۔ رومنوں کے زمانے میں اس شہر کی حیثیت بیروت اور انطاکیہ کے بعد پڑتی تھی۔ لیکن رومنوں سے پہلے سامیوں کے عہد میں یہ شہر انطاکیہ اور بیروت دونوں سے بڑھا ہوا تھا۔

کہتے ہیں انطاکیہ کے گویوں کے طرح بعلبک یعنی ہیلیو پولس کے نے نواز بھی دور دور تک مشہور تھے۔ ان نے نوازوں کی طلب صرف جشنوں ہی کے موقع پر نہیں محسوس کی جاتی تھی بلکہ معبدوں میں خاص عبادتوں کے وقت بھی یہ نے نواز موجود ہوتے تھے اس شہر کی عورتیں اپنے حسن وجمال کے لئے خاص طور پر مشہور تھیں۔ اور کہتے ہیں یہ عطیہ یعنی یہ حسن یہ خوبصورتی ہیلیو پولس کی عورتوں کو شام کی دیوی سے ملا تھا جو لبنانی پہاڑوں کی ڈھلانوں پر پھرتی رہتی تھی اس شہر کے مرد خوش گفتار اور فصاحت کیلئے مشہور تھے۔ انکے لئے بھی مشہور تھا۔ کہ انہیں یہ فصاحت انہیں یہ خوش گفتاری اپنی کوہستانی دیویوں سے نصیب ہوئی تھی۔ دنیا میں بعلبک شہر نے اپنے عظیم الشان معبد کی وجہ سے بھی شہرت حاصل کی۔

ابتدا میں یہ معبد سامی دیوتا حدد کی پرستش کے لئے بنا تھا اور شاید اسکی بنیاد سلیوقی حکمرانوں کے عہد میں پڑی تھی۔ رومن شہنشاہوں نے اسے از سر نو بنوایا اور بہت وسیع کیا اس سے قبل یہاں کے استخارے کا چرچہ ہو چکا تھا۔ رومن شہنشاہ ٹراجن نے ایک بار جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے آزمائش کے طور پر 116 میں ہیلیو پولس شہر کے اس معبدے سے ہی استخارہ کیا تھا۔ ہوایوں کے ایک سادہ کاغذ لفافے میں رکھ کر اس نے اس معبد کیطرف روانہ کر دیا جواب میں ویسا ہی سادہ کاغذ ٹراجن کا ملا پھر ٹراجن کے یہاں اس پیشگوئی کی قدر وقیمت بڑھ گئی پھر اس نے بطور خاص معلوم کرنا ضروری سمجھا کہ اس مہم کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اس کا جواب رمزیہ انداز میں لکڑیوں کا ایک گٹھا کپڑے میں لپیٹ کر حوالے کر دیا گیا۔ ٹراجن نے اسکے بعد جب سیلشیا پر حملہ آور ہونیکے بعد وفات پائی تو 117 میں وہاں سے صرف اسکی ہڈیاں ہی ملیں یوں لوگوں نے اس پیشگوئی کو درست جانا اگرچہ یہ تاویل بعد از وقت سمجھ میں آئی۔

ہیلیو پولس کے اس معبد میں جسے رومن شہنشاہ استخارہ کرتے تھے ایک دیوتا کا سنہری مجسمہ بھی رکھا گیا تھا جسکی شکل ایک ایسے باریش نوجوان کی تھی جس نے جنگی رتھ چلانے والے کا لباس پہن رکھا تھا۔ اسکے دائیں ہاتھ میں ایک تازیانہ تھا جبکہ بائیں ہاتھ میں اسے بجلیاں اور گیہوں کے خوشے پکڑ رکھے تھے۔ خاص سالانہ موقع پر اس بت کو شہر میں پھرایا جاتا تھا۔ ہیلیو پولس کے خاص آدمی اسے اپنے کندھوں پر اٹھالیتے اب بھی اس معبد کے

کھنڈر رومن دور عمارتوں کے کھنڈروں میں فوقیت لئے ہوئے ہیں ۔ حتیٰ کہ اس شہر کی
بڑی بڑی عمارتوں کو دیکھتے ہوئے کچھ لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ ان عمارتوں کو اللہ کے
نبی حضرت سلمان علیہ السلام نے تعمیر کرایا تھا اسلئے کہ انکے قبضے میں جن تھے اور جنوں
نے ہی ایسی بڑی بڑی اور عظیم عمارتیں تعمیر کی تھیں۔ اگرچہ بارہا یہ کھنڈر جنگوں سے تباہ
ہوئے تاتاریوں نے بھی انہیں برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھارکھی لیکن اب بھی دیکھنے والا
انکی عظمت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بہر حال ہیلو پولس یا بعلبک کی حیثیت کچھ بھی رہی ہو زبدہ اور تمر دونوں اپنے آگے
آگے بھاگتے ہوئے رومنوں کا بڑی خونخواری سے تعاقب کرتے ہوئے بعلبک کے نزدیک
پہنچے رومنوں نے جب دیکھا کہ زبدہ انکا تعاقب ترک نہیں کرتا تو انہوں نے شہر کے قریب
مڑکر ایک زوردار حملہ کیا تاکہ کسی نہ کسی صورت تعاقب کرنے والے زبدہ کو مار بھگائیں
لیکن اس ٹکراؤ میں بھی زبدہ اور تمر کے ہاتھوں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی جب وہ
شکست کھا کر شہر میں داخل ہونے کیلئے بھاگے تو زبدہ اور تمر بھی انکے پیچھے پیچھے شہر میں
داخل ہوئے اسطرح زبدہ اور تمر دونوں نے ملکر شہر کے اندر رومنوں کا خوب قتل عام کیا
اور جسطرح حمس پر اذینہ نے قبضہ کر لیا تھا اسی طرح زبدہ اور تمر نے بھی بعلبک شہر پر قبضہ
کر لیا اور بڑی تیزی سے وہ شہر کے نظم و نسق کو درست کرتے ہوئے اسے اپنے حق میں کرنے
لگے تھے۔

ہیلو پولس شہر میں زبدہ اور تمر کو قیام کئے ہوئے لگ بھگ پندرہ بیس دن ہوئے
ہونگے کہ ایک روز وہ شہر کی فصیل کے برجوں کا دونوں جائزہ لے رہے تھے کہ کچھ گھڑسوار
شہر کے شرقی دروازے کے باہر نمودار ہوئے تھے فصیل کے اوپر سے زبدہ اور تمر انہیں
بڑے غور سے دیکھ رہے تھے دروازے کے قریب آکر محافظوں سے انہوں نے گفتگو کی پھر
وہ شہر میں داخل ہوئے فیصل کے اندر آکر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو روکا پھر وہ سب اپنے
گھوڑوں سے اتر کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر جا رہے تھے۔

انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر زبدہ اور تمر دونوں ٹھٹکے تھے اتنی دیر تک وہ گھڑسوار
انکے قریب ہوئے زبدہ اور تمر دونوں انہیں پہچان گئے وہ تدمر کے متحدہ لشکر کے قاصد تھے
قریب آکر وہ رکے پھر ان میں سے ایک نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ ہمارے محترم ہم آپ اور تمر دونوں کیلئے ایک انتہائی بری خبر لیکر آئے ہیں اور
وہ خبر یہ ہے کہ ہمارے حاکم اور آقا اذینہ کو حمس شہر میں قتل کر دیا گیا ہے انکے ساتھ انکا بڑا
بیٹا اور ولی عہد بھی مارا گیا ہے۔

یہ خبر سنکر تمر نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور بری طرح وہ چیخ پڑی اور
زور زور سے کہنے لگی نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اس پر دوسرا قاصد بول پڑا۔

تمر میری بیٹی ایسا ہو چکا ہے تمر بیچاری رونے لگی اور بری طرح واویلا کرنے لگی تھی
زبدہ بھی تھوڑی دیر تک کہیں کھویا رہا پھر اس نے اپنے آپکو سنبھالا اور ان قاصدوں کو
مخاطب کیا۔

اذینہ اور اسکے بیٹے کے قتل کے کیا وجوہات حمس میں رونما ہوئے وہ مجھے تفصیل
کے ساتھ سناؤ اس پر وہی پہلا قاصد بول پڑا۔

زبدہ ہمارے محترم ۔ حمس کو فتح کرنیکے بعد اذینہ نے اسکے نظم و نسق کو درست کیا
پھر ایک روز اس نے فتح کی خوشی میں جشن کا اہتمام کیا عین جس وقت جشن اپنے عروج پر تھا
تو جشن کی جگہ ایک سمت سے انگنت گھوڑے دوڑتے ہوئے آئے اور جشن میں بیٹھے ہوئے
لوگوں میں گھس گئے لگتا تھا کسی نے سازش تیار کی ہو پھر جس وقت گھوڑوں کی وجہ سے
جشن میں ابتری پھیلی اور لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے تب اچانک اذینہ پر لوگ حملہ آور
ہوئے اذینہ اور اسکے بیٹے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

زبدہ ہمارے محترم ۔ اذینہ اور ولی عہد کے قتل سے لگتا ہے پہلے سے کسی نے کوئی
منظم سازش تیار کی ہو اس قتل کے بعد رومنوں کا ایک بڑا لشکر تیزی سے تدمر کی طرف
بڑھا ہے اس لشکر کا یہ ارادہ ہے کہ وہ تدمر پر حملہ آور ہو کر ملکہ کو بھی موت کے گھاٹ اتار
دے اور تدمر پر قبضہ کر لے ہمارے کچھ ساتھی اس لشکر سے آگے آگے زبائی کی طرف روانہ
ہو گئے ہیں زبائی کو مطلع کرنیکے بعد وہ یہی خبر تدمر میں ملکہ زنوبیہ تک بھی پہنچائیں گے تاکہ
وہ حملہ آوروں سے مستعد رہیں میرے خیال میں زبائی تدمر کی طرف بڑھنے والے اس رومن
لشکر کی راہ روک کھڑا ہو گا۔

ان سارے حالات سے لگتا ہے یہ کوئی گہری سازش ہے جسکے تحت پہلے اذینہ کو
قتل کیا گیا ہے اسکے بعد تدمر پر قبضہ کرنیکی کوشش کی ہے اور اس ساری سازش کا سرغنہ

اذینہ کا بھتیجہ دبرہ بن اسد ہے سکہتے ہیں دبرہ بن اسد نے رومنوں کے ساتھ ساز باز کی ہے اسی نے اذینہ کو قتل کرایا ہے اب دبرہ بن اسد رومنوں کے اس لشکر میں شامل ہے جو تدمر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لوگوں کا اندازہ ہے کہ دبرہ شاید اپنے چچا اذینہ کو قتل کرنیکے بعد رومنوں کی مدد سے ملکہ زنوبیہ کو بھی ٹھکانے لگانے کے بعد تدمر کا حکمران بننا چاہتا ہے۔

قاصد یہیں تک کہنے پایا تھا کہ زبدہ برہمی کا اظہار کرتے ہوئے چلا اٹھا۔

نہیں۔ ہرگز نہیں۔ دبرہ بن اسد کو ہم ایسا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دینگے۔ پھر زبدہ نے اپنے پہلو میں کھڑی تمر کی طرف دیکھا تمر تیرے میرے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کر رہا ہوں ہو سکتا ہے رومنوں کا لشکر بڑا ہو اور اکیلا زبائی انکی راہ نہ روک سکے۔ جس وقت رومنوں کا یہ لشکر زبائی سے ٹکرائے گا میں پشت کی طرف سے ان پر حملہ آور ہو کر انہیں تہس نہس کر کے رکھ دونگا۔ تم کیا تو ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ کوچ کرنیکے لئے تیار ہے۔ اس پر تمر نے فوراً اپنے آپکو سنبھالا اور کامل اپنائیت کے اظہار میں کہنے لگی۔ محترم زبدہ میں تو دنیا کے آخری کونے تک ہر وقت آپکے ساتھ سفر کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تمر کے اس جواب پر زبدہ خوش ہو گیا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں اپنے لشکر کے ساتھ ہیلیو پولس سے کوچ کر گئے تھے۔ قاصد بھی انکے ہمراہ تھے۔

رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر بڑی تیزی سے صحرائے پالمیرہ کے ریگستانوں کو روندتا ہوا تدمر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دبرہ بن اسد بھی اس لشکر میں شامل تھا۔ حمس میں اپنے چچا کا کام تمام کرنے کے بعد وہ یہ امید رکھتا تھا کہ رومن اگر تدمر پر حملہ کر کے کامیابی حاصل کر لیں تو اپنے چچا اذینہ کی جگہ وہ رومنوں کی مدد سے تدمر کی سلطنت کا بادشاہ بن بیٹھے گا۔ انہی امیدوں میں دبرہ بن اسد بڑی تیزی سے پیشقدمی کرنے والے لشکر کے وسطی حصے میں رومنوں کے سالار کے ساتھ ساتھ اپنی آئندہ اور مستقبل کی سنہری امیدوں میں اڑا جا رہا تھا۔

رومنوں کا یہ لشکر جس میں دبرہ بن اسد شامل تھا ابھی تدمر شہر سے تقریباً تیس میل ہی دور ہوگا کہ رومنوں کا وہ لشکر رک گیا اسلئے کہ صحرا میں تدمر کی طرف جاتی شاہراہ کے کنارے زبائی اپنے لشکر کے ساتھ انکی راہ روکے کھڑا تھا۔

رومنوں انکے سالار اور دبرہ بن اسد کو شاید پہلے سے ہی خبر تھی کہ زبائی اپنے لشکر کے ساتھ انکی راہ روکے ہوئے ہے لہذا وہاں پہنچتے ہی رومنوں نے زبائی کے لشکر پر شعلوں کے ملبوس میں رقصاں ناآشنا مسافتوں۔ بیقراری کی قبا کھولے قہرمانیوں کے فسوں اور تکذیب کے سر مکتوم میں تادیب کے روگ کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

زبائی بھی شاید رومنوں کی طرف سے ایسے ہی حملے کی توقع رکھتا تھا۔ اور وہ اس حملے کا سامنا اور مقابلہ کرنیکے لئے تیار بھی تھا۔ زبائی اپنے لشکر کے ساتھ سب سے پہلے اس حملے کو روکا۔ اسکے بعد جوابی کاروائی کرتے ہوئے وہ بھی رومنوں پر گوشیں تقدیم میں لہو کے تلاطم۔ قلوب کے توہم۔ ساحل وقت پر موت کے سایوں اور کڑے موسموں کی اذیت کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ دونوں لشکروں کے یوں ٹکرانے سے صحرائے پالمیرہ میں موت امنگوں کی بہتی ندیوں۔ اور عمروں کے ویران راستوں میں محرومیوں کی دلدلوں کی طرح جوش مارنے لگی تھی۔ گو رومنوں کے مقابلے میں زبائی کے لشکر کی تعداد کم تھی اسکے باوجود زبائی نے پوری طرح رومنوں کی پیشقدمی کو روک دیا تھا اور رومن ایک طرح سے اکتاہٹ اور پریشانی محسوس کر رہے تھے کہ تعداد میں کم لشکر رکھنے کے باوجود زبائی انکے لئے سد راہ بن بیٹھا ہے۔ تاہم رومن یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ انکے لشکر کی تعداد چونکہ زیادہ ہے اسلئے زبائی زیادہ دیر تک انکا سامنا نہیں کر سکے گا اسلئے جنگ جب طول پکڑے گی تو خود بخود زبائی کو پسپا ہوتے ہوتے تدمر کو شہر کی طرف بھاگنا پڑیگا لیکن صحرائے پالمیرہ میں شاید قدرت کچھ اور ہی فیصلے کر چکی تھی۔

جس وقت رومن سامنے کے علاوہ پہلوؤں سے بھی زبائی کے لشکر پر زور ڈال رہے تھے کہ صحرائے پالمیرہ میں ایک طوفان ایک انقلاب برپا ہوا اور وہ اس طرح کہ اچانک مغرب کی سمت سے زبدہ اور تمر دونوں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے اور پھر وہ دونوں رومنوں کے لشکر کی پشت کی طرف سے ان پر روح جھلسا دینے والی ناآسودگی کے گرم کرب۔ سرپھری ضدی اناؤں کا تعاقب کرنے والے خاموشی کے انت کے جان لیوا سفر تمازتوں میں نہائے بدنوں کے جمال۔ جسموں کی زبائی اور قامتوں کی رفعتوں کو انکی روح کی آخری ضو سے بھی محروم کر دینے والے خونی گرداب کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

پشت کی جانب سے زبدہ اور تمر کا یہ حملہ گویا رومنوں پر آخری ضرب ثابت ہوا۔

رومن پہلے ہی بری طرح اپنے سامنے زبائی کے ساتھ الجھے ہوئے تھے اب جو پشت کی جانب سے زبدہ اور تمر دونوں نے اپنی پوری طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکا قتل عام کیا تو اس بوجھ اس دباؤ کو رومن برداشت نہ کرسکے اور انہیں ذلت آمیز شکست اٹھانا پڑی ۔ اس جنگ میں جسقدر رومن لشکر تھا اسے زبدہ زبائی اور تمر نے تہہ تیغ کر دیا ۔ تاہم دبرہ بن اسد کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا ۔ اب زبدہ متحدہ لشکر کے ساتھ رومنوں کے پڑاؤ سے ملنے والی ہر شئے کو سمیٹنے کے بعد تدمر شہر کی طرف بڑھ رہا تھا ۔

اپنے لشکر کے ساتھ زبدہ زبائی اور تمر جب تدمر شہر کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا انکا استقبال کرنے کے لئے ملکہ زنوبیہ بہ نفس نفیس اپنے دوسب سے عمدہ اور بہترین مشیروں اشمون بن حرب اور لونگینوس کے ساتھ کھڑی تھی ۔ لونگینوس تدمر کا سب سے اعلیٰ اور ارفع فلسفی ہونے کے ساتھ ملکہ اور اسکے مرنے والے شوہر کا مشیر بھی تھا ۔ اپنے گھوڑے سے اتر کر سب سے پہلے تمر اپنی بہن زنوبیہ کی طرف بھاگی اور اس سے لپٹ کر رونے لگی تھوڑی دیر تک دونوں بہنیں باہم گلے ملتے ہوئے روتی رہیں پھر زنوبیہ سنبھلی ۔ تمر کا منہ اسکی پیشانی چومتے ہوئے اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ۔ اسے بھی سنبھالا دیا ۔ اتنی دیر تک زبدہ اور زبائی دونوں ملکہ زنوبیہ کے سامنے سر جھکائے کھڑے رہے ۔ جب دونوں بہنیں علیحدہ ہوئیں تب زبدہ نے ملکہ زنوبیہ کو مخاطب کیا ۔

خاتون محترم مجھے آپ کے شوہر اور تدمر کے بادشاہ اذینہ کی موت کا بے حد دکھ اور صدمہ ہے ۔ کاش میں اور زبائی اسکی حفاظت کر سکتے ۔ کاش میں اذینہ کے ساتھ حمس کی طرف جاتا اور اسکے بعد دونوں اکٹھے ہیوپولس پر حملہ آور ہوتے ۔ اگر ایسا نہ تھا تو کاش زبائی ہی کو اذینہ کے ساتھ بھیج دیا جاتا ۔ اور یہ اس کی حفاظت کا خوب سامان کرتا یہاں تک کہتے کہتے زبدہ کی آواز بھرا گئی تھی اور وہ خاموش ہو گیا تھا ملکہ زنوبیہ آگے بڑھی اور بڑے پیارے انداز اس نے زبدہ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا پھر وہ بڑی شفقت میں کہنے لگی ۔

زبدہ میرہ عزیز بھائی میں جانتی ہوں تم نے میرے بیٹے اور شوہر کے مرنے کا کس قدر دکھ اور غم کیا ہے ۔ شاید انکی زندگی نے یہیں تک وفا کرنی تھی ۔ میں تمہارے اور زبائی کے علاوہ تمر کی بھی انتہادرجے کی ممنون اور شکر گذار ہوں کہ تم نے رومنوں کے اس لشکر کو بد ترین شکست دی اور انکا قتل عام کیا جو میرے شوہر اذینہ کے خاتمے کے بعد تدمر پر حملہ

آور ہونے کیلئے بڑی رازداری سے پیشقدمی کر رہا تھا ملکہ زنوبیہ یہیں تک کہنے پائی تھی کہ زبدہ بول پڑا ۔

خاتون محترم ہمارے بادشاہ تمہارے شوہر اذینہ کا قاتل اذینہ کا بھتیجہ دبرہ بن اسد ہے ۔ دبرہ بن اسد نے پہلے سے رومنوں کے ساتھ ساز باز کر رکھی تھی تدمر پر حملہ آور ہونے کے لئے رومنوں کے لشکر کی رہنمائی بھی یہی کر رہا تھا ۔ میرے خیال میں اذینہ کو ختم کرنیکے بعد یہ تدمر کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھنے لگا تھا ۔ لیکن اسکی بد قسمتی کہ رومنوں کے لشکر کا قتل عام کرنیکے ساتھ میں نے اس دبرہ کو زندہ گرفتار کر لیا ہے ۔ راستے میں میں تمر اور زبائی کے ساتھ پوری تفتیش کی ہے اس نے تسلیم کر لیا ہے کہ اذینہ کا قاتل وہی ہے ۔ یہ قتل اس نے تدمر کی سلطنت پر قبضہ کرنے کے لئے کیا تھا ۔ پھر زبدہ نے معنی خیز انداز میں زبائی کی طرف دیکھا ۔ زبائی نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور لشکر کے اندر چلا گیا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اسکے پیچھے کچھ مسلح جوان تھے ۔ وہ دبرہ بن اسد کو پکڑے ہوئے تھے ۔ دبرہ بن اسد کے دونوں بازو پشت کی طرف بندھے ہوئے تھے جب دبرہ بن اسد کو ملکہ زنوبیہ کے سامنے لا کر کھڑا کیا گیا تب زبدہ پھر بول پڑا ۔

خاتون محترم ۔ یہ زبدہ بن اسد ہے ۔ تمہارے مرنے والے شوہر اذینہ کا بھتیجہ ۔ اس نے اذینہ کو قتل کرنے کی سازش کی اور یہ اذینہ کے بعد تدمر کا بادشاہ بننا چاہتا تھا ۔ اس نے اپنے جرم کا اقبال بھی کر لیا ہے ۔ راستے میں کئی بار میرے دل نے چاہا کہ اپنی تلوار بے نیام کر کے اس پر برساؤں اور اسکی گردن کاٹ دوں ۔ مگر دیکھ ملکہ یہ چونکہ تمہارے مرنے والے شوہر کا بھتیجہ تھا لہذا اگر میں اسے قتل کر دیتا تو لوگ میرے خلاف طرح طرح کی باتیں کرتے لہذا اس مجرم کو اسکے اقبال جرم کے ساتھ میں نے تمہارے سامنے پیش کر دیا ہے ۔

ملکہ زنوبیہ نے زبدہ کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا ۔ اپنی تلوار اس نے بے نیام کی ۔ بڑے وقار کے ساتھ وہ آگے بڑھی پھر تلوار اس نے بلند کر کے برسائی اور دبرہ کی گردن اس نے کاٹ کر رکھ دی تھی ۔ اس موقع پر ملکہ شاید زبدہ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ملکہ کا مشیر لونگینوس بول پڑا ۔

زبدہ میرے عزیز تم نے تدمر پر بڑے احسانات کئے ہیں ۔ تم نہ صرف یہ کہ زبائی

ے ساتھ ملکر رومنوں کو بدترین شکستیں دیں ہیں۔ تدمر کی سلطنت میں حمس اور ہیلو پولس جیسے شہر شامل کئے بلکہ ہمارے بادشاہ اذینہ کے قاتل دیرہ بن اسد کو بھی گرفتار کیا۔ زبدہ تدمر پر تمہارے ایسے احسانات ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

لونگینوس جب خاموش ہوا تو اپنی تلوار بے نیام کرنے کے بعد زنوبیہ نے اپنی بہن تمر کا ہاتھ پکڑ پھر وہ زبدہ اور زبائی کے قریب آئی اور بڑی میٹھی آواز اور سلجھے ہوئے انداز میں اس نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

زبدہ میرے عزیز۔ لونگینوس نے جو کچھ کہا ہے میں اسکی تائید کرتی ہوں قسم اس ذات کی جو ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے میں تمہاری ذات پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔ یقیناً تمہارے اور زبائی دونوں کے تدمر پر وہ احسانات ہیں جنکا بوجھ کسی طرح بھی اتارا نہیں جا سکتا۔ اس پر زبدہ فوراً بول پڑا۔

خاتون محترم میں نے تدمر پر کوئی احسان نہیں کیا۔ میں تدمر کے لشکروں کا سالار اعلیٰ اور زبائی لشکروں کا سالار ہے۔ ہم دونوں کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ ہم تدمر کی سلطنت کی مصائب سے حفاظت کریں جو کچھ ابتک میں نے اور زبائی نے کیا سب کچھ ہمارے فرائض میں شامل تھا۔ اس پر ملکہ زنوبیہ نے باری باری زبدہ اور زبائی کی پیٹھ تھپتھپائی اور شاباش دی۔ پھر وہ کہنے لگی میرے خیال میں اب شہر میں داخل ہونا چاہیئے تم سب لوگ تھکے ہوئے ہو۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے اسکے ساتھ ہی زنوبیہ نے تمر کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

تمر میری بہن تم محسوس نہ کرنا ابتک میں صرف زبدہ اور زبائی ہی کی تعریف کرتی رہی ہوں ان سارے کارہائے نمایاں میں تم بھی برابر کی شریک ہو تم زبدہ کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہی ہو اور تم نے میرے خیال میں زبدہ کی رہنمائی اور ماتحتی میں اپنے منصب سے خوب انصاف کیا ہے۔ جواب میں تمر مسکرا کر رہ گئی تھی اسکے بعد ملکہ زنوبیہ کی سرکردگی میں لشکر تدمر شہر میں داخل ہوا تھا۔

زبدہ اور زبائی نے ایک ماہ سے کچھ اوپر اپنے لشکریوں کے ساتھ تدمر شہر میں قیام کیا پھر ایک روز وہ دونوں لکھنئے تدمر کے قصر میں داخل ہوئے۔ جس وقت وہ دار العدل میں داخل ہوئے تو اس وقت وہاں ملکہ زنوبیہ کے علاوہ اسکی بہن تمر۔ ملکہ کے دونوں مشیر اشمون بن حرب اور لونگینوس بیٹھے ہوئے تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے زبدہ نے ملکہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ خاتون محترم۔ آپ نے مجھے اور زبائی کو طلب کیا اس پر ایک بار سب اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ نے اپنی قریبی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا زبدہ اور زبائی بیٹھو میں اپنی بہن تمر کے علاوہ دونوں مشیروں اشمون بن حرب اور لونگینوس کی موجودگی میں تم دونوں سے دو انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ ملکہ کے اشارے پر زبدہ اور زبائی دونوں اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے اسکے بعد کمرے میں ملکہ زنوبیہ کی آواز گونجی تھی۔

میرے دونوں عزیزو۔ پہلا موضوع جس پر میں تم دونوں کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتی
ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے مخبروں نے اطلاع دی ہے کہ رومن ہم سے اپنے دونوں شہروں کو
حاصل کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں اور عنقریب وہ ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش
کرینگے ہم نے رومنوں سے جو انکے شہر حمس اور ہیلو پولس چھینے ہیں اسکا انہیں بے حد قلق
ہے اور مخبروں کا کہنا ہے کہ رومن ہمارے ساتھ ایک لمبی جنگ کی ابتدا کرنے کیلئے اپنے
مختلف شہروں سے لشکر جمع کر رہے ہیں اور عنقریب وہ ہیلو پولس اور حمس پر حملہ آور
ہونیکی کوشش کرینگے پہلے تم دونوں آپس میں صلاح و مشورہ کرنیکے بعد یہ بتاؤ کہ ہمیں کیا
قدم اٹھانا چاہیئے۔

جواب میں زبدہ اور زبائی تھوڑی دیر تک آپس میں صلاح و مشورہ کرتے رہے اسکے
بعد زبدہ نے ملکہ کو مخاطب کیا۔

خاتون اگر آپ پہلے کی طرح تدمر شہر کی حفاظت کرتی رہیں جسطرح اذینہ کے دور
میں آپ نے کی تو پھر رومنوں کی سرکوبی کیلئے میں اور زبائی دونوں نے ایک لائحہ عمل تیار
کیا ہے اور وہ یہ کہ ہم فوراً یہاں سے کوچ کر جائینگے زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حمس
شہر میں قیام کریگا اور میں اپنے حصے کے لشکر کو لیکر ہیلو پولس میں ٹھہر جاؤنگا اگر رومنوں
نے ہیلو پولس اور حمس پر حملہ آور ہونے کیلئے دو مختلف لشکر تیار کئے تو میں اور زبائی دونوں
ملکر نہ صرف یہ کہ حمس اور ہیلو پولس کا دفاع کرینگے بلکہ مجھے امید ہے کہ ہم رومنوں کو مار
بھگائیں گے۔ اگر رومن کوئی ایک ہی بڑا لشکر لیکر اگر حمس یا ہیلو پولس کی طرف پیشقدمی
کرتے ہیں تو میں اور زبائی دونوں مل جائینگے اور رومنوں کی راہ روک کھڑے ہونگے خداوند
نے چاہا تو ہم رومنوں کو حمس اور ہیلو پولس دونوں پر قبضہ نہیں کرنے دیں گے۔
زبدہ کی اس گفتگو کے جواب میں ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر وہ کہہ
اٹھی۔

زبدہ میرے عزیز۔ میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں لیکن اپنے اس سارے
لائحہ عمل کے دوران تم نے کہیں بھی تمر کا ذکر نہیں کیا جبکہ تمر اب تمہارے لشکر میں
تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کر رہی ہے اور میں ہی نہیں تم بھی اسکی اس کارکردگی پر
خوش ہو اس پر زبدہ مسکراتے ہوئے بول پڑا۔

خانم محترم۔ یہ تو تمر کی مرضی پر منحصر ہے اگر وہ پہلے کی طرح میرے لشکر میں کام
کرنا چاہے وہ نائب کی حیثیت سے میرے ساتھ لشکر میں رہے اور ہیلو پولس میں قیام
کرے۔ لیکن میں اسے مشورہ دونگا کہ اب جبکہ اذینہ مر چکا ہے تو اسکا آپکے پاس رہنا ضروری
ہے۔ یہاں یہ آپکی دلجوئی کر سکتی ہے اور ہماری غیر موجودگی میں تدمر کا دفاع کرنے میں آپ
کی مدد بھی کر سکتی ہے اور بہترین معاون بھی ثابت ہو سکتی ہے۔
قبل اسکے کہ ملکہ زنوبیہ زبدہ کی اس گفتگو کو جواب دیتی تمر خود ہی بول پڑی محترم
زبدہ میں کسی بھی صورت آپ کی روانگی کے بعد تدمر شہر میں قیام کرنا پسند نہیں کرونگی۔
میرا مرنے والا بھائی اذینہ مجھے آپ کے لشکر میں آپ کے نائب کی حیثیت سے مقرر کر چکا تھا
لہذا جب تک میری زندگی اور جاں میں جان ہے اور آپ پسند کرینگے تو میں آپکے لشکر میں
آپکے نائب کی حیثیت سے کام کرتی رہونگی۔ میں آپکے ساتھ ہیلو پولس کی طرف کوچ کرونگی
تمر کے خاموش ہونے پر ملکہ زنوبیہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ جبکہ تمر نے اس موضوع پر
خود ہی اپنا فیصلہ دیدیا ہے تو میں اس پر مزید کچھ نہ کہونگی۔
زبدہ میرے عزیز۔ اپنے شوہر اذینہ کے مرنے کے بعد میں اپنے لئے اگر کسی مرد کسی
شوہر کا انتخاب کرتی تو وہ یقیناً تم ہوتے زبدہ یہ میرے اپنے خیالات میرے اپنے مشاہدے
ہیں۔ انکے مطابق تم ان جوانوں میں سے ہو جو سنگدل اور ناموافق موسموں کی یخ بستہ
ہواؤں کی طرح اپنے دشمن کی ذات کی تہہ داریوں میں گھس جاتی ہیں۔ تم ان بے مثل اور
نایاب تیغ زنوں میں سے ہو جو لوح گرداب۔ مسطر آب اور تاریخ کے آسمان پر اپنے خامہ
بے نوا سے نرد بان قمر جیسی اپنی فتح مندی کے حروف لکھنے کا فن جانتے ہیں۔ زبدہ تم ان
نایاب نوجوانوں میں سے ہو جو نارسائی کے چاند کو حرف فسوں میں۔ عہد و پیماں کی ردا کو
خواب زاروں کے رنگ۔ بے ثمر یادوں کو جمال شریں۔ بے نام شاموں کو سحر کے اجالے
عطا کر دیتے ہیں۔ یہ ساری باتیں میں تم سے اپنے دونوں مشیروں اور اپنی بہن تمر کی
موجودگی میں کہہ رہی ہوں تا کہ سب جان جائیں کہ میرے خیالات تمہارے متعلق کیا ہیں

سنو زبدہ! تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی۔ اپنا شوہر بناتے ہوئے میں فخر محسوس کرتی۔
لیکن تمہیں ایک ایسی لڑکی پسند کرتی ہے ایک ایسی خوبصورت اور حسین لڑکی تم سے

محبت کرتی ہے جو مجھ سے نو عمر ہے مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اسکا حسن اسکا جمال مجھ سے کہیں بڑھ کر ہے لہذا وہ چونکہ تمہیں چاہنے تم سے محبت کرنے میں پہل کر چکی ہے لہذا تمہیں اپنا شوہر بنا کر میں اس لڑکی کو اسکے حق سے محروم نہیں کرنا چاہتی ۔ زبدہ میں تمہیں اسی لڑکی کو سونپتی ہوں خدا کرے تم بھی اس لڑکی کو ایسی ہی محبت دے سکو جیسی وہ تم سے کرتی ہے ۔

ملکہ زنوبیہ کے خاموش ہونے پر اس کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی ۔ زبدہ کچھ سوچتا رہا جبکہ تمر بڑے غور برے انہماک سے اسکی طرف دیکھتی رہی پھر زبدہ بولا اور ملکہ کو اس نے مخاطب کیا ۔

خانم ۔ میری خرمن ہستی میں کسی لڑکی کی محبت کسی کی چاہت کہاں ۔ میں تو اس نگار خانے میں قحط کے آزار سر مسافر پرندوں ۔ رات کی پلکوں سے ٹوٹے ستارے ۔ دکھ کے استعارے اور تعبیر کے دکھ کی مانند ہوں ۔ خانم میں زبدہ تو زندگی کی گردش میں ایک ان لکھا حرف ۔ ایک بند صحیفہ ۔ ایک ان دیکھا خواب ہوں ۔ مجھے کون چاہے گا مجھ سے کون لڑکی محبت کریگی ۔

زبدہ کے ان الفاظ سے تمر کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے تھے وہ بے چاری یادوں کی بھٹکتی چاندنی ۔ نارسائی کے دکھ جیسی افسردہ ۔ تمناؤں کے ویرانوں ۔ عذابوں کے قصوں جیسی اداس اور سزاؤں کی داستانوں اور نبض کی تھمتی جنبش غمزدہ ہو کر رہ گئی تھی ۔ ملکہ زنوبیہ پھر بول پڑی ۔

زبدہ میرے عزیز بھائی ۔ میں تھوڑی دیر تک تم پر انکشاف کرتی ہوں کہ جو لڑکی تمہیں پسند کرتی ہے اور دیوانہ وار تمہیں چاہتی ہے وہ کون ہے ۔ اسکے ساتھ ہی باری باری ملکہ زنوبیہ نے اپنے دونوں مشیروں کے علاوہ اپنی بہن تمر کی طرف دیکھا جواب میں وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے دونوں مشیر تو سامنے والے دروازے سے باہر نکل گئے تھے جبکہ تمر قصر کے اس کمرے کے پشتی دروازے کی طرف چلی گئی تھی وہ بے چاری کہیں گئی نہیں تھی بلکہ پشتی دروازے پر جو دبیز پردہ لٹک رہا تھا اسکی اوٹ میں ہو گئی تھی شاید وہ اپنی بہن زنوبیہ اور زبدہ کے درمیان جو گفتگو ہونے والی تھی اسے سننا چاہتی تھی ۔

کمرے میں ایک بار پھر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اسکے بعد ملکہ زنوبیہ نے زبدہ کی

طرف دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا ۔

زبدہ میرے بھائی جو لڑکی تمہیں پسند کرتی ہے تم سے محبت کرتی ہے تمہیں چاہتی ہے وہ کوئی اور نہیں میری اپنی بہن تمر ہے سنو ۔ وہ شروع دن سے ہی تمہیں چاہ رہی ہے تم سے محبت کر رہی ہے اسکی اس محبت کا علم میرے شوہر اذینہ کو بھی تھا اسی بنا پر اس نے ایک طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق تمر کو تمہارے نائب کی حیثیت سے تمہارے لشکر میں شامل کیا تھا اسکا خیال یہ تھا کہ شائد تم دونوں ایک ساتھ کام کرتے ہوئے ایک دوسرے کو جان پہچان جاؤ گے اور ایک دوسرے کی محبت کا جواب محبت سے دو گے لیکن مجھے یہ جان کر دکھ اور صدمہ ہوا کہ آج تک تم نے تمر کی طرف محبت اور چاہ کی نگاہ سے دیکھا ہی نہیں وہ جب سے تم یہاں آئے ہو اسی انتظار میں ہے کہ تمہارے منہ سے اپنے لئے محبت کے دو بول سنے لیکن اس بیچاری کی یہ خواہش آج تک پوری نہیں ہوئی زبدہ جیسا کہ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ اگر میری بہن تمر تمہیں پسند نہ کرتی ہوتی تم سے محبت نہ کرتی ہوتی تو پھر میں تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی اور اپنا شوہر بنا لیتی لیکن میں تمر کا حق نہیں مار سکتی اسلئے کہ وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے زبدہ میرے بھائی تمر میری بہن ہے میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں وہ ایسی لڑکی ہے جو ساری عمر تمہیں خوش رکھے گی تمہاری خوشی تمہارے اطمینان تمہاری دلجمعی کا باعث بنے گی جواب میں زبدہ اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ۔

خانم ! میں اس موضوع پر سوچونگا پھر میرے خیال میں کوئی فیصلہ کرنے کے بعد اس سلسلے میں براہ راست تمر سے بات کرونگا اسلئے کہ وہ لشکر میں میرے ساتھ ہیلیو پولس کی طرف کوچ کر رہی ہے اب میں جاتا ہوں لشکریوں کے کوچ کی تیاری کراتا ہوں جواب میں زنوبیہ مسکرا کر رہ گئی تھی جبکہ زبدہ اور زبائی دونوں باہر نکل گئے تھے انکے جانیکے بعد تمر بھی مسکراتی ہوئی دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی اور بہن کے پاس بیٹھ گئی تھی دوسرے روز زبدہ اور زبائی اپنے لشکروں کے ساتھ تدمر شہر سے کوچ کر گئے تھے تمر بھی زبدہ کے نائب کی حیثیت سے اسکے ساتھ تھی ۔

OOOO

زبدہ اور زبائی کے اپنے لشکروں کے ساتھ کوچ کرنیکے چند روز بعد ایک دن تدمر کی ملکہ زنوبیہ اپنے ذاتی کمرے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی کہ کمرے کے دروازے پر کسی نے کھٹکا دیا۔ جواب میں جب ملکہ نے کھٹکا کرنے والے کو اندر آنیکی اجازت دی تو ملکہ کے اس کمرے میں ملکہ کا مشیر بوڑھا اشمون بن حرب داخل ہوا وہ ملکہ کے قریب آیا اور بڑے رازدرانہ طریقے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

خانم۔ اگر آپکے پاس وقت ہو اور پسند کریں تو میں آپکے لئے ایک بہت اچھی خبر رکھتا ہوں بوڑھے اشمون بن حرب کی طرف دیکھتے ہوئے زنوبیہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے مشیر اشمون حرب کو اپنے سامنے ایک خالی نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا اشمون چپ چاپ جب اس نشست پر بیٹھ گیا تب ملکہ زنوبیہ اسی طرح کی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس پر بوڑھا اشمون پھر بول پڑا۔

خانم۔ محل میں ایک ایسا نوجوان داخل ہوا ہے جو بلا کا طاقتور بہترین تیغ زن اور دلیری اور جراَتمندی میں اپنا جواب نہیں رکھتا میں نے اپنی طویل زندگی میں ایسا جراَتمند اور دلیر نوجوان نہیں دیکھا جب وہ محل میں داخل ہونے لگا تھا تو محل کے دروازے پر کھڑے پانچوں محافظوں نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ رکا نہیں اس پر محافظوں نے تلواریں سونت لیں پر وہ اکیلا اپنی تلوار بے نیام کر کے انکے مقابلے پر کھڑا ہو گیا ہمارے پانچوں محافظوں کو زخمی کئے بغیر اس نے سب کی تلواریں کاٹ کر انہیں اپنے سامنے زیر کر لیا اور پھر محل کے اندرونی دروازے کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

بوڑھے اشمون کے اس انکشاف پر ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر گہری تشویش نمودار ہوئی تھی پھر اپنے مشیر اشمون کا مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگی۔

یہ نوجوان کون ہے جسکی تم تعریف کر رہ ہو کیوں یہ ہمارے محافظوں کو زیر کر کے محل کے اندرونی دروازے کے سامنے آن کھڑا ہوا ہے اس پر اشمون نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھا پھر وہ بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگا۔

خانم۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ایک ایسی بات کہوں جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔ اس پر ملکہ زنوبیہ بڑی نرمی سے کہنے لگی۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو میں ہرگز برا نہ مانونگی۔

اس پر اشمون کو کچھ حوصلہ اور جراَت ہوئی لہذا وہ بولتے ہوئے کہنے لگا۔

اس آنے والے جوان کا کہنا ہے کہ وہ ملکہ زنوبیہ کو پسند کرتا ہے اور اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے اسی بنا پر جب محل کے محافظوں نے اسے روکنا چاہا تو وہ انہیں زیر کر کے محل میں داخل ہوا۔

ملکہ زنوبیہ نے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ تشویش اور حیرت سے اشمون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہ جوان کون ہے کہاں سے آیا ہے کیا اسکا تعلق ہماری سلطنت سے ہے اس پر اشمون کہنے لگا اسکا تعلق ہماری سلطنت سے نہیں ہے یہ دور دراز کے علاقوں سے آیا ہے میں نے اس سے تفصیل تو نہیں پوچھی لیکن لگتا ہے کہ وہ صحراؤں کا رہنے والا کوئی بدو ہے وہ اس وقت محل کے اندرونی دروازے کے سامنے اپنے گھوڑے باگ تھامے کھڑا ہے میں نے اس سے کہا ہے کہ تم یہیں رکو میں تمہارے آنیکی اطلاع ملکہ زنوبیہ کو کرتا ہوں اور جو ملکہ نے فیصلہ کیا تمہیں اس سے آگاہ کر دونگا۔

جواب میں ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ فیصلہ کرتی رہی اسکے بعد اس نے اپنے بوڑھے مشیر اشمون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تمہارے خیال میں وہ جوان کیسا ہے اس پر اشمون نے کچھ دیر سوچا اسکے بعد وہ کہہ اٹھا۔

آنے والے اس نوجوان کا نام حارث بن حسان ہے۔ خانم جہاںتک میں نے اس نوجوان کا جائزہ لیا ہے اسکی آنکھیں ایسی ہیں جیسی برفانی سانسوں۔ ہوا کی آہوں۔ روحانی تشنگی اور انگاروں کے طلسم زاروں اور کوندے لپکاتی موت اور آتشیں حروف کا ایک نہ ختم ہونے والا رقص جاری ہو اسکا چہرہ چپ کے گہرے اندھیرے تنہائیوں کی گہری پیاس۔ کرب کی سسکیوں میں مرگ کی چیخ و پکار۔ خاموشی کے گہرے بھید میں بے انت بھنور کے رقص اور گہری گاڑھی چپ کی دلدل میں آتش خیال کی لمحہ بہ لمحہ بکھرتی طغیانی جیسا ہے۔

ملکہ جب وہ گفتگو کرتا ہے جب وہ بولتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے زندگی کے شبستانوں میں گونجدار بے انت آوازیں شام کے زندان میں ہنگامہ شور و شر اور سرسر کے پرجوش بگولوں کے خردش میں وحشتیں موج زن ہو گئی ہوں۔

خانم۔ اس آنے والے جوان کے بازوؤں کی قوت موت اجل کی آغوش۔ جیسی

اسکی انگلیوں کی ضاعی ولولوں کی بیباکی جیسی ہے۔جہاںتک میں نے اسکا اندازہ لگایا ہے وہ ایسا نوجوان ہے جو روح کی سرگوشیوں۔پامال حسرتوں میں قہرمانی کا پیکر آتشیں۔محبت کی گرمی میں جدائی کی تلخی۔ڈیرے ڈالتی شام میں وہموں کے رقص کھڑے کردینے کی جرأت اور ہمت رکھتا ہے۔

یہاںتک کہنے کے بعد ملکہ زنوبیہ کا مشیر اشمون بن حرب خاموش ہوا تو ملکہ تھوڑی دیر تک عجیب سی دلکش مسکراہٹ میں اشمون کی طرف دیکھتی رہی پھر اسکی کھنکتی ہوئی آواز بلند ہوئی وہ اشمون سے مخاطب ہوئی تھی۔

حرب کے بیٹے مجھے لگتا ہے تم کچھ زیادہ ہی آنے والے جوان سے متاثر ہوئے ہو یہ تم نے جو اسکی تعریف میں اس قدر لمبا قصیدہ پڑھا ہے تو کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ تمہاری تعریف کے مطابق پورا اترتا ہے۔اس پر اشمون بن حرب کسی قدر چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا خانم آپ جانتی ہیں کہ میرے اندازے بہت کم غلط ہوتے ہیں۔جس جوان کی میں نے تعریف کی ہے اور جسکا نام میں نے آپ کو حارث بن حسان بتایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ میری تعریف کے الفاظ سے کہیں بڑھ کر ہے۔میں بھی خیال کرتا ہوں کہ میں آپکے سامنے اسکی دلیری جرائتمندی اور جسمانی ساخت اسکے چہرے اسکی آنکھوں میں ہر وقت بھڑکتی ہوئی سرخ آگ کی بہتر ترجمانی نہیں کرسکا اس پر ملکہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کسی قدر دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

حرب کے بیٹے۔اس انداز میں تم نے اس آنے والے نوجوان کی تعریف کرکے مجھے اس سے ملنے اور اسے دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔پر ساتھ ہی ساتھ میں تم کو ایک خبر بھی دینا چاہتی ہوں جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے اور وہ خبر یہ ہے کہ کچھ دیر پہلے میرے مخبر یہ اطلاع دے چکے ہیں کہ ایران کا بادشاہ شاہ پور ہم سے اپنی گذشتہ شکست کا انتقام لینا چاہتا ہے یہ انتقام لینے کیلئے اس نے ایک مناسب اور خاصہ بڑا لشکر تیار کیا ہے اور ہم پر حملہ آور ہونیکے لئے وہ اپنے مرکزی شہر سے کوچ کرنے والا ہے۔میں چاہتی ہوں کہ شاہ پور کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی پہلے اسکے اس حملے کی اطلاع زبدہ اور زبائی کو کردوں پر ساتھ ہی میں یہ بھی سوچتی ہوں کہ اگر میں نے زبدہ اور زبائی دونوں کو حمس اور ہیلوپولس سے بلایا تو کہیں ہمارے اور ایرانیوں کے ٹکراؤ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رومن حملہ آور ہو کر ان دونوں

شہروں پر قبضہ نہ کرلیں اسی بناء پر میں نے ابھی تک زبدہ اور زبائی کی طرف کوئی قاصد نہیں بھجوایا۔بہرحال تم چلو جس جوان کی تعریف تم نے کی ہے میں اسے دیکھنا پسند کرونگی ملکہ زنوبیہ کا یہ جواب سنکر اشمون بن حرب بیحد خوش ہوا پھر وہ ملکہ کو ساتھ لیکر جب محل کے اندرونی دروازے پر آیا تو ملکہ نے دیکھا۔

وہاں ایک جوان اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا۔عمر کے لحاظ سے وہ پچیس برس کا ہوگا۔خوب دراز بھرے ہوئے جسم کا تھا اسکی آنکھیں ایسی تھیں جیسے انکے اندر شعلے بھڑک رہے ہوں۔اسکے چہرے پر سختی تھی ہاتھ اسکے کسی پرندے کے پنجوں جیسے تھے اسکا جائزہ لیتے ہوئے ملکہ زنوبیہ نے اندازہ لگایا کہ اشمون بن حرب نے اسکی تعریف کرنے میں کوئی افسانہ طرازی سے کام نہیں لیا تھا۔اس جوان کے قریب آکر اشمون اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔حسان کے بیٹے یہ خاتون جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑی ہیں یہی تدمر کی ملکہ زنوبیہ ہیں۔

اشمون بن حرب کے اس انکشاف پر وہ نوجوان جسکا نام حارث بن حسان پکارا گیا تھا چونک کر ملکہ کی طرف دیکھنے لگا۔تھوڑی دیر تک اس نے ملکہ کے سراپا اسکے چہرے اور جسم کے ہر اعضاء کا بھرپور جائزہ لیا اس نے دیکھا گو ملکہ دو بچوں کی ماں تھی اس کے باوجود ملکہ زنوبیہ فطرت کے جمال رنگیں۔بہاروں کے تازہ سیل جیسی شگفتہ۔شگوفوں کی بانکپن گلوں کے حسن جیسی شاداب۔جیون کی رنگین آہٹوں۔گلابی رس کے نزول جیسی خوبصورت۔گیت بھرے لمحوں۔جلترنگ کے جادو جیسی پرکشش اور محبت کی حدیث شوق اور خوابوں میں بکھری خوشبو جیسی حسین تھی۔

حارث بن حسان نے یہ بھی دیکھا کہ ملکہ کے شعلوں کی طرح جسم کو جلاتے گلاب لب۔صبح کی شبنمی شب جیسے اسکے مرمریں عارض۔اسکی ہلکی نشیلی رت اور خمار صبح جیسی آنکھیں۔لالہ رخ کے سے بھرپور رنگوں کے ساغر جیسا اسکا چہرہ ملکہ کو خوبصورتی کا ایک طوفان بنائے ہوئے تھا۔اس وقت حارث بن حسان چونک پڑا جب ملکہ زنوبیہ نے لہجے کی بھرپور مٹھاس لمحوں کی کھنک اور انگوروں کے ٹپکے جیسے شیریں لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے اس سے پوچھنا شروع کیا۔

کیا تمہارا نام حارث بن حسان ہے۔

جواب میں حارث بن حسان نے فوراً اپنی نگاہیں جھکالیں اور مدھم آواز میں کہنے لگا۔
ہاں میرا نام ہی حارث بن حسان ہے۔ملکہ نے دوبارہ ویسے ہی پر کشش لہجے میں پوچھا تم یہاں میرے محل میں کیوں داخل ہوئے ہو۔جب تمہیں محل کے محافظوں نے روکا تم ان سے مقابلہ کر کے اور انہیں زیر کر کے کس نیت سے محل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھے۔
اس پر حارث بن حسان نے ایک بار پھر نگاہ اٹھا کر ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھا پھر دوبارہ گردن جھکاتے ہوئے کہنے لگا۔

تدمر کی عظیم ملکہ چاہے تم میری گردن ہی کیوں نہ کاٹ دو جو سچ بات اس وقت میرے دل میں ہے وہ میں ضرور کہونگا اور وہ بات یہ ہے کہ میں غائبانہ تمہیں پسند کر چکا ہوں اور گذشتہ کئی ماہ سے تمہاری محبت میں مبتلا ہوں ملکہ نے تیز نگاہوں سے حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جب تم نے مجھے آج پہلی بار دیکھا ہے تو یہ محبت کی کیفیت تمہارے اندار کیسے پیدا ہو گئی اس پر حارث بن حسان پر شوق نگاہوں سے ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دراصل میں آنے والے رسول کی سرزمینوں میں وادی تیمہ کا رہنے والا ہوں ۔ میں وہاں لوگوں کے بچوں کو حرب وضرب کی تعلیم دیا کرتا تھا۔اس دوران ایک یہودی لڑکی مجھ سے بے حد متاثر ہوئی اور مجھے چاہنے لگی ۔جو بچے مجھ سے حرب وضرب کی تربیت حاصل کرتے تھے انکا تعلق بھی زیادہ تر یہودی خاندانوں ہی سے تھا ۔ آخر اس یہودی لڑکی کے وارثوں نے مجھے اس یہودی لڑکی سے شادی کر نیکی ترغیب دی ۔ وہ لڑکی بڑی حسین بڑی خوبصورت اور مالدار تھی ملکہ میں نے تمہاری خاطر اس لڑکی سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اسلئے کہ بہت پہلے میں تمہاری محبت اور چاہت میں گرفتار ہو چکا تھا۔
اور یہ کچھ اسطرح ہوا ملکہ کہ کچھ یہودی تاجر تجارت کے سلسلے میں اکثر تدمر کی طرف آیا جایا کرتے تھے ۔ جب وہ یہاں سے جاتے تھے تو تمہارے حسن تمہاری خوبصورتی تمہارے دلکش انداز کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے بس تمہاری تعریف سن کر میں غائبانہ طور پر تمہاری طرف کھنچتا چلا گیا جس طرح صحراؤں کے اندر چلنے والی تیز ہوائیں بغیر کسی شور کے اپنی رفتار کو جاری رکھتی ہیں ملکہ میری محبت بھی ایسی ہی ہے میں چپکے چپکے تمہیں چاہتا تمہیں پسند کرتا رہا اور اسکا ذکر میں نے کسی سے نہ کیا۔

یہاں تک کہ وہ لمحہ بھی آیا کہ وہ یہودی لڑکی جو مجھ سے محبت کرتی تھی اسکے لواحقین نے مجھے اس سے شادی کرنے کیلئے کہا تو میں نے انکار کر دیا۔میرے انکار پر اس یہودی لڑکی کے والدین اور رشتے داروں نے بڑا برا منایا انہوں نے تربیت کیلئے میرے پاس اپنے لڑکوں کو بھیجنا ترک کر دیا وہ مجھے بیروزگار کر کے مجھے افلاس کا شکار کر کے مجھے اس لڑکی سے شادی پر مجبور کرنا چاہتے تھے ۔لیکن میں نے جب بھی انکی بات نہ مانی تو تین انتہائی دلیر اور جرأتمند یہودی ایک روز میرے گھر میں داخل ہوئے انہوں نے چاہا کہ یا تو میں اس لڑکی سے شادی قبول کروں یا مرنے کیلئے تیار ہو جاؤں۔
پر ملکہ ایسا ہوا کہ رات کی تاریکی میں میرا ان تینوں یہودیوں سے مقابلہ ہوا اور میں ایمان اور سچائی کی بات کہوں کہ رات کی تاریکی میں ان تینوں یہودیوں کو قتل کر کے میں تمہارے شہر تدمر کی طرف بھاگ آیا ۔ ملکہ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں اکیلا ہوں میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں ۔ بھائی بہن کوئی ہے ہی نہیں تیمہ سے تمہارے تدمر کی طرف بھاگتے ہوئے میں دل میں یہ سوچا تھا کہ تدمر کی ملکہ کے یہاں مجھے پناہ ملے گی تو میں اپنے دلی جذبات کا اظہار بھی کرونگا اگر ملکہ کے یہاں مجھے پناہ نہ ملی تو پھر میں تدمر سے نکل کر بنو غسان یا کسی اور قبیلے کے یہاں پناہ لینے کیلئے نکل جاؤنگا۔
یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان تھوڑی دیر کیلئے رکا۔ پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔ پالمیرہ کی عظیم ملکہ میں جانتا ہوں کہ تم لطافت اور نزاکت کی زیبائی ۔ حیا اور شوخی میں چھلکتا گلنار تبسم حسن وخوشبو کو پیکر ۔ جوان ولولوں کی رفعت ہو ۔جبکہ تمہارے مقابلے میں میں ایک کڑوا بول ۔ بنجر زمین ۔ اکتا دینے والا موضوع اور انسانوں کی اس منڈی میں بے وقعت خون کا ایک دھارا ہوں ۔ پھر بھی ملکہ میں تم سے کہوں کہ اپنے جذبات کا اظہار کرنا کوئی گناہ نہیں۔
تدمر کی عظیم ملکہ جو میرے دل کے خیالات تھے انکا اظہار میں نے تم سے کر دیا ہے یہ ضروری نہیں کہ تمہارے خیالات بھی میرے خیالات سے مطابقت کریں ہو سکتا ہے جس چیز کو میں پسند کرتا ہوں یا جس چیز سے میں محبت کرتا ہوں اس سے تم نفرت کرتی ہو پر ملکہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم میری محبتوں کا میری چاہتوں کا جواب محبت اور چاہت ہی سے دو۔ میں تو بس تمہیں دیکھنا چاہتا تھا سو میں نے تم کو دیکھ لیا اور تمہارے سامنے

لپنے دلی جذبات کا اظہار بھی کرنا چاہتا تھا وہ بھی میں نے کر دیا اب تم جو بھی جواب دو مجھے منظور ہے اور اگر تم مجھے لپنے یہاں پناہ دو تو یہ تمہاری مہربانی اور میری خوش قسمتی ہوگی اور اگر تم پناہ نہ دو تو میں یہاں سے چپ چاپ پناہ لینے کیلئے کسی اور قبیلے کی طرف نکل جاؤنگا۔

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان جب خاموش ہوا تو ملکہ نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

لپنے کن اوصاف کی بنا پر تم نے اپنے دل میں یہ امید رکھ لی کہ میں تمہاری محبت کا جواب محبت سے ہی دونگی۔ میں تمہاری حالت دیکھتی ہوں تمہارا لباس پرانا اور بوسیدہ ہے۔ تمہارے جوتے برسوں پرانے ہیں۔ جن پر کئی پیوند لگے ہوئے ہیں۔ جو عمامہ تم نے لپنے سر پر باندھ رکھا ہے اسمیں مجھے کئی سوراخ دکھائی دے رہے ہیں۔ تمہاری یہ حالت اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ تم ایک مفلس قلاش بے مایہ انسان ہو۔ تم اپنی کس خصوصیت کی بنا پر میرے دعویدار ہونے کے متمنی ہو۔

ملکہ کی اس گفتگو کے جواب میں حارث بن حسان نے کچھ سوچا پھر اس نے ایک دم اپنے سر سے اپنا بوسیدہ اور پھٹا ہوا عمامہ اتار دیا ملکہ نے دیکھا اس عمامے کے نیچے چمکتا ہوا آہنی خود تھا۔ پھر حارث بن حسان نے لپنے لباس کا ایک حصہ ہٹایا ملکہ نے دیکھا اسکے بوسیدہ اور پھٹے ہوئے لباس کے نیچے چمکتی ہوئی کڑیوں والی صاف ستھری زرہ تھی۔ اسکے بعد حارث نے ایک جھٹکے سے اپنی تلوار بے نیام کی اور ملکہ نے دیکھا وہ تلوار شیشے کی مانند صاف ستھری اور چمک رہی تھی اور اسکی چمک نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی۔ اور ملکہ نے یہ بھی دیکھا کہ وہ ایک بھاری اور چوڑے پھل والی ایسی تلوار تھی جو کسی عام انسان کے پاس نہ دیکھی جا سکتی تھی۔ اس کے بعد حارث نے ایک بار پھر ملکہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

تدمر کی عظیم ملکہ تیرا کہنا درست ہے مجھے اس سے انکار نہیں کہ میں ایک مفلس اور قلاش انسان ہوں۔ میں بے مایہ ہوں کوئی دولت جمع جتھا نہیں رکھتا۔ میرا لباس بھی بوسیدہ ہے جوتا بھی پھٹا ہوا ہے میں انکار نہیں کرتا کہ جو جوتے میں نے پہن رکھے ہیں یہ کئی برسوں سے میرے پاس ہیں سو پیوند لگائے ہوئے ان سے کام چلا رہا ہوں مجھے اس سے انکار نہی لیکن ملکہ تو نے میری تلوار میری زرہ میرے آہنی خود کو بھی دیکھا ملکہ میرے ظاہر پر نہ جا

جسطرح تو نے میرے ان جنگی ہتھیاروں کو خوب صیقل شدہ۔ صاف اور چمکتا ہوا دیکھا ہے ایسے ہی میرا باطن بھی میرے ظاہر کے مقابلے میں صاف ستھرا چمکدار اور شیشے جیسا آبدار ہے۔

ملکہ زنوبیہ نے اس بار موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔ یہ تو کہو تم نے میرے پانچ محافظوں پر حملہ آور ہو کر کیوں اندر آنا چاہا۔ حارث بن حسان پھر بولا اور کہنے لگا ملکہ جب وہ مجھے محل میں داخل نہیں ہونے دے رہے تھے جبکہ میں نے لپنے دل میں عہد کیا ہوا تھا کہ میں ایک بار تدمر کی ملکہ سے ضرور ملکر رہونگا چاہے ایسا کرتے ہوئے میری جان بھی خطرے میں کیوں نہ پڑ جائے ملکہ میں جو ارادہ کرتا ہوں وہ کر گذرتا ہوں۔ جب تمہارے محافظوں نے مجھے تمہارے محل میں داخل ہونے سے روکا تو میں نے انکی منت سماجت کی۔ انہیں میں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ میں ہر حال میں ملکہ زنوبیہ سے ملنا چاہتا ہوں لیکن جب انہوں نے کسی بھی صورت مجھے اندر داخل نہ ہونے دیا تو ملکہ میں نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا۔

میں نے اپنی تلوار بے نیام کی اور ان پر حملہ آور ہو گیا خانم تمہیں تو مجھے داد دینی چاہیئے تھی کہ میں نے ان میں سے کسی کو زخمی نہیں ہونے دیا بلکہ ان پانچوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جہاں میں نے ان پانچوں کے حملوں کو روکا وہاں باری باری انکی تلواریں بھی کاٹ کر انہیں بے بس اور مغلوب کیا۔ خانم کیا یہ کام میرے فن کا کمال نہیں ہے۔

حارث بن حسان کی اس گفتگو کے جواب میں ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پر اس نے لپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف دیکھا اور فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی۔ حرب کے بیٹے اس حارث بن حسان کو زندان میں ڈال دو کل دوپہر سے پہلے ہی اسے میرے سامنے پیش کرو اس پر اشمون بن حرب فوراً حرکت میں آیا اور چند محافظوں کو اس نے حارث بن حسان کو زندان کی طرف لے جانیکا حکم دیا۔ جسکے جواب میں وہ محافظ آگے بڑھے اور حارث بن حسان کو پکڑ کر تدمر شہر کے زندان کی طرف لے گئے تھے۔

OOOO

دوسرے روز دوپہر کو ملکہ زنوبیہ نے حارث بن حسان کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ ملکہ کے اس حکم کے جواب میں دوپہر سے پہلے حارث بن حسان کو ملکہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ملکہ زنوبیہ اس وقت اپنے محل کے سامنے کھلے میدان کے اندر ایک نشست پر بیٹھی تھی اور اسکے اطراف میں تدمر شہر کے لوگوں کے علاوہ بہت سے مسلح جوان بھی کھڑے ہوئے تھے۔

جب حارث بن حسان کو ملکہ زنوبیہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اسکی حالت دیکھتے ہوئے ملکہ دنگ رہ گئی اس نے دیکھا کہ حارث بن حسان کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور جہاں جہاں سے لباس پھٹا ہوا تھا وہاں چوٹوں کے بدترین نشان تھے۔ اسکے چہرے پر بھی ضربوں اور چوٹوں کے نشانات نمایاں تھے اسکے ہاتھ خون آلود تھے کانوں میں بھی جگہ جگہ گردن پر بھی خون جما ہوا تھا تھوڑی دیر تک ملکہ بڑے غور بڑی حیرت اور بڑی حسرت سے اسے دیکھتی رہی۔

اس دوران حارث بن حسن کی گردن جھکی رہی ملکہ نے حارث بن حسان سے اپنی نگاہیں ہٹائیں اپنے قریب کھڑے اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف دیکھا۔ اس وقت اشمون بن حرب شرمندگی کے اس انداز میں اپنی گردن جھکائے ہوئے کھڑا تھا۔ یہ حالت دیکھتے ہوئے ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر برہمی اور غصے کے آثار نمودار ہوئے پھر وہ اشمون بن حرب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

حرب کے بیٹے کل جب اس حارث بن حسان کو میرے سامنے پیش کیا گیا تھا تو اسکا لباس بوسیدہ ضرور تھا مگر اس طرح پھٹا ہوا نہیں تھا۔ جسطرح آج ہے۔ کل جب یہ میرے سامنے آیا تھا تو اسکے چہرے اسکے بدن پر چوٹوں کے نشانات نہیں تھے۔ اسکی یہ حالت کس نے اور کیوں بنائی ہے۔ اشمون بن حرب نے اپنی جھکی گردن سیدھی کی پھر وہ ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

خانم اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے کل جب آپ کے حکم کے مطابق اس حارث بن حسان کو زندان میں بند کر دیا گیا تو میں نے اس سے اس کے سارے ہتھیار اس کی زرہ اسکی ڈھال اسکا خود لیکر زندان کے ناظم کے پاس جمع کروا دیئے تھے۔ میری غیر موجودگی میں اسکے ساتھ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا اس پر ملکہ زنوبیہ نے تڑپ کر پوچھا کیسا حادثہ۔

جواب میں اشمون بن حرب ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔

خانم ہمارے جن پانچ محافظوں کو زیر اور مغلوب کرنیکے بعد اس حارث بن حسان نے محل میں داخل ہونے میں کامیابی حاصل کی تھی ان پانچوں محافظوں نے اس بات کو اپنے لئے توہین اور بے عزتی سمجھا کہ یہ اکیلا ان پانچوں کی تلواریں کاٹنے کے بعد محل میں گھسنے میں کامیاب ہو گیا لہذا کچھ رات گئے وہ پانچوں کے پانچوں زندان میں داخل ہوئے۔ زندان کے پہریداروں کے ساتھ ملکر وہ اس کوٹھری میں داخل ہوئے جس میں یہ حارث بن حسان بند تھا۔ زندان کے پہریداروں سے ملکر پہلے انہوں نے حارث بن حسان کو کمرے کے آہنی دروازے کے ساتھ باندھ دیا پھر اسے خوب مارا پیٹا۔ شاید ایسا کر کے انہوں نے اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔

اشمون بن حرب کے اس انکشاف پر ملکہ زنونیہ کے چہرے پر غضبناکیاں اور جوش مارتے جذبے بکھرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ انتہائی غضبناکی کی حالت میں خوبصورت اور سرخ ہونٹ کاٹتی رہی پھر وہ اشمون بن حرب کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

ان پانچوں محافظوں کو کیسے جرأت ہوئی کہ وہ زندان میں داخل ہو کر ایک اجنبی مہمان پر ہاتھ اٹھائیں۔ سنو اشمون بن حرب میں نے اس حارث بن حسان کو سزا کے طور پر زندان میں نہ بھیجا تھا۔ اس نے چونکہ پانچ محافظوں کو اپنے سامنے زیر کر کے محل میں داخل ہونیکی غلطی کی تھی لہذا میں نے اسے اس غلطی کا احساس دلانے کے لئے صرف ایک دن کی علامتی سزا کے طور پر زندان کی طرف روانہ کیا تھا۔ اشمون بن حرب یہ حارث بن حسان کیسا ہی غریب انسان کیوں نہ ہو لیکن بہر حال یہ ہماری سلطنت میں اجنبی ہے ایک مہمان ہے اس شخص کی عزت کرنا ہم پر لازم اور فرض ہے۔ ان پانچوں محافظوں کو بلاؤ جنہوں نے رات زندان میں داخل ہو کر اسے باندھ کر مارا اس پر ملکہ کا حکم سن کر اشمون بن حرب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اشمون بن حرب نے پانچ جوانوں کو ملکہ زنوبیہ کے سامنے لا کھڑا کیا اور ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ خانم یہ وہ پانچ محافظ ہیں جو رات کی تاریکی میں زندان میں داخل ہوئے اور حارث بن حسان کو زندان کے محافظوں کے ساتھ ملکر باندھ کر مارا اس پر ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک انتہائی غضبناکی کی حالت میں ان پانچوں کی طرف دیکھتی

رہی ۔ پھر وہ کڑکتی اور کھولتی ہوئی آواز میں بول پڑی ۔

تم لوگ کیوں زندان میں داخل ہوئے اور کس بنا، پر تم نے اس حارث بن حسان پر ہاتھ اٹھایا۔

اس پر ایک محافظ ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا خانم یہ کل ہم پانچوں پر غالب رہا۔ اس نے ہم لوگوں کی تلواریں کاٹیں اور ہمارے منع کرنیکے باوجود یہ محل میں داخل ہوا یہ ہماری بے عزتی اور توہین تھی ۔ ہم اس سے یوں تو انتقام نہیں لے سکتے تھے لہذا ہم زندان میں داخل ہوئے اسے مارا اور یوں ہم نے اس سے اپنا انتقام لے لیا۔

اس پر ملکہ زنوبیہ پہلے کی نسبت زیادہ برہمی میں بولی اور کہنے لگی تم لوگوں نے اسے زندان کے کمرے کے آہنی دروازے سے باندھا کیوں تم لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر اسے باندھا نہ جاتا تو یہ تم پانچوں پر حاوی رہتا اس پر دوسرا محافظ کہنے لگا۔

خانم بات یوں نہیں ہے ۔ ہم اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ تلوار اور تیغ زنی کے فن میں ہم سے اعلیٰ اور ارفع رہا ہم پانچوں کو اس نے تیغ زنی کے فن اور مہارت میں اس نے شکست دی لیکن اگر یہ زندا کی کوٹھری میں نہ باندھا جاتا تب بھی ہم پانچوں اس پر حملہ آور ہو کر اسکی ایسی ہی درگت بناتے جیسی ہم نے رات کے وقت اسکی بنائی تھی۔

ملکہ زنوبیہ ان محافظوں کی گفتگو سے اور زیادہ برہم اور غضبناک ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر وہ حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سن حسان کے بیٹے کیا تو ان پانچوں سے اکیلے مقابلہ کر کے اپنا انتقام لینا پسند کریگا جواب میں حارث بن حسان کی گردن جھکی رہی اس نے نہ ملکہ کی طرف دیکھا نہ منہ سے کچھ کہا بلکہ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

حارث بن حسان کا مثبت جواب سنکر ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ پانچوں محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

تم پانچوں ایک طرف کھڑے ہو جاؤ ۔ یہ ہماری سرزمینوں میں داخل ہونے والا اجنبی مہمان تم پانچوں سے اکیلا مقابلہ کرنے کی حامی بھر چکا ہے ۔ اب دیکھتے ہیں کون کس پر حاوی رہتا ہے ۔ اسکے ساتھ ہی حارث بن حسان حرکت میں آیا اپنے سر سے خود اتار کر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ کمرے سے بندھی ہوئی تلوار اور خنجر کی پیٹی بھی اس نے خود کے

قریب رکھی ۔ اپنی ڈھال اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی آہنی کڑیوں کی زرہ بھی اس نے وہیں رکھ دی تھی پھر سرسری سی ایک نگاہ اس نے ملکہ پر ڈالی اسکے بعد وہ پانچوں محافظوں کے سامنے چھاتی تان کر کھڑا ہو گیا تھا۔

ملکہ کا اشارہ پاتے ہی وہ پانچوں محافظ بھوکے بھیڑیوں ۔ برسوں کی گرسنگی کا شکار کتوں کی طرح حارث حسان پر ٹوٹ پڑے تھے ۔ دوسری طرف حارث بن حسان بھی فطرت کے کسی گماشتے کی طرح حرکت میں آیا۔ جو دو محافظ سب سے پہلے اسکے قریب آئے ان میں سے ایک کا مکا حارث کی گردن پر پڑا لیکن وہ برداشت کر گیا۔ ساتھ ہی اس نے ایک آہنی ضرب جو ایک محافظ کے جبڑے پر لگائی تو اسکے دو دانت ٹوٹ کر باہر گر گئے اسکے منہ سے خون بہنے لگا اور وہ ایک طرف ہٹ کر زمین پر بیٹھ گیا تھا۔

دوسرے محافظ کے پیٹ میں حارث نے اپنا آہنی گھٹنا اس زور سے مارا کہ وہ بری طرح بلبلاتا اور چیختا ہوا زمین پر لوٹنے لگا تھا اسکے بعد حارث بن حسان کی حالت آندھیوں اور طوفانوں کے مسافر جیسی ہو گئی تھی ۔ وہ باقی تینوں محافظوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔

دائیں بائیں ہاتھ کے مکے اس نے لگاتار ان کے سر ۔ گردنوں اور چھاتیوں پر اس طرح مارے کہ وہ تینوں بوجھ لادے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے اور حارث انہیں لگاتار مارتا پیٹتا رہا ۔ یہاں تک کہ ان تینوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا جب وہ تینوں زمین پر گر گئے تو جس کے دانت ٹوٹے تھے اور وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا حارث نے لگاتار دو ضربیں اسکی پیٹھ پر لگائیں اور وہ زمین پر لیٹ کر بری طرح کراہنے لگا تھا۔

اسکے بعد حارث بن حسان اس محافظ کی طرف آیا جسکے پیٹ میں اس نے اپنا گھٹنا مارا تھا وہ ابھی تک درد کی شدت سے سسک رہا تھا۔ حارث بن حسان نے اپنا دایاں ہاتھ اسکی گردن پر ڈالا کھلونے کی طرح اسے اوپر اٹھاتے ہوئے فضا میں معلق کر دیا تھا۔ پھر اس نے اسے ہوا میں اچھالتے ہوئے فضا میں بلند کیا جونہی وہ زمین پر گرنے لگا اس نے اسکی پسلیوں پر اپنے پاؤں کی ایسی ضرب لگائی کہ وہ محافظ زمین پر گر کر بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا۔

اسکے بعد حارث بن حسان اپنی پہلی جگہ پر ملکہ کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ملکہ زنوبیہ حارث بن حسان کی اس کارگزاری پر دل ہی دل میں خوش ہوتی رہی پھر اسکے

لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اپنی اسی کیفیت میں بڑے غور بڑے دلپسند انداز میں حارث بن حسان کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ اس سے کہنے لگی۔

میرے جراتمند اجنبی۔ میرے مشیر اشمون بن حرب نے جو تمہاری تعریف کی تھی تم نے اس تعریف کا حق ادا کرتے ہوئے آدھا فاصلہ تو طے کر لیا ہے۔ آدھا باقی ہے اسے بھی اگر تم نے طے کر لیا تو تمہیں میں اپنی لشکریوں کا ایک سالار مقرر کر دونگی اور میرے لشکریوں میں تمہاری حیثیت تیسرے بڑے سالار کی ہو گی اسلئے کہ میرے پاس جو پہلے ایک سپہ سالار اعلیٰ اور دوسرا سالار اعلیٰ ہے وہ دونوں ایسے بے مثل سالار ہیں جنکا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

حسان کے بیٹے۔ میرے شہر تدمر میں ایک تیغ زن ہے اسکا نام حنوس بن دارم ہے وہ انتہائی طاقتور دلیر جراتمند اور تیغ زنی میں میرے سپہ سالار اعلیٰ اور سالار اعلیٰ کے بعد اپنا ثانی و جواب اور اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا میں اسکے ساتھ تمہارا مقابلہ کراتی ہوں اگر تم اسکے ساتھ مقابلے میں برابر بھی رہے تب بھی میں تمہیں اپنے لشکریوں کا ایک سالار مقرر کر دونگی مہربان اجنبی تو جانتا ہو گا ابتک میں اپنے شوہر کے بعد اپنے لشکر کی سالاری بھی کر رہی ہوں۔ وہ کام سرانجام دے رہی ہوں جو اس سے پہلے میرا شوہر ادا کیا کرتا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بد ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر کیلئے رکی پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

مہربان اجنبی۔ اگر تو پسند کرے تو میں مقابلے کیلئے حنوس بن دارم کو یہاں طلب کروں۔ حارث بن حسان نے ملکہ کی اس گفتگو کے جواب میں منہ سے تو کچھ نہ کہا تاہم اس نے اثبات میں سرہلا دیا تھا اس کی اس حرکت پر ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر انتہائی پرکشش مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اس نے اپنے مشیر اشمون بن حرب کو مخصوص اشارہ کیا جسے پا کر اشمون بن حرب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اشمون کے جانے کے بعد ملکہ پھر حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

حسان کے بیٹے یہ حنوس بن دارم انتہائی خطرناک قسم کا تیغ زن ہے اسکے ساتھ بڑی ہوشیاری اور محتاط انداز میں مقابلہ کرنا یہ حنوس بن دارم میرے لشکریوں کی جنگی تربیت کا کام بھی سرانجام دیتا رہا ہے اگر تو صحیح طریقے سے حنوس بن دارم سے مقابلہ کر سکا

تو میں تجھے اپنے لشکریوں کا ایک سالار مقرر کر دونگی۔ اور یہ ایک ایسا عہدہ اور ایسا مقام ہو گا جو ملکہ اسکے سپہ سالار اعلیٰ اور سپہ سالار کے بعد سب سے زیادہ قابل عزت اور احترام ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ زنوبیہ خاموش ہو گئی پھر وہ اشمون بن حرب کے واپس آنیکا انتظار کرنے لگی تھی۔

اچانک ملکہ زنوبیہ کو پھر کوئی خیال آیا وہ حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ حسان کے بیٹے حنوس بن دارم کے آنے تک تو اپنا جنگی لباس پہن لے تا کہ جونہی وہ آئے تم دونوں کا مقابلہ شروع کرا دیا جائے۔

ملکہ کے کہنے پر حارث بن حسان نے پہلے اپنی زرہ پہنی۔ سر پر آہنی خود جمایا اور اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر اپنی جگہ پر خاموش کھڑا ہو گیا تھا تھوڑی ہی دیر بعد اشمون بن حرب لوٹا۔ اسکے ساتھ ایک انتہائی دراز قد۔ کڑیل قد و قامت کا جوان تھا۔ جسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے ملکہ حارث کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ حسان کے بیٹے یہ اشمون بن حرب کے ساتھ جو جوان آیا ہے یہی حنوس بن دارم ہے۔ ملکہ نے اپنے مشیر اشمون بن حرب کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

کیا تم نے حنوس بن دارم کو سارا معاملہ سمجھا دیا ہے۔ اشمون کہنے لگا خانم میں نے حنوس بن دارم کو یہ چیز سمجھا دی ہے کہ اسکا مقابلہ ہمارے تدمر شہر میں داخل ہونے والے ایک اجنبی تیغ زن سے ہے اور اگر وہ مقابلہ جیت گیا یا برابر رہا تو اسکو ملکہ اپنے لشکریوں کا سالار مقرر کر دے گی اشمون کا یہ جواب سنکر ملکہ خوش ہوئی اور ایک بار پھر وہ براہ راست حنوس بن دارم سے مخاطب ہوئی۔

دارم کے بیٹے۔ یہ جوان جو اس وقت میرے سامنے کھڑا ہے اسکا نام حارث بن حسان ہے یہ عرب کی سرزمین میں وادی تیمہ کا رہنے والا ہے ہم سے یہاں پناہ کا طالب ہوا ہے کہتے ہیں یہ بلا کا تیغ زن بہترین جنگجو انتہائی طاقتور اور دلیر ہے۔ تم اسکے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کرو میں دیکھتی ہوں تم دونوں میں کون تیغ زنی میں زیادہ مہارت رکھتا ہے۔ میں نے اسکے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ اگر یہ تمہیں اس مقابلے میں ہرا گیا یا اس مقابلے میں برابر رہا تب بھی میں اسے اپنے لشکر کے ایک حصے کا سالار مقرر کر دونگی۔

ملکہ زنوبیہ کی اس گفتگو کے بعد حنوس بن دارم عجیب سے انداز میں حارث بن

حسان کی طرف دیکھنے لگا تھا اس موقع پر حارث بن حسان حرکت میں آیا ملکہ کے قریب ہی وہ زمین پر سجدہ ریز ہو گیا پھر وہ بڑی عاجزی بڑی رقت بڑے دکھ کے سے انداز میں خداوند کے حضور دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

اے خداوند۔ اے ابراہیم کے خدا وقت اور حالات نے مجھے لوح ازل اور خون سے لکھا ایک حرف فرقت۔ کراہتی سسکیوں میں زندگی کا خونی لمحہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ اے اللہ مایوسیوں اور نا امیدیوں کی ہوائیں میرے دامن میں تلخیاں اور آہیں بھرنے کے درپے ہیں اے ابراہیم کے رب یہ وقت کے خونی لمحے یہ حالات کی چیرہ دستیاں۔ میرے حصار ذات میں آنسوؤں کی لکیریں درد کی ساعتیں۔ سسکتے لمحے۔ اشکوں کے طوفان اور آہوں بھرے ستارے بھرنے کے درپے ہیں۔ اے خدا اے ابراہیم کے خدا۔ اس جہان حرف وصوت میں گرمیٔ نبض حیات تیرے دم سے۔ کاروان وقت میں علم و ہنر کے سارے راستے سب تیری ذات سے یادوں کے ویران دریچوں میں لفظوں خوابوں آورشوں کی رونق صرف تیرے کن سے ہے۔

اے ابراہیم کے رب تو مہربان اور رجوع کرنے والا آقا ہے۔ میری زندگی کانٹوں سے الجھی ہوئی بیل جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ اور میں وقت کے سمندر میں پیاس کے ٹھہرے اندھیروں کے اندر اس وقت لامرکز کھڑا ہوں۔ وقت کی بھٹکتی ارواح کی نوحہ گری مجھے ریت پر کندہ تحریر جاں کر مٹا دینے کے درپے ہے انسانوں کی اس منڈی میں حالات میرا نیلام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اے اللہ میرے مولا میرے آقا میری مدد فرما۔ مجھے ظلمت کے اس سمندر سے امرت کا چشمہ۔ جدائی کے زخموں کو خوابوں کی جنت بنا۔ مجھے نفرت کی شام سے چاہتوں کا سندیس اور حیات کی اذیتوں سے امن کی بشارت بنا کر نکال۔ اللہ تو مجھے عزور کی صداؤں سے خوشحالی کا گیت بنجر لمحوں سے خوشحالی کا میگھ بنا کر اٹھا۔

اے اللہ میں بے سہارا اور بے آسرا انسان صرف تیری ہی ذات پر بھروسہ کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں تیری ہی ذات کے سامنے سربسجود ہوتا ہوں۔ یا اللہ زندگی کے امتحانوں میں زیست کی آزمائیشوں میں مجھے کامیاب اور کامران بنا۔ کہ میں اپنی زیست اپنی زندگی کا کوئی مرکز لیکر عزم کے ساتھ کھڑا ہو سکوں۔

زمین پر سجدہ ریز ہو کر حارث بن حسان دعا مانگتا رہا۔ اپنی زرہ کے اوپر جو پھٹا پرانا لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ تیز ہوا میں اڑتا رہا اسکی دعا کے الفاظ سنکر قریب کھڑی ملکہ زنوبیہ کی آنکھوں میں آنسو کی جھلک صاف اور نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔ دعا ختم کر کے حارث اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحہ ملکہ زنوبیہ نے دیکھا اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک اور ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی جیسے وہ اپنے رب اپنے مالک اپنے خالق کے ساتھ کوئی عہد کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔

اسکے ساتھ ہی ملکہ زنوبیہ نے مقابلہ شروع کرنیکا حکم دیدیا تھا یہ حکم ملتے ہی حنوس بن دارم نے پہلے اپنے بائیں ہاتھ میں ڈھال سنبھالی پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔

حارث بھی حرکت میں آیا۔ اپنی ڈھال سنبھالی تلوار بے نیام کی اور آہستہ آہستہ وہ حنوس بن دارم کی طرف بڑھا تھا۔ اس موقع پر بڑے غور سے ملکہ زنوبیہ نے حارث بن حسان کا جائزہ لیا اس نے دیکھا کہ حنوس بن دارم کی طرف بڑھتے ہوئے حارث بن حسان کی آنکھوں میں تاریک گھٹاؤں کے اندر جوش مارتے اٹل طوفان۔ سمندر کے جلال میں جوش مارتی جوہر کے ملابت جیسی حالت طاری ہو گئی تھی۔ اسکے چہرے پر سرابوں کے طویل سلسلوں میں رقص کرتے حوادث کی لہریں۔ دکھ کی ویران امیدوں میں جلتی امیدوں کے چراغوں اور انگنت کرنوں کی مسکراہٹوں کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ دیکھا جا سکتا تھا۔

حارث بن حسان کی طرف دیکھتے دیکھتے ملکہ زنوبیہ چونک سی پڑی اسلئے کہ اس نے دیکھا حنوس بن دارم نے انت دوریوں میں ریت کی پیاس بیکراں۔ رتوں میں ظلمتوں کے سفر۔ تاریک لمحوں کی کوکھ میں حسرت بھری تنہائیوں کی طرح آگے آیا اور اپنی تلوار لہراتا ہوا وہموں کے بگولوں۔ ہجر اور فراق کے طوفانوں۔ خزاں رت کے جبر۔ ظلم کی بہتات اور غموں کی برسات کی طرح حارث بن حسان پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

ملکہ زنوبیہ نے دیکھا حارث بن حسان نے بڑی آسانی کے ساتھ حنوس بن دارم کے حملوں کو روک دیا تھا اس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ حارث بن حسان نے اپنے آپکو ابھی تک حنوس بن دارم کے حملے روکنے تک محدود کر رکھا تھا حنوس بن دارم کے وار روکتے روکتے اسکے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ خدوخال پر ایک آسودگی اور زندگی کا بھرپور جمال تھا۔ تھوڑی

دیر تک اسی طرح بڑے پر سکون بڑے آرام سے حارث بن حسان حنوس بن وارم کے حملوں کو روک کر اپنا دفاع کرتا رہا۔

اچانک ایک انقلاب ایک تبدیلی رونما ہوئی ملکہ نے دیکھا کہ اچانک حارث بن حسان دفاع کے خول سے باہر نکل آیا تھا اور وہ ایک عجیب سی اضطراب اور کرب۔ طغیانیوں کے تلاطم اور گرداب کی یورش کی طرح حنوس بن دارم پر حملہ آور ہونے لگا تھا۔ ملکہ زنوبیہ نے اندازہ لگایا کہ حارث بن حسان آہستہ آہستہ موت و نیستی کے کفن میں لپٹی آندھیوں۔ روح کو جسم سے جدا کرتے مرگ کے طوفانوں کی طرح حنوس بن وارم پر چھاتا جا رہا تھا۔ حارث بن حسان نے اپنے حملوں میں کچھ اس قدر تیزی اور تندی پیدا کر لی کہ وہ اپنے سامنے حنوس بن دارم کو دور تک بھگاتا ہوا لے گیا تھا۔

کافی دیر تک حارث بن حسان حنوس بن دارم کو اپنے سامنے الٹے پاؤں بھگاتا رہا یہاںتک کہ حنوس بن دارم میں تھکاوٹ کے آثار پیدا ہو گئے اور حنوس بن وارم کی تھکاوٹ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اچانک حارث نے اپنی ڈھال اسکے شانے پر دے ماری اس موقع پر حنوس بن وارم حارث کی ڈھال کی ضرب کھا کر لڑکھڑایا تھا اسی لمحہ حسان نے ایک ساتھ اپنی ڈھال اور تلوار حنوس بن دارم پر برسا دی تھی حنوس بن دارم نے حارث کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا جبکہ حارث کی ڈھال اسکے دوسرے شانے پر پڑی تھی۔ یہ ضرب ایسی کاری تھی کہ حنوس بن وارم زمین پر گر گیا تھا۔

حارث بن حسان ایک لمحہ ضائع کئے بغیر آگے بڑھا اور اپنی تلوار کی نوک زمیں پر گرے ہوئے حنوس بن دارم کی گردن پر رکھ دی اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس نے اسکی تلوار اور ڈھال چھین کر دور پھینک دی تھی پھر حارث بن بن حسان نے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے خانم مجھ جیسے اجنبی اور اپنے اس حنوس بن دارم کے درمیان مقابلے کا انصاف کرنا۔ تیرے سامنے میں نے اسے تیغ زنی کے میدان میں اسے زمین پر گرا کر اسکی تلوار اور ڈھال اسکے ہاتھ سے چھین لی ہے اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے چاہے تو مجھے کامیاب قرار دے چاہے تو پھر مقابلہ شروع کرا دے لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میرا اور اسکا مقابلہ پھر کرایا گیا تو اسکی حالت پہلے کی نسبت بدترین بنا کر رکھ دونگا۔

ملکہ زنوبیہ کے جواب دینے سے پہلے ہی حنوس بن دارم ہکلاتی ہوئی آواز میں بول اٹھا اور حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے اجنبی۔ میں نہیں جانتا کہ اس موقع پر ملکہ کیا فیصلہ دیتی ہے لیکن پہلے تو میرا فیصلہ سن لے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تو مجھ سے بہتر مجھ سے اعلیٰ پایہ کا تیغ زن ہے۔ تیرے حملہ آور ہونے کا انداز کم از کم میرے لئے اجنبی اور ناآشنا ہے تو نے مجھے اس مقابلے میں مات کر دیا ہے۔ میں اپنی شکست کو تسلیم کرتا ہوں حنوس بن دارم کے ان الفاظ سے ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر کسی قدر اونچی آواز میں حارث بن حسان کو مخاطب کر کے ملکہ کہنے لگی۔

حسان کے بیٹے یہ مت خیال کرنا کہ میں تیرے اور حنوس بن دارم کے سلسلے میں کسی قسم کا جبر یا ناانصافی کرونگی۔ تو حنوس بن دارم سے مقابلہ جیت چکا ہے کوئی شک و شبہ اپنے ذہن میں مت لانا کہ میں تمہیں سالار کا عہدہ دینے کے بجائے تیرے ساتھ کوئی دھوکہ یا فریب کرونگی۔ اب میرا انصاف اور میرا فیصلہ بھی سن حسان کے بیٹے تو یہ مقابلہ بڑی آسانی بڑی جراتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیت چکا ہے۔ میں ابھی اور اسی وقت ان سارے لوگوں کی موجودگی میں تمہیں اپنے لشکریوں کے ایک حصے کا سالار مقرر کرتی ہوں پھر ملکہ زنوبیہ اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف مڑی اور اسکو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سن حرب کے بیٹے۔ تو ابھی اور اسی وقت حارث بن حسان کو اپنے ساتھ لے جا اور یہ میرے محل کے مشرقی حصے میں قیام کریگا اسکے لئے بہترین کپڑے اور پوشاکوں کا انتظام کر۔ اور ضروریات کی جو چیز ایک سالار کے لائق ہونی چاہیئے وہ سب اسے فراہم کر انتظام جب ہو چکے تو مجھے اطلاع کرو میں سارے انتظامات کا خود جائزہ لونگی ملکہ زنوبیہ کا یہ فیصلہ سنکر حارث بن حسان کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اتنی دیر تک اشمون بن حرب آگے بڑھا اور حارث بن حسان کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ وہاں جمع ہونے والے لوگ بھی اب چھٹ کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ جبکہ ملکہ وہاں سے اٹھی اور اپنی خوابگاہ کی طرف چلی گئی تھی۔

زبانی اور اسکے حصے کے لشکر کو حمس میں چھوڑنے کے بعد زبدہ اور تمر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہیلو پولس شہر میں داخل ہوئے اور شہر کے کھلے میدان میں زبدہ نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک ایک جگہ کھڑے ہو کر زبدہ اور تمر اپنے لشکر کے نصب ہوتے خیموں کا جائزہ لیتے رہے پھر نہ جانے کیا سوچتے رہے زبدہ نے کچھ دیر بڑے غور سے اپنے پہلو میں کھڑی تمر کی طرف دیکھا پھر سرگوشی میں اسے مخاطب کیا۔

تمر اگر تم برا نہ مانو تو تھوڑی دیر کیلئے میرے ساتھ میرے خیمے میں آؤ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جواب میں تمر نے کچھ نہ کہا تھوڑی دیر کیلئے اس نے استفہامیہ انداز میں زبدہ کی طرف دیکھا پھر وہ چپ چاپ ساتھ ہوئی تھی۔

تمر کو لیکر زبدہ اپنے خیمے میں داخل ہوا تھا خود ایک نشست پر بیٹھا سامنے خالی نشست پر اس نے تمر کو بیٹھنے کیلئے کہا تمر جب بیٹھ گئی تب تھوڑی دیر تک زبدہ خاموش رہا شاید وہ مناسب الفاظ تلاش کرتا رہا پھر اس نے تمر کو مخاطب کیا۔

تمر تمہیں یاد ہوگا ایک بار تم نے مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ تم کسی نوجوان سے محبت کرتی ہو اسے چاہتی ہو اس پر تمر نے لمحہ بھر کیلئے غور سے زبدہ کی طرف دیکھا پھر زبدہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ بول پڑی۔

زبدہ میرے محترم۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے آپ پر انکشاف کیا تھا کہ

میں ایک نوجوان سے محبت کرتی ہوں چاہتی ہوں اور اب بھی میں آپ سے کہتی ہوں کہ میں عمر کی بے جہت مسافت میں سفید اجلی براق چادر جیسی تھی۔ میری زیست چاہت کی تشنگی۔ اشتیاق و اضطراب کے نام سے کبھی ناآشنا تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ اس جوان کی محبت میری زندگی میں شفق کے رنگوں میں ڈھلے ہنگام۔ وصل خوشیوں کی نرم سرگوشیوں۔ ستاروں کی چمک۔ چاند کی ٹھنڈک۔ اور وارفتہ سیل محشر میں لذت لمس کی طرح داخل ہوئی۔ میری بے ثمر یادوں کو اسکی محبت نے کرنوں کے الہام۔ میرے بنجر پڑے ارمانوں کو خوشبو کی تحریروں۔ اور میری جذبوں کی بکھری داستانوں کو نشیلی ساعتوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا۔ محترم زبدہ اسکی محبت نے یوں جانو میری زیست کے تھکے ہارے خوابوں کے ساحلوں پر بے میثاق دوستی کی تحریریں رقم کر کے رکھ دی ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد تمر جب رک گئی تو اسکی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے زبدہ نے اسے پھر مخاطب کیا۔

تمر کیا میں اس جوان کا نام پوچھ سکتا ہوں جو تمہاری چاہت کا محور تمہاری محبت کا ہدف ہے زبدہ کے اس سوال پر لمحہ بھر کیلئے تمر نے اسے تیز نگاہوں سے دیکھا اسکے بعد محبت بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

اگر میں اس نوجوان کا نام نہ بتانا چاہوں تب آپکی طرف سے کیا رد عمل ہوگا اس پر زبدہ کسی قدر اپنی گردن کا خم کرتے ہوئے کہنے لگا اگر تم اس نوجوان کا نام مجھے نہ بتانا چاہو تو میں سمجھونگا کہ میں نے اسکا نام تم سے پوچھ کر غلطی کی ہے اور میں اپنے اس رویئے پر ندامت کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔

زبدہ کے اس جواب پر تمر بے چاری ایک طرح سے پس کر رہ گئی تھی اس نے محسوس کیا تھا کہ اسکے الفاظ نے زبدہ کی دل شکنی کی ہے اور زبدہ کی دل شکنی اسکی جان اسکی روح کا کرب بن سکتی تھی۔ لہذا وہ فوراً بولتے ہوئے کہنے لگی محترم زبدہ آپ دل میلا نہ کریں نہ اداس اور افسردہ ہوں میں آج جبکہ آپ پوچھ ہی بیٹھے ہیں اور ضد بھی کرنے لگے ہیں تو اس جوان کا نام میں آپکو ضرور بتاؤنگی جبکہ میں نے اس کی طرف سے کسی مثبت جواب کا انتظار کئے بغیر اسے اپنی محبت کا محور اسے اپنی چاہت کا مرکز بنا رکھا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد تمر تھوڑی دیر کیلئے خاموش رہی اس دوران زبدہ بڑے غور سے

اسکی طرف دیکھتا رہا زبدہ نے محسوس کیا۔ اس موقع پر تمر کی آنکھوں میں قرب کی نرم چادر کے اندر روشنی کے سمندر جیسی کیفیت تھی۔ اسکے الجھے تنفس کی حدت میں فشار آتش اور اسکے چہرے پر جوان جذبوں سے بھرپور طلب فروزاں تھی۔

تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد تمر اچانک حرکت میں آئی اپنا نازک اپنا خوبصورت نرم و گداز ہاتھ اس نے آگے بڑھایا تھوڑی سی بیباکی کا مظاہر کرتے ہوئے زبدہ کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا پھر وہ چاہتوں کی مٹھاس محبتوں کی شیرنی بھری آواز میں زبدہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

زبدہ وہ جوان آپ ہی ہیں۔ جسے میں نے اپنی محبت کا محور اپنی چاہت کا مرکز بنا رکھا ہے زبدہ آپکی محبت ہی میری زندگی کا انجذاب۔ میرے باطن کا عکس ماورا۔ میرے شوق کی حد رسا۔ میرے رنگ و نظر کی ترجمان اور میرے لئے ہر پل زندگی کا پیغام ہے۔ زبدہ آپ سے ملاقات سے پہلے میں بالکل ایک کورے ورق جیسی تھی۔ آپ سے ملاقات کے بعد میرے قرطاس دل پر محبت اور چاہت کے لفظ لکھے گئے۔ یوں جانو زبدہ تمر آپ سے ایسی محبت ایسی چاہت رکھتی ہے جسکی کوئی تہہ جسکی کوئی تھاہ نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آج تک میں آپکے سامنے اپنی محبت کا اظہار نہ کر سکی میرا مرنے والا بھائی اذینہ اور میری بہن ملکہ زنوبیہ جانتے ہیں کہ میں آپکو چاہتی ہوں اور آپ سے محبت کرتی ہوں لیکن میں نے اس بنا پر اپنی محبت کا آپ پر انکشاف نہیں کیا کہ میں اس بات کی تمنا رکھتی تھی کاش آپکی طرف سے بھی میرے لئے چاہت اور محبت کا اظہار ہوتا کہ آپکی محبت آپکی چاہت کو میں اپنی خوش قسمتی اور اپنے لئے سعادت جان کر ہمیشہ کیلئے گلے لگا لوں۔

تمر اپنی بات ختم کر چکی پر زبدہ نے اسکی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اسکی گردن جھک گئی تھی وہ نہ جانے کن سوچوں میں کھو کر رہ گیا تھا۔ اس موقع پر بڑے پر شوق انداز میں اسکی طرف دیکھتے ہوئے تمر نے پھر پوچھا۔ محترم زبدہ کیا آپکو مجھ سے کوئی محبت کوئی لگاؤ نہیں ہے اس پر زبدہ نے چونک کر تمر کی طرف دیکھا۔

تمر۔ اپنے حسن اپنی خوبصورتی اپنے نسوانی کشش میں تم ایک بے مثال اور لاجواب لڑکی ہو۔ ہر کوئی تمہاری چاہت تمہاری محبت کا طلبگار ہو سکتا ہے میں اس لحاظ سے اپنے آپکو انتہا درجہ کا خوش قسمت خیال کرتا ہوں کہ تم نے مجھے اپنی محبت اپنی چاہت کے قابل سمجھا پر تمر تو جانتی ہو گی کہ میری زندگی آخری شب کی تاریکیوں میں ورق ورق بکھرتے خوابوں۔ گلی گلی دھکے کھاتے لفظوں کے دھندلاتے مفہوم۔ اور دھوپ کے پر جفا دشت میں عذابوں سزاؤں کے قصوں کی مانند ہے۔ میں نے ابتک صحرائے پالمیرہ کے نخلستانوں میں ایک گوشہ گیر اور بے مایہ سے انسان کی سی زندگی بسر کی ہے تمہاری زندگی کا سارا حصہ تدمر کے شاہی ایوانوں میں ہوا ہے تمر میں ایک بے نوا سا انسان ہوں۔ صحرائے پالمیرہ کے نخلستانوں میں میرا چھوٹا سا ایک مکان ہے۔ جہاں اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو تمہیں کوئی آرام کوئی عیش و عشرت مہیا نہ ہو سکے گی۔

زبدہ شاید مزید کچھ کہتا کہ تمر نے اپنا دوسرا ہاتھ بڑھاتے ہوئے زبدہ کا دوسرا ہاتھ بھی اپنے گداز ہاتھ میں لیا پھر وہ بڑی رقت آمیز آواز میں زبدہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

زبدہ مجھے زندگی کی عیش و عشرت نہیں چاہیے۔ اور یہ بھی یاد رکھئے کہ اب آپ ہی میری زندگی کی جستجو ہیں۔ تیروں کی بوچھاڑ میں اب آپ ہی میرے لئے فردوس سماعت نغمہ وند ناتی عداوتوں میں آپ ہی اب میرے لئے امن کی تازہ مہک اور فسانہ ناشناس میں آپ ہی کی ذات میرے لئے میرے حواس کا جشن ہے۔ قسم ابراہیم کے خداوند کی اگر آپ مجھے اپنی بیوی اپنی رفیقہ بنا کر نخلستانوں یا صحراؤں میں نصب کسی خیمے میں بھی رکھیں تو میں آپکے ساتھ وہ زندگی بھی خوشی خوشی ہنس کر گذار دونگی اسلئے کہ میری زندگی کی منزل اور آرزو آپ ہیں زیست کی خوشیاں اور عیش و عشرت نہیں۔

تمر کی گفتگو سنکر زبدہ خوش ہو گیا تھا پھر اسی خوشی میں وہ بڑے شوق بڑی چاہت میں تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

تمر اگر تم بدترین حالات میں بھی میرا ساتھ دینے کیلئے تیار ہو۔ اگر تم برے لمحوں میں بھی میری رفاقت قبول کرنے کے لئے تیار ہو تو پھر میرا فیصلہ بھی سنو۔

میں تمہیں اس چاہت سے بڑھ کر محبت دونگا جو تم میرے لئے رکھتی ہو میں تمہیں اپنی پاکیزہ چاہتوں کا ثمر اور اپنے ہوش و خرد۔ محبت والفت کا پیکر پر جمال سمجھ کر قبول کرونگا اگر تم مجھ سے محبت کرتی ہو تو پھر سنو۔ آج کے بعد تم میرے جسم و جان کا حوصلہ۔ میری دل کی سونی وادیوں کا سراج اظہرہ منیر۔ میری زندگی کے کوہ و بیابان۔ دشت و دمن میں چاہتوں کا چشمہ۔ محبت کا جھرنا اور الفت کا کنول ہو۔ آج کے بعد تم میرے لئے ساغر و مینا۔

آنکھ ۔ عارض اور کاکل وزلف گھٹاؤں کی بستی ہو ۔ تم میری عزت میرا ناموس ہو ۔ میں تمہیں اپنی زیست کیلئے نغمہ ۔ خوشبو ۔ پیار ۔ محبت اور رقص تبسم کے طوفانوں کا جاری سفر جان کر قبول کرتا ہوں ۔ تمر میں تم سے اپنی محبت اپنی چاہت کا اظہار کرتا ہوں ۔ اور تم سے عہد کرتا ہوں کہ آج کے بعد تم میری عمر کی موج رواں ۔ میری حیات کا ابر باراں ہو ۔ اور میں تمہاری رفاقت تمہاری چاہت پر ہمیشہ فخر کرتا رہوں گا۔

زبدہ کا یہ جواب سنکر تمر کے حسین چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں اطمینان ہی اطمینان بکھر گیا تھا ۔ پھر اس پر زبدہ کی چاہت اور محبت کا ایسا نشہ سوار ہوا کہ بیٹھے ہی بیٹھے حرکت میں آئی اپنے مرمریں اور خوبصورت جسم کو اس نے زبدہ کی گود میں گرا دیا اپنا سر اس نے زبدہ کے شانے پر رکھا اور مٹھاس بھری آواز میں کہنے لگی۔

زبدہ ۔ میرے حبیب ۔ آپ میرے لئے عذاب لمحوں میں خوشبو کا رخ جمال ۔ اور چاہتوں کی سرخئ لب ور خسار ثابت ہوئے ہیں ۔ آپ نے مجھ سے محبت اور الفت کا اظہار کر کے کبھی نہ ختم ہونے والے میرے دکھوں کو آنے والی رتوں کے سکھ میں تبدیل کر دیا ہے ۔ آپ نے مجھ سے محبت کا اظہار کر کے مجھے کرب کے طوفانوں کی نہاں موجوں سے نکال کر بے خزاں پھولوں کی وادیوں میں ڈال دیا ہے ۔ اسکے لئے میں اگر ساری عمر بھی آپکا شکریہ ادا کرتی رہوں تب بھی نہیں کر سکتی۔

جس وقت تمر نے اپنا سر زبدہ کے شانے پر رکھا ہوا تھا ۔ زبدہ نے اسکے سر پر ایک طویل بوسہ دیا اور بڑے پیار سے اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ۔ پھر وہ کہنے لگا۔

تمر اب ہم دونوں ایک ہیں ۔ تدمر کی سلطنت کو جو رومنوں اور ایرانیوں کی طرف سے خطرات منڈلا رہے ہیں انہیں ٹالنے کے بعد میں اور تم شادی کر لیں گے اور پر سکون زندگی بسر کرینگے ۔ تمر علیحدہ ہو گی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی آپ میرے حبیب ۔ میری محبت کی منزل ہیں ۔ آپ جو بھی فیصلہ کرینگے میں اسے بخوشی قبول کرونگی میں بیان نہیں کر سکتی کہ آپ نے جو میرے ساتھ محبت کا اظہار کیا ہے اسکے لئے میں کس قدر خوش ہوں ۔ میں اپنے آپکو اس قدر ہلکا اور پر سکون محسوس کر رہی ہوں جیسے لافتا اور دائی پرندوں کی طرح سے ہوں اور ہواؤں میں اڑ رہی ہوں ۔ اس پر زبدہ نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تمر اب فضاؤں اور ہواؤں میں اڑنا چھوڑو ۔ میرے خیال میں کھانے کا کچھ کریں مجھے بھوک لگی ہے ۔ اور ہاں تم کہاں قیام کرو گی تم چاہو تو میں ہیلوپولس کے قدیم قصر میں تمہاری رہائش کا انتظام کر سکتا ہوں ۔ اس پر تمر تڑپ کر کہنے لگی۔

اب میں آپ سے علیحدہ ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتی ۔ جب تک میری اور آپکی شادی نہیں ہو سکتی اس وقت تک تو ہم دونوں ایک ہی خیمے میں قیام نہیں کر سکتے بہر حال اب جبکہ ہم اپنے لئے ایک دوسرے کو چن چکے ہیں تو میرا خیمہ ہمیشہ آپکے ساتھ نصب ہوا کریگا ۔ اور ایسا اس وقت تک ہو گا جبتک ہم شادی نہیں کر لیتے ۔ شادی کے بعد میں آپکے ہی خیمے میں قیام کیا کرونگی ۔ میرے خیال میں اٹھیں اب کھانے کا انتظام کرتے ہیں ۔ اسکے ساتھ ہی تمر اپنی جگہ سے اٹھی اپنا ہاتھ آگے بڑھایا بڑے پیار سے زبدہ کا ہاتھ پکڑ کر اس نے زبدہ کو اٹھایا پھر وہ دونوں اپنے خیمے سے باہر نکل گئے تھے۔

OOOO

تدمر شہر میں حارث بن حسان ایک روز ملکہ زنوبیہ کے کمرہ خاص میں داخل ہوا اس نے دیکھا اس وقت ملکہ اس کمرے کے وسط میں سونے کے کام سے مزین اپنی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی ۔ حارث بن حسان کو دیکھتے ہوئے حسین وجمیل ملکہ کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی حارث کو ہاتھ کے اشارے سے ملکہ زنوبیہ نے اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا ۔ حارث چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا ۔ پھر ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا خانم کیا تم نے مجھے طلب کیا ہے۔

اس پر ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک بڑے پیارے انداز میں حارث بن حسان کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ کہنے لگی ۔ حسان کے بیٹے ۔ میرے مخبروں نے یہ اطلاع کی ہے کہ ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے ایک لشکر ہماری طرف روانہ کیا ہے ۔ شاہ پور کو خطرہ ہے کہ میں کہیں رومنوں سے اتحاد کر کے اسکے لئے خطرے کا باعث نہ بن جاؤں لہذا وہ ایسا ہونے سے پہلے ہی میرا اور میری سلطنت کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے ۔ حسان کے بیٹے میں نے تمہیں اسلئے طلب کیا ہے کہ اب جبکہ میں تمہیں اپنے لشکریوں کے ایک حصے کا سالار مقرر کر چکی ہوں تو تم سے

پوچھتی ہوں کہ کیا تم ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے اس لشکر کو جو ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے بڑی تیزی سے ہمارے مرکزی شہر تدمر کا رخ کر رہا ہے مار بھگانے کا حوصلہ اور عزم رکھتے ہو۔
تھوڑی دیر کیلئے ملکہ دم لینے کے لئے رکی۔ اسکے بعد وہ کہتی چلی گئی۔

سن حسان کے بیٹے۔ میرے لشکریوں کا سالار اعلیٰ اور سپہ سالار دونوں اس وقت مغرب کی سرزمینوں میں مصروف ہیں۔ پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ ایران کی قوت کا مقابلہ کرنے کیلئے دونوں کا طلب کر لوں لیکن مجھے یہ بھی خبریں آ رہی ہیں کہ رومن کسی بھی وقت حمس اور ہیلیو پولس شہروں پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ لہذا میں اپنے ان دو نایاب جرنیلوں کو وہاں سے نہیں بلا سکی۔ اسی بنا پر یہ مہم میں تمہارے سپرد کرتی ہوں اب کہو اس سلسلے میں تمہارا کیا جواب ہے۔

ملکہ زنوبیہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے حارث بن حسان نے ایک بار اسے بڑے غور سے دیکھا پھر وہ اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ ملکہ میں تیری بھی حفاظت کرونگا اور تیری سلطنت کی بھی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے جو لشکر تدمر پر حملہ کرنیکے لئے روانہ کیا ہے میں اسے تمہارے اس مرکزی شہر تک نہ پہنچنے دونگا بلکہ اسے صحراؤں کے اندر ایسی شکست دونگا کہ آنے والے دور میں شاہ پور کو پھر کبھی تم پر حملہ آور ہونے کی جرأت اور ہمت نہ ہو سکے گی۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی تھی کچھ دیر تک وہ بھی بڑے غور سے حارث کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ ایک عزم اور فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی۔

حسان کے بیٹے۔ اگر تم نے شاہ پور کے اس لشکر کے جو ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے پیشقدمی کر رہا ہے شکست دیدی تو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ جب تم فاتح کی حیثیت سے تدمر شہر میں واپس آؤ گے تو میں شب عروسی کے لباس میں تیرا استقبال کرونگی اور جس روز تم شہر میں داخل ہو گے اسی روز میں تم سے شادی کر لونگی۔ اور مزید سنو ابن حسان۔ اگر تم شاہ پور کے لشکر کو مار بھگانے میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر میں تم سے شادی تو نہیں کرونگی لیکن تم میرے لشکر کے سالار اسی طرح برقرار رہو گے۔

ملکہ زنوبیہ کی اس پیشکش پر حارث بن حسان بے حد خوش ہو گیا تھا پھر وہ کہنے لگا۔

ملکہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہارے علاقوں کی خوب حفاظت کرونگا۔ حارث کا یہ جواب سنتے ہوئے ملکہ زنوبیہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارے کوچ کی تیاریاں کراتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ تم آج ہی لشکر لیکر شاہ پور کے لشکر کا مقابلہ کرنیکے لئے روانہ ہو جاؤ۔ حارث بن حسان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چپ چاپ ملکہ زنوبیہ کے ساتھ ہو لیا۔ شام سے پہلے ہی پہلے ملکہ زنوبیہ نے اسکے کوچ کی تیاریاں مکمل کر دیں پھر حارث تدمر شہر سے جنوبی صحراؤں کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

OOOO

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا لشکر بڑی تیزی سے صحرائے پالمیرہ میں جنوب کی طرف پیشقدمی کر رہا تھا۔ صحرا کے اندر حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ اسکی راہ روک کھڑا ہوا۔ ایرانی لشکر کے کماندار کو جونہی خبر ہوئی کہ ملکہ زنوبیہ کے ایک سالار نے انکی راہ روک دی ہے تو اس نے فوراً اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیدیا تھا۔

اپنے سالار کو حکم سنتے ہی ایرانی لشکری نفرت کے آشوب میں وحشت کے طوفان۔ بیکراں وسعتوں میں وقت کے بدترین تمرد۔ گرد و پیش کے دھوئیں میں جبر کی سلگتی آگ کی طرح ہر طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے میدان جنگ کے اندر پیاس کے ابلتے طوفان۔ افق افق میں وحشتیں اور قدم قدم پر ویرانیاں کھڑی کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف حارث بن حسان بھی بڑی حاضر دماغی سے کام لے رہا تھا وہ ایرانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی اگلی صفوں کو پھیلاتا جا رہا تھا اگلی صفوں کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ پچھلی صفیں بھی انکے تعاقب میں پھیلتی جا رہی تھیں شاید یہ سب کچھ حارث بن حسان اپنے لشکریوں کے ساتھ پہلے سے طے شدہ تجویز کے مطابق کر رہا تھا۔

حارث بن حسان اپنے لشکر کو پھیلاتے پھیلاتے ایرانی لشکر کے پہلو تک بڑھا کر لے گیا تھا۔ پھر وہ دفاع سے نکلا اور جارحیت پر اترا۔ سامنے اور طرفین سے اپنے لشکریوں کو وہ امیدوں کو راکھ کرتے کڑوے کسیلے ذائقوں اور فنا کے سلسلوں میں عزم کی بے پناہ

امنگوں کی طرح حرکت میں لایا ایرانی لشکر پر وہ سامنے دائیں بائیں سے موت کے سکوت محیط - زندگی کی ویرانیاں پھیلاتی بے کل خواہشوں - رقص کرتے سیال مادوں اور موسم کے تغیر میں حرکت میں آنے والی فنا کے تباہ کن سیلاب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

صحرائے پالمیرہ میں تھوڑی دیر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی اس دوران حارث بن حسان نے اپنے تیز حملوں سے ایرانی لشکر کی حالت صدیوں کی تنہائی - مایوسی کی کہر - اور آگ کے غضب میں بھسم ہوتی بنجر بگولوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی - پھر وہ وقت بھی آیا جب حارث بن حسان نے اپنے لشکریوں کے ساتھ ایرانیوں کی اگلی صفیں مکمل طور پر ادھیڑ کر رکھ دی تھیں - اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے ایرانی اپنا سارا جنگی ساز و سامان اور خوراک کے ذخائر چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

یہ حارث بن حسان کے ہاتھوں ایرانیوں کی بدترین شکست تھی حارث بن حسان نے انکا تعاقب کیا یہ تعاقب کئی میلوں تک جاری رہا یہاں تک کہ حملہ آور ایرانی لشکریوں کی تعداد حارث بن حسان کے ہاتھوں قتل عام ہونے کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ بہت کم ایرانی لشکری اپنی جانیں بچا کر صحرائے پالمیرہ سے نکل کر اپنی حدود میں داخل ہونے میں کامیاب ہو سکے تھے۔

حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا اور جس جگہ جنگ ہوئی تھی وہاں ایرانیوں کا پڑاؤ جو خوراک اور جنگی ساز و سامان سے بھرا پڑا تھا اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ کر لیا تاکہ شکست کا بدلہ لینے کیلئے کوئی اور ایرانی لشکر ادھر کا رخ کرے تو وہ اسکے لئے بھی عبرت خیزی کا سامان فراہم کر سکے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو جب اپنے لشکر کی بدترین شکست کا علم ہوا تو اس نے دل میں ٹھان لی کہ وہ ملکہ زنوبیہ سے اپنے لشکر کی شکست کا انتقام ضرور لے گا - ملکہ کے سالار حارث بن حسان کے ہاتھوں اس شکست کو شاہ پور نے اپنی توہین اور اپنی ہتک مانا - اور ملکہ زنوبیہ پر دوباہ حملہ آور ہونیکے لئے وہ تیزی سے لشکر تیار کرنے لگا تھا - اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ملکہ زنوبیہ کا سالار صحرائے پالمیرہ میں پڑاؤ کر کے ایران کی طرف سے کسی دوسرے لشکر کا منتظر ہے - لہذا اس صورتحال میں اس نے اپنی تیاریوں میں اضافہ کیا پر قدرت کو منظور نہ تھا کہ شاہ پور ملکہ زنوبیہ کے لشکر پر دوبارہ حملہ آور ہو - پر اسی دوران

اسے موت نے آدبوچا اور وہ اس فانی دنیا سے کوچ کر گیا۔

شاہ پور نے جہاں مختلف مواقع پر رومنوں کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کیں وہاں امن کے زمانے میں اپنی سلطنت کیلئے اس نے بھلائی کے بھی بڑے کام کئے - لیکن اپنی زندگی میں اسے تدمر کی سلطنت کے ہاتھوں انتہائی ذلت آمیز شکست اور زک اٹھانا پڑی - شاہ پور کی موت کے بعد اسکا بیٹا ہرمز اول ایران کا شہنشاہ بنا تھا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے لشکر کو شکست دینے کے بعد حارث بن حسان نے چند یوم تک صحرائے پالمیرہ میں اس احتیاط کے ساتھ قیام کئے رکھا کہ اگر ایران کی طرف سے کوئی اور لشکر اپنی شکست کا بدلہ لینے کیلئے روانہ کیا جائے تو وہ اس سے نپٹ سکے۔

صحرائے پالمیرہ میں قیام کے دوران حارث بن حسان کو جب خبر ہوئی کہ ایران کا شہنشاہ شاہ پور فوت ہو چکا ہے اور اب ایرانیوں کی طرف سے کسی کے انتقام لینے کا کوئی خطرہ نہیں تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ صحرائے پالمیرہ سے کوچ کر کے ملکہ زنوبیہ کے مرکزی شہر تدمر کی طرف چلا گیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان ایک فاتح کی حیثیت سے تدمر شہر میں داخل ہوا تو اپنے وعدے کے مطابق ملکہ زنوبیہ نے شب عروسی کے لباس میں حارث بن حسان کا بہترین استقبال کیا - اور اپنے وعدے کے مطابق ملکہ زنوبیہ نے حارث بن حسان سے اسی روز شادی کر لی تھی۔

OOOO

ایشیاء میں رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس کو اب اپنے شہر حمس اور ہیلو پولس کے زبدہ اور زبائی کے ہاتھوں چھن جانے کا انتہائی دکھ اور قلق تھا - وہ ہر صورت میں اپنے ان دو شہروں کو واپس لینا چاہتا تھا - اور رومنوں کی عزت و وقار کو ایشیاء میں بحال کرنے کا خواہشمند تھا - اسکے علاوہ اسے انطاکیہ شہر کے ایرانیوں کے ہاتھ میں چلے جانے کا بھی انتہا درجہ کا صدمہ تھا - میکریانس کی خوش قسمتی کہ انہی دنوں جب ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا انتقال ہو گیا تو میکریانس اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا - انطاکیہ پر

حملہ کیا۔انطاکیہ میں جو ایرانی لشکر تھا وہ میکریانس کے اس حملے کو برداشت نہ کر سکا اور انطاکیہ میں جس قدر ایرانی لشکری تھے میکریانس نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد ایک بار پھر انطاکیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔

انطاکیہ پر قبضہ کرنے کے بعد میکریانس اور اسکے لشکریوں کے حوصلے ایک بار پھر بلند ہوئے ایرانیوں کا قتل عام کرنیکے اور انطاکیہ شہر کو واپس لے لینے میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد میکریانس ہر صورت میں اپنے شہروں حمس اور ہیلوپولس کو زبدہ اور زبائی سے چھیننا چاہتا تھا ان شہروں پر حملہ آور ہونے کے لئے اس نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دینا شروع کیا۔ساتھ ہی اس نے اپنے تیز رفتار قاصد اپنے بادشاہ کی طرف روانہ کئے تاکہ اٹلی کی طرف سے اسے مناسب رسد اور کمک ملے جسکے بل بوتے پر وہ اپنے شہروں حمس اور ہیلوپولس کو واپس لینے میں کامیاب ہو جائے۔

لیکن اٹلی میں اپنے شہنشاہ کی طرف سے میکریانس کو کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا اسلئے کہ ان دنوں رومن سلطنت کی حالت دگرگوں تھی۔

دراصل رومنوں کے شہنشاہ فلپ عربیین کے قتل ہونیکے بعد ہی رومنوں کی حالت ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔فلپ کے قتل کے بعد ایک شخص ڈسیوس کو رومنوں کا شہنشاہ بنایا گیا۔اس ڈسیوس کے دور حکومت میں رومنوں کی سلامتی ایک طرح سے انتہائی خطرے میں پڑ گئی تھی۔اسلئے کہ ایشیا سے تعلق رکھنے والے گاتھ قبایئل کوہستانی سلسلوں کے اندر مغرب کی طرف مار دھاڑ کرتے ہوئے خلیج فارس تک پہنچ گئے تھے۔خلیج فارس سے ان وحشی گاتھ قبایئل نے اپنا رخ بدلا اور وسطی یورپ کا انہوں نے رخ کیا۔وسطی یورپ میں آکر ان گاتھ قبایئل کو تقویت ملی اسلئے کہ یہاں سیتھین قبائل گاتھ قبائل کے ساتھ آکر مل گئے تھے۔سیتھین قبائل بھی گاتھ قبائل کی طرح ایشیا ہی سے تعلق رکھتے تھے وہ بھی کوہستان تھان شیان کے سلسلوں کو عبور کرتے ہوئے گاتھ قبائل کی طرح مغرب کی طرف رخ کئے ہوئے تھے۔

سیتھین اور گاتھ قبائل کے مل جانے سے ان دونوں گروہوں کو خوب تقویت حاصل ہوئی لہذا وسطی یورپ کو پامال کرتے ہوئے یہ دونوں وحشی قبائل دریائے ڈینیوب کی طرف بڑھے۔دریائے ڈینیوب کے اس پار جو رومنوں کا لشکر تھا ان دونوں

وحشی قبائل نے اسے بد ترین شکست دی اور دریائے ڈینیوب کے کنارے ہی دور تک انہوں نے سفر کیا پھر دریائے ڈینیوب کو انہوں نے مختلف جگہوں سے کشتیاں چھین کر عبور کیا یہاں تک کہ بحر اسود کے کنارے تک وہ پہنچے۔یہاں آکر ان وحشی قبائل سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنی ساری جمیعت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ایک حصہ مغرب کی طرف پھیل کر قتل و غارتگری کرنے لگا دوسرا مشرق کی طرف تباہی اور بربادی کا باعث بنتا شروع ہو گیا۔

جب ان قبائل کی تباہی اور بربادی کی خبریں روم تک پہنچیں تو رومنوں کا شہنشاہ ڈسیوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا وہ دریائے ڈینیوب کے کنارے ان وحشی گاتھ اور سیتھین قبائل کی راہ روک کھڑا ہوا ہولناک جنگ ہوئی پر اس جنگ میں رومنوں کو بد ترین شکست ہوئی۔

اس شکست کے بعد رومن شہنشاہ ڈسیوس نے ایک اور لشکر تیار کیا اور وحشی سیتھین اور گاتھی قبائل کے مقابلے پر آیا اور موجودہ بلغاریہ کے وسیع میدانوں میں سیتھین اور گاتھ قبائل کا رومنوں کے شہنشاہ ڈسیوس کے ساتھ آمنا سامنا ہوا ایک بار پھر رومنوں گاتھ اور سیتھین قبائل کے درمیان بلغاریہ کے وسیع میدانوں میں ہولناک جنگ ہوئی لیکن رومنوں کی بد قسمتی کہ اس جنگ میں سیتھین اور گاتھ قبائل کے ہاتھوں رومنوں کو بد ترین شکست ہوئی اس فتحمندی کے بعد سیتھین اور گاتھ قبائل فاتح کی حیثیت سے بڑی تیزی کے ساتھ جنوب کی طرف پیشقدمی کرنے لگے تھے۔

رومنوں کو اب اٹلی بچانا مشکل ہو رہا تھا۔رومنوں کے شہنشاہ ڈسیوس نے ایک بار پھر ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور سیتھین اور گاتھ قبائل سے ٹکرایا لیکن ڈسیوس کی بد قسمتی کہ اسے پھر بد ترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اس فتحمندی کے بعد سیتھین اور گاتھ قبائل نے رومنوں کی سلطنت میں ایک بار پھر تباہی پھیلانا شروع کر دی تھی انہوں بستیوں کی بستیاں اور شہروں کو لوٹ کر آگ لگانا شروع کر دی تھی۔

یہ سب کچھ رومنوں کے شہنشاہ ڈسیوس کے لئے ناقابل برداشت تھا وہ دیکھ رہا تھا کہ اگر وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا تو عنقریب سیتھین اور گاتھ قبائل رومن سلطنت کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اسکی وہ لوٹ مار کرینگے کہ اس سے پہلے کبھی نہ کسی نے کی ہو اس

خدشے کے تحت اس نے ایک بار پھر ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ان دونوں وحشی قبائل کے خلاف اس نے قسمت آزمائی کا ارادہ کیا۔

ایک بار پھر رومنوں کی سیتھین اور گاتھ قبائل کے ساتھ جنگ ہوئی لیکن رومنوں کی پھر بد قسمتی کہ ان وحشی ایشائی قبائل نے رومنوں کو بدترین شکست دی اس جنگ میں رومنوں کا شہنشاہ اپنے بیٹے کے ساتھ مارا گیا رومن شہنشاہ ڈسیوس کی موت کے بعد رومنوں نے ایک انتہائی تجربہ کار شخص ویلیرین کو اپنا شہنشاہ بنایا۔

ویلیرین کے تخت نشین ہونے تک ویلیرین کی خوش قسمتی کہ شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے گاتھ اور سیتھین قبائل نے دور دور تک رومن سلطنت میں حملہ آور ہو کر بے شمار مال و دولت جمع کر لیا تھا۔ اب یہ مال و دولت چونکہ پیشقدمی کرنے میں مزاحمت کر رہا تھا لہذا جنوب کی طرف اٹلی میں پیشقدمی کرنیکے بجائے انہوں نے جو کچھ مال و دولت لوٹا تھا اسے لیکر وہ واپس ہو لئے اسطرح گاتھ اور سیتھین قبائل کے آپ سے آپ لوٹ جانے سے رومن سلطنت کے سر پر منڈلاتا ہوا ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا تھا۔

لیکن نئے رومن شہنشاہ ویلیرین کی بد قسمتی کہ اسکا ٹکراؤ ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے ساتھ ہو گیا جس میں اسے شکست ہوئی اسمیں اسے گرفتار کر لیا گیا اسکی گرفتاری کے بعد رومنوں نے اسکے بیٹے گیلینوس کو اپنا شہنشاہ بنا لیا گو نئے شہنساہ گیلینوس کے تخت نشین ہونے تک ایشیاء کے وحشی گاتھ اور سیتھین قبائل رومن سلطنت کے وسیع حصوں کو روندنے اور لوٹ مار کا بازار گرم کرنے کے بعد واپس جا چکے تھے لیکن گیلینوس کے تخت نشین ہونے کے بعد اسکے لئے ایک نئی مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ اسطرح کہ ایشیاء کے المانی نام کے کچھ اور وحشی قبائل نے یورپ کا رخ کیا پہلے یہ لوگ جرمنی میں داخل ہوئے پھر چاروں طرف آگ اور خون کا کھیل انہوں نے کھیلا۔ جرمن اپنے آپ کو بڑا دلیر بڑا شجاع ہنر مند سمجھتے تھے لیکن ان المانی نام کے ایشیائی قبائل نے جب جرمنوں کو روند کر رکھ دیا تو جرمن انکے خلاف کچھ نہ کر سکے بلکہ یہ وحشی المانی قبائل جرمنی کے بیچ و بیچ ہوتے ہوئے دریائے رائن کو عبور کر کے اسکے بعد آندھی اور طوفان کی طرح جنوب مشرق کی طرف پیشقدمی کرتے ہوئے فرانس میں جا داخل ہوئے تھے۔

کچھ عرصے تک ان ایشائی المانی قبائل نے فرانس میں آگ اور خون اور تباہی و

بربادی کا خوب کھیل کھیلا پھر انہوں نے کوہستان الپس کی برف پوش چوٹی کو عبور کیا اور شمالی اٹلی میں داخل ہوئے رومنوں نے انکی راہ روکنے کے لئے یکے بادیگرے کئی لشکر روانہ کئے لیکن المانی نام کے ان وحشی قبائل نے ہر رومن لشکر کو بدترین شکست دی شمالی اٹلی میں دور تک وہ پھیل گئے اور ہر طرف انہوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کرنا شروع کر دیا تھا ایسا لگتا تھا جیسے فرانس کے بعد اٹلی کا بھی کوئی وارث نہ رہا ہو۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے رومنوں کا نیا شہنشاہ گیلینوس بڑا فکرمند ہوا اسے خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر المانی قبائل اسی طرح پیشقدمی کرتے رہے تو پورے اٹلی کو روند کر ایک نہ ایک روز وہ رومنوں کی سلطنت کا خاتمہ کر دینگے ان خدشات کے تحت گیلینوس نے رومنوں کی پوری قوت کو جمع کیا ایک ایسا لشکر اس نے تیار کیا جو اس سے پہلے کبھی تیار نہ ہوا تھا اور اس لشکر کی کمانداری وہ خود کرتا ہوا المانیوں کی راہ روکنے کیلئے آگے بڑھا اس وقت تک المانی فرانس اور اٹلی سے لوٹ مار کر کے بہت کچھ حاصل کر چکے تھے۔ لہذا مزید پیشقدمی کرنیکے بجائے اور واپسی کے متعلق سوچ رہے تھے رومن شہنشاہ گیلینیوس اپنے لشکر کے ساتھ انکے سر پر پہنچ گیا۔

اٹلی کے شمالی شہر میلان سے باہر کھلے میدانوں میں رومنوں اور المانی قبائل کے درمیاں خوفناک جنگ ہوئی یہ جنگ کئی روز تک جاری رہی یہاں تک کہ المانی قبائل اپنا سارا سامان سمیٹے ہوئے جس طرف سے آئے تھے اس طرف ہی پسپا ہو گئے تھے المانیوں کے ہاتھوں چونکہ سب سے زیادہ نقصان جرمنوں کو پہنچا تھا۔ رومنوں نے چونکہ انکی حفاظت کا کوئی بندوبست نہ کیا تھا لہذا جرمنی میں رومنوں کے خلاف یکے بہ دیگرے پانچ بغاوتیں اٹھیں لیکن گیلینیوس کی خوش قسمتی کہ پانچوں بار ان بغاوتوں کو فرو کر دیا گیا تھا۔

المانی قبائل کے واپس جانے کے بعد جرمنوں کی بغاوتوں کو فرو کرنے کے بعد گیلینیوس کو کسی قدر اطمینان حاصل ہوا تھا کہ اسکے لئے مزید مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوئیں ایشیاء کے وحشی گاتھ اور سیتھین قبائل جو اس سے پہلے جرمنی اور اٹلی کے وسیع حصوں کو لوٹ کر اور بے شمار مال و دولت جمع کر کے چلے گئے تھے المانی قبائل کے واپس جانیکے بعد انہوں نے دوبارہ یلغار کرنا شروع کر دی تھی۔

یہ دونوں وحشی ایشین قبائل اچانک نمودار ہوئے رومنوں کی سلطنت کے شمالی

وسیع حصوں میں انہوں نے آگ اور خون کا کھیل پھر کھیلنا شروع کر دیا تھا رومن شہنشاہ گیلینیوس نے انکی راہ روکنے کیلئے یکے با دیگرے کئی لشکر روانہ کئے لیکن انکی راہ روکنا انتہائی مشکل تھا اسلئے کہ یہ وحشی قبائل ٹڈی دل کی طرح رومنوں کی سلطنت میں پوری طرح پھیل چکے تھے۔

رومنوں کے ساتھ ان وحشی قبائل کے کئی معرکے ہوئے جن میں انہوں نے رومنوں کو بدترین شکستیں دیں۔ بالآخر جب لوٹ مار سے انکا دل بھر گیا تو یہ خود بخود ہی واپس ہولئے المانی قبائل کی لوٹ مار اسکے بعد جرمنی میں اٹھنے والی بغاوتوں اور آخر میں گاتھ اور سیتھین قبائل کے ہاتھوں رومن سلطنت کے شمالی حصوں کی تباہی نے رومن شہنشاہ گیلینیوس کی ساکھ کو بالکل ختم کر دیا تھا اور کچھ رومن جرنیل اندر ہی اندر اسکے خلاف کام کرنے لگے تھے یہانتک کہ انہوں سازش کر کے گیلینیوس کو قتل کر دیا اور اسکی جگہ ایک شخص اورلیوس کو اپنا شہنشاہ مقرر کیا جن دنوں ایشیاء میں رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ میکریانس نے زبدہ اور زبائی کے خلاف حرکت میں آنے اور اپنے شہر ہیلیوپولس اور حمس واپس لینے کے لئے اپنے مرکز سے درخواست کی تھی ان دنوں رومنوں کا شہنشاہ گیلینیوس گاتھ اور سیتھین قبائل کے خلاف بری طرح مصروف تھا لہٰذا وہ میکریانس کو کوئی خاطر خواہ جواب نہ دے سکا اسکے لئے کمک بھی روانہ نہ کر سکا گیلینیوس کے بعد جب اورلیوس شہنشاہ بنا تو اسکے لئے بھی بیشمار مسائل پھیلے ہوئے تھے لہٰذا اس نے بھی میکریانس کو کوئی مدد یا کمک روانہ نہ کی۔

OOOO

اپنے مرکز کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ایشیا میں رومنوں کا سپہ سالار اعلیٰ میکریانس بڑا مایوس ہوا لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری اپنے طور پر اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور انطاکیہ سے نکل کر اس نے مشرق کا رخ کیا تا کہ زبدہ اور زبائی پر حملہ آور ہو کر وہ اپنے شہر حمس اور ہیلیوپولس کو ان سے وہ واپس لے سکے۔

حمس سے تقریباً تیس میل مغرب میں میکریانس نے اپنے لشکر کو رک جانے اور

پڑاؤ کر جانے کا حکم دیا تھا جب پڑاؤ قائم ہو گیا تو میکریانس نے اپنے سالاروں کا جنگی اجلاس طلب کیا اس اجلاس کا اہتمام میکریانس نے اپنے خیمے میں کیا تھا اور اس اجلاس میں میکریانس کے علاوہ صور کا رومن حکمران ایگناٹیس۔ دمشق کا رومن حکمران مارکس۔ افامیہ کا رومن حکمران اور اسکا سپہ سالار ڈیوکاس اور فیورس شامل ہوئے تھے انکے علاوہ کچھ چھوٹے سالار بھی اس مجلس میں شامل ہوئے تھے جب سب لوگ میکریانس خیمے میں جمع ہو گئے تب میکریانس نے انہیں مخاطب کیا۔

میرے ساتھیو! اپنے شہر حمس اور ہیلیوپولس واپس لینے کیلئے میں نے ایک لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ وہ میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں اور اگر تمہیں اس سے کوئی اختلاف ہو تو جسطرح تم چاہو گے اس میں تبدیلی کی جائیگی۔

میری تجویز یہ ہے کہ یہاں سے پڑاؤ اٹھانے سے پہلے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ ایک حصہ میری کمانداری میں رہے گا ایگناٹیس اور مارکس دونوں میرے ساتھ میرے دائیں بائیں لشکریوں کے حصے کے طور پر رہیں گے جبکہ لشکر کا دوسرا حصہ ڈیوکاس کی سرکردگی میں ہو گا اور فیورس اس کے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔

میں ایگناٹس اور مارکس تینوں متحدہ لشکر کو لے کر حمس شہر کا رخ کریں گے۔ جبکہ ڈیوکاس اور فیورس لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ گھات میں رہیں گے۔ یہ صرف رات کے وقت سفر کریں گے دن کے وقت یہ کہیں گھات لگا لیا کریں گے۔

میرے ساتھیو۔ اس حالت میں ہم حمس شہر کا رخ کریں گے۔ ظاہر ہے کہ ہماری پیشقدمی کی خبر زبدہ اور زبائی دونوں کو ملیگی تو وہ علیحدہ علیحدہ حمس اور ہیلیوپولس میں نہیں رہیں گے بلکہ اپنی قوت کو وہ یکجا کر کے ہماری طرف بڑھیں گے اور ہماری راہ روک کھڑے ہوں گے۔ میں ایگناٹیس اور مارکس کے ساتھ زبدہ اور زبائی دونوں کو جنگ میں مصروف رکھوں گا۔ ڈیوکاس اور فیورس چونکہ لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ صرف رات کے وقت کوچ کر رہے ہوں گے لہٰذا ان کی پیشقدمی کی کسی کو اطلاع نہیں ہو گی۔ اور جس جگہ زبدہ اور زبائی ہماری راہ روکیں گے اور جس جگہ کو وہ میدان جنگ بنانا چاہیں گے اس کے آس پاس قریب ہی کہیں ڈیوکاس اور فیورس بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات میں رہیں گے اور جنگ کے دوران وہ جب بھی مناسب موقع جانیں زبدہ اور زبائی کی

پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہیں ۔ اس طرح زبدہ اور زبائی کو ہم بڑی آسانی سے شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں ۔

میرے ساتھیوں سنو ۔ ایک بار اگر ہم نے زبدہ اور زبائی کو صحرائے پالمیرہ میں شکست دی انہیں پسپا کیا اور ان کے پاؤں اکھیڑ کر رکھ دیئے تو یاد رکھنا تدمر تک وہ کہیں بھی ہمارے سامنے جمنے نہ پائیں گے ۔ زبدہ اور زبائی کے بعد میں تم سب کو یقین دلاتا ہوں کہ تدمر کی ملکہ زنوبیہ کی قوت اور طاقت آپ سے آپ ختم ہو کر رہ جائے گی ۔ اس لئے کہ زبدہ اور زبائی ملکہ زنوبیہ کا دایاں بایاں بازو ہیں ۔ جب یہ بازو ہی بیکار کر دیئے جائیں گے تو ملکہ کو ہر صورت میں ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہونا پڑیگا ۔

یہاں تک کہنے کے بعد میکریانس تھوڑی دیر کے لئے رکا ۔ اس کے بعد پھر اس نے اپنے سالاروں کو مخاطب کیا ۔

جو تجویز میں نے پیش کی ہے اس پر تم میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہو تو بولے اور اگر تم اس سے اتفاق کرتے ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا اور شام کا کھانا یہیں کھانے کے بعد یہاں سے حمس کی طرف کوچ کیا جائے گا ۔

میکریانس کے سارے سالاروں نے اس کی اس تجویز سے اتفاق کیا ۔ لہذا شام تک میکریانس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ وہیں رکھا ۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد لشکر کے دونوں حصے ایک دوسرے سے جدا ہوئے ۔ میکریانس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو حمس کی طرف جاتی تھی جبکہ ڈیوکاس اور فیورس راہ سے ہٹ کر چھپتے چھپاتے شاہراہ سے قریب ہی حمس شہر کی طرف بڑھ رہے تھے ۔

زبدہ کھنکھارتا ہوا حسین و جمیل تمر کے خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا ۔ خیمے کے اندر اس وقت تمر نیم دراز آرام کر رہی تھی ۔ خیمے کے دروازے پر زبدہ کو دیکھتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی زبدہ کو اپنے خیمے کے دروازے پر دیکھتے ہوئے وہ خوشی میں پھول کی طرح کھل اٹھی تھی ۔ قبل اس کے کہ تمر زبدہ کو مخاطب کر کے کچھ کہتی زبدہ نے اسے پہلے ہی مخاطب کیا ۔ دیکھ تمر کیا میں تیری خیمے یں آسکتا ہوں ۔ اس پر تمر بے حد سنجیدہ ہو گئی ۔ تقریباً بھاگنے کے انداز میں وہ اپنے خیمے کے دروازے پر آئی ۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس نے زبدہ کا بازو پکڑا اور اسے کھینچتی ہوئی اپنے خیمے میں لائی ۔ اپنے سامنے نشست پر بٹھایا پھر گلوں اور شکووں سے بھرپور آواز میں اس نے زبدہ کو مخاطب کیا ۔

زبدہ میرے حبیب ۔ جب آپ تمر کے مالک ہیں تو تمر کی ہر چیز بھی آپ کی ملکیت ہے ۔ آپ کو میرے خیمے میں پوچھ کر آنے کی کیا ضرورت تھی ۔ کیا اس طرح آپ میری دل شکنی کرنا چاہتے ہیں یا بدترین طریقے سے میرا مذاق اڑانا چاہتے ہیں ۔ زبدہ میرے حبیب ۔ آپ تو میرے لئے اوہام کے کالے بادلوں میں تجدید رفاقت اور ذہن کے آکاش پر منڈلاتی درد کی نئی سوغاتوں میں سکون کا ایک صحرا ہیں ۔ زبدہ میرے حبیب ۔ اندھیروں کی وحشی یادوں اور درد کے طوفانوں میں آپ میری نگاہوں کی تسکین ۔ اور میرے لئے راحت دل و جان ہیں ۔ آپ میری سلگتی سانسوں کی خوشبو ۔ میرے خیالوں کے گلاب ۔ میرے جذبوں کی چاپ ۔ اور گردش مقیاس میں میرے لئے پر سکون لمحوں کی آواز ہیں ۔ میں آپ سے یہاں

تک کہہ سکتی ہوں کہ آپ کی محبت آپ کی چاہت میرے شاداب بدن کی ہر رگ ۔ میرے سانسوں کی سلوٹ سلوٹ میری بصارت سے میری سماعت تک سما چکی ہے ۔ آپ کو یوں اجنبیوں کا سا رویہ نہیں اختیار کرنا چاہیے آپ تو میرے حوصلوں کا شباب ۔ میرے دل کا رباب ۔ میرے بدن کی مہک ۔ میری جوانی کی راحت ۔ میرے لئے تو آپ لذت وصل کا سکون اور ان سنے گیتوں کی نغمگی ہیں ۔ جب آپ ہی مجھ سے اجنبیت برتنے لگیں گے تو پھر میرے پاس کیا رہ جاتا ہے ۔ میں تو گرسنہ لوگوں اور کنارہ کش فقیروں سے بھی زیادہ بدتر ہو کر رہ جاؤں گی ۔ آپ میرے ساتھ وعدہ کیجئے کہ آئندہ آپ میرے ساتھ یوں اجنبیت نہیں برتیں گے ۔ آپ جب چاہیں جس وقت چاہیں میرے خیمے میں بلا اجازت بلا روک ٹوک آسکتے ہیں اس لئے کہ یہ خیمہ ہی نہیں خیمہ والی بھی آپ کی ہے ۔

جب تک تمر بولتی رہی زبدہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھتا رہا ۔ جب تمر خاموش ہوئی تب بڑی پیار بھری آواز میں زبدہ کہنے لگا ۔ تمر! میں تیرے ان الفاظ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں ۔ تو جانتی ہے کہ میں نے اپنا بچپن غلامی میں اور اس کے بعد میں نے اپنی جوانی کی سرحدوں تک صحرا میں دھکے کھاتے ایک پتے کے طرح بسر کی ہے ۔ تمہاری محبت تمہاری چاہت نے میرے دل میں ایک نیا ولولہ اور ایک انوکھی تازگی بھر کر رکھ دی ہے ۔ تمر میں تیرے ان الفاظ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں جو تو نے میرے بارے میں کہے ہیں ۔ پر میں تیرے لئے اس وقت دو خبریں لایا ہوں ۔ ایک کو تو خوشخبری کہہ سکتی ہے دوسری کو تو بری خبر ۔

جواب میں تمر نے تھوڑی دیر کے لئے بڑے غور سے زبدہ کی طرف دیکھا ۔ پھر وہ کہنے لگی پہلے میں خوشخبری سننا پسند کروں گی اس کے بعد آپ دوسری خبر سنائے گا ۔ اس پر زبدہ بول پڑا ۔

تمر تمہارے لئے اچھی اور خوشخبری کی بات یہ ہے کہ تمہاری بہن اور تدمر کی ملکہ زنوبیہ نے دوسری شادی کر لی ہے ۔ اس پر تمر نے چونک کر زبدہ کی طرف دیکھا اور پوچھا ۔

زبدہ میرے حبیب ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ کیا آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں ۔ اس پر زبدہ انتہائی سنجیدگی میں کہنے لگا ۔

تمر! اس سے پہلے بھی میں نے کبھی تمہارے ساتھ ایسا مذاق کیا ہے میں بے حد

سنجیدہ ہوں ۔ یہ حقیقت ہے کہ تمہاری بہن زنوبیہ نے شادی کر لی ہے اور جس شخص سے اس نے شادی کی ہے اس کا تعلق میرے ہی قبیلے سے ہے اس کا نام حارث بن حسان ہے اور اس نے یوں جانو تمہاری بہن زنوبیہ سے شادی کر کے اپنی سب سے بڑی اور زندگی کی آخری خواہش کی تکمیل کر لی ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ رکا اس کے بعد وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا ۔

تمر میں تم پر انکشاف کروں کہ جس شخص سے زنوبیہ نے شادی کی ہے وہ ایک طرح سے میرا ہمعصر ہی ہے نام اس کا حارث بن حسان ہے اور اس کا تعلق بھی میرے قبیلے ہی سے ہے ۔ کچھ عرصہ پہلے یہ حارث بن حسان تدمر شہر گیا ۔ وہاں اس نے ملکہ زنوبیہ کو دیکھ لیا بس تب سے وہ اس پر فدا ہو گیا ۔ جس وقت یہ تدمر گیا اور ملکہ کو دیکھا اس وقت میں اور زبائی بھی اس کے ساتھ تھے ۔ زنوبیہ کو دیکھتے ہوئے یوں جانو یہ اس کے حسن کی وجہ سے پاگل ہو گیا تھا ۔ اسی وقت وہ ملکہ پر اپنے عشق اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا پر میں اور زبائی اسے کھینچ کر اپنے قبیلے میں لے گئے ۔

تمر! شاید تمہیں یاد ہو گا کہ ایک بار تمہارے بہنوئی اذینہ نے پوچھا تھا کہ کیا ہمارے قبیلے میں ہمارے جیسا کوئی اور جوان بھی ہے تو میں نے اسے کہا تھا کہ ایک جوان ہے ۔ پر میں نے اس کا نام نہیں بتایا تھا ۔ وہ جوان یہی حارث بن حسان ہے ۔ بہترین تیغ زن ہے ۔ اس پر تمر فوراً بول پڑی ۔ بہترین تیغ زن ہو گا ۔ لیکن آپ اور زبائی کے بعد ۔ اس پر زبدہ ہنس پڑا ۔ ہاں تمہارا اندازہ درست ہے ۔

جب یہ حارث بن حسان دیوانگی کی حد تک ملکہ زنوبیہ سے محبت اور عشق کرنے لگا تب ہمیں خطرہ اور اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ بھاگ کر تدمر نہ چلا جائے ۔ اور وہاں اذینہ کے سامنے کہیں زنوبیہ سے اظہار عشق و محبت نہ کر بیٹھے اس طرح ہو سکتا تھا کہ اذینہ اس کی گردن اڑا دیتا ۔ اسی خدشے اور ڈر کے باعث میں اور زبائی نے مشورہ کر کے اس حارث بن حسان کو تیما کی طرف روانہ کر دیا وہاں اس کے کچھ جاننے والے تھے ان کے یہاں اس نے قیام کیا وہاں یہ جوانوں کو تیغ زنی کی تربیت دینے لگا تھا ۔ میرے میرے خیال میں وہاں اس نے سنا ہو گا کہ ملکہ زنوبیہ کا شوہر مارا گیا ہے ۔ لہذا یہ تیما سے ادھر چلا آیا ۔ جو شخص میرے پاس یہ خبر لے کر آیا ہے اس نے پورے حالات تفصیل سے سنائے ہیں اس کا کہنا

ہے کہ اس نے ملکہ سے کئی ملاقاتیں کیں پھر ملکہ نے اسے ایک مہم پر روانہ کیا اور وہ مہم ایرانیوں کا حملہ تھا۔ حارث بن حسان نے اس حملے کو ناکام کیا بلکہ ایرانیوں کو شکست دی جس سے خوش ہو کر تمہاری بہن زنوبیہ نے اس سے شادی کر لی اب یہی حارث بن حسان جس کا تعلق میرے قبیلے بنی بکر سے ہے اور جو کبھی دیوانگی اور جنون کی حد تک ملکہ زنوبیہ کو چاہتا تھا اب وہ زنوبیہ کا شوہر ہے۔

جواب میں تمر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر کہنے لگی۔

یہ واقعی اچھی اور خوشی کی خبر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میری بہن کا گھر آباد ہو گیا ہے اور وہ اپنے نئے شوہر کے ساتھ پر سکون زندگی بسر کرے گی۔ میرے خیال میں یہ حارث بن حسان بھی اس کا خوب خیال رکھے گا اس لئے کہ وہ اسے جنون کی حد تک پیار کرتا رہا ہے۔ اب آپ مجھے دوسری خبر سنائیں جس کے متعلق آپ کا کہنا ہے کہ وہ بری خبر ہے۔ اس پر تھوڑی دیر کے لئے زبدہ چپ رہا اپنا گلا صاف کیا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

تمر جو بری خبر میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے پیشقدمی کر رہا ہے۔ اس لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ ایشیا میں رومنوں کا سالار میکریانس ہے۔ اس کے علاوہ اس نے نہ صرف صور۔ دمشق اور امافیہ کے حکمرانوں کو بھی اپنے ساتھ ملا رکھا ہے بلکہ ان حکمرانوں کی قوت بھی میکریانس کے زیر کمان کام کر رہی ہے۔

سنو تمر۔ میں اور تم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کریں گے۔ میکریانس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا ہے اور وہ اس شاہراہ پر پیشقدمی کر رہا ہے جو حمس کی طرف آتی ہے۔ اس کے لشکر کا دوسرا حصہ خفیہ طریقے سے پیشقدمی کیئے ہوئے ہے اور جس شاہراہ پر میکریانس سفر کر رہا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ گھات میں رہتے ہوئے وہ بھی حمس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میکریانس کا لائحہ عمل یہ ہے کہ پہلے وہ خود اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہم سے ٹکرائے اور جب جنگ اپنے عروج پر آئے تب اس کے لشکر کا دوسرا حصہ جو رازداری سے سفر کر رہا ہے وہ اپنی گھات سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہو جائے اس طرح میکریانس اپنے لئے فوائد اور فتح حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس موقع پر تمر فوراً بول پڑی۔

لیکن ہم میکریانس کو اپنے لئے فوائد نہیں حاصل کرنے دیں گے۔ ماضی میں بھی وہ ہمارے ہاتھوں سے خوب پٹتا رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ اب بھی ہم اسے ناکام اور نامراد واپس جانے پر مجبور کر دیں گے۔ تمر جب خاموش ہوئی تب زبدہ نے کہنا شروع کیا۔

تمر۔ تمر مجھے غور سے سنو۔ میں نے اپنے قاصد زبائی کی طرف بھجوائے ہیں۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ حمس شہر سے نکل کر میکریانس کی راہ روکے گا اور اسے اپنے ساتھ جنگ میں مصروف رکھے گا اتنی دیر تک میں اور تم گمنام راستوں پر سفر کرتے ہوئے رومنوں کے اس لشکر پر حملہ آور ہوں گے جو رازداری سے پیشقدمی کر رہا ہے اور اسے ہزیمت اور شکست سے دوچار کرنے کے بعد ہم میکریانس کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ کریں گے۔ میں نے زبائی کو یہ بھی کہلا بھیجا ہے کہ جب تک میں میکریانس کی پشت کی طرف سے حملہ آور نہ ہوں تو وہ میکریانس کے ساتھ دفاعی جنگ کرتا رہے صرف اسے آگے بڑھنے سے روکتا رہے اور اپنے ساتھ اسے مصروف جنگ رکھے۔ جب میں پشت کی طرف سے حملہ آور ہوں تو وہ بھی سامنے کی طرف سے جارحیت اختیار کرے۔ تمر اب اٹھو تا کہ اب یہاں سے کوچ کی تیاریاں کریں۔

تمر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حمس کی طرف جانے والی شاہراہ پر کوچ کر لیا تھا۔

تدمر کی ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان دونوں میاں بیوی ایک روز اپنے محل کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے کہ ملکہ کا چوبدار کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا پہلے اس نے سر کو خوب جھکاتے ہوئے ملکہ کو تعظیم پیش کی پھر وہ کہنے لگا۔

خانم ۔ مصر کے صحرائے سینا کی طرف سے ہمارے دو جاسوس آئے ہیں اور وہ آپ سے مل کر کوئی انتہائی اہم اطلاع آپ کو فراہم کرنا چاہتے ہیں ۔ اس پر ملکہ زنوبیہ نے اپنے پہلو میں بیٹھے حارث بن حسان کی طرف دیکھا ۔ شاید وہ چاہتی تھی کہ اس کے بجائے حارث اس چوبدار کو جواب دے ۔ ملکہ زنوبیہ کا اشارہ حارث سمجھ گیا تھا لہذا وہ چوبدار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

آنے والے جاسوسوں کو فوراً پیش کرو تاکہ پتہ چلے کہ وہ کس قسم کی خبر پہنچانا چاہتے ہیں ۔ حارث کا یہ جواب سن کر چوبدار پیچھے ہٹ گیا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ تدمر کے دو جاسوسوں کو لے کر کمرے کے دروازے پر پھر نمودار ہوا ۔ حارث نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں آگے آنے کو کہا ۔ یہ اشارہ پا کر چوبدار تو دروازے کے باہر ہی کھڑا رہا جبکہ دونوں جاسوس آگے بڑھے اور ملکہ اور حارث بن حسان کے سامنے آن کھڑے ہوئے تھے ۔ پھر حارث نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

تم کیسی اور کس قسم کی خبر صحرائے سینا کی طرف سے لائے ہو ۔ اس پر ان دو میں سے ایک بول پڑا۔

خانم جانتی ہیں کہ کئی ماہ پہلے ہمارا ایک تجارتی کاروان ہمارے مرکزی شہر تدمر سے روانہ ہوا تھا ۔ یہ تجارتی کاروان وادی القرا ۔ تبوک ۔ فلسطین کے شہروں میں تجارتی مال کا لین دین کرتا ہوا اور خوب منافع حاصل کرتا ہوا جب مصر کی طرف بڑھا تو صحرائے سینا میں مصر کے مسلح جوان ہمارے اس تجارتی کاروان پر حملہ آور ہوئے ۔ کاروان میں ہمارے جس قدر تاجر اور مسلح محافظ تھے ان سب کو مصریوں نے تہہ تیغ کر دیا اور تجارت کے سارے سامان اور قتل ہونے والے تاجروں کے پاس جس قدر نقدی اور دولت تھی وہ بھی لوٹ کر وہ مصر کی طرف چلے گئے ہیں ۔

اپنے تجارتی کاروان کی تباہی اور بربادی کا سن کر ملکہ زنوبیہ کا چہرہ لال پیلا ہو کر رہ گیا تھا ۔ اس موقع پر حارث بن حسان بھی بڑے تاسفانہ انداز میں ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا پھر حارث اس آنے والے جاسوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اب تم جاؤ ۔ مصریوں نے اگر ہمارے تجارتی کاروان کو لوٹ کر کاروان کے افراد کا قتل عام کیا ہے تو وہ اس کی سزا سے بچ نہیں سکیں گے ۔ حارث بن حسان کا یہ حکم پا کر وہ دونوں مخبر وہاں سے گئے نہیں بلکہ اس مرتبہ دوسرا ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے بول پڑا۔

خانم اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس ایک خبر ہے اور وہ یہ کہ ایشیا ۔ میں رومنوں کا سپہ سالار اعلیٰ میکریانس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حمس کی طرف بڑھ رہا ہے ۔ وہ زبدہ اور زبائی پر حملہ آور ہونے کے بعد اپنے شہر ہیلیوپولس اور حمس واپس لینے پر تلا ہوا ہے ۔ اس پر ملکہ نے اس جاسوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مجھے رومن سپہ سالار میکریانس کی طرف سے کوئی خدشہ یا خطرہ نہیں ہے ۔ اس لئے کہ اس کے راستے میں میرے دو بہترین جرنیل زبدہ اور زبائی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ دونوں مل کر میکریانس کو مار بھگائیں گے ۔ مجھے صرف اپنے تجارتی کاروان کی بربادی اور تباہی نے فکر مند اور پریشان کر دیا ہے ۔ بہر حال اب تم جاؤ ۔ ہمارے تجارتی کاروان کو قتل کرنے والے تباہی اور بربادی سے بچ نہیں سکیں گے جو ہماری سمت سے اٹھے گی ۔ ملکہ کا یہ حکم سن کر وہ دونوں مخبر کمرے سے نکل گئے تھے ۔ دونوں مخبروں کے جانے کے بعد ملکہ زنوبیہ نے حارث بن حسان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

آپ کا اس معاملے میں کیا خیال ہے ۔ ہمیں کیا اقدام کرنا چاہئے ۔ مصریوں نے

ہمارے تجارتی کاروان اور ہمارے لوگوں کو قتل عام کر کے نہ صرف یہ کہ ہماری توہین کی ہے بلکہ مالی طور پر بھی ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔اس کی سزا مصریوں کو بہر حال ملنی چاہئے۔اس پر حارث بن حسان بول پڑا۔

مصری حملہ آوروں سے نپٹنے اور سزا دینے کا صرف ایک ہی طریقہ سمجھ میں آتا ہے وہ یہ کہ میں اپنے لشکر کا ایک حصہ لے کر یہاں سے صحرائے سینا کی طرف روانہ ہوں۔لیکن ہم ایک تجارتی کاروان کی صورت میں سفر کریں جب مصریوں کو اطلاع ہو گی کہ ایک تجارتی کاروان صحرائے سینا سے گذر کر مصر کی طرف جارہا ہے تو وہ ضرور اس پر حملہ آور ہو کر اسے لوٹنے اور پہلے کاروان کی طرح اس کا قتل عام کرنے کی کوشش کریں گے۔جب وہ ایسا کرنا چاہیں گے تب میں اپنے ساتھیوں کو ساتھ ان پر حملہ آور ہوں گا اور مجھے امید ہے کہ میں ان سب کا قلع قمع کر کے رکھ دوں گا۔اس طرح جب مصریوں کو مقافات کے طور پر قتل و غارتگری کی سزا ملے گی تو وہ آئندہ کسی بھی تجارتی کاروان پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زنوبیہ خوش ہو گئی تھی۔پھر وہ بڑے پیار بڑی چاہت میں حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی آپ کی تجویز بڑی معقول اور قابل عمل ہے۔اور میرا ارادہ ہے کہ اس لشکر کے ساتھ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں۔اگر ایشیا میں رومنوں کا سپہ سالار آعلے میکریانس لشکر کے ساتھ حمس اور ہیلیو پولس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیشقدمی نہ کر رہا ہوتا تو میں آج ہی زبدہ اور زبائی کی طرف پیغام بھیج دیتی کہ وہ ان مصریوں سے نپٹیں جنہوں نے ہمارے کاروان کا قتل عام کیا۔لیکن اب میں ایسا نہیں کر سکتی اس لئے کہ زبدہ اور زبائی دونوں میکریانس سے نبرد آزما ہونے والے ہیں۔

زنوبیہ جب خاموش ہوئی تو حارث بن حسان نے کہنا شروع کیا۔

زنوبیہ تیرا میرے ساتھ جانا مناسب نہیں اس لئے کہ ایک تو تمہارا اپنے مرکز میں رہنا ضروری ہے۔دوسرے جب میں صحرائے سینا میں مصریوں کا قتل عام کروں گا تو قتل عام کا سن کر اگر مصر کی رومن حکومت نے ہمارے خلاف حرکت میں آنا چاہا تو پھر تم تدمر سے کمک لے کر میری مدد کو پہنچ سکتی ہو اتنی دیر تک ہو سکتا ہے کہ زبدہ اور زبائی بھی رومنوں کے جرنیل میکریانس سے نپٹ لیں اگر کوئی ایسا معاملہ ہو تو میری طرف آنے سے

پہلے تم زبدہ اور زبائی کو بھی پیغام بھیج دینا کہ وہ بھی مصری سرحدوں کی طرف کوچ کر جائیں۔اور مجھے امید ہے کہ اگر مصر کی یونانی حکومت نے ہمارے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تو میں زبدہ اور زبائی کے ساتھ مل کر انہیں بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زنوبیہ نے کچھ سوچا ایک بار اس نے انتہائی ینھی اور چاہت بھری نگاہوں سے حارث بن حسان کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی۔

میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں لیکن آپ یہاں سے کب تک کوچ کرنا پسند کریں گے۔اس پر حارث بن حسان پھر بول پڑا۔

جب بھی تیاری ہو جائے میں لشکر کے ساتھ کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ویسے میں چاہوں گا کہ دو دن تک یہاں سے کوچ کروں میں صحرائے سینا میں مصریوں کے ساتھ موت و مرگ کا کھیل کھیلوں گا جو ان کے لئے ایک عبرت بن کر رہ جائے گا۔ملکہ زنوبیہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

اگر یہ معاملہ ہے تو آیئے لشکر گاہ کی طرف چلیں۔لشکر جو آپ کے ساتھ روانہ ہونا ہے اس کی تیاری کریں۔میرے خیال میں کل نہیں تو پرسوں آپ صحرائے سینا کی طرف روانہ ہو جائیں۔حارث بن حسان نے ملکہ زنوبیہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں میاں بیوی محل کے اس کمرے سے نکل کر اپنے مستقر کی طرف جارہے تھے۔دو دن بعد حارث بن حسان لشکر کے ایک حصے کو لے کر ایک تجارتی کاروان کی صورت میں صحرائے سینا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

OOOO

حمس شہر کی طرف بڑھتے ہوئے اچانک ایک جگہ میکریانس نے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دے دیا تھا۔اس لئے کہ سامنے شاہراہ پر زبائی اپنے لشکر کے ساتھ ان کی راہ روکے کھڑا تھا۔تھوڑی دیر تک میکریانس راہ روکنے والے لشکر کو جائزہ لیتا رہا۔پھر وہ مزید آگے بڑھا اور عین زبائی کے لشکر کے سامنے اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا تھا۔

جس وقت میکریانس کا لشکر پڑاؤ کر رہا تھا میکریانس صور کے حاکم ایگنائیس اور دمشق کے حاکم مارکس کے ساتھ ایک جگہ کھڑا زبائی کے لشکر کا جائزہ لے رہا تھا اس موقع پر اس کے چہرے پر ایک اجنبی رقص مجرمانہ۔ خندہ داشگاف سا نمودار ہوا تھا پھر وہ دھیمی سی آواز میں ایگنائیس اور مارکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے دونوں ساتھیو۔ یہ جو لشکر ہماری راہ روکے کھڑا ہے ہمارے مقابلے میں یہ مٹھی بھر سے زیادہ نہیں ہے۔ زبدہ اور زبائی نے یہ لشکر ہمارے سامنے لا کر ایک طرح سے ہمیں برہنہ ترغیب اور دعوت وصل جیسی فتح کی بشارت دی ہے۔ اپنے پہلے ہی حملے میں اس لشکر پر حملہ آور ہو کر ہم پل بھر کے سفر میں اس کی حالت خوابوں کے اسیر۔ اور گرفت کی دسترس سے دور کنیہ وریادوں جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔ سنتے ہیں یہ زبدہ اور زبائی دونوں اپنے دشمنوں پر اداسی کی تھکن اور نارسائی کا دکھ طاری کرنے کے بڑے ماہر ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں ہمارے سامنے ایسا لشکر لا کر انہوں نے ہماری طاقت اور قوت کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ میرے خیال میں لشکر کا پڑاؤ ہوتے ہی ہم اس لشکر پر حملے کی ابتدا کر دیں گے اس لشکر کی حالت دیکھتے ہوئے میں چاہتا ہوں کہ ہم حمس کی طرف پیشقدمی کرتے ہوئے تاخیر سے کام نہ لیں۔ صور کے حاکم ایگنائیس اور دمشق کے حکمران مارکس نے میکریانس کی اس گفتگو سے اتفاق کیا تھا۔

پھر جب لشکر پڑاؤ کر چکا تب میکریانس نے اپنے لشکر کی صفیں درست کیں پھر اپنے لشکر کو اس نے فطرت کی بزم ارتقا میں اڑتی گرد منافرت اور دھکتی شعلہ بار عداوتوں کی گھاتوں کی طرح آگے بڑھایا۔ اس کے بعد وہ زبائی کے لشکر پر گرا بناری آلام۔ جھلستے، سسکتے، سلگتے درد وحس کی الاؤ اور اندھیرے کی دیوزار وحشی یادوں کی طرح آور ہو گیا تھا۔

زبائی نے کوئی جوابی کاروائی نہ کی تھی۔ اس نے بڑی مہارت بڑی جرائتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میکریانس کے اس حملے کو روک دیا تھا۔ زبائی نے مکمل طور پر اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا تھا۔ اس کا دفاع تک محدود رکھنا رومنوں کے حوصلے بلند کر گیا تھا۔ رومن یہ سمجھنے لگے تھے کہ ان کا دشمن اس حالت میں نہیں کہ جارحیت اختیار کرے لہذا وہ بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہو رہے تھے۔ لیکن زبائی بھی بے مثل شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں آگے بڑھنے سے روکے ہوئے تھا۔

جس وقت رومن اکیلے زبائی سے ٹکرا رہے تھے اس وقت زبدہ کی صورت میں صحرائے پالمیرہ میں دشت امکان کے خونی انقلاب۔ کو بہ کو قریہ بہ قریہ جو بہ جو پھیلتے طوفان اور ابد کے سایوں میں زندہ حقیقتیں جنم لے رہی تھیں۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا صحرائے پالمیرہ میں گھات میں بیٹھنے والے لشکر کے قریب ہی زبدہ تیرگی کے دامن میں غم افزا مناظر۔ خاموشی کے حلقوں میں ورق ورق قہر برساتے عذاب اور سکوت ہیبت زا میں گلی گلی نئے ولولوں کی صدائیں کھڑی کرتے طوفانوں کی طرح نمودار ہوا تھا۔ رومنوں کا جو لشکر گھات میں بیٹھا ہوا تھا اسپر حملہ آور ہونے کے لئے شاید اس نے پہلے سے ہی اپنا کوئی لائحہ عمل تیار کر رکھا تھا۔ لہذا اس لشکر کے قریب آتے ہی اس نے اپنے حصے کے لشکر کو مخصوص اشارہ کیا پھر وہ گھات میں بیٹھنے والے رومنوں کے لشکر پر اس انداز میں حملہ آور ہوا جس طرح امیدوں کی جھیلوں میں عذاب لمحوں۔ سزاؤں کے قصوں۔ عذابوں کی داستانوں کے قصے جنم لے رہے ہوں یا دھواں دھواں فضاؤں میں حیات کو گنجلک کرتے عداوتوں کے عناصر اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ انتہائی خونخواری اور ہیبت ناکی سے حملہ آور ہوتے ہوئے گھات میں بیٹھنے والے رومنوں کے لشکر کو زبدہ نے ادھیڑنا شروع کر دیا تھا۔

رومنوں کا وہ لشکر یہ امید بھی نہیں رکھتا تھا کہ ان پر بھی کوئی اس طرح حملہ آور ہو سکتا ہے۔ وہ تو یہ ٹھانے بیٹھے تھے کہ تھوڑی دیر تک وہ ایک چکر لگاتے ہوئے زبائی کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوں گے اور اپنی فتح کو یقینی بنا دیں گے۔ لیکن جب زبدہ عذابوں کی قہرمانیت کی طرح ان پر وارد ہوا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے تھے اسی سے زبدہ کو فائدہ پہنچا اور اس نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ رومن جو زبدہ کے اچانک حملے سے افراتفری کا شکار ہو گئے تھے وہ زبدہ کے سامنے اپنا دفاع مکمل نہ کر سکے اور زبدہ نے رومنوں کے اس لشکر کو مکمل طور پر کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

ادھر رومنوں کا دوسرا لشکر ابھی تک زبائی کے لشکر پر اندھیرے کے شیطانوں اور حسد کے الاؤ کی طرح حملہ آور ہو رہا تھا جبکہ زبائی اپنے معمول کے مطابق جنوں کے صحرا میں خرد کی وادیوں کے استحکام کی طرح انہیں اپنے سامنے روکے ہوئے تھا۔ پر رومنوں کی بد قسمتی اسی دوران زبدہ رومنوں کے گھات میں بیٹھنے والے لشکر سے فارغ ہو چکا تھا پھر وہ اس لشکر کی پشت پر نمودار ہوا تھا جو زبائی سے ٹکرا رہا تھا۔ اس کے بعد زبدہ نے اپنا عجیب سا

رنگ دکھانا شروع کیا۔ اور وہ رومنوں کی پشت پر دھرتی کی زینت میں ظلمتوں کا چہار سو غلبہ کھڑا کرتے مستحکم اور جوان عزم۔ جمود کے عالم میں عروس زندگی کے لئے ہر مداوائے غم جاں کا خاتمہ کرتے ستم کے ابر آوارہ کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ رومنوں کے لشکر کا وہ حصہ بھی امید نہیں رکھتا تھا کہ کوئی لشکر ان کی پشت کی طرف سے بھی حملہ آور ہو سکتا ہے۔ وہ تو یہ امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ بس تھوڑی دیر تک ان کے لشکر کا دوسرا حصہ زبائی کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گا اور وہ زبائی اور اس کے لشکر کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے لیکن جو تدبیر رومن اپنے مخالفوں کے لئے کئے ہوئے تھے وہی قدرت ان کے خلاف استعمال کر رہی تھی۔ پشت کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے زبدہ بری طرح رومنوں کو کاٹتا ہوا وقت کی سرمئی آہٹوں میں جانی ان جانی بے چارگی اور سفر کے دشت میں ہزیمت کی کہر کی طرح داخل ہوتا چلا گیا تھا۔ زبائی کو جب خبر ہوئی کہ پشت کی طرف سے زبدہ حملہ آور ہو گیا ہے تب وہ اور اس کے لشکری جان گئے کہ زبدہ نے رومنوں کے دوسرے لشکر کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب وہ ان سے ٹکرانے والے رومنوں کے لشکر کے پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا ہے لہذا ان کے حوصلے اور ولولے پھر جوان ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے بھی اپنے حملوں میں تیزی اور خونخواری پیدا کر دی تھی۔ اب جب سامنے کی طرف سے زبائی اور پشت کی طرف سے زبدہ رومنوں کو بری طرح کاٹنے لگے تب رومنوں کی حالت صحرائے پالمیرہ میں منزل سے بے خبر نگاہ حزیں۔ وقت کی بے ثباتی کے قصوں اور اداسی کی خنک رات کے نوحوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

اس حالت میں رومن صاف طور پر دیکھ رہے تھے کہ لحہ بہ لحہ زبدہ اور زبائی دونوں بڑی تیزی سے ان کے لشکریوں کی تعداد کم کرتے چلے جا رہے تھے ان کے سردار میکریانس نے بھی یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ صحرائے پالمیرہ میں اس کی شکست اس کی ذلت یقینی ہو چکی ہے لہذا اس نے اپنی شکست کو تسلیم کیا اور اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر وہ انطاکیہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

زبدہ اور زبائی نے اپنے سامنے بھاگتے ہوئے رومنوں کا کچھ دور تک تعاقب کرتے ہوئے ان کی تعداد کو مزید کم کیا پھر وہ اس جگہ لوٹ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی رومنوں کے پڑاؤ کی ہر شئے پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ اور احتیاطاً زبدہ اور زبائی دونوں نے اپنے متحدہ لشکر

کے ساتھ چند دن کے لئے وہیں پڑاؤ کر لیا تھا۔

حارث بن حسان اپنے کاروان کے ساتھ صحرائے سینا میں داخل ہوا ۔ جب وہ صحرا کے وسطی حصے میں اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو شام اور فلسطین سے ہوتی ہوئی مصر کی طرف جاتی تھی کہ اچانک سامنے کی طرف سے مسلح مصری جوانوں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور وہ نفرت کے دوزخ ۔ تباہی کے جہنم ۔ اور نحوست کے ماہ و سال کی طرح حارث بن حسان کے کاروان کی راہ روک کھڑا ہوا تھا۔

حارث بن حسان سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی مسلح جوان ہیں جو مصر کی رومن حکومت کی شہہ پر تجارتی کاروانوں کو لوٹتے ہیں ۔ لہٰذا اس نے اپنے لشکریوں کو مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں لشکری جو بظاہر تاجروں کے بھیس میں تھے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو دکھ کے اسیر لمحوں ۔ دھرتی کی آنکھوں میں بھڑکتی آگ کی طرح حرکت میں لائے ۔ راہ روکنے والے مصریوں پر وہ امڈتے سیلاب ۔ وحشی اندھیروں کی مار اور بے کل زندگی کی لہروں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

مصری یہی سمجھے تھے کہ وہ کوئی تجارتی کاروان ہے اور ارض شام سے مصر کی طرف تجارت کے لئے جا رہا ہے ۔ لہٰذا لوٹنے کی غرض سے وہ ان پر حملہ آور ہوئے تھے لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ وہ ایک مسلح لشکر ہے جو ان کا قلع قمع کرنے کے لئے صحرائے سینا میں داخل ہوا ہے۔

حملہ آور مصریوں نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی کہ حارث بن حسان کے

ساتھیوں کو وہ اپنے سامنے زیر کریں لیکن انہیں مکمل طور پر مایوسی ہوئی اس لئے کہ حارث بن حسان اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ ان پر سیل وقت کی سرشاری ۔ ظلم کی جوان نظروں کے زاویوں کی طرح چھاتا چلا گیا تھا۔ پھر وہ لمحہ بھی آیا کہ حارث بن حسان نے چاروں طرف سے ان حملہ آوروں کو گھیر کر صحرائے سینا میں ان کی حالت فلاکت کے خرابوں میں اسیر تاریکیوں ۔ سسکتی روایتوں اور خالی حروف کی لکنت جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

مصری حملہ آوروں نے حارث بن حسان کے ہاتھوں اپنا قتل عام دیکھا تو انہوں نے اپنی ساری قوت کو مجتمع کرتے ہوئے ایک طرف سے حملہ آور ہو کر بچ نکلنے کی کوشش کی ۔ لیکن حارث بن حسان نے ان کی اس کوشش کو بھی ناکام بنا دیا ۔ اور پھر اس تیزی اور خونخواری کے ساتھ اس نے ان پر حملہ آور ہونا شروع کیا کہ کسی بھی مصری حملہ آور کو جان بچا کر بھاگنے کا موقع نہ ملا ۔ صحرائے سینا کے اندر حارث بن حسان نے مصری حملہ آوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

ان مصری حملہ آوروں کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان نے ایک روز صحرائے سینا کے اس وسطی حصے میں قیام کیا پھر اس نے وہاں سے کوچ کیا اور واپسی کا سفر شروع کر دیا ۔ ابھی وہ صحرائے سینا سے نکلا ہی تھا کہ تدمر کے وہ جاسوس جو چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے وہ اس کے پاس آئے اور اسے یہ خبر دی کہ مصر کی یونانی حکومت کو صحرائے سینا میں مصریوں کے قتل عام کی اطلاع ہو چکی ہے ۔ لہٰذا مصر کے یونانی حکمرانوں نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دینا شروع کیا تاکہ حارث بن حسان سے مرنے والے مصریوں کا انتقام لیا جائے۔

یہ اطلاع ملتے ہی حارث بن حسان نے صحرائے سینا کے کنارے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا تھا جبکہ اس نے تیز رفتار قاصد تدمر کی طرف روانہ کئے اور ملکہ زنوبیہ سے اس نے مصریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کمک طلب کر لی تھی۔

OOOO

ملکہ زنوبیہ ایک روز اپنے قصر کے ذاتی کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی کہ دروازے پر

کسی نے دستک دی ۔اس پر زنوبیہ سنبھل کر بیٹھ گئی پھر اس نے بلند آواز میں دستک دینے والے کو مخاطب کیا اندر آجاؤ۔

دوسرے ہی لمحے ملکہ زنوبیہ کا چوبدار اس کمرے میں داخل ہوا چند قدم آگے بڑھنے کے بعد وہ رکا اس کے بائیں ہاتھ میں ایک لمبا عصا تھا۔ اپنی کمر کو اس نے خوب دہرا کرتے ہوئے عصا کو بھی آگے جھکاتے ہوئے ملکہ زنوبیہ کو تعظیم دی پھر وہ سیدھا کھڑا ہوا اپنے عصا کو وہ اپنے سامنے لایا پھر اس نے ملکہ زنوبیہ کو مخاطب کیا۔

خانم ۔اپنے طلایہ گردستوں کے دوارکان کوئی اہم خبریں لے کر آئے ہیں اور ابھی اور اسی وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں ۔اس پر ملکہ زنوبیہ فوراً سنبھل گئی وہ کچھ متفکر سی دکھائی دینے لگی تھی ۔ پھر اس نے اپنے چوبدار کو مخاطب کیا۔

آنے والے ان دونوں مخبروں کو فوراً میرے سامنے پیش کرو تاکہ میں جانوں وہ کیا اور کس نوعیت کی خبریں لے کر آئے ہیں ۔اس پر اس چوبدار نے پہلے کی طرح پھر اپنے کمرے کو خوب خم کرتے ہوئے ملکہ زنوبیہ کو تعظیم دی پھر وہ مڑا اور اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

چوبدار کے جانے کے تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں دو مخبر داخل ہوئے ۔ملکہ زنوبیہ ان کو ان کے چہروں سے پہچانتی تھی ۔ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو آگے آنے کو کہا۔ ملکہ کے قریب آکر ان دونوں نے چوبدار ہی کی طرح خوب جھکتے ہوئے ملکہ کو تعظیم دی پھر وہ سیدھے کھڑے ہوئے تو ملکہ نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

تم دونوں کیا خبر لے کر آئے ہو۔

ملکہ زنوبیہ کے اس سوال پر ان دو مخبروں میں سے ایک بول اٹھا۔

خانم ۔ہمارے پاس دو خبریں ہیں جو ہم آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں ۔پہلی خبر آپ کے شوہر حارث بن حسان کی طرف سے ہے اور دوسری زبدہ اور زبائی کی طرف سے ہے ۔اس پر ملکہ نے بڑے غور سے ان دونوں قاصدوں کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ دینا شروع کیا۔

پہلے میں زبدہ اور زبائی کی طرف سے جو خبر ہے وہ سننا پسند کرونگی اس پر وہ مخبر پھر کہنے لگا۔

خانم ۔زبدہ اور زبائی نے حمس شہر سے باہر رومنوں کے لشکر کو بدترین شکست دی ہے ۔رومنوں کے لشکر کی اکثریت کو زبدہ اور زبائی دونوں نے تہہ تیغ کر دیا ہے ۔اور رومنوں کا سپہ سالار آعلے میکریانس بڑی مشکل سے جان بچا کر اپنے بچے کچھے ساتھیوں کو ساتھ انطاکیہ کی طرف بھاگ گیا ہے ۔رومنوں کے پڑاؤ سے زبدہ اور زبائی کو بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔

یہ خبر سن کر ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی شاید وہ اس خبر سے حاصل ہونے والی خوشی سے لطف اندوز ہوتی رہی تھی ۔اس کے بعد اس نے ایک بار پھر دونوں مخبروں کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

اب دوسری خبر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔اس پر وہی مخبر پھر کہہ اٹھا۔

خانم ۔جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ دوسری خبر مصر کے محاذ سے آپ کے شوہر حارث بن حسان کی طرف سے ہے ۔حارث بن حسان نے بڑی جوانمردی اور دلیری سے حملہ آور ہوتے ہوئے ان مصری یونانی اور رومن رہزنوں کا قلع قمع کر دیا ہے جو ہمارے تجارتی کاروان پر حملہ آور ہوئے اور قتل عام کیا۔حارث بن حسان نے اپنے لشکر کے ساتھ ان سارے رہزنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ۔حارث کی اس کارگزاری کی خبر مصر کے حکمرانوں کو بھی ہو چکی ہے ۔لہذا انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور وہ صحرائے سینا کی طرف کوچ کر رہے ہیں تاکہ حارث بن حسان سے ٹکرائیں اور حارث کے ہاتھوں جو مصری رہزن مارے گئے ہیں ان کا انتقام لیا جائے۔

خانم ہمیں حارث بن حسان نے آپ کی طرف اس لئے روانہ کیا ہے کہ اس نے آپ سے کمک طلب کی ہے تاکہ جو یونانی اور رومنوں پر مشتمل لشکر صحرائے سینا کی طرف بڑھ رہا ہے اس کا مقابلہ کیا جا سکے ۔جس وقت ہم صحرائے سینا سے اپنے شہر تدمر کا رخ کر رہے تھے تو راستے میں ہمیں دو مخبر ایسے ملے جو زبدہ اور زبائی کی فتح کی خبر لے کر تدمر کی طرف آرہے تھے جب ہم دونوں کی ان سے ملاقات ہوئی تو ہم نے ان سے فتح کی خبر لینے کے بعد انہیں واپس اپنے کام میں مشغول ہو جانے کا مشورہ دیا ۔لہذا ہم دونوں ہی دونوں محاذوں کی خبریں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔

ملکہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے ہوئے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتی رہی اس کے

بعد شاید اس نے کوئی فیصلہ کر لیا اور بڑے عزم اور بڑے استقلال کے ساتھ اس نے اپنے سامنے کھڑے اپنے دونوں مخبروں کو مخاطب کیا۔

سنو میرے طلایہ گردستے کے کارکنو۔ تم دونوں ابھی اور اسی وقت زبدہ اور زبائی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور میری طرف سے انہیں یہ پیغام دینا کہ وہ دونوں فوراً اپنے لشکریوں کے ساتھ صحرائے سینا میں حارث بن حسان کی مدد کے لئے پہنچ جائیں۔ میں بھی آج شام تک تدمر سے ایک لشکر لے کر صحرائے سینا کی طرف کوچ کر جاؤں گی۔ مجھے امید ہے کہ جب ہمارا ٹکراؤ مصریوں سے ہو گا تو ہم انہیں بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب تم فوراً یہاں سے کوچ کر جاؤ۔

ملکہ زنوبیہ کا یہ حکم پانے کے بعد دونوں مخبر خوب جھکتے ہوئے اور تعظیم دیتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔ اسی وقت وہ مغرب میں زبدہ اور زبائی کی طرف کوچ کر گئے تھے جبکہ اسی روز ایک لشکر کے ساتھ ملکہ زنوبیہ تدمر شہر سے صحرائے سینا کی طرف کوچ کر گئی تھی۔

اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے تدمر سے صحرائے سینا تک کی مسافتوں کو سمیٹتے ہوئے ملکہ زنوبیہ اپنے شوہر حارث بن حسان کے پاس صحرائے سینا میں پہنچی تھی۔ اس کی آمد کا سن کر حارث بن حسان نے اپنے پڑاؤ سے باہر نکل کر اس کا شاندار استقبال کیا اور ملکہ کو اپنے ساتھ اپنے پڑاؤ میں لے کر گیا تھا۔ ملکہ زنوبیہ کے ساتھ جو لشکر آیا تھا اس نے اس لشکر کے پہلو میں پڑاؤ کر لیا تھا جو حارث بن حسان کی کمانداری میں کام کر رہا تھا۔ پھر حارث بن حسان زنوبیہ کو اپنے خیمے میں لے گیا۔ جب دونوں میاں بیوی آمنے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے تب ملکہ زنوبیہ نے حارث کو مخاطب کیا۔

تمہارے اندازے کے مطابق مصری لشکر اس وقت کہاں ہو گا۔ اور کب تک وہ ہم سے جنگ کرنے کے لئے صحرائے سینا میں داخل ہو گا۔ اس پر تھوڑی دیر خاموش رہتے ہوئے ابن حسان نے کچھ سوچا پھر اس نے ملکہ کو مخاطب کیا۔

جو خبریں ہمارے جاسوسوں نے پہلے پہنچائی تھیں ان کے مطابق تو اب تک مصری لشکر کو صحرائے سینا میں پہنچ کر مجھ پر حملہ آور ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن اب میرا اندازہ ہے کہ یونانیوں اور رومنوں کو خبر ہو چکی ہے کہ میں نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تدمر سے

کمک طلب کر لی ہے۔ اور میرا اندازہ یہ بھی ہے کہ میرے اس عمل سے وہ محتاط ہو گئے ہیں اور اب وہ اپنی پوری تیاری سے کوئی بڑا لشکر لے کر ہم سے جنگ کرنے کے لئے آئیں گے۔

زنوبیہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مصر پر پہلے یونانیوں کی حکومت تھی لیکن اب مصر رومنوں کی عملداری میں شامل ہے۔ اور اسے اب وہ اپنی مملکت کا ایک حصہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن ان دنوں رومن سلطنت اندرونی خلفشار اور افراتفری کا شکار ہے۔ اگر ہم ہمت سے کام لے کر رومنوں کی مصری قوت کو شکست دیدیں تو پھر ان علاقوں میں چاروں طرف ہماری نہ صرف یہ کہ دھاک بیٹھ جائے گی بلکہ میرے خیال میں آئندہ رومن اور ایرانی ہم سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کریں گے۔

حارث بن حسان کے یہ الفاظ ملکہ زنوبیہ نے بڑے غور سے سنے تھے۔ کچھ دیر تک شاید وہ ان الفاظ پر غور کرتی رہی سوچتی رہی پھر وہ بول پڑی۔

حارث میرے حبیب۔ میں تمہارے ان خیالات سے اتفاق نہیں کرتی۔ میں ایرانیوں اور رومنوں کی سرشت کو تم سے بہتر جانتی ہوں۔ وہ کسی بھی موقع پر ہم پر حملہ کرنے سے نہیں چوکیں گے۔ ایرانی اس لئے خاموش ہیں کہ ماضی میں ان کے عظیم شہنشاہ شاہ پور کو میرے عظیم سپہ سالار آعلے زبدہ کی وجہ سے شکست اٹھانی پڑی ہے۔ اب وہ زبدہ کے نام سے کانپتے ہیں۔ اور ایرانیوں کو احساس ہے کہ جب تک زبدہ اور زبائی ہیں وہ ایرانیوں کی دال نہیں گلنے دیں گے۔

پر سن حارث۔ جہاں تک رومنوں کا تعلق ہے وہ زبدہ اور زبائی کی جوانمردی اور شجاعت اور دلیری کی پرواہ کئے بغیر جب بھی مناسب موقع ملا ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ رومن ان دنوں اپنے اندرونی خلفشار میں الجھے ہوئے ہیں لیکن جونہی ان کے حالات صحیح ہوئے یاد رکھنا وہ ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے کہ رومنوں کے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے۔ حمس اور ہیلیوپولس کے علاوہ اور بہت سے شہر جو ہم نے اپنی عملداری میں شامل کر لئے ہیں جن میں نصیبین اور حران بھی شامل ہیں وہ رومن اپنے شہر خیال کرتے ہیں کسی نہ کسی روز ہم سے اپنے وہ شہر واپس لینے کی کوشش کریں گے لہذا رومنوں کی طرف سے ہمیں ہمہ وقت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی کچھ سوچا پھر اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

جہاں تک مصریوں سے متوقع جنگ کے تعلق ہے تو اس کے متعلق میں کچھ زیادہ فکر مند نہیں ہوں۔ اس لئے کہ زبدہ اور زبائی نے رومنوں کے جرنیل میکریانس کو حمس شہر کے باہر بدترین شکست دی ہے۔ اور شکست اٹھانے کے بعد اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ میکریانس انطاکیہ کی طرف بھاگ چکا ہے۔ اب فی الفور رومنوں کے ہم سے ٹکرانے کے اندیشے بہت کم ہیں لہذا تدمر سے صحرائے سینا کی طرف روانگی سے قبل ہی میں نے ان قاصدوں کو جو تم نے میری طرف روانہ کئے تھے۔ انہیں زبدہ اور زبائی کی طرف روانہ کر دیا تھا ان دونوں کو میں نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اپنے لشکروں کے ساتھ وہ بھی صحرائے سینا کا رخ کریں تاکہ اپنی قوت کو پوری طرح مجتمع کرتے ہوئے ہم مصریوں پر ضرب لگائیں اور اگر صحرائے سینا میں مصریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو پھر رومن حکومت یونہی آنکھیں بند کر کے ہم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کرے گی بلکہ وہ کچھ عرصہ اپنی تیاریوں کے لئے مخصوص کرے گی اور اتنی دیر تک ہم بھی اپنی دفاع کو کافی حد تک مضبوط اور مستحکم بنا سکیں گے۔

حارث بن حسان زنوبیہ کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ خیمے کے دروازے کے باہر ہی ملکہ زنوبیہ کے چوبدار کی آواز سنائی دی تھی اس نے ملکہ زنوبیہ کو کھانا تیار ہونے کی اطلاع کی تھی۔ زنوبیہ نے اپنی نشست پر بیٹھے ہی بیٹھے اسے کھانا لانے کو کہا تب تھوڑی دیر بعد چوبدار اپنے ساتھ کچھ مسلح جوان کو لے کر آیا جو کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھے۔ اور وہ کھانے کے برتن انہوں نے ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کے سامنے جما دیئے تھے۔ دونوں میاں بیوی خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے۔ یوں حارث بن حسان اور ملکہ زنوبیہ صحرائے سینا میں پڑاؤ کرنے کے بعد ایک طرف مصریوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرنے لگے تھے دوسری جانب انہیں زبدہ اور زبائی کی آمد کا بھی بے چینی سے انتظار تھا۔

0000

ایک روز جبکہ شام رات میں ڈھلتی جا رہی تھی حارث بن حسان اور زنوبیہ دونوں میاں بیوی اپنے خیمے میں کسی موضوع پر محو گفتگو تھے اس رات باہر صحرائے سینا میں غم کی آزمائش اور دکھوں کے استعاروں کی طرح ریگزاروں کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ صحرا کے اندر چلتی تیز آندھیوں میں یوں محسوس ہو رہا تھا گویا رات کی تیرگی آندھیوں سے لپٹ کر رو پڑی ہو۔ یا صحرائے سینا میں چلتے جھکڑ اور گرداوڑ ایسی صورت اختیار کر گئے تھے گویا بیکراں وسعت افلاک میں صدیوں کے سکوت اور کوہساروں سے سرکتی آندھیاں خوابیدہ صحرائے سینا کی ہر شئے کے شعور کی سرحدوں پر ضرب لگاتے ہوئے حروف و معانی کی کشمکش اور تقویم و ساعت کی زنجیروں کو توڑنے لگی ہوں۔ تیز آندھیوں اور ریت کے گرداوڑ کے باعث صحرائے سینا کے خدوخال نقش برآب۔ دوریوں کے خوابوں اور وہموں کی سیاہی کی طرح بننے بگڑنے لگے تھے۔ چاروں طرف بے رحم گھنے طوفانوں کے باعث رنج کے اڑتے سایوں۔ غم کے خوفی بادلوں کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔

ایسے میں ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کے خیمے کے دروازے پر بلند آواز میں چوبدار نے ملکہ زنوبیہ کو پکارا۔

خانم۔ اپنے سپہ سالار زبدہ آئے ہیں اور کسی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کی بہن تمر بھی ہے۔

چوبدار کے ان الفاظ پر ملکہ زنوبیہ چونک کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی حارث ہم دونوں کو اپنے خیمے سے باہر نکل کر زبدہ کا استقبال کرنا چاہئے۔ یہ مت خیال کرنا کہ زبدہ کو میں یہ عزت اس بنا پر دے رہی ہوں کہ وہ ایک ایسا جوان ہے جس سے میری بہن تمر محبت کرتی ہے ہرگز نہیں۔ سنو حارث میں تم سے کوئی چیز چھپاؤں گی نہیں۔ اگر تم میرے سامنے نہ آتے یا میری بہن تمر زبدہ کو پسند نہ کرنا شروع کر دیتی تو میں یقیناً زبدہ کو اپنی زندگی کا ساتھی بناتی۔ میں زبدہ کی عزت اس کا احترام اس کی شجاعت اس کی دور اندیشی اس کی دانش و بینش کی وجہ سے کرتی ہوں۔ بہر حال یہ وقت ان باتوں کا نہیں۔ آؤ ان دونوں کا استقبال کریں۔ حارث بن حسان چپ چاپ ملکہ زنوبیہ کے ساتھ ہو لیا تھا۔

جونہی حارث بن حسان اور ملکہ زنوبیہ اپنے خیمے کا پردہ ہٹا کر باہر نکلے تمر آگے بڑھی

اور بری طرح اپنی بہن زنوبیہ سے لپٹ گئی تھی ۔اس موقع پر زنوبیہ نے دیکھا اس کا شوہر حارث بن حسان عجیب سی عقیدت اور ارادتمندی میں آگے بڑھا پہلے اس نے زبدہ کے گھٹنوں کو چھوا پھر بڑے احترام میں وہ زبدہ سے گلے مل گیا تھا ۔اس کی اس حرکت پر ملکہ زنوبیہ چند لمحوں تک اس کی طرف دیکھتی رہی اس موقع پر وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ زبدہ بول پڑا اور اس نے ملکہ کو مخاطب کیا تھا۔

خانم ۔آپ دونوں کو باہر آنے کے بجائے چاہئے تھا کہ ہم دونوں کو اندر بلالیتیں ۔

تمر سے علیحدہ ہوتے ہوئے زنوبیہ نے زبدہ کی طرف دیکھا ۔پھر کہنے لگی ۔

زبدہ تم میری مملکت اور سلطنت کے وہ نایاب اور بے مثل سپہ سالار ہو جس کا کوئی جواب نہیں ۔میں اپنے شوہر حارث بن حسان کے ساتھ اپنے خیمے سے باہر نکل کر تمہارا استقبال کرنا چاہتی تھی ۔اب آؤ میرے ساتھ ۔اس کے بعد چاروں خیمے میں داخل ہوئے اور خیمے میں لگی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے ۔

نشستوں پر بیٹھنے کے بعد گفتگو کا آغاز ملکہ زنوبیہ نے کیا اور زبدہ کی طرف دیکھا ۔

زبدہ ۔میرے بھائی خدا جھوٹ نہ بلوائے جس انداز میں حارث بن حسان تم سے ملا ہے اور تمہارے ساتھ جس ارادتمندی اور عقیدت کا اس نے اظہار کیا ہے میں یہ اندازہ لگا نے میں حق بجانب ہوں کہ حارث پہلے سے تمہیں جانتا ہے ۔اس پر زبدہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا ۔

خانم ۔آپ کا اندازہ درست ہے ۔حارث بن حسان پہلے سے میرا جاننے والا ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق بھی میرے ہی قبیلے سے ہے اس کے بعد زبدہ نے تفصیل کے ساتھ سارے حالات ملکہ زنوبیہ سے بیان کر دیئے تھے ۔

زبدہ جب خاموش ہوا تو زنوبیہ نے گھورنے کے انداز میں حارث بن حسان کی طرف دیکھا ۔

اے ابن حسان ۔تو نے مجھ سے یہ سارے حالات کیوں چھپائے رکھے ۔کیوں تم نے مجھ پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم زبدہ اور زبائی کے جاننے والے ہو ۔

اس پر حارث بن حسان جھٹ سے بول پڑا ۔

زنوبیہ میں اپنی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے تمہیں اپنانا چاہتا تھا ۔میں جانتا تھا کہ

زبدہ اور زبائی ہر حالت میں مجھ سے بہتر اور عمدہ تیغ زن ہیں ۔اور طاقت اور قوت میں بھی مجھ سے زیادہ ہیں ۔لہذا ان دونوں کے ناموں کو وسیلہ بناتے ہوئے میں تمہارا قرب نہیں چاہتا تھا ۔میں یہ خیال کرتا تھا کہ جو کچھ میں ہوں اسے ہی تمہارے سامنے پیش کر کے میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں اور زنوبیہ تو نے دیکھا میں نے ایسا ہی کیا اور اپنے مقصد میں میں کامیاب ہوا جواب میں سب نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اس کے بعد چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد زنوبیہ نے زبدہ کی طرف دیکھا اور پوچھنا شروع کیا ۔

زبدہ میرے بھائی ۔اب تم کہو ۔تم اور تمر اکیلے آئے ہو ۔زبائی اور اس کی بیوی کہاں ہیں اور تمہارا لشکر اس وقت کہاں قیام کئے ہوئے ہے ۔بڑے رازدارانہ انداز میں زبدہ نے کہنا شروع کیا ۔

خانم! میرا اور زبائی کا متحدہ لشکر اس وقت سینا کے کوہستانی سلسلوں کے اندر گھات لگائے بیٹھا ہوا ہے ۔میں اور تمر ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں تم دونوں کے پاس آئے ہیں ۔ہمارا لائحہ عمل یہ ہے کہ جب مصری لشکر یہاں پہنچے تو تم دونوں میاں بیوی ان سے جنگ کی ابتدا کرو ۔

تم دونوں اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرو ۔جو حصہ حارث بن حسان کے پاس پہلے تھا وہ اسی کی کمانداری میں رہے اور جو حصہ آپ تدمر سے لے کر آئی ہیں وہ آپ کی کمانداری میں جنگ کی ابتدا کرے ۔آپ کے دونوں حصے دشمن کے دائیں بائیں پہلو پر سامنے کی طرف سے ضرب لگائیں ۔اس طرح مصری یہ خیال کریں گے کہ ان کے سامنے مٹھی بھر لشکر ہے اسے وہ شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے ۔وہ یہی خیال کریں گے کہ اب تدمر شہر ان کے پاؤں تلے ہے ۔لیکن اس وقت میں تمر اور زبائی بھی حرکت میں آچکے ہوں گے ۔

میں اور تمر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مصریوں کے دائیں پہلو پر ضرب لگائیں گے اور بائیں پہلو پر زبائی نزول کرے گا لیکن ہم اس وقت میدان میں آئیں گے جب جنگ اپنے عروج پر آئے گی ۔اور جب مصریوں پر سامنے اور دائیں بائیں پہلو سے بھی جان لیوا حملے شروع ہوں گے تو خانم یاد رکھنا اس صحرائے سینا میں ان کی شکست ان کی ہزیمت یقینی ہو کر رہ جائے گی ۔

زبدہ کی اس تجویز پر لمحہ بھر کے لئے ملکہ زنوبیہ ہی نہیں حارث کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کے بعد زنوبیہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کیا۔

زبدہ میرے عزیز بھائی۔ جو تجویز تم نے پیش کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ مصریوں سے نپٹنے کا یہ ایک بہترین طریقہ کار ہے۔ اگر تم تمر اور زبائی تینوں اچانک گھات سے نکل کر مصریوں کے پہلوؤں پر حملہ کر دو تو واقعی ان کی شکست یقینی ہوگی۔ پر زبدہ میرے بھائی یہ گفتگو تو ہوتی رہے گی پہلے میں تمہارے اور تمر کے کھانے کا اہتمام کراتی ہوں اس پر تمر فوراً بول اٹھی۔

نہیں ایسا کوئی اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اور زبدہ دونوں کھانا کھا کر آرہے ہیں۔ آپ یہ زحمت نہ کریں۔ میں اور زبدہ اسی موضوع پر گفتگو کرنے آئے تھے۔ اب ہم واپس اپنے لشکر میں جائیں گے لیکن واپسی سے پہلے میں تنہائی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

اس پر زنوبیہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑے پیارے انداز میں تمر کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ کہنے لگی آؤ میرے ساتھ۔ پھر دونوں بہنیں خیمے کے دوسرے حصے کی طرف چلی گئی تھیں۔

اس خیمے کے اندر ہی وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا دونوں بہنیں وہاں بیٹھ گئیں پھر بڑے رازدارانہ سے انداز میں زنوبیہ نے اپنی چھوٹی بہن تمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمر میری عزیز بہن اب کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ پر جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو اس کی ابتدا کرنے سے پہلے کیا تم مجھ پر یہ واضح نہیں کرو گی کہ زبدہ کے سلسلے میں تمہیں کس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

اس تمر نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے زنوبیہ کا ہاتھ تھام لیا پھر وہ کہہ اٹھی۔

میری محترم بہن۔ اسی سلسلے میں تو میں آپ کو تنہائی میں لے کر آئی ہوں۔ میں آپ پر یہ انکشاف کرنا چاہتی ہوں کہ میں زبدہ کی محبت جیتنے میں کامیاب ہو چکی ہوں۔ وہ بھی مجھے چاہتے ہیں۔ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اور جب یہ جنگوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تو میں اور زبدہ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں گے۔ میری عزیز بہن برا مت ماننا۔ میں نے بت پرستی ترک کر کے زبدہ ہی کی طرح دین ابراہیمی کو قبول کر لیا ہے اب میں بت

پرست کے بجائے دین ابراہیمی کی پیروکار ہوں۔

تمر کی اس گفتگو سے ملکہ زنوبیہ ایسی خوش ہوئی کہ آگے بڑھ کر اس نے تمر کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ وہ اس کی پیشانی۔ منہ آنکھیں اور ناک چومنے لگی تھی۔ پھر خوشی بھرے لہجے اور والہانہ انداز میں وہ کہہ اٹھی۔ تمر میری بہن میں تمہیں یہ محبت جیتنے پر مبارکباد دیتی ہوں اس موقع پر تمر بھی مسکراتے ہوئے کہہ اٹھی اے میری محترم بہن۔ میں بھی آپ کو نئی شادی پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جواب میں زنوبیہ نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ ایک بار پھر اسے گلے لگا کر اس کی پیشانی چومی۔ پھر اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

آؤ تمر اب زبدہ اور حارث کی طرف جاتے ہیں۔ تمر منہ سے کچھ نہ بولی۔ تاہم وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور چپ چاپ وہ اپنی بہن زنوبیہ کے ساتھ ہولی تھی۔ دونوں خیمے کے اس حصے میں آئیں جہاں سے وہ اٹھ کر گئیں تھیں۔ اور اپنی پہلی والی نشستوں پر بیٹھ گئیں۔ اس موقع پر تمر کو نہ جانے کیا سوجھی اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ زبدہ کے قریب گئی اور لمحہ بھر کے لئے اس کے کان میں کوئی سرگوشی کی جسے سن کر زبدہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے ملکہ زنوبیہ کو مخاطب کیا۔

خانم مجھے افسوس ہے کہ میں آتے ہی آپ کو اور حارث کو شادی کی مبارکباد نہ دے سکا۔ اب مجھے تمر نے یاددہانی کرائی ہے۔ بہر حال میں آپ دونوں کو شادی کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ زبدہ کے اس انداز پر حارث بن حسان اور زنوبیہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیئے تھے۔ پھر زبدہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ملکہ زنوبیہ سے کہنے لگا۔

خانم۔ اب مجھے اور تمر کو رخصت ہونا چاہئے۔ ہمارے جاسوس پہلے ہی خبر دے چکے ہیں کہ رومنوں اور یونانیوں پر مشتمل ایک جرار لشکر مصر سے کوچ کر چکا ہے اور ایک دو روز تک وہ صحرائے سینا میں آپ دونوں کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کرے گا۔ بہر حال آپ دونوں مطمئن رہیں۔ رومنوں اور یونانیوں کے اس مشترکہ لشکر کو بھی ہم شکست دے کر رہیں گے۔ اب ہم دونوں کو کوچ کرنا چاہئے۔ زبائی اور اس کی بیوی بڑی بے چینی سے ہم دونوں کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اس پر زنوبیہ اور حارث دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ خیمے سے باہر تک وہ زبدہ اور تمر کو چھوڑنے

کے لئے آئے ۔ رات کی تاریکی اور تیز رفتار طوفان میں زبدہ اور تمر نے اپنے چہرے سیاہ نقابوں سے ڈھانپ لئے تھے پھر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رات کی تاریکی اور طوفان میں روپوش ہو گئے تھے ۔ زنوبیہ اور حارث پھر اپنے خیمے میں چلے گئے تھے ۔

دو دن بعد رومنوں اور یونانیوں پر مشتمل مصریوں کا لشکر صحرائے سینا میں داخل ہوا اور اس نے ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کیا تھا ۔ رومنوں، اور یونانیوں پر مشتمل یہ لشکر ملکہ زنوبیہ کے متحدہ لشکر سے الگ بھگ دس سے بارہ گنا زیادہ تھا ۔ رومن جرنیلوں نے جب دیکھا کہ ان کے سامنے آنے والے ملکہ زنوبیہ کے لشکر کی کوئی عددی حیثیت ہی نہیں ہے تو وہ فخر اور گھمنڈ میں آگئے ۔ اپنے سارے لشکر کو انہوں نے چھ حصوں میں تقسیم کیا ۔ چار حصے انہوں نے پڑاؤ کے قریب ہی متعین کر دیئے جبکہ دو حصوں کو وہ ملکہ زنوبیہ کے سامنے لائے اور جنگ کے طبل بجا دیئے ۔ دراصل رومن اپنے لشکر کے انہی دو حصوں کے ساتھ ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کے لشکر پر حملہ آور ہونے کا تہیہ کر چکے تھے ۔ انہیں امید تھی کہ وہ ان دو حصوں کے ساتھ ہی وہ ملکہ زنوبیہ اور اس کے شوہر کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

جس وقت جنگ کرنے کے لئے رومن اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے اور ان کے لشکر میں دفیں اور جنگ کے طبل بج رہے تھے ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا تھا ایک حصے کی کمانداری خود زنوبیہ اور دوسرے حصے کی سالاری حارث بن حسان کر رہا تھا ۔ دونوں اپنے اپنے لشکریوں کے سامنے کھڑے تھے اس موقع پر حارث بن حسان نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا زنوبیہ کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

سن زنوبیہ ۔ لشکر کی جو ترتیب ہے یہ ویسی کی ویسی ہی رہے گی تم دائیں جانب سے میں بائیں جانب حملہ آور ہوں گا ۔ میری بات غور سے سنو زنوبیہ ۔ مصریوں سے نپٹنے اور انہیں شکست دینے کے لئے میرے ذہن میں جنگ کا ایک طریقہ کار ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ طریقہ اپناتے ہوئے ہم بڑی آسانی کے ساتھ مصریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

سن زنوبیہ ۔ زبدہ نے جو معاملہ ہمارے ساتھ طے کیا تھا وہ بڑا بہترین اور قابل

عمل تھا لیکن میں اب سمجھتا ہوں کہ اب حالات کسی قدر تبدیل ہوتے دکھائی دے رہے ہیں ۔ تم دیکھ رہی ہو ان رومنوں کی تعداد ہم سے دس سے بارہ گنا تک ہے ۔ رومنوں نے اپنے لشکر کو لگ بھگ چھ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے صرف دو حصے وہ ہمارے مقابلے پر لے کر آئے ہیں باقی چار کو انہوں نے اپنے پڑاؤ کے پاس ہی متعین کر دیا ہے ۔ اگر جنگ اپنے عروج پر آتی ہے اور دائیں بائیں پہلوؤں سے زبدہ اور زبائی حملہ آور ہوتے ہیں تب بھی مجھے خدشہ ہے کہ رومنوں کے لشکر کے وہ چار حصے جو پڑاؤ کے پاس متعین کئے گئے ہیں وہ زبدہ اور زبائی کی راہ روک دیں گے ۔ اس طرح رومنوں کے لشکر کے یہ جو دو حصے ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے ہمیں ہی نپٹنا ہوگا ۔

حارث بن حسان جب تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا تو ملکہ زنوبیہ نے ایک طرح سے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پوچھا ۔ تم کیسا طریقہ جنگ اپنانا چاہتے ہو ۔ حارث بن حسان پھر کہنے لگا ۔

سن زنوبیہ جس وقت جنگ کی ابتدا ہو گی میرا لشکر دائیں طرف اور تمہارا لشکر بائیں طرف ہو گا ہم دونوں مل کر دشمن کے حملوں کا دفاع کریں گے تھوڑی دیر تک دشمن کے ساتھ جنگ جاری رہے گی پھر جب دشمن اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرے گا تو میں زوردار آوازوں میں ابراہیم کے رب کو پکاروں گا ۔ میرے ساتھ کام کرنے والے لشکری بھی ایسا ہی کریں گے ۔ جب تم اس پکار کو سنو تو اپنے لشکر کو آہستہ آہستہ لے کر بائیں طرف ہٹتی جانا جبکہ میں اپنے لشکر کو لے کر دائیں طرف ہٹتا چلا جاؤں گا اس طرح مصری جرنیل یہ سمجھیں گے کہ ہم ان کے لشکر کے وسطی حصے کی ضرب کو برداشت نہیں کر سکے اور ادھر ادھر ہٹ گئے ہیں ۔ جب مصری لشکر آگے پیشقدمی کرتا ہوا میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو گا تب ہمارے لئے ایک نیا کام اٹھ کھڑا ہو گا ۔

اور وہ یہ کہ ہم دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئیں گے اپنے لشکر کو میں خوب پھیلا دوں گا ۔ لشکر کے ایک حصے کو مصریوں کے پہلو پر حملہ آور ہونے کا حکم دوں گا جبکہ لشکر کے دوسرے حصے کو مصری لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہونے کے لئے کہوں گا جو ہم دونوں کے درمیان حائل ہو چکا ہو گا ۔ میری طرف دیکھتے ہوئے تم بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کرنا ۔ اس طرح ہم دونوں جب سامنے اور دائیں بائیں سے بھی مصریوں پر زوردار

حملے کریں گے تو مجھے امید ہے کہ ہم مصریوں کو مجبور کریں گے کہ وہ شکست کا داغ اٹھاتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے پر مجبور ہو جائیں ۔

جہاں تک زبدہ اور زبائی کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بڑے بے مثال اور ناقابل شکست جرنیل ہیں میں بچپن سے انہیں جانتا ہوں ۔ میرے لئے وہ دونوں ہی بڑے قابل عزت اور صاحب وقار ہیں ۔ میں ان دونوں کو اپنے سگے بھائیوں جیسا خیال کرتا ہوں ۔ لیکن زنوبیہ ذرا رومن لشکر کی طرف بھی دیکھو ۔ مجھے خدشہ ہے کہ جب دائیں بائیں سے زبدہ اور زبائی حملہ آور ہوں گے تو رومنوں کے جو چار حصے پڑاؤ کے پاس ہیں وہ زبدہ اور زبائی کی راہ روک کھڑے ہوں گے اور زبدہ اور زبائی دونوں اس طرح ہماری مدد نہ کر سکیں گے جس طرح زبدہ اور ہمارے درمیان لائحہ عمل طے ہو چکا ہے ۔ لہذا رومنوں کا جو لشکر اس وقت ہمارے سامنے ہے اسے ہم دونوں کو مل کر ہر صورت میں شکست دینا ہو گی تا کہ زبدہ اور زبائی رومنوں کے لشکر کے باقی چار حصوں سے نپٹ سکیں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ دونوں بھائی رومنوں کے لشکر کے ان چاروں حصوں پر قہر بن کر نازل ہوں گے

حارث بن حسان کی اس ساری گفتگو کے جواب میں ملکہ زنوبیہ خوش انداز میں اس سے مخاطب ہوئی ۔

سنو حارث ۔ میرے حبیب ۔ تمہاری یہ تجویز بہترین اور انتہائی پسندیدہ ہے ۔ واقعی زبدہ اور زبائی جب اپنی گھات سے نکل کر دائیں بائیں سے حملہ آور ہوتے ہیں تو وہ دونوں بڑی مشکل سے رومنوں کے لشکر کے ان چار حصوں سے نپٹ سکیں گے جو اس وقت پڑاؤ کے قریب ہی خیمہ زن ہے ۔ لہذا رومن لشکر کے دو حصے جو ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے ہمیں ہی نپٹنا ہو گا ۔ سنو حارث اگر ہم دونوں میاں بیوی اس طریقہ کار پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو ہم نے طے کیا ہے تو یقیناً ہم مصریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ایک بار مصریوں کے پاؤں صحرائے سینا سے اکھاڑ کر رکھ دیئے تو حارث میری بات یاد رکھنا کہ رومنوں کے لشکر کے جو باقی چار حصے ہیں ان پر زبدہ اور زبائی قہر بن کر نازل ہوں گے اور انہیں شکست قبول کرنے پر مجبور کر دیں گے ۔ اور جب شکست کھانے کے بعد رومن ہمارے آگے بھاگیں گے تو مصر کے مرکزی شہر تک کوئی بھی قوت

ہمیں روکنے اور ہماری راہ میں حائل ہونے کی جرأت اور ہمت نہ کر سکے گی ۔

یہاں تک کہتے کہتے زنوبیہ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ رومن لشکر میں جنگ کی دفیں اور طبل بجنا بند ہو گئے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ رومن اب جنگ کی ابتدا کرنے والے ہیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے حارث بن حسان نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا اور اسے ایڑ لگاتا ہوا وہ اپنے حصے کے لشکر کے سامنے چلا گیا تھا ۔

اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد رومن لشکر تھکی تھکی آنکھوں میں زمانے بھر کے انتقام بجھے چہرے پر دھیمی آنچ ۔ یاسیت اور ناآسودگی میں غموں کے آشوب کی طرح آگے بڑھنا شروع ہوا اور پھر یونانی اور رومن جرنیلوں کی سرکردگی میں وہ حارث بن حسان اور ملکہ زنوبیہ کے لشکر پر دہ بے آہٹ سلگتے دکھ ۔ غم کے بدنام اندھیروں ۔ دکھ کے اندھے طوفانوں میں مرگ داگ ۔ اور سنگ و شرر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے ۔

اپنے تیز و جان لیوا حملوں میں رومنوں اور یونانیوں نے میدان جنگ کی حالت دشت کی تشنگی میں غبار کے صحرا ۔ ہجر کے عذاب میں بے صدا آہوں ۔ اور پراسرار سرابوں کی سی کر کے رکھ دی تھی ۔ وہ چاہتے تھے کہ جنگ کی ابتدا ہی سے ملکہ زنوبیہ کے لشکر پر زوردار ضربیں لگا کر اسے اور اس کے شوہر کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں ۔

ادھر حارث بن حسان اور ملکہ زنوبیہ دونوں میاں بیوی بڑے صبر بڑے تحمل کے ساتھ اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھے ہوئے تھے ۔ انہوں نے بڑی کامیابی اور حوصلہ مندی سے رومنوں کے حملوں کو روکا تھا ۔ تاہم ابھی تک وہ جوابی کاروائی نہیں کر رہے تھے

کچھ دیر تک حارث بن حسان اور ملکہ زنوبیہ رومنوں کے حملوں کو روکتے رہے ۔ جب انہوں نے دیکھا کہ رومن اور یونانی اپنے تیز حملوں سے ہمارے لشکر کی اگلی صفوں کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں تو حارث کے لشکر میں ابراہیم کے رب کی عظمت کے نعرے بلند ہونے لگے ۔ اس کے ساتھ ہی حارث بن حسان کا لشکر تھوڑا سا پیچھے ہٹا پھر رومنوں کے لشکر کے پہلو کی طرف بڑھنے لگا تھا ۔ یہ نعرے سن کر زنوبیہ بھی حرکت میں آئی اور اس نے اپنے لشکر کو تھوڑا سا پیچھے ہٹانے کے بعد رومنوں کے دائیں پہلو کی طرف پھیلنا شروع ہو گئی تھی

رومنوں اور یونانیوں نے جب دیکھا کہ ان کے تیز اور خونخوار حملوں کی وجہ سے ملکہ زنوبیہ کا لشکر دو حصوں میں بٹ کر دائیں بائیں طرف ہٹ گیا ہے اور ان کی ضربوں کو وہ برداشت نہیں کر سکا تو ان کے حوصلے مزید بلند ہو گئے۔ اس موقع پر رومن لشکر کے سالاروں نے چاہا کہ اپنے لشکر کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر کے دو مختلف سمتوں کی طرف ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کے لشکر پر کاری ضرب لگا کر انہیں شکست سے دوچار کر دیں پر رومن سالاروں کو ایسا کرنا نصیب نہ ہوا۔

اس لئے کہ عین اسی موقع پر حارث بن حسان گہرے زخموں سے دشمن کی عداوتوں کو بے چہرہ کرتی یلغار اور جنوں خیز صحرائی آندھیوں کی طرح رومن لشکر کے بائیں پہلو کی طرف آیا۔ پھر وہ ستم کے شرر۔ آندھیوں کے سفر اور مرگ کے سیلاب کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا اور لمحوں کے اندر اس نے ان کی حالت مٹی کے زنگار بدن ۔ خزاں پوش تاریکیوں ۔ حروف شکستہ کی تصاویر۔ طاقوں کی ویرانی اور محرابوں کے سناٹے کی آوارہ تھکن جیسی کر کے رکھنا شروع کر دی تھی۔

حارث بن حسان کو حملہ آور ہوتے دیکھ کر رومنوں کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا حارث بن حسان اس قدر خونخواری سے حملہ آور ہوا تھا کہ ان کے لشکر کے بائیں پہلو کی کئی صفیں اس نے الٹ کر لہولہان کر دی تھیں ۔ اور اب وہ یونانیوں اور رومنوں کے لشکر کی اندرونی صفوں کو اپنا ہدف اور نشانہ بنانے لگا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے رومن لشکر کے سالاروں نے اپنی پوری توجہ حارث بن حسان کی طرف مبذول کر دی تھی۔ لیکن شاید تقدیر صحرائے سینا میں ان کا ساتھ نہ دینا چاہ رہی تھی۔

اس لئے کہ عین اس موقع پر پیچھے ہٹتی ہوئی ملکہ زنوبیہ اپنے لشکر کے ساتھ ہوس در ہوس ساعتوں کا شکار کرتی وقت کی اڑتی رفتار ۔ جاں عذاب موسموں کے رنگ بھرتی کرنوں کی برسات اور منزل سے بھٹکے بپھرے طوفانوں میں دکھ کے جلتے الاؤ کی طرح بڑھی ۔ اور مصریوں کے لشکر کے دائیں پہلو پر وہ اندھیرے شیاطین میں غموں کی شدت ۔ وقت کے افلاک پر جسموں کے آشوب اور اژدھوں کی وادیوں میں موت کی الجھنوں کی طرح حملہ آور ہو گئی تھی ۔ لمحوں کے اندر ملکہ زنوبیہ نے حارث بن حسان ہی کی طرح رومنوں کے لشکر کے دائیں پہلو کی حالت قصہ الم میں موت کے سلگتے خیالات اور بے بسی کے نظروں میں بریدہ

جسموں جیسی بنانا شروع کر دی تھی۔

اب صورتحال یہ تھی کہ بائیں طرف سے حارث بن حسان اور دائیں طرف سے خود ملکہ زنوبیہ موت کا کھیل کھیلتے ہوئے رومنوں کے لشکر کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے بعد ان کے لشکر کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔

ان دونوں کے سامنے رومن جرنیل اپنے آپ کو مکمل طور پر بے بس اور لاچار محسوس کر رہے تھے ۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اگر ایک طرف سے حارث بن حسان اور دوسری طرف سے ملکہ زنوبیہ اسی طرح ان کے لشکر کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے رہے تو دونوں ملکر نہ صرف یہ کہ انہیں بدترین شکست دیں گے بلکہ ان کے لشکر کے ان دونوں حصوں کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دیں گے۔

اس صورتحال میں رومن لشکر کے جرنیلوں نے اپنی بلند آواز میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے انہیں میدان جنگ میں جم کر دشمن کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دی ان کے یوں ترغیب دینے پر رومن لشکری ایک بار پھر تقدیر کے دکھ کا کاٹا بن کر اپنی پوری طاقت کے ساتھ کالے کوسوں کی پرہول رات کی طرح حملہ آور ہوئے۔

وہ چاہتے تھے کہ اپنے لشکر کی حالت سوگ کے عصا۔ بیوگی کے نشان سے نکال کر کامیابی اور کامرانی کا نشاں بنا کر رکھ دیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی اس لئے کہ حارث بن حسان اور ملکہ زنوبیہ دونوں طرف سے مدت کے رکے تلاطم ۔ تیز بگولوں ۔ پیچ و تاب کھاتی آندھیوں دھواں دھواں کہر اور ایک ساحرانہ عمل کی طرح ان کے ہر عزم ۔ ان کے ہر گمان ان کے ہر ارادے ان کی ہر زندہ دلی کو کاٹتے چلے جا رہے تھے۔

عین اس وقت جب ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان دونوں مل کر رومنوں پر چھا جانے کی کوشش کر رہے تھے دائیں جانب سے اچانک آگ اگلتی راہوں میں خون اور ہجر کی کالی راتوں میں خاک و لہو کے طوفان کی طرح زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنی گھات سے نکلا اور رومنوں کے اس لشکر کی طرف تکبیریں بلند کرتا ہوا بڑھا جس نے اپنے پڑاؤ کے قیام کیا ہوا تھا آگے بڑھتے ہی زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ ان رومنوں پر روح میں تلاطم برپا کرتی ناتمام خواہشوں ۔ راستوں کی پرچھائیوں کو نگلتی موت کی تمازت ۔ سالوں کی مہک اور جوانی کو

سرگرداں اور بیکراں اندھیروں کا شکار بناتی بدنصیبیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ زبدہ کا یہ حملہ ان طوفانوں کی طرح زوردار تھا جو کچی مٹی کے ٹیلوں کو بے شکل غبار ہیولوں اور خوشیوں کی شفاف گھٹاؤں کو لمحوں کے اندر دھندلکوں سے لبریز اداسی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ زبدہ نے آناً فاناً اپنے سامنے آنے والے رومنوں کی حالت دل کے چپ دریچوں میں بے حال بستیوں اور وقت کی راہ کے پرپیچ سفر میں ٹوٹے آنگنوں جیسی بنانا شروع کر دی تھی۔

دراصل زبدہ نے یہ حملہ بڑی سوچ و بچار اور دانشمندی سے کیا تھا شاید گھات میں بیٹھے ہی بیٹھے اس کے مخبروں نے اسے رومنوں کے لشکر کی ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔ اسی بنا پر وہ رومنوں کے ان دو لشکروں پر حملہ آور نہیں ہوا تھا جو ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان سے ٹکرا رہے تھے بلکہ وہ ان چار حصوں پر حملہ آور ہوا تھا جنہیں رومنوں نے محفوظ لشکر کے طور پر اپنے پڑاؤ کے پاس مستعد کر رکھا تھا۔

جس وقت اچانک گھات سے نکل کر اور تکبیریں بلند کرتا ہوا زبدہ رومنوں کے لشکر کے ان چاروں حصوں سے ٹکرایا تھا تو وہ رومن لشکری جو اس موقع پر ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف تھے وہ بھی کسی قدر پریشانی اور فکر مندی کا شکار ہوئے تھے۔ اور انہیں یہ فکر لاحق ہو گئی تھی کہ زنوبیہ کے کسی لشکر نے ان کی پشت پر ان کے محفوظ لشکر پر حملہ کر دیا ہے۔

زبدہ کے حملہ آور ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد زبائی بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنی گھات سے جیون کے ساگر میں غموں کی بھیڑ۔ خیالوں کی نئی دنیا میں خواب آور امیدوں اور محبت کے جوش مارتے حروف کے اندر سے نکلنے والے خونخوار گھنے عذاب کی طرح نمودار ہوا۔ قریب آ کر اس نے زبدہ ہی کی طرح زوردار آوازوں میں تکبیریں بلند کرنا شروع کیں پھر وہ اس لشکر کی پشت کی جانب سے حملہ آور ہوا تھا جو اس کے زبدہ سے ٹکرا رہا تھا۔ رومنوں کے اس لشکر پر زبائی اندھے کالے غاروں کی حبس زدہ سوچوں۔ بھوکی جبلتوں کو صفحہ ہستی سے مٹاتے رقص شرر۔ نفس نفس پھیلتے زہر اور احساس کے ہر جذبے کو مصلوب کر دینے والے آزار جاں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

لشکر کے دو حصے تو پہلے ہی ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کے ساتھ مصروف پیکار تھے لشکر کے وہ چار حصے جو رومنوں نے محفوظ دستوں کی حیثیت سے اپنے پڑاؤ کے پاس رکھے

ہوئے تھے ان پر اب سامنے کی طرف سے زبدہ اور پشت کی جانب سے زبائی ضربیں لگا رہے تھے۔

تھوڑی دیر پہلے تک رومن یہ اندازہ لگائے بیٹھے تھے کہ ان کے لشکر کے صرف دو ہی حصے ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کو تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد مار بھگائیں گے لیکن اب وہ اپنے لئے خطرات محسوس کر رہے تھے۔ اس لئے کہ ان کے دو لشکروں کو تو ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان نے کاٹنا شروع کر ہی دیا تھا ان کے لشکر کے باقی چار حصوں پر بھی زبدہ اور زبائی قہر اور عذاب بن کر ٹوٹ پڑے تھے۔ اور وہ دونوں سمتوں سے اس لشکر کا قتل عام شروع کئے ہوئے تھے۔

جب رومنوں کے لشکر کے دو حصوں کو ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان نے پہلے برتن کی طرح مانجنا شروع کی اور لشکر کے باقی چار حصوں کو زبدہ اور زبائی نے تہہ تیغ کرنا شروع کیا تب رومنوں کو اپنے موت اپنی مرگ اپنی اجل اور اپنی شکست اپنے سامنے صاف دکھائی دینے لگی تھی۔ جنگ جب تھوڑی دیر مزید جاری رہی تو رومنوں پر صاف عیاں ہو گیا تھا کہ ان کی شکست یقینی ہو گئی ہے۔ لہذا اصلاح و مشورہ کرنے کے بعد رومن جرنیلوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگ جانے ہی میں اپنی عافیت جانی۔ لہذا بچے کھچے لشکر کو لے کر وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

زبدہ اور زبائی نے حارث بن حسان اور ملکہ زنوبیہ کو میدان جنگ میں رومنوں کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے لئے وہیں چھوڑا خود وہ دونوں اپنے حصے کے لشکروں کے ساتھ شکست کھا کر بھاگنے والے رومنوں کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ یہ تعاقب انتہائی خوفناک اور جان لیوا تھا۔ رومن اور یونانی صحرائے سینا میں اس طرح زبدہ اور زبائی کے آگے آگے بھاگ رہے تھے جس طرح سہمے ہوئے گورخر بھوکے خونخوار بھیڑیوں کے آگے بھاگتے ہیں۔ زبدہ اور زبائی تعاقب کرتے ہوئے بری طرح رومنوں کا قتل عام کر رہے تھے

جب رومن شکست اٹھا کر بھاگ گئے زبدہ اور زبائی ان کے تعاقب میں لگ گئے تو ملکہ زنوبیہ اپنا گھوڑا دوڑاتی ہوئی اس جگہ آئی جہاں حارث بن حسان اپنے لشکر کے قریب گھوڑے پر سوار اپنے چند سالاروں کو ہدایات جاری کر رہا تھا۔ ملکہ زنوبیہ کو اپنی طرف آتے

دیکھ کر حارث بن حسان خاموش ہو گیا تھا۔

ملکہ زنوبیہ قریب آکر ایک جست کے ساتھ اپنے گھوڑے سے قریب اتری اور ایک والہانہ اور پیار بھرے انداز میں وہ آگے بڑھی اور حارث بن حسان کے دونوں ہاتھوں میں لے کر اس کے ہاتھوں کو طویل بوسہ دیا۔ پھر وہ میٹھی میٹھی نگاہوں سے حارث بن حسان کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ نے رومنوں کے خلاف زبدہ اور زبائی کے ساتھ مل کر وہ معرکہ سرانجام دیا ہے جس کا میں خیال و گمان بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اب جبکہ رومنوں کو ہم مکمل طور پر شکست دے چکے ہیں تو زبدہ اور زبائی کے واپس آنے تک میں آپ سے یہ جاننا پسند کرونگی کہ آگے آپ کا کیا ارادہ ہے۔

حارث بن حسان نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھا پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

زنوبیہ پہلے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو پھر جو میں چاہتا ہوں کہوں گا۔ ملکہ زنوبیہ حارث بن حسان کا کہنا مانتے ہوئے فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی جب وہ اپنے گھوڑے کو تھوڑا آگے بڑھاتے ہوئے حارث بن حسان کے قریب لائی تب حارث بول پڑا۔

زنوبیہ اول تو تمہیں میرے ہاتھوں کو بوسہ دیکر میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اب تو میری بیوی ہے میرے دشمن تیرے دشمن میرے خیر خواہ تیرے خیر خواہ ہیں۔ سن زنوبیہ تیری عزت تیرے ناموس کی خاطر میں حارث بن حسان اپنی جان اپنے خون کے آخری قطرے کا بھی نذرانہ پیش کر سکتا ہوں۔ جہاں تک تمہارے، اس استفسار کا تعلق ہے اب ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا چاہئے تو اس کے لئے ہو سکتا ہے کہ تم میرے خیالات سے اتفاق نہ کرو پر جو کچھ میں کہوں وہ آخری نہیں ہے اس لئے کہ زبدہ اور زبائی میرے نسبت جنگ کا بہتر اور وسیع تجربہ رکھتے ہیں لہذا آخری فیصلہ ان کی واپسی پر ہی ہو گا۔ جواب میں ملکہ زنوبیہ تڑپ کر کہنے لگی۔

آپ کہیں تو سہی کیا کہنا چاہتے ہیں میں کیوں نہ آپ کے خیالات سے اتفاق کروں گی۔ بہر حال یہ تو درست ہے کہ آخری فیصلہ زبدہ اور زبائی ہی کو کرنا ہو گا لیکن میں ان دونوں کے آنے سے پہلے پہلے آپ کے خیالات بھی جاننا پسند کروں گی اس کے بعد میں

دیکھوں گی زبدہ اور زبائی کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

حارث بن حسان کچھ دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ دوبارہ بول پڑا۔

جہاں تک میرے خیالات کا تعلق ہے تو میرا ارادہ یہ ہے کہ ہمیں صحرائے سینا میں رومن لشکر کو شکست دینے کے بعد واپس اپنے مرکزی شہر تدمر نہیں جانا چاہئے کل کو یہ مصری پھر تیاری کر کے ہم سے صحرائے سینا کی اس شکست کا انتقام لے سکتے ہیں۔ اب جبکہ ہم نے رومنوں کی طاقت اور قوت کی کمر پوری طرح توڑ کر رکھ دی ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ ہمیں مصر کے اندر گھس کر یلغار کرنی چاہئے اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلا کر ہمیں پورے مصر پر قبضہ کر لینا چاہئے۔ زنوبیہ مجھے امید ہے کہ صرف تم ہی نہیں بلکہ زبدہ اور زبائی بھی میری اس تجویز سے اتفاق کریں گے۔

حارث بن حسان کی اس تجویز پر ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتی رہی اس دوران اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی پھر اس نے نظر بھر کر حارث بن حسان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

حارث اب جبکہ تم میری زندگی کے ساتھی ہو تو میں تمہارے فیصلے تمہاری تجویز کو کیسے اور کیوں کر رد کر سکتی ہوں۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ ہم مصر پر قبضہ کرنے کے قابل ہیں تو اس سلسلے میں میں زبدہ اور زبائی سے مشورہ کروں گی اور اگر انہوں نے بھی اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حامی بھری تو ہم مصر پر ضرور حملہ آور ہوں گے۔ اگر زبدہ اور زبائی اس کے لئے تیار ہوئے تو مجھے امید ہے کہ مصر میں داخل ہونے کے بعد بھی ہم رومنوں کو بد ترین شکست دیں گے۔

ملکہ زنوبیہ کا یہ جواب سن کر حارث بن حسان خوش ہو گیا تھا۔ اسی دوران اپنے قریب ہی کھڑے چند محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے ملکہ کہنے لگی۔

جونہی زبدہ اور زبائی رومنوں کا تعاقب ختم کر کے واپس آئیں تو انہیں فوراً میرے خیمے میں بھیج دیا جائے۔ اس کے بعد زنوبیہ اور حارث بن حسان دونوں مل کر رومنوں کے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹنے لگے تھے۔

OOOO

زبدہ اور زبائی نے کافی دور تک اپنے آگے بھاگتے ہوئے رومنوں کا تعاقب جاری رکھا جب سورج غروب ہو گیا اور اندھیرا پھیلنے لگا تب انہوں نے یہ تعاقب ترک کیا۔ اور اپنے لشکر کو لے کر وہ واپس میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

جب دونوں اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ اس جگہ پہنچے جہاں تھوڑی دیر پہلے جنگ ہوئی تھی اور جہاں ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان نے پڑاؤ کر رکھا تھا تو ملکہ زنوبیہ کے محافظوں نے اس کا پیغام زبدہ اور زبائی کو پہنچایا جس کے جواب میں وہ دونوں اپنے گھوڑوں کا رخ موڑتے ہوئے ملکہ زنوبیہ کے خیمے کی طرف جا رہے تھے۔

جب دونوں تمر کے ساتھ ملکہ زنوبیہ کے خیمے میں داخل ہوئے تو اس وقت زنوبیہ اور حارث بن حسان دونوں اپنے خیمے میں موجود تھے۔ ملکہ اور حارث بن حسان دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر زبدہ۔ زبائی اور تمر کا استقبال کیا تھا۔ حارث بن حسان نے زبدہ اور زبائی کو سب سے نمایاں نشست پیش کی۔ اور اس وقت تک نہ بیٹھا جب تک زبدہ اور زبائی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ جبکہ تمر اپنی بہن زنوبیہ کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔

اس کے بعد زنوبیہ نے سلسلہ کلام شروع کیا۔

زبدہ اور زبائی۔ میرے دونوں بھائیو۔ میرے عزیز رفیقو اور میرے بے مثل سالاروں اور جرنیلوں۔ اب جبکہ ہم سب نے مل کر رومنوں کی مصری قوت کو بدترین شکست دی ہے اور رومن شکست اٹھا کر مصر کی طرف بھاگ گئے ہیں اس موقع پر میں تم دونوں سے یہ جاننا چاہوں گی کہ اب ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا چاہیے۔

میں تم دونوں پر یہ بھی انکشاف کروں کہ تمہاری آمد سے پہلے آپس میں صلاح و مشورہ کرتے ہوئے میں اور حارث بن حسان ایک فیصلہ کر چکے ہیں لیکن اس فیصلے پر اس وقت تک عمل نہیں کیا جائے گا جب تک تم دونوں بھی اس فیصلے سے متفق نہ ہو۔ اس پر تیز نگاہوں سے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے زبدہ پوچھنے لگا۔

خانم۔ تم دونوں میاں بیوی نے مل کر کیا فیصلہ کیا ہے پہلے اس سے متعلق تفصیل بتائیں پھر میں اور زبدہ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد اپنے فیصلے سے آگاہ کریں گے

ملکہ زنوبیہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

نہیں۔ زبدہ میرے بھائی پہلے تم دونوں بھائی آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد مجھے یہ بتاؤ کہ مصر کے رومنوں کو شکست دینے کے بعد ہم مصریوں کے خلاف کے مزید کاروائی کریں تاکہ آنے والے دور میں ہمارے لئے مصریوں کی طرف سے کوئی اور خطرہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔ اس کے بعد میں تم دونوں بھائیوں کو اپنے اس فیصلے سے آگاہ کروں گی جو میں اور حارث نے مل کر طے کیا ہے۔

ملکہ زنوبیہ کے اس استفسار کے جواب میں زبدہ اور زبائی تھوڑی دیر تک ایک دوسرے سے بڑی رازدارانہ گفتگو کرتے رہے اس دوران وقفے وقفے سے ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ بھی نمودار ہوتی رہی پھر کوئی آخری فیصلہ کرنے کے بعد [illegible] نے زنوبیہ کو مخاطب کیا۔

خانم۔ جہاں تک میرا اور زبائی کا تعلق ہے تو ہم دونوں مشورہ کرنے کے بعد ایک فیصلے پر پہنچے ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ جبکہ ہم نے مصر کے رومنوں کو صحرائے سینا میں بدترین شکست دی ہے تو رومنوں کی قوت ایک طرح سے ہمارے سامنے ٹوٹ چکی ہے۔ اب ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے اس متحدہ لشکر کو لے کر ہمیں مصر میں داخل ہونا چاہئے اور پے در پے رومنوں پر ضربیں لگاتے ہوئے پورے مصر پر قبضہ کر لینا چاہئے۔ اس طرح اگر ہم اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مصر پر قبضہ کر لیتے ہیں تو آنے والے دور میں ہمیں اس کے دو فوائد ہوں گے۔

اول یہ کہ مصر کی طرف سے ہمارے لئے کوئی بڑا خطرہ نہ اٹھ سکے گا اور مصر ہماری عملداری میں رہے گا۔ دوئم یہ کہ ہماری طاقت اور قوت کا ایک بہترین مظاہرہ ہو گا اور اس کامیاب مظاہرے کو دیکھتے ہوئے آنے والے دنوں میں ایران کی مملکت اور رومن یونہی آنکھیں بند کر کے ہم پر چڑھ دوڑنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

زبدہ خاموش ہوا ہی تھا کہ حارث بن حسان بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اٹھا

محترم و عظیم زبدہ۔ قسم مجھے مکہ کے اس گھر کے جس کے گرد لوگ طواف کرتے ہیں۔ قسم مجھے اپنے اس خدائے ذوالجلال کی جس کی ذات ازل سے ابد تک ہے اور جس کو

فنا نہیں ہے۔ قسم مجھے اپنے اس پیدا کرنے والے کی جس کی ذات بے داغ ہے۔ تمہارا یہ فیصلہ عین میری امیدوں اور خواہشوں کے مطابق ہے۔ زبدہ۔ میرے محترم۔ میرے عظیم بھائی۔ تمہاری آمد سے پہلے میں اور زنوبیہ بھی مل کر یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ ہمیں وقت ضائع کئے بغیر مصر میں داخل ہو کر رومنوں کی بچی کھچی طاقت اور قوت کو بھی مٹا کر رکھ دینا چاہئے۔ اور پورے مصر پر قبضہ کر لینا چاہئے۔ مصر پر قبضہ ہمیں مستقبل میں مصر کی طرف سے خطروں سے بے نیاز کر سکتا ہے۔ محترم زبدہ میں تمہارے اور زبائی کے اس فیصلے کو سلام کرتا ہوں۔

زبدہ کے اس فیصلے کو سننے اور جواب میں حارث بن حسان کے الفاظ نے ملکہ زنوبیہ کو بے پناہ حد تک خوش اور مطمئن کر دیا تھا۔ پھر اس نے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

زبدہ میرے عظیم بھائی یہ موضوع تو اب ختم ہوا۔ میں تم تینوں سے ایک دوسرے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ قبل اس کے کہ زبدہ ملکہ زنوبیہ کی اس گفتگو کا جواب دیتا بیچ میں زبائی بول پڑا۔

خانم میں نہیں جانتا آپ دوسرا موضوع کونسا چھیڑنا چاہتی ہیں پر آپ ناراض نہ ہوں تو آپ کے اس موضوع سے پہلے میں بھی ایک سلسلے میں التماس کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ تینوں مل کر میرے فیصلے کو رد نہیں کریں گے۔

زبائی کی اس گفتگو کے جواب میں بڑے غور سے ملکہ زنوبیہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

زبائی میرے عزیز بھائی تمہیں مجھ سے اس طرح عاجزی اور انکساری کے ساتھ گفتگو نہیں کرنا چاہئے۔ تم میرے لشکروں کے سالار ہو۔ تم جو بھی کام کرنا چاہو اس کام کو مکمل کرنے کے بعد مجھے صرف اس کی اطلاع کر سکتے ہو۔ تمہاری میرے یہاں بڑی قدر بڑی عزت ہے۔ بہر حال تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ مجھے امید ہے کہ ہم تینوں تمہارے کسی بھی فیصلے سے اتفاق کریں گے۔

زبائی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

خانم رومنوں کے ساتھ اس حالیہ جنگ میں میرے حصے کے لشکر میں ایک جوان

ہے اس کی کارکردگی سب سے بہتر اور عمدہ رہی ہے۔ وہ اپنی فنی مہارت اپنی عسکری ممارست میں اس قابل ہے کہ اسے آگے لایا جائے اور یہ نوجوان آنے والے دور میں ہمارے لئے بہترین سالار ثابت ہو سکتا ہے۔ جس جوان کی میں تعریف کر رہا ہوں اس کا نام میرے عظیم بھائی زبدہ سے ملتا جلتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس نوجوان کو اسی طرح میں اپنے حصے کے لشکر میں نائب مقرر کروں جس طرح زبدہ کے لشکر میں تمر نائب کی حیثیت سے کام کر رہی ہے جس جوان کی میں سفارش کر رہا ہوں اس کا نام زبداس ہے۔

زبائی جب خاموش ہوا تو ملکہ زنوبیہ فوراً بول پڑی۔

زبائی میرے بھائی۔ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو۔ اگر تم اپنے لشکر میں کسی نوجوان عسکری کی کارگزاری سے خوش ہو اور اسے اپنا نائب مقرر کرنا چاہتے ہو تو اس سلسلے میں تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لشکروں کا سالار اعلیٰ زبدہ ہے۔ تم اس نوجوان کو اپنا نائب مقرر کرنے کے بعد بس مجھے اور زبدہ کو اطلاع کر دیتے یہی کافی تھا بہر حال میں زبداس نام کے اس نوجوان کو بلاتی ہوں اور تمہاری موجودگی میں اسے تمہارا نائب مقرر کرتی ہوں۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ زنوبیہ نے آواز دے کر اپنے ایک محافظ کو طلب کیا۔ جب وہ محافظ اندر آیا ملکہ کو تعظیم دینے کے بعد فارغ ہوا تو ملکہ نے اسے مخاطب کیا۔

ابھی اور اسی وقت میرے بھائی زبائی کے حصے کے لشکر میں جاؤ۔ اور زبداس نام کے جوان کو بلا کر میرے پاس لاؤ۔ ملکہ یہ حکم سنتے ہی ایک بار پھر اس محافظ نے اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے تعظیم دی اس کے بعد وہ مڑا اور خیمے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ محافظ لوٹا اس کے ساتھ زبداس نام کا وہ جوان بھی تھا۔ جس کی تعریف زبائی نے کی تھی۔ زبداس خیمے میں داخل ہونے کے بعد ملکہ زنوبیہ کے سامنے گردن کو خم کرتے ہوئے خوب جھکا۔ اسے تعظیم دی پھر وہ جب سیدھا ہو کر کھڑا ہوا تو ملکہ زنوبیہ نے اسے مخاطب کیا۔

زبداس تمہاری خوش قسمتی کہ تمہارے سالار اعلیٰ زبائی نے ہم سب کے سامنے تمہاری عسکری ممارست اور جنگ کے دوران تمہاری جانثاری اور اولوالعزمی کی تعریف کی ہے۔ زبائی کی اسی سفارش پر میں تمہیں زبائی کے لشکر میں اس کا نائب مقرر کرتی ہوں۔

تمہاری حیثیت میرے یہاں اب زبدہ ۔ زبائی اور تمر کے بعد ایک عمدہ سالار کی سی ہو گی ۔ زبائی کے بعد اس کے لشکر میں تم عسکری فیصلے کرنے کے مجاز ہو گے ۔ اب تم جا سکتے ہو اسی مقصد کے لئے میں نے تمہیں طلب کیا تھا۔

زبداس نام کا وہ جوان ملکہ کا یہ فیصلہ سن کر خوش ہو گیا تھا۔ لمحہ بھر کے لئے اسنے انتہائی شکر گزار انداز میں زبائی کی طرف بھی دیکھا تھا پھر اس نے بہترین الفاظ میں ملکہ زنوبیہ کے علاوہ زبائی اور زبدہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ آخری میں اسنے اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے زنوبیہ کو تعظیم دی اس کے بعد وہ خیمے سے نکل گیا تھا۔

زبداس کے جانے کے بعد زبائی نے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھا۔

خانم ۔ زبداس سے متعلق میرے بولنے سے قبل آپ کسی نئے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی تھیں ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ نیا موضوع کیا ہے ۔

اس موقع پر زنوبیہ نے عجیب سے انداز میں زبدہ کی طرف دیکھا پھر اس کی نگاہیں اپنی بہن تمر پر لمحہ بھر کے لئے رکیں اس کے بعد خیمے میں اس کی آواز سنائی دی تھی ۔

میرے رفیقان کار ۔ جو نیا موضوع میں چھیڑنا چاہتی تھی وہ میرے بھائی زبدہ اور میری بہن تمر سے متعلق ہے ۔ تم سب جانتے ہو تمر زبدہ کو دیوانگی کی حد تک پسند کرتی ہے اور چاہتی ہے ۔ میرا بھائی زبدہ بھی تمر کی محبت کا جواب محبت سے دے چکا ہے ۔ لہذا میں چاہتی ہوں کہ ان دونوں کو رشتہ ازدواج میں جکڑ دیا جائے ۔

میرے رفیقو ۔ میرا خیال یہ ہے کہ مصر کو فتح کرنے کے بعد ہم اپنے مرکزی شہر تدمر میں داخل ہوں اور تدمر میں داخل ہونے کے بعد میں چاہتی ہوں کہ شاہانہ طریقے سے زبدہ اور اپنی بہن تمر کی شادی کا اہتمام کروں ۔

ملکہ زنوبیہ کیا اس گفتگو سے جہاں تمر کی نگاہیں جھک گئیں تھیں وہ سمٹ سی گئی تھی وہاں زبدہ کی گردن بھی جھکی ہوئی تھی ۔ پھر قبل اس کے کہ ملکہ زنوبیہ اپنی اس گفتگو کو جاری رکھتی ملکہ کا ایک محافظ اندر آیا ۔ گردن کو خم کرتے ہوئے اس نے ملکہ کو تعظیم دی پھر وہ کہنے لگا ۔

خانم میرے ساتھ میرے دو ساتھی بھی ہیں جو خیمے میں باہر کھڑے ہیں ۔ ہم تینوں اہم خبریں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ۔ اس پر ملکہ زنوبیہ نے اپنے اس مخبر کی

طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

تم کس سمت کی خبریں لے کر آئے ہو ۔ اس پر وہ مخبر پھر کہہ اٹھا ۔

خانم ۔ آپ کی فتوحات اور کامیابیوں کی ساری خبریں رومنوں کے مرکزی شہر روم تک پہنچ چکی ہیں ۔ رومنوں کا شہنشاہ اس وقت مختلف اندرونی اور بیرونی جنگوں میں مصروف ہے لہذا وہ ہماری طرف متوجہ نہیں ہو سکے گا ۔ تاہم اس نے ایک لشکر انطاکیہ کی طرف روانہ کیا ہے اور اس نے انطاکیہ کے حکمران میکریانس کو حکم جاری کیا ہے کہ روم سے آنے والے اس لشکر کے ساتھ وہ حملہ آور ہو اور اپنے شہر حمس اور ہیلوپولس ہم سے واپس لینے کے بعد ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے ۔ ہمارا اندازہ ہے کہ روم سے میکریانس کے لئے روانہ ہونے والا یہ لشکر چند ہفتوں تک انطاکیہ پہنچنے میں کامیاب ہو جائیگا ۔

خانم ۔ دوسری خبر یہ ہے کہ رومنوں کے شہنشاہ نے ایشائے کوچک میں بھی اپنی قوت کو متنبہ کیا ہے وہاں جوان کا سالار ہے اسے رومنوں کے شہنشاہ نے احکامات جاری کئے ہیں کہ وہ ایک بہت بڑا لشکر تیار کرے اور ہماری عملداری کے شمالی حصوں پر حملہ آور ہو ۔ رومنوں کا وہ سالار اناطولیہ کے میدانوں میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کر رہا ہے جس رفتار سے وہ اپنی عسکری قوت کو بڑھا رہا ہے ہمیں امید ہے کہ ایک ماہ تک وہ ایک جرار اور بہت بڑا لشکر جمع کر کے ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں مکمل کرے گا ۔

اناطولیہ میں جمع ہونے والے رومنوں کا لائحہ عمل یہ ہے کہ وہ شمال کی طرف سے پہلے اپنے شہر نصیبین پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کریں پھر حران سے ہوتے ہوئے ہماری مملکت میں داخل ہوا ہوں ۔

اس جاسوس کے خاموش ہو جانے پر ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی ۔ پھر اس جاسوس کو اس نے جانے کا حکم دیا ۔ اس کے بعد اس نے زبدہ اور زبائی کو مخاطب کیا ۔

میرے عزیز بھائیو! اب کہو تمہارا اس گفتگو کے جواب میں کیا رد عمل ہے ۔ اس پر زبدہ نے تھوڑی دیر تک زبائی سے مشورہ کیا اس کے بعد اس نے ملکہ زنوبیہ کو مخاطب کیا ۔

خانم ۔ لگتا ہے رومن ہمارے لئے حالات کو پیچیدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہم انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے ۔ ہمیں سب سے پہلا قدم یہ اٹھانا ہے کہ

فی الحال میری اور تمر کی شادی کو التوا میں ڈال دیا جائے ۔ ہمیں مزید یہاں قیام نہیں کرنا چاہئے ۔ دونوں کے اندر مصر میں یلغار کرتے ہوئے ہمیں پورے مصر پر قبضہ کر لینا چاہئے ۔

مصر میں حالات اپنے حق میں کرنے کے بعد وہاں کا نظم و نسق درست کر کے وہاں اپنی طرف سے کسی کو حاکم مقرر کرنا چاہئے پھر مصر سے آپ اور حارث دونوں تدمر کی طرف روانہ ہو جائیں ۔ جبکہ میں اور زبائی اپنے لشکر کے ساتھ مصر سے سیدھے اناطولیہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے ۔ اور وہاں جمع ہونے والے رومنوں سے نپٹیں گے ۔

ہاں اس موقع پر میں یہ کہنا بھی پسند کروں گا کہ زبداس جسے زبائی کے کہنے پر سالار مقرر کیا گیا ہے وہ بھی آپ اور حارث بن حسان کے ساتھ تدمر کی طرف جائے گا ۔ اگر ہمارے اناطولیہ کی طرف جانے کے بعد میکریانس روم کی طرف سے آنے والے لشکر کے ساتھ ہیلیو پولس یا حمس پر حملہ آور ہوتا ہے تو خانم آپ تو ایک لشکر کے ساتھ تدمر کی حفاظت کے لئے شہر کے اندر ہی رہیں گی جبکہ خود حارث بن حسان اور زبداس دونوں ایک لشکر لے کر میکریانس کا مقابلہ کرنے کے لئے حمس اور ہیلیو پولس کی طرف بڑھیں گے ۔ میرے خیال میں یہ دونوں اس حالت میں ہیں کہ کھلے میدانوں میں میکریانس کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور دوسری جانب میں اور زبائی بھی اناطولیہ کے میدانوں میں رومنوں کی قوت کو پاش پاش کرنے کی کوشش کریں گے ۔

سب نے زبدہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر وہ مجلس برخاست کر دی گئی تھی ۔

دوسرے روز متحدہ لشکر نے صحرائے سینا کے اس حصے سے کوچ کیا اور مصر میں داخل ہوا ۔ مصر میں رومنوں اور ملکہ زنوبیہ کے متحدہ لشکر کے درمیان انگنت معرکے ہوئے ان معرکوں میں زبدہ اور زبائی نے خصوصیت کے ساتھ رومنوں کی مصر کے اندر قوت کو کچل کر رکھ دیا تھا ۔ ہر جگہ انہوں نے رومنوں کو بدترین شکستیں دیں ۔ اور مصر کی سرزمین میں وہ فتح پر فتح حاصل کرتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ پورے مصر کو فتح کرتے ہوئے اسکندریہ تک جا پہنچے ۔

پورا مصر اپنے سامنے سرنگوں کرنے کے بعد ملکہ زنوبیہ نے چند روز تک وہاں قیام کر کے وہاں کے نظم و نسق کو درست کیا اپنی طرف سے وہاں ایک مقامی سرکردہ شخص کو حاکم مقرر کیا پھر ملکہ زنوبیہ ۔ حارث بن حسان اور زبداس کے ساتھ لشکر کے ایک حصے کے

ساتھ تدمر کی طرف کوچ کر گئی تھی جبکہ زبدہ ۔ زبائی اور تمر اپنے لشکریوں کے ساتھ مصر سے اناطولیہ کے میدانوں کی طرف روانہ ہو گئے تھے ۔

زبدہ۔ زبائی اور تمر اپنے لشکر کے ساتھ ابھی اناطولیہ کے میدانوں سے لگ بھگ پچیس میل جنوب میں ہوں گے کہ سامنے کی طرف سے چند سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے۔ آنے والے وہ سوار سوداگروں کے بھیس میں تھے۔ زبدہ۔ زبائی اور تمر انہیں پہچان گئے۔ وہ ان کے مخبر تھے۔ انہیں دیکھتے ہوئے زبدہ نے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیدیا تھا۔ وہ سوار قریب آئے تو ان میں سے ایک نے زبدہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

محترم زبدہ۔ رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر اناطولیہ کے میدانوں میں خیمہ زن ہے یوں جانیں اس لشکر کی تعداد ہمارے اس لشکر سے جو آپ زبائی اور تمر کی سرکردگی میں ہے کئی گنا بڑا ہے۔ اس لشکر کا سالار اعلیٰ ایک رومن مارکس نام کا ہے جبکہ ایک اور رومن جرنیل جس کا نام جولین ہے وہ مارکس کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ یہ دونوں جرنیل انتہا درجے کے خونخوار اور جنگجو ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے وہ مخبر رکا پھر اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔

عظیم زبدہ۔ رومنوں کو بھی خبر ہو گئی ہے کہ آپ ایک لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے اناطولیہ کے میدانوں کی طرف بڑھ رہے ہیں لہذا رومنوں نے پیشقدمی نہیں کی بلکہ وہ اناطولیہ کے میدانوں میں پڑاؤ کئے آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔ محترم زبدہ۔ آپ محتاط رہئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ جونہی آپ اناطولیہ کے میدانوں میں پہنچیں رومن جرنیل مارکس اور

جولین فوراً آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔

مخاطب کرنے والا وہ مخبر جب خاموش ہوا تو زبدہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا

میں تم سب کا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم لوگوں نے دشمن سے متعلق مجھے اس قدر معلومات فراہم کیں۔ اب تم میں سے صرف ایک میرے ساتھ رہ کر اناطولیہ کے میدانوں میں جہاں دشمن نے پڑاؤ کر رکھا ہے وہاں تک میری رہنمائی کرے۔ باقی سب پہلے کی طرح اپنے کام میں لگ جاؤ۔ اس پر ان مخبروں میں سے ایک اناطولیہ کے میدانوں تک رہنمائی کے لئے لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔ باقی کے مخبر پھر اپنی مہم پر روانہ ہو گئے تھے۔

اپنے مخبر کی رہنمائی میں زبدہ نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا۔ بڑی تیزی سے مسافتوں کو سمیٹتا ہوا وہ اناطولیہ کے میدانوں میں داخل ہوا۔ اور رومنوں کے لشکر کے بالکل سامنے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیدیا تھا۔

ایک دن اور ایک رات دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے بالکل خاموشی میں پڑے رہے۔ اس دوران زبدہ نے اندازہ لگایا کہ رومنوں کا جو لشکر اناطولیہ کے میدانوں میں اس کے سامنے تھا عددی لحاظ سے وہ اس کے لشکر سے کئی گنا بڑا تھا۔ بہر حال زبدہ اناطولیہ کے میدانوں میں رومنوں سے ٹکرانے کا عزم کر چکا تھا۔

دوسرے روز رومن لشکر میں جنگ کے طبل بج اٹھے جو اس بات کا اشارہ تھے کہ رومن جنگ کی ابتدا کرنا چاہتے ہیں۔ رومنوں کے لشکر میں بڑی گہما گہمی بڑا جوش دکھائی دے رہا تھا۔ لشکر کے کچھ مخصوص دستے عجیب سی وحشی دھنوں پر جنگ کے طبل بڑی بڑی دفیں پیٹتے ہوئے اپنے لشکریوں میں جوش و خروش پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

دوسری جانب زبدہ۔ زبائی اور تمر نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب دینا شروع کر دیا تھا۔

لشکر کو حسب معمول دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ زبدہ کے پاس رہا دوسرا زبائی کے پاس۔ تمر نائب کی حیثیت سے زبدہ کے ساتھ تھی جب لشکر کی صفیں درست ہو گئیں تب زبدہ۔ زبائی اور تمر ایک جگہ کھڑے ہوئے پھر زبائی اور تمر کو مخاطب کر کے زبدہ کہنے لگا۔

زبائی اور تمر میرے دونوں رفیقو۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں مجھے غور سے سنو۔ تم

دونوں دیکھتے ہو کہ ہمارے مقابلے میں رومنوں کا ایک ایسا لشکر ہے جو ہمارے لشکر سے
کئی گنا بڑا ہے۔ اور اس لشکر کا مقابلہ ہمیں کسی جتن اور تدبیر کے ساتھ کرنا ہو گا۔
تھوڑی دیر تک رومن جنگ کی ابتدا کرنا چاہیں گے لیکن اس جنگ کی ابتدا سے پہلے
ہی میں انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اتروں گا۔ ایسا کر کے میں چاہتا ہوں کہ ایک یا
دو رومنوں کو انفرادی مقابلے میں نیچا دکھاؤں ۔ اس طرح جب رومن میرے ہاتھوں
ہزیمت اور شکست اٹھائیں گے تو ان کے لشکریوں میں بددلی پھیلے گی ۔ جبکہ ہمارے
لشکریوں کے حوصلے اور ولولے بلند ہوں گے ۔ تم دونوں اس انفرادی جنگ سے پریشان
مت ہونا۔

یہاں تک کہتے کہتے زبدہ کو رک جانا۔ پڑا اس لئے کہ تمر بیچ میں بول پڑی تھی۔
زبدہ میرے حبیب آپ جانتے ہیں وقت اور حالات مجھے آپ کے سپرد کر چکے ہیں۔
میری بہن زنوبیہ بھی مجھے آپ سے منسوب کر چکی ہے۔ لہذا اب آپ میرے لئے ایک قیمتی
متاع اور بے مثال اثاثہ ہیں۔ انفرادی مقابلوں میں اترنے سے قبل آپ میرے ساتھ وعدہ
کیجئے کہ آپ خواہ مخواہ اپنے آپ کو خطرات میں نہیں ڈالیں گے۔
تمر کی بات کاٹتے ہوئے زبدہ فوراً بول پڑا۔
سن تمر تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو خطرات میں
کیوں ڈالوں گا۔ میں تو یہ جنگ جیتنا چاہتا ہوں۔ اور جنگ جیتنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ
رومنوں کے لشکر میں بددلی اور اپنے لشکر میں حوصلہ مندی کی روح پھونکی جائے اور ایسا
میں صرف انفرادی مقابلے کے ذریعے ہی کر سکتا ہوں۔ زبائی اب تم اپنے حصے کے لشکر کے
سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ تمر اپنے لشکر کے سامنے کھڑی ہوتی ہے میں انفرادی مقابلے کے لئے
میدان میں اترتا ہوں۔
زبائی فوراً پیچھے ہٹا اور اپنے حصے کے لشکر کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس موقع پر
تمر نے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
میرے حبیب اپنے لشکر کے اگلے حصے تک آپ میرے ساتھ آئیں اس کے بعد آپ
انفرادی مقابلے کے لیے میدان میں اتریں۔ زبدہ چپ چاپ تمر کے ساتھ ہو لیا دونوں اپنے
گھوڑوں کو ایڑ پر ایڑ لگاتے ہوئے اپنے لشکر کے سامنے آئے اس موقع پر تمر زبدہ کو مخاطب

کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی تھی پر خاموش ہو گئی اس لئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے زبدہ کا سر اپنے
گھوڑے کی زین کے ہنّے پر جھک گیا تھا۔ پھر وہ انتہائی انکساری انتہائی عاجزی اور کپکپاتی
ہوئی آواز میں کہہ اٹھا تھا۔

اے اللہ۔ تیری ہی ذات ہر شے کا مخرج۔ ہر شے کا منبع ہے۔ میرے اللہ تو ہی مطلع
تو ہی مقطع ہے۔ میرے خداوند تو ہی زمانے کی دوریاں سمیٹتا ہے۔ نئی وارداتوں کو جنم
دیتا ہے۔ میرے مولی تو ہی روحوں کے لئے درد کا درماں۔ دل کے لئے دکھ کا قرار مہیا کرتا
ہے۔ تو ہی سفر کی لکیروں پر ہواؤں کے قافلوں کو رواں دواں کرتا ہے۔
میرے اللہ۔ یہ کلیوں کی گنگناہٹ۔ یہ بادلوں کی گڑگڑاہٹ یہ پتوں کی سرسراہٹ
یہ بارش کی گیت مالا یہ چڑیوں کے چہچے۔ یہ چشموں اور ندیوں کی رقاص موجیں میرے اللہ
تیری ہی ذات کے اشارے پر کام میں مصروف ہیں۔ میرے اللہ تو ہی روایت کی دہلیز پر
محبتوں اور الفتوں کے جذبے کھڑے کرتا ہے۔ تو ہی بکھرے رنگوں کو مہکتے پھولوں اور
صدیوں کے عذاب کو لمحوں کی ارم بنا کر رکھ دیتا ہے۔
میرے اللہ۔ میں تیرا ایک عاجز اور منکسر مزاج بندہ ہوں۔ میرے اللہ یہ رومن
اپنے آپ کو لہو کے تلاطم میں قلوب کے توا ہم۔ موت کے سایوں میں کڑے موسم کی یلغار
اور عمر کے ویران راستوں پر محرومیوں کی دلدل خیال کرتے ہیں۔ میرے اللہ یہ مجھے پر لو کے
تھپیڑوں ہجر کی کالی راتوں۔ شکست کی نئی کھوج کی طرح حملہ آور ہو کر مٹانے کے درپے
ہیں۔ میرے اللہ میری تجھ سے التماس ہے کہ رومنوں کے مقابلے میں مجھے آواز و انداز سے
ماورا کر کے نئی رتوں کے محافظوں سا اعتماد عطا کر۔ ان رومنوں کے مقابلے میں میرے
اللہ تو مجھے خلاؤں کے نئے آفاق سی رفعت عطا کر۔

میرے اللہ ان رومنوں کی نفرت کے جہنم۔ موسموں کی شرارت جیسی ان کی
سرشت۔ وقت کی کالی سیاست۔ فنا کے خونی لشکر جیسی ان کے مزاج کے سامنے تو مجھے
استغراق کا ہنر عطا فرما۔ میرے اللہ مجھے اس قابل کر کہ میں ان رومنوں کے سامنے صدیوں
کے قحط۔ پیلے موسموں کی چپ۔ کالے قہر۔ مایوسیوں کی سیم و تھور بن کر کھڑا ہو جاؤں۔
میرے اللہ مجھے اس قابل بنا کہ میں اپنے لشکریوں کو رومنوں کے سامنے سے اداسی کے
بھنور اور مایوسی کے دشت سے نکال سکوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ نے اپنی زین پر گرے ہوئے سر کو اوپر اٹھایا اور اپنے پہلو میں اپنے گھوڑے پر سوار تمر کی طرف دیکھا۔ اس نے دیکھا تمر کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ بیچاری بڑی مشکل سے اپنی ہچکیوں اور سسکیوں کو اپنے گلے میں دبا رہی تھی۔ چند ثانیوں تک بڑے غور سے تمر کو زبدہ دیکھتا رہا۔ پھر اس نے محبت بھرے انداز میں تمر کو مخاطب کر کے پوچھا۔

تمر۔ تمر۔ تم رو رہی ہو؟

زبدہ کے مخاطب کرنے پر تمر نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنے آنسو اس نے پوچھ لئے۔ تھوڑی دیر تک وہ میٹھی میٹھی نگاہوں سے زبدہ کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر وہ کہہ اٹھی۔

زبدہ میرے حبیب۔ میرا ہر دکھ میرا ہر غم۔ میری ہر خوشی میری ہر مسرت آپ سے وابستہ ہے۔ آپ کو دکھ اور تکلیف میں دیکھتے ہوئے میں کیوں نہ روؤں کہ آپ میرے لئے خوشبو کا شہر۔ چاندنی کا قریہ ہیں۔ ریگزاروں کی وسعتوں میں میرے حبیب۔ آپ میرے لئے زندگی کی شبنم سے بھرا ساغر ہیں۔ آپ میرے دل کے لئے چاہتوں کی جستجو۔ میرے جسم کے لئے شاداب رت۔ میری روح کے لئے تسکین کا باب۔ اور میری ذات کے لئے امیدوں کا ریشم ہیں۔ کاش میرے بس میں، ہوتو میں آپ کے سارے دکھ سمیٹ کر اپنی جھولی میں ڈال لوں۔ میں آپ کو خوش آپ کو مسکراتا ہوا دیکھنا چاہتی ہوں۔ اس لئے کہ تمر بنت عطریف صرف زبدہ کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ اور زبدہ کو مغموم اور افسردہ دیکھنا تمر کے بس کی بات نہیں رہی۔

زبدہ تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں تمر کی طرف دیکھتا رہا پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس نے مزید تمر کے نزدیک کیا اور تمر کے گھٹنے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میں ہمیشہ تمہاری گداز نغموں جیسی محبت۔ لبوں پر سجے تبسم جیسی تمہاری چاہت۔ رنگوں کی لہروں جیسی ہمدردی۔ وصال کے گیتوں جیسی اپنائیت۔ پیار کی حسین کہانیوں جیسی تمہاری دردمندی۔ امیدوں کے ہرے ساحلوں جیسی نگہداشت پر فخر کرتا رہوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ رک گیا کچھ سوچا پھر دوبارہ اس نے تمر کو مخاطب کیا۔

تمر۔ میری زندگی کی رفیقہ کار۔ تم اپنے لشکر کے سامنے اسی طرح کھڑی رہو۔ میں میدان میں اترتا ہوں۔ اور ہاں میرے لئے فتحمندی اور کامیابیوں کی دعا بھی کرنا۔ اس پر تمر

بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

زبدہ میرے حبیب۔ میرے رفیق۔ اگر میں آپ کی فتحمندی کے لئے دعا نہیں کروں گی تو پھر پوری دنیا میں اور کون ہے جس کے لئے میں اپنے دست دعا بلند کر سکتی ہوں زبدہ میرے حبیب۔ آپ میری روح اور میری نبض کی جنبش ہیں۔ میری سارے جہانوں کے خداوند سے انتہائی عاجزی اور انکساری میں دعا ہے کہ وہ آپ کو ہر میدان میں کامیاب و کامران رکھے۔

تمر کے ان الفاظ سے زبدہ کے چہرے پر بڑی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے تمر کو الوداع کہا ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اسے میدان کے وسطی حصے کی طرف دوڑا دیا تھا۔

میدان کے وسطی حصے میں پہنچنے کے بعد زوردار انداز میں زبدہ نے اپنے سرکش اور توانا گھوڑے کی باگیں جب کھینچیں تو زبدہ کا گھوڑا اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر فضا میں بالکل سیدھا ہو گیا تھا۔ اس موقع پر ایک جھٹکے کے ساتھ زبدہ نے اپنی تلوار بے نیام کی۔ بائیں ہاتھ میں اپنی ڈھال کو مضبوطی سے تھاما پھر وہ رومنوں کے لشکر کی طرف منہ کر کے انہیں مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

سنو ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے اناطولیہ کے میدانوں میں جمع ہونے والے رومنو۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے میرے مقابل میدان میں اترے۔ سنو میں کون ہوں اور تمہارے مقابل آنے والے لشکر میں میری کیا حیثیت ہے یہ ساری باتیں میں تمہارے اس جوان پر واضح کروں گا جو مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترنے کی جرأت کرے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ خاموش ہو گیا تھا۔ اور رومنوں کے لشکر کی طرف سے کسی ردعمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد زبدہ نے پھر رومنوں کو مخاطب کیا۔

رومنو۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں جسے اپنے بازوؤں کی قوت پر جسے اپنے تیغ زنی کے ہنر پر بھروسہ اور اعتماد ہو اور وہ اس میدان میں اتر کر میرے ساتھ مقابلہ کرے۔

زبدہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسے خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ عین اسی وقت

رومنوں کے لشکر سے ایک جوان نکلا وہ سیاہ رنگ کے بھیانک گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ نوجوان سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ۔ مہمیز پر مہمیز لگاتے ہوئے اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا سیاہ گھوڑے پر سوار وہ رومن زبدہ کے عین سامنے آرکا تھا۔ زبدہ نے دیکھا اس کے بائیں ہاتھ میں اس کی چمکتی ہوئی ڈھال اور اسکے دائیں ہاتھ میں جو تلوار تھی وہ چلچلاتی دھوپ میں چمکارے مار رہی تھی۔

وہ رومن اپنے گھوڑے کو مزید زبدہ کے قریب لایا زبدہ کے سامنے اس نے چمکتی ہوئی تلوار لہرائی پھر اس نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

دیکھ ملکہ زنوبیہ کے لشکر سے نکل کر مقابلے کے لئے للکارنے والے اب بول تو کون ہے۔ میں تیرے سامنے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ بتا تو نے اپنی کس صناعی اپنے کس ہنر کی بناء پر ہم سب رومنوں کو مقابلے کے لئے للکارا۔

زبدہ نے جواب میں تھوڑی دیر تک کھولتے ہوئے انداز میں اس رومن کی طرف دیکھا۔ پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

مقابلے پر آنے والے رومن۔ جو سوال تو نے مجھ سے کیا ہے اگر یہی سوال میں تم سے کروں تب۔

رومن نے اس بار قہرمانیوں جسی کھولتی آواز میں کہنا شروع کیا۔

اگر تو یہی سوال مجھ سے کرتا ہے تو پھر سن۔ میں اپنے مقابل اپنے دشمنوں کے لئے دل کی گرہیں کھول دینے والا درد کہن۔ زخموں کی کائنات میں جذبوں کی یلغار۔ پریشان بکھری تنظیم میں دکھ کا نگر۔ اور دل آزادی کی شب میں لہو رنگ بھر دینے والا لاوا ہوں۔ میں اپنے دشمنوں پر رقص کرتے آگ کے شعلوں کی طرح نزول کرتا ہوں۔ سن۔ میرے مقابلے پر آنے والے۔ جو مجھ سے ٹکراتا ہے مجھ سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلے کے دوران سوالات کی یورش۔ اور بوند بوند ترستے صحرا جیسی کیفیت میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اب تو بتا تو کون ہے۔

لمحہ بھر کے لئے زبدہ نے اس رومن کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ وہ طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔

میرے ساتھ مقابلے کے لئے آنے والے رومن۔ سن میری ذات کے دو پہلو ہیں۔

ایک اپنوں کے لئے۔ ایک دشمنوں کے لئے۔ اپنوں کے لئے میں برگد کا خنک سایہ۔ محبت بھرا کوہسار ہوں۔ اپنوں کے لئے میں مٹی کی نمی۔ پھول کی شبنم جیسی پاکیزہ چاہتوں کا ثمر۔ آتی جاتی رتوں کا سکھ۔ اور مہکتے لہجوں کا میثاق ہوں۔ جبکہ اپنے دشمنوں اپنے مقابل کے لئے میں دحشت قلب دل فگاری طاری کرنے والا موت کا بجتا دف ہوں۔ تیرے جیسے رومن کتوں کے لئے میں اذہان میں سرسراتے سانپوں جیسی کیفیت طاری کر کے عقل کی عماری کو سرنگوں کر دینے والی صحرا کی پکار کی صورت اختیار کر لیتا ہوں۔ تیرے جیسے باؤلے بھیڑیوں کے لئے میں رسوائی کا اندھیرا غموں کا بھنور۔ زرد ہزیمت۔ وہموں کا ہجوم اور خارزاروں کا سفاک لمحہ ہوں۔ سن غلیظ رومن کتے مجھ سے ٹکرا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں میں تیرے لئے پردیسی جزیروں اور اجنبی جنگل کی طرف ہجرت کا اندھا سفر ثابت ہوں گا۔

رومن تھوڑی دیر تک کھا جانے والے انداز میں زبدہ کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

میرے مقابلے پر آنے والے۔ میں تیری ذات کا دوسرا پہلو دیکھنا پسند کروں گا۔ ساتھ ہی تجھ پر یہ واضح کرنا بھی اپنا فرض عین جانوں گا کہ اس مقابلے کے دوران میں تیرے بدن کو ریزہ ریزہ کروں گا۔ تیرے دل کے گوشے گوشے میں جاں کا آزار بھروں گا اور تیری جبلت کی ہر غائیت اور ہر آرزو تیرے تخیل کی ہر تشکیل میں درد کی جوئے رواں جاری کر کے رکھوں گا۔

زبدہ تھوری دیر تک خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ کہہ اٹھا۔

سن مقابلے پر آنے والے رومن۔ ایسے مقابلوں کے لئے میرا وجدان کھولتا ہے۔ میرے دل کا نگار خانہ اپنے مقابل کے لئے موت کے قفل کھولتا ہے۔ میرے ساتھ مقابلے کی ابتدا کر۔ پھر دیکھ میری تلوار کی ضاعی۔ میرے بازووں کی قوت کیسے تجھ پر کور چشمی کے داغ۔ شکستگی کے خواب۔ اور گردابوں کے طوفان طاری کرتی ہے۔

اس رومن نے پہلے بائیں ہاتھ میں اپنی ڈھال کو لہرایا پھر اپنی چمکتی ہوئی تلوار کی طرف دیکھنے کے بعد اس نے زبدہ کو ایک بار پھر مخاطب کیا۔

لگتا ہے ہم دونوں ہی گمنام رہتے ہوئے مقابلے کی ابتدا کرنے والے ہیں نہ میں نے تم پر اپنا نام ظاہر کیا ہے نہ تو نے مجھے اپنا حسب و نسب بتایا ہے۔ اور جو غالب رہے گا نام وہی بتائے گا۔ تیرے ساتھ میں مقابلے کی ابتدا تو کرنے لگا ہوں لیکن مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ تو پوری طرح مسلح نہیں ہے۔

زبدہ نے بھی اسی کے لہجے میں جواب دینا شروع کیا۔

اگر مسلح ہونے سے تیرا مطلب یہ ہے کہ میں سر سے لے کر پاؤں تک تیری طرح لوہے میں غرق نہیں ہوں تو میں اس طرح مسلح نہیں ہوا کرتا۔ میرے لئے میری یہ تلوار اور ڈھال ہی کافی ہے تو دیکھتا ہے میرے سر پر خود ہے میرے جسم پر مظبوط کڑیوں کی زرہ ہے اور یہ جو تو نے گھوڑے کے ساز کی طرح اپنے آپ کو لوہے میں سجا رکھا ہے تو سن۔ میری تلوار آہستہ آہستہ تیرے ان سازوں کو کاٹتے ہوئے یہ سارے ساز اتارتی رہے گی۔اور آخر میں اجل کا لمحہ بن کر تم پر اس طرح وارد ہو گی کہ تمہارے سامنے چاروں طرف موت ہی موت ہو گی اور تجھے بھاگنے کا موقع فراہم نہ کرے گی۔

اس رومن نے زبدہ کی اس گفتگو کے جواب میں آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ گھوڑے کو ایڑ لگا کر زبدہ پر ایک خطرناک وار کیا تھا۔ زبدہ نے بڑی آسانی اور بڑی مہارت سے اس رومن کے وار کو اپنی ڈھال پر روکا۔ پھر اپنی ڈھال کو اس نے اس زور سے جھٹکا دیا کہ رومن اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا تھا۔ گھوڑے سے نیچے کودتے ہوئے زبدہ نے ایک قہقہ لگایا کہنے لگا۔

رومن۔ لگتا ہے تیغ زنی کے فن میں تو اناڑی ہے۔ جو وار تو نے کیا تھا اس وار میں نہ قوت تھی اور نہ ہنرمندی اور صناعی۔ لگتا ہے میرے سامنے تو زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے گا۔ اور جلد ہی موت کے لمحوں کا شکار ہو جائے گا۔

زبدہ کی اس گفتگو سے وہ رومن اور زیادہ غضبناک ہو گیا تھا۔ اور آگے بڑھتے ہوئے اس نے پھر ایک بھرپور وار زبدہ پر کیا تھا۔ اس موقع پر زبدہ نے عجیب سی تیزی اور پھرتی دکھاتے ہوئے اپنا رنگ جمانا شروع کیا۔ رومن کے وار کو ڈھال پر لینے کے بجائے اس نے اپنی تلوار پر لیا اور عین اس لمحہ جس وقت اس رومن کی تلوار زبدہ کی تلوار سے ٹکرائی تھی زبدہ نے اس زور اور اس انداز سے اپنی ڈھال اس رومن کے سر پر ماری کہ رومن کے سر سے اس کا پیتل کا خود اتر کر دور جا گرا اور رومن بری طرح لڑکھڑا کر رہ گیا تھا۔ پلک جھپکتے میں زبدہ آگے بڑھا اور پاؤں کی ایک زبردست ٹھوکر اس نے رومن کے پیتل کے خود کو لگاتے ہوئے اسے دور پھینک دیا ساتھ ہی اس لمحے موت طاری کر دینے والا ایک قہقہہ لگایا۔

سن رومن۔ تیرے سر سے پیتل کا خود اتار کر میں نے تیرے لئے موت کا پہلا دروازہ کھول دیا ہے۔ اب تیرے جسم پر لوہے اور پیتل کے جو دوسرے ساز سجے ہوئے ہیں ان کے

اترنے کا بھی وقت قریب ہے۔

اپنے سر سے خود کے اتر جانے کے باعث وہ رومن ہراساں اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ لمحہ بھر کے لئے اس نے عجیب سے انداز میں ذرا فاصلے پر پڑے ہوئے اپنے خود کی طرف دیکھا اس کی حرکات سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ اپنے خود کی طرف بھاگ کھڑا ہو گا۔ پر اس موقع پر زبدہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے اس نے پھر مخاطب کیا۔

میں تیرے جسم کے اندازے اور تیری آنکھوں کی کیفیت کو خوب سمجھ رہا ہوں۔ سن اگر تو نے اپنے خود کی طرف بھاگنا چاہا تو میری تلوار کچھ اس انداز میں گرے گی کہ کمر کے پاس سے تیرے جسم پر سجے ہوئے لوہے سمیت کاٹتے ہوئے دو حصوں میں تقسیم کر دے گی

زبدہ کے ان الفاظ سے اس رومن پر برف کی طرح منجمد کر دینے والی کیفیت طاری ہو گئی تھی وہ کسی رد عمل کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ زبدہ اس سے پہلے ہی حرکت میں آیا اور اپنی تلوار لہراتے ہوئے لگاتار اس نے اس رومن پر وار کرنے شروع کر دیئے تھے۔ زبدہ کے وہ حملے ایسے تیز تھے جس طرح بھیانک اور سرخ طوفان کھلیانوں کو اڑا لے جاتے ہیں۔ زبدہ کے آگے آگے وہ رومن الٹے پاؤں بھاگنے لگا تھا۔ رومن پر تیز حملہ کرتے اچانک زبدہ نے اپنی ڈھال کا ایک چکمہ اسے دیا پھر اپنی تلوار اچانک اس کے شانے پر اس انداز میں گرائی کہ شانے پر جو اس نے آہنی خول پہن رکھے تھے اسے زبدہ کی تلوار نے کاٹ دیا تھا۔

سر سے خود کے اتر جانے اور شانے سے آہنی خول کے کٹ جانے کے باعث وہ رومن مزید پریشان ہو گیا تھا۔ اس کی پریشانی میں زبدہ کے تیز حملوں نے مزید اضافہ کر دیا تھا۔ اپنے تیز حملوں سے اپنے آگے آگے اس رومن کو الٹے پاؤں بھگاتے ہوئے اچانک زبدہ نے اس کے پیٹ پر لات دے ماری۔ رومن بری طرح زمین پر گر گیا تھا۔ زبدہ آگے بڑھا جس ہاتھ میں اس نے تلوار پکڑ رکھی تھی اس ہاتھ پر زبدہ نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔ اس سے ڈھال چھین لی۔ پھر اس کے جسم سے سارے آہنی ساز اتار کر زبدہ نے دور پھینک دیئے تھے اس کے بعد زبدہ پیچھے ہٹا رومن کی ڈھال اس کے قریب پھینک دی اور کھولتے لہجے میں کہنے لگا۔

اب اٹھ۔ پھر میرا مقابلہ کر۔ میں نے تجھے کہا نہ تھا کہ میں تیرے جسم پر جو گھوڑے

کی طرح ساز سجے ہوئے ہیں وہ آہستہ آہستہ اتارتا چلا جاؤں گا۔ دیکھ پہلے کی طرح میرے سر پر میرا خود موجود ہے میری ڈھال میری تلوار میرے پاس محفوظ ہے۔ میرے جسم پر مضبوط کڑیوں کی زرہ ویسی کی ویسی ہی ہے۔ اب تو میرے سامنے ایک طرح سے نہتا ہے۔ میرا ایک ہی وار تیرے شانے پر گرے گا اور تیری ناف تک تجھے کاٹتا چلا جائے گا۔

رومن زبدہ کی اس گفتگو کو برداشت نہ کر سکا۔ اس پر وحشت طاری ہو گئی تھی۔ پھر نہ جانے اسے کیا ہوا آگے بڑھ کر زبدہ کا مقابلہ کرنے کے بجائے وہ پلٹا اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اپنا گھوڑا بھی وہ اپنے ساتھ لے جانا بھول گیا تھا۔ زبدہ نے پہلے ایک قہقہہ لگایا پھر اپنے لباس کے اندر سے خنجر نکال کر جو اس نے مارا تو وہ خنجر پشت کی جانب سے اس رومن کا دل چیرتا ہوا نکل گیا تھا۔ رومن اناطولیہ کی ان زمینوں پر گرا اور دم توڑ گیا تھا۔ زبدہ نے آگے بڑھ کر اس کے جسم سے اپنا خنجر نکالا اسی کے لباس سے اپنے خنجر کو صاف کر کے لباس کے نیچے نیام میں ڈال لیا۔ پھر زبدہ بھاگ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایک بار پھر اس نے زور دار انداز میں اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچیں پہلے کی طرح اس کا گھوڑا اپنی اگلی دونوں ٹانگیں اٹھاتے ہوئے ہنہنایا ساتھ ہی رومنوں کی طرف منہ کرتے ہوئے زبدہ اپنی پوری آواز میں چلا اٹھا۔

رومنو۔ جو کچھ میں کہنے والا ہوں غور سے سنو۔ میں ملکہ زنوبیہ کے لشکروں کا سپہ سالار آعلیٰ زبدہ تم سے مخاطب ہوں۔ تم نے اپنے لشکر سے جو سورما میرا مقابلہ کرنے کے لئے نکالا تھا اسے میں نے اناطولیہ کے ان میدانوں میں خاک وخون میں نہلا کر رکھ دیا ہے۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو میرے مقابلے پر آئے۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے جسم پر اپنے سر کو بوجھ خیال کرتا ہو اور یہ بوجھ اتروانا پسند کرتا ہو۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو میرے مقابلے پر آئے۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے جسم پر اپنے سر کو بوجھ خیال کرتا ہو اور یہ بوجھ اتروانا پسند کرتا ہو۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو موت کے اس میدان میں تلوار اور ڈھال کا کھیل کھیلے

رومنوں کی طرف سے جب کوئی جواب نہ ملا اور انہوں نے کسی رد عمل کا اظہار نہ کیا تب زبدہ نے اپنے گھوڑے کی باگیں موڑیں اور اپنے لشکر کی طرف چلدیا تھا۔

اس موقع پر اپنے لشکر کے سامنے کھڑی تمر بڑی پر شوق نگاہوں سے زبدہ کی طرف

دیکھتے ہوئے آپ سے آپ کہہ اٹھی تھی۔

زبدہ میرے حبیب۔ تم موت کی دہلیز پر زیست کی دستک دیتے گرم سانسوں کے بھنور کی مانند ہو۔ تم عمر کا جام بقا اور معجز فرما سحر شکن مجاہد ہو۔ میں تمہاری پیغمبرانہ عزائم جیسی بے باکی تمہاری صورت گری کے ہنر جیسی جرأتمندی تمہاری نئی گردابوں جیسی دلیری اور تمہاری دشت امکان میں نگوسار کر دینے والی موجوں کے تند ریلے جیسی شجاعت کو سلام کرتی ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد تمر خاموش ہو گئی تھی اس لئے کہ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے زبدہ اس کے قریب آیا پھر پیار بھری آواز اور محبت کے ساتھ اس نے تمر کو مخاطب کیا۔

تمر۔ تمر تم وقت ضائع کئے بغیر فوراً لشکر کے وسطی حصے میں چلی جاؤ۔ اس لئے کہ رومن انفرادی جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد جنگ کی ابتدا کرنے میں دیر نہیں کریں گے۔ جواب میں تمر نے ایک بار مسکراتے ہوئے زبدہ کی طرف دیکھا پھر مسکراتی آواز میں کہنے لگی میرے حبیب میں آپ کو اس فتحمندی اور کامیابی پر مبارکباد دیتی ہوں اس کے ساتھ ہی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے تمر اپنے لشکر کے وسطی حصے کی طرف چلی گئی تھی۔

حملہ آور ہونے کے لئے رومنوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سالار آعلیٰ مارکس کی سرکردگی میں رہا جبکہ دوسرا حصہ مارکس کے نائب جولین کی کمانداری میں تھا۔ جولین کو زبائی کے سامنے رکھا گیا تھا جبکہ مارکس خود زبدہ کا مقابلہ کرنے کی ٹھان چکا تھا۔ پھر رومنوں کے سپہ سالار آعلیٰ مارکس نے جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے دیر نہیں کی۔

اس نے اپنے لشکر کو ذات کا گرد وغبار اڑانے والے کالے لفظوں کے خنجروں اور آئینوں کو پگھلا کر خاک کر دینے والے آتش پنہاں کے شراروں کی طرح آگے بڑھایا۔ قریب آ کر مارکس نے شاید اپنے پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق گامزن ہونا چاہا۔ لہٰذا وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ زبدہ اور اس کے لشکریوں پر رگ رگ میں تلاطم رقصاں کر دینے والے تند ریلے اور دریاؤں میں گرداب کھڑے کرتے بیدار آرزوؤں کے دیو کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مارکس کے ساتھ ہی ساتھ اس کا نائب جولین بھی پاؤں میں ناتوانی کا خوف طاری کر دینے والے قہرمانیوں کے مچلتے دھاروں اور بلائے ناگہانی کی طرح وارد ہونے والی رات کی حشر سامانیوں کی طرح زبائی پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری جانب دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے زبدہ اور زبائی نے بھی شائد پہلے سے کوئی لائحہ عمل طے کر رکھا تھا۔ جونہی مارکس اور جولین ان پر حملہ آور ہوئے انہوں نے دفاع کی کوشش نہیں کی بلکہ وہ فوراً ہی جارحیت اختیار کر گئے اور اس جارحیت کی ابتدا خود زبدہ ہی نے کی تھی۔ وہ مارکس پر نبض کو نحیف کرتی غنیم کی طلب اور بیاض قوس وقزح کو ورق ورق کر دینے والے وحشتوں کے موسم کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے زبائی نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی وہ بھی زبدہ کے پیچھے پیچھے مقدر کے موہوم حروف کو روشن کرتے سلگتے لمحوں اور نمود کی لامکان بلندیوں پر حاوی ہو جانے والے اجل کے اوطاق سجاتی آندھیوں کی طرح نزول کر گیا تھا۔ دونوں لشکروں میں اناطولیہ کے میدانوں پر ہولناک جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک دونوں لشکر آپس میں ٹکراتے رہے پھر اچانک زبدہ کے لشکر میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ تمر جو لشکر کے وسط میں تھی زبدہ اور زبائی دونوں کے لشکریوں کو بلند آواز میں مخاطب کرتے ہوئے اپنائیت کی سمندر تانوں کی طرح کہہ اٹھی تھی۔

• صحرائے پالمیرہ کے فرزندو۔ میں تمر بول رہی ہوں۔ تم مجھ سے شناسا ہو۔ میں تم سب کی راز دار ہوں۔ تمہارے سامنے یہ خوابوں کے تعاقب کرنے والے یہ رشتوں کی پہچان سے عاری رومن ہیں۔ یہ لوگ دریا کو دشت۔ گلستان کو صحرا بنانے کے عادی ہیں۔ تم بھی ان کی ہر گھڑی کو ایک قیامت ان کے لمحہ زندگی کو جبر کا تسلسل بناتے چلے جاؤ۔ میرے بھائیوں ان پر اس طرح حملہ آور ہو کہ ان کی ہستی کو نیستی میں بدل دو۔ ان کی شہہ رگ کے گرم خون میں عرصہ محشر برپا کر دو۔ ان کے سامنے جراتمندی کے طلسماتی زندان کی طرح آؤ۔ اور ان کی ہر ساعت کو صدیوں پر حاوی کر دو۔

یہاں تک کہنے کے بعد دم لینے کو تمر رکی اس کے بعد دوبارہ کہتی چلی گئی تھی۔

• صحرائے پالمیرہ کے ہم نشینوں۔ اگر ظلم ان رومنوں کی فطرت۔ قتل ان کی عادت۔ جبر ان کی سرشت ہے تو تم بھی انہی جیسا رویہ اپناتے ہوئے ان کے اوپر سوالوں

کے انبار۔ ان کی گھورتی آنکھوں میں سزا اور جزا کے ڈھیر۔ ان کی سانس کی ڈوریوں میں زہر کے تلاطم برپا کر دو۔

زبدہ اور زبائی کے ناقابل شکست لشکریو۔ ان رومنوں کے سامنے تشدد کی تلوار انمٹ کلنک اور لا سے اللہ کی طرف ہجرت کرتے نوری سالوں کے سفر کی طرح آؤ۔ اور ان کی جھولی میں جلتی بلکتی امیدیں۔ ان کے دامن میں اداسی کے زردار اوے اور ان کی آنکھوں میں الم زدہ ہزیمت بھرتے چلے جاؤ۔

صحرائے پالمیرہ کے چوپانو۔ مقدس رزمیہ گیتوں کے ساونیت پاسبانو۔ صحرائے پالمیرہ میں بکھری جراتمندی کی یادوں کے انمول امینو۔ شہر بقا کے لشکریو۔ صداقت کو نجات دہندہ تسلیم کرنے والے مجاہدو۔ اور ماضی کی حسین یادوں کے رکھوالو آگے بڑھو اور اپنی ہنرمندی اپنی ضائی کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے ان رومنوں سے ان کے شعور کی ہر ساعت ان کے جیون کا ہر لمحہ چھینتے چلے جاؤ۔

تمر کے ان الفاظ نے زبدہ اور زبائی کے لشکریوں کے دلوں میں آگ اور ان کے حریم ذات میں ایک ہلچل برپا کر کے رکھ دی تھی۔ تمر کے اکسانے پر زبدہ اور زبائی دونوں کے لشکری ان دونوں کی رہنمائی میں خاموشی کے ساگر میں کرنوں کے ارتعاش۔ سروراتوں کی اداسی میں بیدار ہوتی آرزوؤں کے درد۔ کھوئی شام کی تمناؤں میں کمالات حرب وضرب کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں کی زندگی کے منشور میں ہر سو ہر سمت نوحہ گر غم گھولتے چلے گئے تھے۔

زبدہ اور زبائی کے ان تیز حملوں کے سامنے اب رومنوں کی حالت دل کے آنگن میں ہجر لمحوں کے ماتم۔ خزاں رت کے خشک پتوں کے ڈھیر اور کاروان حیرت میں بے سکون سوالات کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

رومن جرنیل مارکس اور جولین زیادہ دیر تک زبدہ اور زبائی کی طرف سے دباؤ کو برداشت نہ کر سکے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ زبدہ اور زبائی دونوں نے ان کے لشکروں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر صاف کر دیا تھا۔ اور اب وہ اپنے خونخوار ساتھیوں کے ساتھ ان کے لشکر کے وسطی حصوں کی طرف لپک رہے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے پیغام رسانوں کے ذریعے لڑائی کے دوران مارکس اور جولین نے آپس میں مشورہ کیا اس کے بعد وہ شکست

تسلیم کرتے ہوئے جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اناطولیہ کے میدانوں میں زبدہ اور زبائی کے ہاتھوں رومنوں کی یہ بدترین شکست تھی۔

زبدہ اور زبائی نے بھاگتے رومنوں کا تعاقب نہیں کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے رومنوں کے پڑاؤ پر قبضہ کیا۔ پڑاؤ سے زبدہ اور زبائی کو جنگی ہتھیاروں کے علاوہ خوراک کی صورت میں وسیع ذخائر ہاتھ لگے۔ اس کے علاوہ رومنوں کے پڑاؤ سے انہیں جنگی رتھ بھی ملے تھے۔ جنہیں رومن چھوڑ بھاگے تھے۔ رومنوں کو بدترین شکست دینے اور ان کے پڑاؤ کی ہر شئے پر قبضہ کرنے کے بعد زبدہ اور زبائی نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں قیام کر لیا تھا شاید کوئی اگلا قدم اٹھانے سے پہلے وہ خوب سوچ بچار سے کام لینا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ وہ اپنے مرکزی شہر سے دور اجنبی سرزمینوں میں تھے۔

دوسری جانب رومنوں کے دونوں جرنیل مارکس اور جولین اپنے لشکروں کے ساتھ شکست اٹھانے کے بعد بھاگتے ہوئے دریائے سکاریہ کے کنارے آئے۔ یہاں آکر متحدہ لشکر کو مارکس نے رک جانے کا اشارہ دیا۔ دریائے سکاریہ کے کنارے لشکر رک گیا پھر کچھ سوچنے کے بعد رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ مارکس نے اپنے نائب جولین کو مخاطب کیا۔

جولین میرے بھائی۔ ہم دونوں کی بدقسمتی کہ ملکہ زنوبیہ کے جرنیل زبدہ اور زبائی کے سامنے ہمیں شکست کا داغ اٹھانا پڑا۔

جولین نے بھی شکست ماننے کے انداز میں مارکس کو مخاطب کیا۔

مارکس میرے بھائی تمہارا کہنا درست ہے اس زبدہ اور زبائی کا جنگ کرنے کا انداز ہمارے لئے نیا اور انوکھا تھا۔ اس بنا پر ان دونوں کے مقابلے میں ہم کامیاب نہ ہوئے۔

مارکس نے بھی ایک طرح سے جولین کی تائید کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

ان دونوں کے جنگ کرنے کا طریقہ اگر انوکھا اور نیا نہ ہوتا تو یہ رومن سلطنت کے بہترین اور وسیع حصے مصر پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جاتے۔ اور پھر تم جانتے ہو ملکہ زنوبیہ کے یہ دونوں جرنیل زبدہ اور زبائی اپنے دور کے سب سے اعلیٰ اور ہنرمند سالار خیال کئے جاتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد رومن جرنیل مارکس لمحہ بھر کے لئے رکا۔ کچھ سوچا پھر اس

نے اپنے نائب جولین کو مخاطب کیا تھا۔

جولین میرے بھائی۔ تمہیں میں یقین دلاتا ہوں کہ اناطولیہ کے میدانوں میں ہمیں شکست دینے کے بعد ملکہ زنوبیہ کے جرنیل زبدہ اور زبائی یونہی بیکار نہیں بیٹھ جائیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ان دونوں نے ہمارا تعاقب نہیں کیا لیکن اس میں بھی ان دونوں کی کوئی چال ہو گی۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹنے اور اپنی حالت کو مستحکم کرنے کے بعد وہ پھر ہمارے ساتھ جنگ کا کھیل کھیلنے کے لئے نکلیں گے ایسی صورت میں ہمیں بھی اپنے دفاع کا سامان مکمل کرنا چاہئے۔

جولین میرے بھائی۔ جہاں تک میں اندازہ لگا پایا ہوں اب جبکہ زبدہ اور زبائی دونوں ہمارے پیچھے لگ جائیں گے ہمیں ایک ساتھ نہیں رہنا چاہئے۔ میں بروصہ شہر کی طرف جاتا ہوں۔ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تم نائسیا شہر کا رخ کرو اور وہاں مزید لشکریوں کو بھرتی کرتے ہوئے اپنی عسکری قوت کو مزید مستحکم اور مضبوط کرو اور میں بھی بروصہ شہر میں ایسا ہی کرنے کی کوشش کروں گا۔

ہمارے ایسا کرنے سے ہمیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ جب زبدہ اور زبائی ہمارا تعاقب کرتے ہوئے بروصہ یا نائسیا کی طرف آئیں گے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں وہ دونوں علیحدہ علیحدہ نہیں ہوں گے بلکہ اکٹھے رہیں گے اور کسی ایک شہر کو وہ اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے۔ اگر وہ نائسیا کا محاصرہ کرتے ہیں اور نائسیا کو فتح کر کے تمہیں اپنے سامنے زیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو میں بروصہ سے نکل کر ان کی پشت پر ضرب لگاؤں گا ان پر شب خون ماروں گا اس طرح میں انہیں نائسیا فتح کرنے کا موقع فراہم نہیں کروں گا۔

اور اگر وہ بروصہ پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نائسیا سے نکلنا ان کی پشت پر ضرب لگانا اور شبخون کا کھیل کھیلنا اور مجھے امید ہے کہ اگر ہم دونوں ایسا کریں تو زبدہ اور زبائی کو ہم ناکام اپنے مرکزی شہر تدمر کی طرف لوٹنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

جولین نے اپنے جرنیل مارکس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ جولین خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

مارکس میرے بھائی ۔ میں تمہاری اس تجویز سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں ۔ میں نائسیا کا رخ کرتا ہوں تم بروصہ کو جاؤ اور جو حکمت عملی تم نے بیان کی ہے اسی کے مطابق ہم زبدہ اور زبائی کا مقابلہ کریں گے ۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد جولین اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نائسیہ کی طرف چلا گیا تھا جبکہ مارکس اپنے حصے کے لشکر کو لے کر بروصہ کی طرف جا رہا تھا۔

نائسیا کا موجودہ نام ازنک ہے اور تین سو اٹھارہ قبل مسیح کے لگ بھگ ایک شخص اینٹی گوس نے اس کی بنیاد رکھی تھی ۔ نائسیا رومن سلطنت کا ایک عظیم شہر خیال کیا جاتا تھا ۔ بعد کے دور میں صلیبی مجاہدوں نے اس کو اپنا عارضی صدر مقام بنا لیا تھا ۔ 1206 ۔ سے 1261 ۔ تک یہی حیثیت اس کی قائم رہی ۔ لیکن بعد میں صلیبی مجاہدوں پر یلغار کرتے ہوئے عثمانی ترکوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا ۔ آج کل یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کی آبادی ہزاروں تک ہے۔

بروصہ بحیرہ مارمورہ کے جنوبی مشرقی ساحل سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے یہ شہر کبھی بیتھنیا سلطنت کا صدر مقام ہوا کرتا تھا ۔ اور کوہستان اولمپس کے دامن میں آباد کیا گیا تھا ۔ بیتھینا کی قدیم سلطنت شمال مغربی ایشائے کوچک کا ایک قدیم ملک خیال کیا جاتا تھا جو درہ دانیال اور بحرا سود کے درمیان واقع تھا ۔ یہ ملک زیادہ تر پہاڑی سرزمینوں اور جنگلات سے ڈھکا ہوا تھا ۔ شروع میں تھریس کے علاقہ کا ایک قبیلہ یہاں آکر آباد ہوا تھا اس کے بادشاہ نے اس شہر کی بنیاد ڈالی تھی ۔ اسی نے اس کو اپنا صدر مقام قرار دیا تھا۔

بہر حال زبدہ اور زبائی کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد رومن جرنیل مارکس بروسہ کی طرف اور دوسرا جرنیل جولین اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نائسیہ کی طرف چلا گیا تھا۔

اناطولیہ کے میدانوں میں رومن جرنیل مارکس اور جولین کو شکست دینے اور ان کے پیچھے اپنے جاسوس لگانے کے بعد چند روز کے لئے زبدہ ۔ زبائی اور تمر نے اپنے لشکر کے ساتھ اناطولیہ کے میدانوں میں اسی جگہ قیام کر لیا تھا جہاں جنگ ہوئی تھی ۔

رومنوں کے پڑاؤ سے انہیں ہتھیاروں اور خوراک کے وسیع ذخائر کے علاوہ جنگی رتھیں اور باربرداری کے علاوہ لشکر کی خوراک میں استعمال ہونے والے جانور بھی کافی تعداد میں ہاتھ لگے تھے ۔ چند روز اناطولیہ کے میدانوں میں قیام کرنے کے بعد زبدہ ۔ زبائی اور تمر نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے مغرب کے رخ پر کوچ کر لیا تھا۔

جب تینوں اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سقاریہ کے کنارے آئے تب وہ رک گئے اس لئے کہ دریا کے کنارے چار سوار نمودار ہوئے تھے اور وہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں دریا کے کنارے رکنے کے لئے کہہ رہے تھے ۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان چاروں سواروں نے اپنے گھوڑوں کو دریائے سقاریہ کے پانی میں ڈال دیا تھا۔

دریا کو عبور کرنے کے بعد وہ سوار دوسرے کنارے پر آئے اپنے لباس سے وہ رومن لگتے تھے پر وہ زبدہ کے لشکر کے مخبر تھے ۔ زبدہ ۔ زبائی اور تمر تینوں انہیں پہچان گئے تھے ۔ قریب آکر وہ رکے پھر ان چاروں میں سے ایک نے زبدہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

محترم زبدہ ۔ آپ کے ہاتھوں اناطولیہ کے میدانوں میں شکست کھانے کے بعد رومنوں کا سپہ سالار اعلیٰ مارکس تو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بروصہ شہر کی طرف چلا گیا

ہے جبکہ اس کا نائب جولین آدھے لشکر کو لے کر نائسیا کا رخ کر چکا ہے۔ میرے خیال میں
ابتک وہ دونوں نائسیا اور بروصہ پہنچ چکے ہوں گے۔

ان دونوں کا لائحہ عمل یہ ہے کہ اگر آپ بروصہ پر حملہ آور ہوں تو نائسیا سے جولین
نکل کر آپ کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو اور آپ کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور کر دے اور اگر
آپ نائسیا پر حملہ آور ہوں تو پشت کی جانب سے بروصہ شہر سے نکل کر مارکس حملہ آور ہو اور
نائسیا کا محاصرہ آپ کو ترک کرنے پر مجبور کر دے۔ بس یہی وہ کھیل ہے جو مارکس اور جولین
آپ کے ساتھ ان سرزمینوں میں کھیلنا چاہتے ہیں۔

اپنے اس جاسوس کی اس اطلاع پر زبدہ تھوڑی دیر تک سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا۔ اس
کے بعد اس نے اس آنے والے مخبر کو مخاطب کیا۔

میرے عزیز۔ بروصہ اور نائسیا کے علاوہ کوئی اور شہر بھی ہے جو فصیل بند ہو اور جسے
ہم اپنا مرکز بنا کر مارس اور جولین کا مقابلہ کر سکیں اور انہیں بروصہ اور نائسیا شہروں سے
نکال کر بدترین شکست دیتے ہوئے ان کی قوت کا خاتمہ کر سکیں۔

وہ جاسوس زبدہ کے اس استفسار پر تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگ تیسرا بڑا
شہر ان سرزمینوں میں محترم زبدہ نائیکومیڈیا ہے۔ یہ شہر بحیرہ مارمورہ کے کنارے واقع ہے
کبھی اس شہر کو بیتھنیا کی سلطنت کی مرکزی حیثیت حاصل تھی اور اسے بیتھنیا کے پہلے
بادشاہ نائیکومیڈیا نے آباد کیا تھا۔ اگر آپ آگے بڑھ کر اس شہر پر قبضہ کر لیں تو میں سمجھتا
ہوں ان علاقوں میں ہماری حالت بڑی مستحکم ہو سکتی ہے۔

وہ مخبر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ دم لیا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

محترم زبدہ۔ جہاں تک نائیکومیڈیا شہر کا تعلق ہے تو یہ بڑا بارونق شہر ہے اس کے
اردگرد مضبوط پتھروں سے بنی ہوئی فصیل بھی ہے۔ اس شہر میں رومنوں کا ایک چھوٹا سا
لشکر بھی ہے جسے آپ لمحوں کے اندر اپنے سامنے زیر کر کے شہر پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

اپنے جاسوس کا یہ جواب سن کر زبدہ خوش ہو گیا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
زبائی اور تمر بھی مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے بعد زبدہ نے اپنے لشکر کو کوچ کا
حکم دیا۔ اس کے حکم پر لشکر دریائے سقاریہ کو عبور کرنے لگا تھا اب زبدہ زبائی اور تمر کا رخ
نائیکومیڈیا کی طرف تھا۔ نائیکومیڈیا وہی شہر تھا جہاں فونیقیوں اور کنعانیوں کے مشہور

زمانہ جرنیل ہینی بال نے خودکشی کی تھی۔

زبدہ۔ زبائی جب اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سقاریہ کو عبور کرتے ہوئے دریا کے
دوسرے کنارے پہنچے تو چونک سے پڑے اس لئے کہ دریا کے دوسرے کنارے کے ساتھ
ساتھ ذرا فاصلے پر دو گھوڑوں کی ایک بگھی بھاگتی چلی آ رہی تھی اس بگھی کے پیچھے کچھ مسلح
جوان لگے ہوئے تھے اور بگھی کے اندر سے کچھ لڑکیوں کی چیخ و پکار سنائی دے رہی تھی۔ اور
وہ لڑکیاں اپنی چیخ و پکار میں مدد کے لئے پکار رہی تھیں۔

اس چیخ و پکار پر جہاں زبدہ اور زبائی پریشان ہو گئے تھے وہاں زبدہ کے پہلو میں تمر
اور زبائی کے پہلو میں اس کی بیوی عنیزہ دریا پار کرتے ہوئے پریشان اور فکر مند ہو گئی تھی۔

دوسرے کنارے پر جانے کے بعد زبدہ زبائی تمر اور عنیزہ دریا کے کنارے رک گئے
ان کا لشکر دریا عبور کرنے کے بعد دریا کے اس پار کھلے میدانوں میں جمع ہونے لگا تھا۔ اتنی
دیر تک دو گھوڑوں کی بگھی قریب آ گئی تھی۔ اس بگھی کا تعاقب جو مسلح جوان کر رہے تھے وہ
رک گئے تھے شاید زبدہ کے لشکر کو دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ رکے
رہے اس کے بعد مڑے اور اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ دریائے سقاریہ کے
کنارے کنارے جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے تھے۔

بگھی زبدہ۔ زبائی۔ تمر اور عنیزہ کے سامنے آ کر رکی۔ ایک نوجوان بگھی کے گھوڑوں
کو ہانک رہا تھا جونہی بگھی رکی گھوڑوں کو ہانکنے والا جوان چھلانگ لگا کر نیچے اتر گیا اتنی دیر
تک بگھی کے اندر سے دو لڑکیاں اور ایک اور نوجوان نکلا اور چاروں زبدہ زبائی۔ تمر اور
عنیزہ کے سامنے آن کھڑے ہوئے تھے۔ چاروں نے دیکھا وہ دونوں لڑکیاں موجوں میں
تحلیل ہوتے شفق کے لرزاں رنگوں جیسی خوبصورت تھیں۔ ان کے بلور سے تراشے بدن
تیکھی نوکیلی انگلیاں۔ نازک سجیلے ہاتھ۔ مدمد بازوان کی لچکتی کمر اور عارض سیمیں۔ ان کے
دہکتے لب سلیے ریشم بال۔ ان دونوں لڑکیوں کو حسن کا پیکر شفاف کمال قدرت کی صناعی
لفظوں کی رعنائی جیسی بزم طرب بنائے ہوئے تھے۔

زبدہ۔ زبائی۔ تمر اور عنیزہ تھوڑی دیر تک ان چاروں کی طرف بڑے غور سے دیکھتے
رہے۔ پھر زبدہ نے ان چاروں کو مخاطب کیا۔

تم کون ہو۔ کہاں سے آ رہے ہو۔ تم کیوں مدد کے لئے پکار رہے تھے اور جو سوار

تمہارا تعاقب کر رہے تھے وہ کون تھے ۔ اسیران چاروں نے ایک بار ایک دوسرے کی طرف عجیب سے انداز میں دیکھا۔ پھر ایک لڑکی نے زبدہ کو مخاطب کیا۔

اے اجنبی میں نہیں جانتی یہ جو لشکر دریا کے کنارے آیا ہے اس میں تمہاری کیا حیثیت ہے ۔لیکن تمہاری مردانہ وجاہت تمہاری شخصیت اس بات کی غمازی ضرور کرتی ہے کہ تم اس لشکر میں یقیناً آعلیٰ اور ارفع مقام پر ہو گے ۔جہاں تک ہم چاروں کا تعلق ہے میرا نام غزنیہ ہے یہ جو لڑکی میرے ساتھ کھڑی ہے یہ میری چھوٹی بہن ہے اس کا نام نو کومہ ہے جو جوان ہمارے ساتھ ہیں یہ دونوں ہمارے سگے بھائی ہیں جو میری چھوٹی بہن کے ساتھ کھڑا ہے اس کا نام اوسار اور دوسرے کا کاظان ہے ۔

وہ لڑکی دم لینے کے لئے رکی پھر کہتی چلی گئی تھی ۔

ہم چاروں ان ہی علاقوں میں ایک بستی سغوت کے رہنے والے ہیں ۔(سغوت نام کی یہ وہی بستی تھی جہاں عثمان بن ارطغرل پیدا ہوا اور جس نے عثمانی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی ۔)

لڑکی اپنا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے پھر کہہ رہی تھی ۔

ہم یہودی ہیں ۔ان علاقوں میں جو رومنوں کا حاکم ہے اس کے کارکنوں نے ہمیں آپ کے خلاف ان کے لئے جاسوسی کرنے کے لئے اکسایا۔پہلے تو ہم نے انکار کر دیا پھر جب ہمیں موت کی دھمکیاں دی گئیں تو اس کے لئے ہم آمادہ ہو گئے ۔رومنوں نے ہمارے ذمے یہ کام لگایا ہے کہ ہم آپ لوگوں کے لشکر میں رہ کر دو کام کریں ایک تو جاسوسی کا کام سرانجام دیں اور آپ کی نقل و حرکت سے متعلق رومن جاسوسوں کو آگاہ کرتے رہیں ۔جو وقفے وقفے سے آپ کے لشکر میں ہمیں ملتے رہیں گے ۔

دوسرا بڑا کام جو ہمیں سونپا گیا ہے ۔وہ یہ ہے کہ میں اور میری چھوٹی بہن آپ کے لشکر کے سالار آعلیٰ زبدہ اور اس کے نائب زبائی پر ڈورے ڈالیں اور انہیں اپنی محبت اور الفت میں مبتلا کرنے کے بعد ان دونوں کو زہر دیکر ہلاک کر دیں ۔

رومنوں کا ہم چاروں کو آپ کی طرف بھیجنے کا اولین مقصد تو یہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیا ہے ۔اب یہ جو ہم دریائے سقاریہ کے کنارے کنارے بگھی کو بھگاتے ہوئے آئے ہیں اور مدد کے لئے پکارتے رہے ہیں یہ سارا کھیل ہم نے رومنوں کے

کہنے پر کیا تھا جو مسلح جوان ہمارا تعاقب کر رہے تھے وہ رومن تھے اور یہ تعاقب نقلی اور جعلی تھا ۔دراصل ہم چاروں کو رومن آپ کے لشکر تک لانا چاہتے تھے ہمیں انہوں نے یہ نصیحت کی تھی کہ آپ کے لشکر میں شامل ہو کر ہم آپ پر دروغ گوئی اور جھوٹ سے کام لیتے ہوئے یہ کہیں کہ سغوت نام کی بستی میں ہمارے ماں باپ ہم لوگوں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور کچھ رومن ہماری عزت کے درپے ہیں لہذا ہم نے اپنی عزت بچانے کے لئے آپ کے لشکر میں پناہ لی ہے ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ آئے ہیں تاکہ ہم آپ کے لشکر میں بحفاظت پر سکون زندگی بسر کر سکیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیلی آنکھوں والی وہ لڑکی پھر خاموش رہی ۔اس کے بعد پھر اسنے زبدہ کو مخاطب کیا ۔

اجنبی میں نہیں جانتی لشکر میں تمہاری کیا حیثیت ہے لیکن جو حقیقت ہے وہ میں نے تمہارے سامنے بیان کر دی ہے ۔اب چاہو تو ہماری اس ساری گفتگو پر اعتبار کرتے ہوئے ہمیں اپنے لشکر میں پناہ دے دو ۔چاہو تو ہم چاروں کی گردنیں کاٹ دو ۔اس لئے کہ معاملہ اب تم لوگوں کے اختیار میں ہے ۔

اگر آپ لوگ ہم چاروں کو اپنے لشکر میں پناہ نہیں دیتے اس صورت میں ہمیں واپس جانا ہو گا اور یقیناً ہماری ناکامی پر رومن ہماری گردنیں کاٹ دیں گے ۔لہذا بہتر یہی ہے کہ اگر آپ لوگ ہمیں اپنے لشکر میں پناہ نہیں دینا چاہتے تو اپنے ہاتھوں سے ہماری گردنیں کاٹ دیں ۔میرے خیال میں جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر آپ لوگوں کو اعتبار کر لینا چاہیئے ۔

اس لڑکی کے خاموش ہونے پر زبدہ نے اسے مخاطب کیا ۔

لڑکی جو کچھ تو نے کہا ہے وہ میں نے غور سے سنا ہے ۔میرا نام زبدہ ہے اور میں اس لشکر کا سالار آعلیٰ ہوں ۔میرے ساتھ یہ زبائی ہے اور یہ ملکہ زنوبیہ کے لشکروں کا سالار ہے پہلے میں اپنے ساتھی سے مشورہ کرتا ہوں پھر تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کرتا ہوں ۔

ساتھ ہی زبدہ نے اپنے کچھ جوانوں کو حکم دیا کہ وہ ان چاروں کو ایک طرف لے جائیں ۔زبدہ کا یہ حکم سنتے ہوئے کچھ مسلح جوان حرکت میں آئے اور ان چاروں کو ایک طرف لے گئے تھے ۔چاروں کے جانے کے بعد زبدہ ۔زبائی ۔تمر اور زبائی کی بیوی عنبر کے

ساتھ بڑی رازدارانہ گفتگو کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر تک چاروں آپس میں کھسر پھسر کرتے رہے پھر شاید وہ کسی فیصلے پر پہنچ گئے تھے۔ اس لئے کہ چاروں کے چہروں پر پرسکون مسکراہٹ تھی۔

اس کے بعد چاروں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اس جگہ آئے جہاں وہ دونوں لڑکیاں اوران کے بھائی کھڑے تھے پھر زبدہ نے انہیں مخاطب کیا۔

ہم چاروں نے ملکر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم چونکہ ستم رسیدہ ضرور تمند ہو لہذا ہم تم چاروں کو اپنے لشکر میں رہنے کی جگہ دیتے ہیں۔ ہمارے لشکر میں کچھ سالاروں اور سپاہیوں کی بیویاں بھی شامل ہیں لہذا اپنے لشکر میں جو زنانخانہ ہے اس میں رہنے کی ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں اور تمہاری حفاظت کا بھی خوب بندوبست کریں گے تاکہ اچانک کوئی رومن ہمارے لشکر میں گھس کر تم پر حملہ آور نہ ہو سکے۔

اتنا کہنے کے بعد زبدہ نے زبائی کو مخصوص اشارہ کیا تھا جس کے جواب میں عنیر اور زبائی دونوں میاں بیوی ان چاروں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک لشکر وہاں رکا رہا۔ اس کے بعد لشکر نے پھر وہاں سے کوچ کیا۔ اب زبدہ اور زبائی کا رخ نائیکو میڈیا شہر کی طرف تھا۔

0000

نائیکو میڈیا شہر سے پانچ میل پہلے زبدہ نے اپنے گھوڑے کو روک دیا تھا۔ جب لشکر رک گیا تب زبائی اور عنیر دونوں میاں بیوی اپنے گھوڑوں کو اس جگہ لائے جہاں زبدہ اور تمر تھے۔ پھر سوالیہ سے انداز میں زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے زبائی پوچھنے لگا۔

زبدہ میرے بھائی۔ آپ نے لشکر کو کیوں روک دیا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں نائیکو میڈیا شہر سے دور پڑاؤ کرنا چاہیئے۔

زبائی کے اس استفسار پر زبدہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس نے لمحہ بھر کے لئے باری باری زبائی۔ تمر اور عنیر کی طرف دیکھا۔ پھر وہ کہنے لگا۔

زبائی میرے عزیز۔ رفیق۔ میرے بھائی۔ میں نے بغیر کسی مقصد کے لشکر کو نہیں

روکا۔ یہاں تک سفر کرتے کرتے نائیکو میڈیا شہر کو فتح کرنے کے لئے میرے ذہن میں ایک تدبیر آئی ہے لشکر کو میں نے اس لئے روکا ہے تاکہ اس کے متعلق تمہارے ساتھ مشورہ کروں۔ تمہارے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد اپنی اس تدبیر کو عملی جامہ پہناؤں۔

زبدہ پھر رکا کچھ سوچا اس کے بعد وہ کہتا چلا گیا تھا۔

زبائی میرے بھائی۔ میں چاہتا ہوں کہ فی الوقت ہم جہاں ہیں یہیں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرلیں۔ جب رات چھا جائے تب ہم آگے بڑھیں۔ تم جانتے ہو ہمارے پاس وہ جنگی رتھیں ہیں جو رومن سالار مارکس اور جولین چھوڑ بھاگے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ رات جب گہری ہو جائے تو ہم نائیکو میڈیا شہر کی طرف بڑھیں۔ نائیکو میڈیا شہر کے مشرقی دروازے سے ذرا فاصلے پر دائیں بائیں رومنوں کی جنگی رتھوں کو کھڑا کر دیں اور ان کے آگے سے گھوڑوں کو علیحدہ کرلیں۔

ایسا کرنے سے پہلے نائیکو میڈیا کے نواحی جنگلات میں ہم بڑے بڑے تنوں والے چند درخت کاٹیں گے ان میں سے ایک تنا ہم ایک رتھ میں مضبوطی کے ساتھ نصب کرنے کے بعد اس رتھ کے آگے گھوڑے جوتیں گے جو مضبوط تنا ہم رتھ میں نصب کریں گے اس سے ہم شہر کے مشرقی دروازے پر ضربیں لگائیں گے۔

زبائی میرے رفیق۔ میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عین مشرقی دروازے کے سامنے اتنے فاصلے پر کھڑا ہوں گا جہاں دشمن اگر فصیل کے اوپر سے تیراندازی کرے تو وہ تیر مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔ جہاں تک تمہارے لشکر کا تعلق ہے تو وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گا۔ تمہارے لشکر کا ایک حصہ تو شہر کے مشرقی دروازے کے باہر کھڑے جنگی رتھوں کی اوٹ میں رہتے ہوئے دشمن پر تیراندازی کرے گا اور تمہارے لشکر کا دوسرا حصہ رتھوں سے ذرا فاصلے پر کھڑا رہے گا تاکہ کسی دوسرے دروازے سے نکل کر اگر دشمن ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے تو تم اس کا دفاع کر سکو۔

جب ہم درخت کے تنے کی ضربیں دروازے پر لگائیں گے تو اس کے دو رد عمل ہوں گے۔ پہلا رد عمل یہ ہو گا کہ دشمن شہر کی فصیل کے اوپر اپنے تیراندازوں کو بٹھا دیں گا اور ایسی تیراندازی کرے گا کہ وہ ہمیں شہر پناہ کے دروازے پر رتھ سے ضربیں لگانے کی مہلت نہیں دے گا۔ یہاں ہمارے وہ تیرانداز کام آئیں گے جو رتھوں کی اوٹ میں ہوں گے فصیل

کے اوپر شہر پناہ کے دروازے پر جو برج ہوں گے ان میں سے اگر کوئی تیر اندازی کرے تو وہ تیر انداز ان تیر اندازوں کو چھلنی کر کے رکھ دیں گے۔

دوسرا ردعمل دروازہ ٹوٹنے کے بعد ہو گا۔جب دروازہ ٹوٹے گا تو ہمارے وہ لشکری جو درخت کے تنے کی ضربیں شہر پناہ کے دروازے پر لگا رہے ہوں گے انہیں جان کا خطرہ ہو گا۔اس لئے کہ دروازہ ٹوٹنے پر شہر میں جو رومنوں لشکر ہو گا وہ سیلاب کی طرح نکلے گا اور ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔اسی صورت میں ہمارا سب سے پہلا قدم یہ ہو گا کہ جو لشکری شہر پناہ کو توڑ رہے ہوں گے جب وہ دیکھیں گے کہ شہر پناہ کا دروازہ ٹوٹ گیا ہے تب وہ دائیں بائیں بھاگ کر ان تیر اندازوں میں جا شامل ہوں گے جو جنگی رتھوں کی اوٹ میں بیٹھے ہوں گے یہاں سب سے پہلے پھر جنگی رتھوں کی اوٹ میں بیٹھنے والے تیر انداز حرکت میں آئیں گے۔

وہ جس قدر تیز ممکن ہو رومنوں کے اس لشکر پر تیر اندازی کریں گے جو شہر کا دروازہ ٹوٹنے کے بعد شہر سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔اتنی دیر تک میں بھی اپنے لشکر کو آگے بڑھا چکا ہوں گا اور میں شہر نکلنے والے رومنوں پر ٹوٹ پڑوں گا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ دشمن کو ہمارے ہاتھوں شکست ہو گی اور وہ بھاگ کر شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔تب میں بھی ان کے پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہو جاؤں گا اتنی دیر تک تم بھی اپنے لشکر کے دونوں حصوں کو سمیٹ کر میرے پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہو جانا۔مجھے امید ہے کہ اس طرح نہ صرف یہ کہ شہر کے اندر جو رومنوں کا لشکر ہو گا اسے ہم ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے بلکہ آسانی کے ساتھ شہر پر بھی قابض ہو جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ لمحہ بھر کے لئے رکا۔غور سے باری باری زبائی۔تمر اور عنبر کی طرف دیکھا اس کے بعد پھر اس نے زبائی کو مخاطب کیا۔

میرے بھائی۔اب تم کہو اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال تمہاری کیا نئی تجویز ہے۔

زبدہ۔میرے محترم بھائی۔نائیکو میڈیا شہر پر قبضہ کرنے کے لئے جو تجویز آپ نے ترتیب دی ہے۔میرے خیال میں اس سے بہتر کوئی اور ترکیب ہو ہی نہیں سکتی۔میں اس میں نہ کوئی تبدیلی پسند کروں گا اور نہ ہی کوئی نئی تجویز پیش کرنا پسند کروں گا میرے بھائی

جو لائحہ عمل آپ نے تیار کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔اور مجھے امید ہے کہ اس کے تحت کام کرتے ہوئے ہم نائیکو میڈیا شہر پر قبضہ کرنے میں کچھ زیادہ وقت اور دیر نہیں لگائیں گے

زبائی کا جواب سن کر زبدہ خوش ہو گیا تھا پھر کہنے لگا۔

زبائی اگر یہ معاملہ ہے تو لشکر کو یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیدو۔زبائی فوراً حرکت میں آیا اور لشکر کو اس نے وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا تھا۔یہ حکم ملتے ہی بڑی تیزی کے ساتھ خیموں کا شہر آباد ہونا شروع ہو گیا تھا۔

زبدہ اور زبائی کے لشکر میں پناہ لینے والے اوسار۔کاظان۔نوکومہ اور خزینہ اپنے خیمے میں بیٹھے تھے کہ خزینہ نے اپنے دونوں بھائیوں اوسار اور کاظان کو مخاطب کر کے انتہائی رازدارانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔

کاظان میرے بھائی۔پہلے تم خیمے کے اطراف میں دیکھو کوئی ہے تو نہیں۔اس کے بعد میں تم تینوں کے ساتھ ایک انتہائی اہم گفتگو کا آغاز کرنا چاہتی ہوں۔ خزینہ کے کہنے پر کاظان اٹھ گیا۔خیمے کے باہر آیا خیمے کے اطراف کا اس نے جائزہ لیا۔پھر وہ دوبارہ خیمے میں آیا اور اپنی بہن خزینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اس وقت خیمے کے نزدیک تو کوئی نہیں ہے۔ہاں وہ پہریدار جو ہماری حفاظت پر مقرر کئے گئے ہیں وہ خیمے سے ذرا فاصلے پر چاروں طرف کھڑے ہیں۔اگر ہم یہاں خیمے کے اندر گفتگو کریں تو ہماری آواز ان تک نہیں پہنچ سکتی۔لہذا اب تم کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔

خزینہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر خیمے میں اس کی رازدارانہ دھیمی سی آواز سنائی دی۔

اوسار۔کاظان میرے بھائیو۔اور نکومہ میری بہن۔اپنے پہلے مرحلے میں تو ہم زبدہ اور زبائی کو دھوکہ دیکر اور ان کی نظروں میں دھول جھونک کر ان کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں۔اب ہمیں اپنے دوسرے مرحلے کی ابتدا کرنی چاہئے۔

خزینہ لمحہ بھر کے لئے کچھ سوچا اس کے بعد پھر اس نے سرگوشی کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

میری بہن اور میرے بھائیوں۔زبدہ اور زبائی اس بنا. پر شاید ہمیں پناہ دینے پر

رضامند ہو گئے ہیں کہ ہم نے انہیں یہ بتا دیا کہ رومن ہم سے یہ کام لینا چاہتے ہیں ۔ وہ شاید یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ہم نے سچائی اور حقیقت سے کام لیا ہے ۔ لیکن انہیں کیا خبر کہ ہم چاروں یہودی ہی لیکن ہم رومنوں کے معتبر اور انتہائی قابل اعتبار مخبروں میں سے ہیں ۔ انہیں شاید یہ بھی خبر نہ ہوئی ہو گی کہ دریائے سقاریہ کے کنارے کنارے بگھی کو دوڑاتے ہوئے جو مدد کے لئے پکار رہے تھے اور رومن ہمارا پیچھا کر رہے تھے وہ بھی سارا ایک ڈرامہ اور رچایا ہوا کھیل تھا ۔ اس طریقے سے رومن ہمیں زبدہ اور زبائی کے لشکر میں شامل کرنا چاہتے تھے ۔ اب جبکہ میرے بھائیوں میری بہن ایسا ہو چکا ہے تو میں سمجھتی ہوں زبدہ اور زبائی سے نپٹنے کے لئے ہمارے سامنے دو راستے ہیں ۔

پہلا راستہ ہمارے سامنے یہ ہے کہ ہم دونوں بہنیں اپنے حسن اپنی جوانی اپنے شباب کو استعمال کرتے ہوئے زبدہ اور زبائی دونوں کو اپنی محبت کے فریب میں مبتلا کریں پھر مناسب موقع جان کر زہر خورانی سے کام لیتے ہوئے انہیں ختم کر دیں ۔

پر میں سمجھتی ہوں یہ کام زبدہ اور زبائی کے لشکر میں داخل ہونے کے بعد ہم دونوں بہنوں کے لئے تقریباً ناممکن ہو چکا ہے ۔ ہم چاروں جانتے ہیں کہ زبائی شادی شدہ ہے اس کی بیوی کا نام عنیر ہے اور وہ ایک انتہائی خوبصورت عرب لڑکی ہے ۔ اور صحرائے پالمیرہ کے نخلستانوں میں ایک عرب قبیلے کے سردار کی بیٹی ہے اور اس کی موجودگی میں ہم دونوں میں سے کوئی بھی بہن زبائی کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی ۔

جہاں تک زبدہ کا معاملہ ہے تو اس کی حالت بھی زبائی سے مختلف نہیں ۔ زبدہ کے ساتھ جو لڑکی رہتی ہے اس کا نام تمر ہے ۔ تمر نام کی یہ لڑکی نہ صرف یہ کہ ملکہ زنوبیہ کی چھوٹی بہن ہے بلکہ اسے زبدہ کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے ۔ میں نے لشکر میں شامل ہونے کے بعد یہ بھی سن رکھا ہے کہ عنقریب وہ دونوں شادی کرنے والے ہیں ۔

جہاں تک تمر کا تعلق ہے تو اگر ہم دونوں بہنوں کی خوبصورتی ۔ حسن اور شباب کو یکجا کر دیا جائے تب بھی تمر ہم دونوں سے زیادہ خوبصورت اور پر کشش ہے ۔ اس کی موجودگی میں کسی بھی صورت ہم دونوں بہنیں زبدہ کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتیں ۔ لہذا یہ معاملہ طے شدہ ہے کہ ہم دونوں بہنیں اپنی محبت اپنے حسن اور خوبصورت کا فریب دیکر زبدہ اور زبائی کو اپنے جال میں نہیں پھانس سکتیں ۔

زبدہ اور زبائی کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے ہمارے سامنے صرف ایک ہی مقصد اور مدعا ہے یہ کہ کسی نہ کسی طریقے سے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے ۔ تاکہ یہ دونوں جو رومنوں کے لئے وبال جان بنے ہوئے ہیں اس سے رومنوں کی گلو خلاصی ہو جائے ۔

زبدہ اور زبائی دونوں سے نپٹنے کے لئے اب ہمارے پاس ایک دوسرا اور آخری طریقہ کار ہے ۔ اور وہ یہ کہ کسی نہ کسی طرح ہمیں زبدہ اور زبائی کو زہر خورانی کے ذریعے ہلاک کرنا چاہیئے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ کچھ دن ہم زبدہ اور زبائی کے لشکر میں رہیں ۔ پھر دونوں بہنیں زبدہ اور زبائی کی خدمت میں حاضر ہوں گی اور ان دونوں سے التماس کریں گی کہ ہماری خواہش ہے کہ وہ دونوں عنیر اور تمر کے ساتھ ہمارے یہاں کھانا کھائیں یہ ایک طرح کی دعوت ہو گی جو ہم ان چاروں کو دیں گے اور دعوت میں جو کھانا استعمال کیا جائے گا اس میں وہ مخصوص زہر ڈال دیا جائے گا جو ہمیں دیا گیا ہے ۔ اس طرح کھانے میں ان چاروں کو زہر کھلانے کے بعد ہم یہاں سے بھاگ جائیں گے ۔

میرے دونوں بھائیوں اور بہنوں میں سمجھتی ہوں یہ کام ہمیں اس وقت کرنا چاہیئے جب یہاں سے کوچ کرنے کے بعد زبدہ اور زبائی اپنے لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا شہر کا محاصرہ کرتے ہیں ۔ ان چاروں کو زہر کھلانے کے بعد ہم نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہو جائیں گے وہاں کا حاکم ہمارا جاننے والا ہے اور اسے یہ بھی خبر ہے کہ ہم چاروں بہن بھائیوں کو زبدہ اور زبائی کے لشکر میں زبدہ اور زبائی کا خاتمہ کرنے کے لئے داخل کیا گیا ہے ۔ کہو تم میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہو یا نہیں ۔

خزینہ کی اس ساری گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک اس کی چھوٹی بہن نوکومہ اور بھائی کاظان اور اوسار آپس میں صلاح و مشورہ کرتے رہے اس کے بعد کاظان نے خزینہ کو مخاطب کیا ۔

خزینہ میری بہن ۔ ہم تینوں تمہاری اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتے ہیں ۔ اب یہ معاملہ طے شدہ ہے کہ ہم نے زبدہ اور زبائی کے خلاف اس وقت حرکت میں آنا ہے جب وہ نائیکو میڈیا شہر کا محاصرہ کریں گے اس محاصرے کے دوران ہم زبدہ ۔ زبائی کے علاوہ زبائی کی بیوی عنیر اور زبدہ کی منسوبہ کو دعوت دیں گے ۔ دعوت کے دوران رازداری

سے زہر ڈالیں گے اور ان چاروں کے خاتمے کا بندوبست کر کے ہم چاروں بہن بھائی نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہو جائیں گے۔

اپنے بہن بھائیوں کا یہ رد عمل دیکھتے ہوئے عزبیہ خوش ہو گئی تھی۔ اس کے بعد آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد وہ اپنے خیمے سے نکلے اور چہل قدمی کرنے کے لئے خیموں کے شہر سے باہر نکل گئے تھے۔

سورج غروب ہونے کے بعد ہر شئے کی آنکھوں کی چلمنوں میں بجھا بجھا خمار شب اور خوابوں کی وادیوں جیسا بے ہوشیوں کا غلبہ چھانے لگا تھا۔ ہواؤں سے گلے ملتے تاریکی کے کاروانوں کے سامنے گلیاں بہری۔ راہیں گونگی ہونے لگی تھیں۔ ان گنت زمانوں کی دہلیز پر وقت کی الجھی لہریں ہر شئے کے پاؤں سے لپٹی مسافتیں کھولتے ہوئے اندھی صداؤں کا رقص شروع کر چکی تھیں۔ صدیوں سے بس ایک ہی ڈگر پر چلتا ہوا وقت گہری ہوتی رات کے گھپ اندھیروں میں جنگل کے خزانوں پر بل کھاتے ناگ کی طرح سرسرا اٹھا تھا۔

رات جب آدھی کے قریب گزر گئی۔ ہر طرف بے ہوشیاں اور تاریکیاں طاری ہو گئیں تب زبدہ اور زبائی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے۔ قریبی جنگل سے چند لمبے اور موٹے تنے کاٹ کر انہوں نے دو جنگی رتھوں کے اندر مضبوطی سے نصب کر دیئے تھے اس کے بعد زبدہ اور زبائی اپنے لشکر کو حرکت میں لائے اور نائیکو میڈیا شہر کے مشرقی دروازے کے باہر انہوں نے پڑاؤ کیا۔

صبح ہونے سے پہلے ہی زبدہ اور زبائی نے جس قدر جنگی رتھ رومنوں کے پڑاؤ سے ملے تھے وہ نائیکو میڈیا شہر کے مشرقی دروازے کے دائیں بائیں کھڑے کرتے ہوئے ان کے پیچھے اور دائیں بائیں اپنے تیر اندازوں کے بیٹھنے کی مناسب جگہیں بنادی گئی تھیں۔ اور صبح ہونے سے پہلے ہی تیر اندازوں کو وہاں متعین کر دیا گیا تھا ان کے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے۔

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی پہلے زبدہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مشرقی دروازے کے عین سامنے اتنی مسافت میں کھڑا تھا کہ اگر نائیکو میڈیا شہر کی فصیل کے اوپر سے تیر چلایا جائے تو تیر اس تک نہ پہنچے۔اس کے قریب ہی بائیں جانب اپنے حصے کے آدھے لشکر کے ساتھ زبائی بھی مستعد کھڑا تھا۔

جب سورج طلوع ہوا اور اس کی روشنی نے ہر شئے پر غلبہ کرتے ہوئے ہر چیز کے چہرے کو نمایاں کر دیا تھا۔تب نائیکو میڈیا شہر کی فصیل کے اوپر جو محافظ تھے وہ مشرقی دروازے کے باہر سماں دیکھتے ہوئے دنگ رہ گئے تھے۔انہیں یہ تو خبر تھی کہ ملکہ زنوبیہ کے جرنیل زبدہ اور زبائی نے ان کے سپہ سالار آعلیٰ مارکس اور نائب سالار جولین کو بدترین شکست دی ہے پر وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان دونوں جرنیلوں کو شکست دینے کے بعد زبدہ اور زبائی بردصہ اور نائسیا کے بجائے نائیکو میڈیا کا رخ کر لیں گے۔بہر حال جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور اس صورتحال پر فصیل کے اوپر محافظوں کے اندر ہی نہیں بلکہ شہر کے اندر بھی ایک کھلبلی برپا ہو گئی تھی۔اور شہر کے اندر جو رومن لشکر تھا وہ زبدہ اور زبائی کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو گیا تھا۔

رومن لشکر کے دیکھتے ہی دیکھتے زبدہ کے حکم پر ان دو رتھوں میں سے ایک کو حرکت میں لایا گیا جن کے اندر درختوں کے بڑے بڑے تنے نصب کئے گئے تھے۔پھر جو لشکری ان رتھوں پر کام کرنے کے لئے متعین تھے وہ رتھ کے آگے جتے ہوئے گھوڑوں کو حرکت میں لائے اور انہیں شہر کے مشرقی دروازے کی طرف سرپٹ دوڑایا تھا۔پھر رتھ کے اندر جو درخت کا تنا نصب تھا اس کے ذریعے سے مشرقی دروازے کو توڑنے کے لئے ضربیں لگائی جانے لگی تھیں۔

اس موقع پر شہر کی فصیل کے اوپر رومنوں نے اس رتھ پر کام کرنے والے زبدہ کے زبدہ کے سپاہیوں پر تیر اندازی کرنا چاہی پر شہر کے مشرقی دروازے کے دائیں بائیں رتھوں کی اوٹ میں زبدہ اور زبائی نے جو اپنے تیر انداز بٹھا رکھے تھے انہوں نے ایسی تیز اور موسلادھار قسم کی تیر اندازی کی کہ فصیل کے اوپر رومن رتھ پر کام کرنے والے لشکریوں پر تیر اندازی کرنے کے بجائے اپنی جانیں بچانے کے لئے اوٹ میں ہو کر رہ گئے تھے۔

تنے کی چند ہی ضربیں پڑنے سے شہر کا مشرقی دروازہ ٹوٹ گرا تھا۔بس شہر کا دروازہ

گرنا تھا کہ شہر کے اندر رومنوں کا جو محافظ لشکر تھا وہ بند ٹوٹ جانے والے سیلاب کی طرح نکلا۔ان کا مقصد اور مدعا مشرقی دروازے کے سامنے کھڑے زبدہ اور زبائی پر حملہ ہونا تھا۔

پر رومنوں کا لشکر جونہی شہر سے نکل کر تھوڑا سا آگے بڑھا اور ابھی تک رومن لشکری شہر کے دروازے سے نکل رہے تھے کہ دائیں بائیں جنگی رتھوں کی گھات میں زبدہ اور زبائی کے جو تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ایسی ہولناک اور خوفناک تیر اندازی کی کہ اپنے تیروں سے انہوں نے انگنت رومن سواروں کو ڈھیر کر کے رکھ دیا تھا۔تیر اندازی کے نتیجے میں جب بہت سے رومن اپنے گھوڑوں سے گر کر چیخ و پکار کر رہے تھے وہاں گھوڑے بھی تیر لگنے سے اپنے سواروں کو گراتے ہوئے بری طرح ہنہنا رہے تھے۔

جس وقت زبدہ اور زبائی کے تیر اندازوں کے باعث نکلنے والے رومنوں کے لشکر کے اندر افراتفری اور ایک ہلچل کا سا سماں برپا تھا اچانک زبائی نے اپنے ہاتھ کا ایک مخصوص اشارہ کیا۔یہ اشارہ ملنا تھا کہ رتھوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھے تیر اندازوں نے اپنی کاروائی بند کر دی اپنی تلواریں انہوں نے سنبھالیں اور جنگی رتھوں کی اوٹ سے نکل کر وہ زبائی کے پاس جا کر جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔

جس وقت نائیکو میڈیا شہر کا مشرقی دروازہ گرا تھا اور اس میں سے رومن لشکر حملہ آور ہونے کے لئے نکلا تھا اس وقت شہر کے دروازے سے ذرا فاصلے پر زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑے غور بڑے انہماک سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

دروازہ گرنے سے پہلے وہ بڑا پر سکون اور مطمئن تھا۔دروازہ گرنے کے ساتھ ہی اس کی حالت بھی بدل گئی تھی۔وہ ایسا لگنے لگا تھا گویا کردار کی ہتھیلی پر کھڑا کوئی بڑا بے مثل جنگجو۔جستجو کی راکھ سے آگ کا بگولہ بن گیا ہو اس کے چہرے پر کچھ ایسی کیفیت چھا گئی تھی جیسے سینے میں الجھے ہونٹوں پر انکے الفاظ شاہین کی طرح پرواز کرتے لوح قرطاس پر طوفان کھڑا کرنے کے درپے ہو گئے ہوں۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اپنے لشکر کو زبدہ حرکت میں لایا اور رومنوں کا وہ لشکر جو شہر کے مشرقی دروازے سے حملہ آور ہونے کی غرض سے نکلا تھا زبدہ اس لشکر کی طرف تماشاگاہ تمنا میں سردمہری کی شب۔دھواں دھواں شام کے الاؤ میں خشک ہواؤں کے برہنہ آہنی ہاتھ کی طرح بڑھا پھر وہ اس رومن لشکر پر زبانوں کا جبر سمیٹتی زمانے بھر کی وحشت۔درد

دیوار کی تقدیر پر جسموں کا آشوب اور غم کی عقوبت گاہ پھیلاتے وہموں کی سیاہی کے کھلتے
رازوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اتنی دیر وہ لشکری جو رتھوں کی اوٹ میں بیٹھ کر شہر سے نکلنے والے رومنوں پر
تیراندازی کر رہے تھے وہ بھی تیراندازی ترک کر کے اپنی تلواریں ڈھالیں سنبھالتے ہوئے
زبائی کے ساتھ جا ملے تھے یہ سارے لشکری زبائی ہی کے تھے۔ جب زبائی نے دیکھا کہ اس
کے سارے لشکری اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں اس نے بھی اپنے کام کی ابتدا کر دی تھی۔

جب اس نے اپنے لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا تو اس کا حکم پاتے ہی اس کے لشکری
اس طرح حرکت میں آئے جیسے موت کے کنویں میں دن ناچنے گھومنے لگا ہو۔ پھر زبائی کی
سرکردگی میں اس کے لشکری خرمن ہستی میں قحط کے آثار۔ رات کی پلکوں سے ٹوٹتے
ستاروں پر رکھ کے استعاروں اور یادوں تکے مناظر میں تعبیروں کے دکھ کی طرح رومنوں پر
حملہ آور ہو گئے تھے۔

رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح جوابی کاروائی
کرتے ہوئے زبدہ اور زبائی کو پسپا ہونے پر مجبور کریں لیکن ان کی ہر کوشش ان کی ہر تدبیر
ان کا ہر جتن ناکام رہا۔ زبدہ اور زبائی ان پر سرخ طوفانوں کی طرح پھیلتے چلے گئے تھے۔ اور
نائیکو میڈیا شہر سے باہر زبدہ اور زبائی دونوں نے مل کر اپنے سامنے آنے والے رومنوں کی
حالت الجھتے تنفس کی حدت۔ ہزیمت کی کہر اور درد کی ہجر کہانیوں جیسی شکستہ بنا کر رکھ دی
تھی۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ زبدہ اور زبائی جیسے خونخوار سپہ سالاروں کا مقابلہ کرنا
ان کے بس کی بات نہیں اور اگر تھوڑی دیر مزید انہوں نے نائیکو میڈیا شہر کے مشرقی
دروازے سے باہر زبدہ اور زبائی سے جنگ جاری رکھی تو زبدہ اور زبائی ان سب کا قتل عام
کر کے رکھ دیں گے۔ یہ سوچنے کے بعد وہ نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہونے کے لئے شہر پناہ
کے دروازے کی طرف بھاگے تھے۔

لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ جب وہ شکست تسلیم کرنے کے بعد پسپا ہو کر پلٹے اور
بھاگے اتنی دیر تک زبدہ اور زبائی ان پر پوری طرح سوار ہو چکے تھے اور جب بچے کھچے رومن
بھاگتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے تو اس موقع پر شہر پناہ کے محافظ رومن چاہتے تھے کہ

دروازہ بند کر لیں لیکن زبدہ اور زبائی بھاگتے رومنوں کے ساتھ ہی ساتھ شہر میں داخل
ہوئے۔ پہلے انہوں نے شہر پناہ کے محافظوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد شہر میں دخل ہونے
کے بعد جو لشکر ان کے آگے آگے بھاگتا ہوا نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہوا تھا اس کے ایک
ایک سپاہی کو ہلاک کر دیا۔ شہر میں جو بچا کھچا محافظ لشکر تھا یا وہ محافظ جو ابھی تک فصیل
کے اوپر تھے تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد زبدہ اور زبائی نے ان کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اب
نائیکو میڈیا شہر میں کوئی ایسی قوت نہ تھی جو زبدہ اور زبائی کے سامنے مزاحمت کھڑی کرتی۔
لہذا شہر پر زبدہ اور زبائی کا قبضہ ہو گیا تھا۔

شہر والوں کو جب پتہ چلا کہ تدمر کی ملکہ زنوبیہ کے سالاروں اور جرنیلوں نے بزور
شمشیر نائیکو میڈیا شہر کو فتح کر لیا ہے اور اب شہر میں کوئی ایسی قوت نہیں جو ان کا مقابلہ کر
سکے تو شہر کے لوگ جوق در جوق گروہوں کی شکل میں زبدہ۔ زبائی اور تمر کی خدمت میں
حاضر ہونے لگے اور امن طلب کرنے لگے۔ زبدہ اور زبائی نے کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا اور سب
کو امان دے دی۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے اس طرح نائیکو میڈیا شہر پر
زبدہ اور زبائی کا قبضہ ہو گیا تھا۔

OOOO

ایک روز زبدہ۔ زبائی۔ تمر اور عنبر چاروں نائیکو میڈیا شہر کے قصر کے ایک کمرے
میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک زبدہ نے بات چیت کا رخ بدلا اور اس نے زبائی
کو مخاطب کیا۔

زبائی۔ اب جبکہ نیکو میڈیا شہر کو ہم اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد شہر پر قبضہ کر چکے
ہیں یہاں کے حالات اور انتظامات بھی ہم اپنے حق میں درست کر چکے ہیں۔ اب بولو ہمیں
اگلا قدم کیا اٹھانا چاہئے۔ زبائی کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے غور سے زبدہ کی طرف دیکھتے
ہوئے کہنا شروع کیا۔

زبدہ میرے بھائی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ان علاقوں کی بچی کھچی اور بڑی قوت اس
وقت رومنوں کے جرنیل مارکس اور جولین کے ساتھ ہے۔ اور یہی دونوں ان سرزمینوں

میں کسی بھی وقت ہمارے لئے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں ۔ لہذا نائیکو میڈیا شہر کو فتح کرنے کے بعد ہمیں مارکس اور جولین میں سے کسی ایک کا رخ کرنا چاہیئے ۔ مارکس اس وقت بروصہ میں محصور ہے جبکہ جولین نائسیا شہر میں ہے ۔

زبدہ میرے بھائی ۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان دونوں نے ملکر آپس میں یہ طریقہ کار طے کیا ہے کہ اگر ہم بروصہ پر حملہ آور ہوں تو نائسیا سے نکل کر جولین ہماری پشت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا اور اگر ہم نائسیا کو اپنا ہدف بناتے ہیں تو بروصہ سے نکل کر مارکس ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا ۔ میرے بھائی اب ہمیں اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بروصہ اور نائسیا دونوں شہروں میں سے ایک کا رخ کرنا چاہیئے ۔ پھر میرے عزیز میرے محترم بھائی اس احتیاط کے ساتھ کہ دشمن کسی بھی موقع پر ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے ۔

جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا اس کے بعد پھر اس نے زبائی کو مخاطب کیا ۔

زبائی میرے عزیز ۔ اب ہم نے سوچنا یہی ہے کہ وہ کونسا طریقہ کار استعمال کریں جس سے دونوں میں سے کوئی بھی ہماری پشت کی طرف سے اگر حملہ آور ہوتا بھی ہے تو ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے ۔ جواب میں زبائی پھر کچھ سوچنے لگ گیا تھا ۔

زبدہ میرے بھائی ۔ یہ جو سوال آپ نے کیا ہے کیا یہ صرف میرے شوہر کے لئے ہے یا کوئی دوسرا بھی اس کا جواب دے سکتا ہے ۔ کیا اس سلسلے میں میں اور تمر بھی بول سکتی ہیں

اس دوران لمحہ بھر کے لئے زبائی کی بیوی عنبر نے زبائی کی طرف دیکھا پھر وہ زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی ۔

اس پر زبدہ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

عنبر ۔ میری بہن ۔ ہم چاروں اسی لئے بیٹھے ہیں کہ اس موضوع پر باہم مل کر گفتگو کریں ۔ اگر تمہارے پاس اس کا کوئی حل ہے تو کہو ۔

جواب میں عنبر نے ایک بار پھر غور سے اپنے شوہر زبائی کی طرف دیکھا ۔ پھر وہ کہہ اٹھی ۔

میرے پاس اس کا ایک حل ہے اور وہ یہ کہ پہلے آپ دونوں میں سے کوئی مجھے یہ بتائے کہ نائسیا اور بروصہ شہر کے درمیان کوئی کوہستانی سلسلہ ہے اس پر زبدہ جھٹ سے کہہ اٹھا ۔

عنبر میری بہن ۔ دونوں شہروں کے درمیان کوہستانی سلسلہ ہے ۔ کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو ۔ عنبر نے پھر اپنی گفتگو کا آغاز کیا ۔

زبدہ میرے بھائی ۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ان دونوں شہروں کے درمیان اس شاہراہ کے کنارے جو نائسیا سے بروصہ اور بروصہ سے نائسیا کی طرف جاتی ہے ہم گھات میں اپنے کچھ تیر انداز بٹھا دیں ۔ اور جب مارکس بروصہ سے نکل کر نائسیا کی طرف جانا چاہے یا نائسیا سے نکل کر جولین بروصہ کی طرف جانا چاہے تو یہ تیر انداز ان پر حملہ آور ہو کر انہیں روک دیں ۔

عنبر شاید کچھ اور بھی کہتی پر زبائی نے فوراً بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی ۔

یہ بالکل بچوں جیسا مشورہ ہے تو نے صرف نخلستانوں میں ایک سردار کی ہر دلعزیز اور پیاری بیٹی کی حیثیت سے زندگی بسر کی ہے تو نے قبائیلی جنگوں میں حصہ نہیں لیا ۔

جواب میں عنبر نے تیز اور جواب طلب نگاہوں سے اپنے شوہر زبائی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

آپ نے میرے اس مشورے کو بچکانا کیسے کہہ دیا ۔ کیا یہ واقعی بچوں جیسا مشورہ ہے ۔

زبائی کے جواب دینے کے بجائے اس بار زبدہ بول پڑا ۔

عنبر میری بہن زبائی ٹھیک کہتا ہے ۔ واقعی یہ ایک بچوں جیسا مشورہ ہے ۔ میری بہن اگر ہم اپنے تیر انداز اس شاہراہ پر گھات میں بٹھاتے ہیں جو نائسیا سے بروصہ کی طرف جاتی ہے تو پھر تو مجھے یہ بتا وہ جو تیر انداز ہوں گے ان کے کھانے پینے ان کی رسد ان کی کمک اور ان کے احوال کی ہم نگہداری کیسے کریں گے ۔

عنبر کو شاید اپنے مشورے کے غیر اہم ہونے کا احساس ہو گیا تھا لہذا وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی ان تیر اندازوں کو کیسے کمک رسد پہنچائی جائے گی کیسے ان کے احوال کی دیکھ بھال کی جائے گی یہ تو آپ اور زبائی دونوں جانیں ۔

اسپر زبدہ۔ زبائی۔ تمر اور ساتھ ہی عنیر نے بھی ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر تمر نے بڑی میٹھی نگاہوں اور چاہت بھرے انداز میں زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیا اس سلسلے میں میں بھی کوئی مشورہ دے سکتی ہوں۔

بالکل تم بھی زور آزمائی کر سکتی ہو۔ ہنستی۔ مسکراتی ہوئی آواز میں زبدہ نے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تمر نے کچھ سوچا پھر وہ زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

میرا ذاتی مشورہ یہ ہے کہ چاہے ہم نائسیا پر حملہ آور ہوں یا بروصہ پر۔ ہمیں دونوں شہروں کے درمیان تیر انداز نہیں بٹھانا چاہئے ایسی صورت میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ جب ہم بروصہ یا نائسیا پہنچیں اور شہر پر حملہ آور ہوں تو ہمیں اپنے لشکر کا ایک چھوٹا سا حصہ مختص کر دینا چاہئے جو رات بھر جاگتے ہوئے پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والوں کی راہ روک سکے۔

زبدہ میرے حبیب۔ جہاں تک میرا ذاتی اندازہ ہے دشمن کبھی بھی دن کے وقت ہماری پشت پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ ان دونوں شہروں کے باہر اگر کوئی بھی لشکر ہماری پشت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا ہے تو دن کے وقت وہ ہمیں دور سے ہی دکھائی دے جائے گا اور ہم اس کی پیش بندی کر سکتے ہیں۔ لہذا ہم چاہے نائسیا کا محاصرہ کریں یا بروصہ کا۔ چاہے ہماری پشت کی طرف سے مارکس حملہ آور ہو یا اس کا نائب جولین۔ یہ لوگ صرف رات کے وقت ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں جو لشکر ہم نے مختص کر کے رات کے وقت گھات میں بٹھا رکھا ہو گا وہ حملہ آوروں سے آسانی کے ساتھ نپٹ سکے گا۔

تمر جب خاموش ہوئی تو زبدہ اسے تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا تھا۔ قبل اس کے کہ وہ تمر کو مخاطب کر کے کچھ کہتا زبائی پہلے ہی بول پڑا۔

تمر میری بہن تو نے یہ مشورہ دے کر کم از کم میرا جی خوش کر دیا ہے۔ جو تدبیر تم نے پیش کی ہے اسپر بڑی آسانی سے عمل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہم اپنی پشت کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ میں تمہارے اس لائحہ عمل کی تائید کرتا ہوں۔

زبائی جب خاموش ہوا تو پہلی بار زبدہ نے بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے تمر کی

پیٹھ بڑے خوش کن انداز میں تھپتھپائی اس کے ایسا کرنے سے تمر کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ پھر زبدہ بول پڑا۔

تمر جو مشورہ تم نے دیا ہے یہ واقعی قابل قبول ہے اور اسپر عمل کرتے ہوئے ہم دشمن کے شہر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جو معاملہ ہم طے کرنا چاہتے تھے وہ طے ہو گیا۔ کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے ہمارا رخ نائسیا شہر کی طرف ہو گا پہلے ہم جولین سے نپٹیں گے پھر دو دو ہاتھ ان علاقوں میں رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ مارکس سے کریں گے۔ تمر ایک بار پھر میں تمہیں ایسا مشورہ دینے پر شاباش اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

زبدہ چونکہ زبائی اور عنیر کے سامنے بڑے پیارے اور محبت بھرے انداز میں تمر کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے اسے شاباش دینے کے بعد اس کا حوصلہ بڑھا چکا تھا لہذا تمر نے بھی اس موقع پر بیباکی کا اظہار کیا۔ جس ہاتھ سے زبدہ نے تمر کی پیٹھ تھپتھپائی تھی وہ ہاتھ تمر نے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھما اور اسے ایک طویل بوسہ دیا اس کے بعد کہنے لگی۔

زبدہ میرے حبیب۔ آپ نے جن الفاظ میں میرے اس مشورے کی قدردانی کی ہے اور مجھے مبارکباد دی ہے۔ اگر میرے بس میں ہو تو میں آپ کے ان خیالات کو سنہری حروف میں لکھ کر یادہانی اور ایک اثاث زیست کے طور پر اپنے گلے میں ڈال لوں۔

اس کے ساتھ ہی زبدہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

تمر میرے خیال میں اب اٹھنا چاہئے مجھے بھوک لگی ہے۔ تمر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ زبائی اور عنیر قصر کے اس حصے کی طرف چلے گئے تھے جس طرف ان کی رہائشگاہ تھی۔ جبکہ تمر آگے بڑھی۔ بڑی بیباکی بڑے پیارے بڑے محبت بھرے انداز میں اس نے زبدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر کہنے لگی۔ آیئے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ زبدہ چپ چاپ تمر کے ساتھ ہو لیا تھا۔ دوسرے روز زبدہ اور زبائی اپنے لشکر کے ساتھ نائیکومیڈیا شہر سے کوچ کیا اب ان کا حدف نائسیا شہر تھا۔ جہاں رومنوں کے جرنیل جولین نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔

لگتا تھا اٹلی کی رومن حکومت ابھی تک ملکہ زنوبیہ اور اس کے جرنیلوں کے سامنے بالکل بے بس تھی۔ زبدہ۔ زبائی اور ملکہ زنوبیہ کی قوت نے رومنوں کے دو بڑے شہر حمس اور ہیلوپولس چھیننے کے بعد مصر پر چڑھائی کی اور مصر پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ زبدہ اور زبائی اپنے شمال مغرب کی طرف بڑھے اور ایشائے کوچک میں انہوں نے رومنوں پر ناقابل تلافی ضربیں لگانی شروع کر رکھی تھیں۔ لیکن رومن ابھی تک خاموشی اختیار کئے ہوئے تھے۔

در حقیقت اٹلی میں جب رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس بنا تو اورلیوس کے تخت نشین ہوتے ہی شمال کی طرف سے رومنوں کے لئے تکلیف دہ اور پر آشوب حالات اٹھ کھڑے ہوئے۔

وہ اس طرح کہ جو تھنگی نام کے وحشی قبائل جو اپنے آپ کو المانی قبائل خیال کرتے تھے وہ نمودار ہوئے۔ جو تھنگی نام کے یہ وحشی قبائل تاریخ میں پہلی بار دریائے ڈینیوب کے شمالی ساحلوں پر نمودار ہوئے اور شمالی ساحلوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے جگہ جگہ بستی بستی قریہ قریہ قصبہ قصبہ شہر شہر حملہ آور ہو کر تباہی۔ بربادی اور شکست و ریخت کا ایک نہ ختم ہونے والا کھیل شروع کر دیا تھا۔

دریائے ڈینیوب کے شمالی کناروں پر قبضہ کرنے کے بعد یہ وحشی جو تھنگی قبائل مزید حرکت میں آئے۔ دریائے ڈینیوب کو انہوں نے عبور کیا اور رومن سلطنت کے شمالی

صوبے میں داخل ہوئے جس کا صدر مقام رائیتیہ تھا۔

اس صوبے میں وحشی جو تھنگی قبائل نے دور تک لوٹ مار۔ تباہی و بربادی کا کھیل کھیلا۔ یہاں تک کہ پورے صوبے کی لوٹ کھسوٹ کرنے کے بعد یہ جو تھنگی قبائل صوبے کے مرکزی شہر رائیتیہ کی طرف بڑھے تھے۔

رائیتیہ شہر میں رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ جس نے رائیتیہ شہر سے باہر نکل کر جو تھنگی قبائل کا مقابلہ کیا لیکن جو تھنگی اس قدر خونخواری اور وحشت کے ساتھ رومنوں پر حملہ آور ہوئے کہ اپنے پہلے ہی حملے میں جو تھنگی قبائل نے رومنوں کو شکست دی اور رومن لشکر رائیتیہ شہر میں محصور ہو گیا تھا۔ لیکن لگتا تھا جو تھنگی قبائل رومنوں کو معاف کرنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر رائیتیہ شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔

رائیتیہ شہر میں محصور ہونے والے رومن خیال تھے کہ رائیتیہ شہر کی فصیل بے حد مضبوط اور ناقابل تسخیر خیال کی جاتی ہے لہذا جو تھنگی قبائل شہر میں داخل نہ ہو سکیں گے

لیکن وحشی جو تھنگی قبائل نے رومنوں کے سب خیالات اور اندازوں کو وہموں میں تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اس لئے کہ ایک روز وہ رات کی تاریکی میں حرکت میں آئے اور جس طرح بندر بڑی تیزی سے درختوں پر چڑھتے ہیں ویسے ہی وہ فصیل پر چڑھے اور شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

ان میں سے ایک گروہ شہر کے صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ انہوں نے کھول دیا۔ دروازے کا کھلنا تھا کہ جو تھنگی قبائل اپنی پوری وحشت کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ جس قدر رومن لشکر وہاں تھا اسے انہوں نے تہہ تیغ کر دیا کئی روز تک جو تھنگی قبائل نے رائیتیہ شہر کو جی بھر کر لوٹا۔ اور وہاں کے مکینوں کا قتل عام کیا۔

اس کے بعد وہ مزید جنوب کی طرف بڑھے۔ اور اسپلگن اور بڑ کے کوہستانی دروں سے گزرنے کے بعد وہ اٹلی کے میدانوں میں داخل ہوئے دور تک انہوں نے یلغار اور لوٹ مار کی یہاں تک کہ وہ خاک و خون لوٹ اور مار کا کھیل کھیلتے ہوئے اٹلی کے مشہور شہر اتھیلیا تک بڑھتے چلے گئے تھے۔

رومن شہنشاہ اورلیوس کو جب وحشی جو تھنگی قبائل کے حملہ آور ہونے کی اطلاع

ملی تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا تاکہ جو تھنگی قبائیل کی یلغار اور ان کے خونخوار حملوں کو روکا جاسکے۔

اس وقت جو تھنگی قبائی اٹلی کے شہر اتھیلیا تک اپنا خونی کھیل کھیل چکے تھے اتھیلیا تک آنے کے بعد وحشی قبائیل نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس لئے کہ ڈینیوب سے اتھیلیا تک جو کچھ انہوں نے لوٹ مار کی تھی اس کی وجہ سے ان کے پاس مال و دولت کے علاوہ بے شمار سامان اور خوراک کے ذخائر جمع ہو گئے تھے۔

دوسری جانب رومن شہنشاہ اورلیوس بھی نہیں چاہتا تھا کہ جو تھنگی قبائیل اس طرح کامیاب لوٹ مار کر کے خیریت کے ساتھ واپس لوٹ جائیں لہذا اسنے اتھیلیا کی طرف براہ راست پیشقدمی کرنے کے بجائے ایک دشوار گزار راستہ اختیار کیا۔

وہ چاہتا تھا کہ اچانک اپنے لشکر کے ساتھ جو تھنگی قبائیل کے پہلو پر حملہ آور ہو کر ان کو دو حصوں میں تقسیم کر دے پھر ان سے ہر شئے چھین لے جو انہوں نے یلغار کے دوران اٹلی کی سلطنت سے حاصل کی تھی۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اورلیوس نے اتھیلیا شہر کا رخ نہیں کیا بلکہ وہ نوریکیوم شہر کی طرف بڑھا۔ کوہستان البس کے اندر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ دریائے ڈینیوب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا تھا۔

اورلیوس کی بدقسمتی کہ دریائے ڈینیوب تک پہنچتے پہنچتے جو تھنگی وحشی قبائیل کی اکثریت دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے شمال کی طرف جا چکی تھی۔ ان کے بچے کچے کچھ حصے تاہم ابھی تک دریا کو عبور کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا ان میں سے کچھ کا اس نے قتل عام کیا باقی اپنی جانیں بچاتے ہوئے دریائے ڈینیوب کو عبور کرتے ہوئے شمال کی طرف جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

شمال کے وحشی جو تھنگی قبائیل کا خطرہ ٹلا تو رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس نے سکھ کا سانس لیا تھا وہ یہ سوچنے لگا تھا کہ اب اسے ہر صورت میں ملکہ زنوبیہ کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے کہ اس کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ ہنگری کے وسیع اور گمنام میدانوں سے ایک اور وحشی قوم نمودار ہوئی یہ ونڈال تھے۔

یہ ونڈال انتہائی جنگجو انتہائی خونخوار لوگ تھے۔ ہنگری کے وسیع اور گمنام میدانوں

میں انہوں نے اپنی یلغار شروع کی اور دریائے ڈینیوب تک لوٹ مار کرتے چلے آئے تھے۔ پھر دریائے ڈینیوب کو انہوں نے عبور کیا اور اٹلی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

اورلیوس کو جب خبر ہوئی کہ شمال کے وحشی ونڈال قبائیل اس کی سرحد میں داخل ہو کر اس پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے ہیں تو اس نے اپنی سلطنت میں ہر طرف اپنے کمانداروں اور جرنیلوں کو یہ پیغام بھجوایا کہ کھانے پینے کی ہر شئے اور مویشی حتیٰ کہ ضرورت کی ہر شئے کو فصیل بند شہروں کے اندر محفوظ کر دیا جائے۔

اس نے یہ بھی حکم جاری کیا کہ جس سمت سے ونڈال اٹلی میں جنوب کی طرف بڑھ رہے ان کے آگے آگے ہر شئے کو آگ لگا دی جائے۔

یہ احکام ملتے ہی جگہ جگہ رومن جرنیل حرکت میں آئے۔ کھانے پینے اور ضرورت کی ہر شئے انہوں نے قلعہ بند شہروں میں محفوظ کر دی۔ ایک ایک مویشی بھی فیصل بند شہروں میں محصور کر دیا گیا تھا۔ اور جن وسیع علاقوں اور میدانوں میں وحشی ونڈال قبائیل پیش قدمی کر رہے تھے اس سارے علاقے کو آگ لگا دی گئی تھی۔

اس طرح ونڈال قبائیل کی پیشقدمی رک گئی اس لئے کہ آگے بڑھتے ہوئے نہ انہیں خوراک ملی اور نہ لوٹ مار کا سامان انہیں دکھائی دیا۔ اس دوران اورلیوس ایک جرار لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے نکلا لیکن اس سے پہلے ہی ونڈال واپس جانے کا عزم کر چکے تھے۔ اس لئے کہ ان کا لشکر بھوکوں مرنے لگا تھا۔

اور مزید یہ کہ اورلیوس کی صورت میں ان پر خطرہ بھی منڈلانے لگا تھا۔ جب وہ واپس ہوئے اورلیوس ان کے سروں پر جا پہنچا۔ اور ان پر حملہ کر دیا۔ تاہم ونڈال لڑتے مرتے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے دریائے ڈینیوب کے شمال کی طرف چلے گئے تھے۔ اس طرح اورلیوس وحشی ونڈال قبائیل سے اٹلی کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اب ایک بار پھر رومن شہنشاہ اورلیوس ملکہ زنوبیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ لیکن لگتا تھا رومن شہنشاہ اورلیوس کی بدقسمتیوں کی ابھی انتہا نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے کہ جونہی وحشی ونڈال قبائیل دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے شمال کی طرف چلے گئے اس کے چند ہی دن بعد جو تھنگی قبائیل پھر نمودار ہوئے۔

اس بار جو تھنگی قبائیل نے اپنے رشتہ دار آلانی قبائیل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور

پھر یہ دونوں وحشی قبائیل دریائے ڈینیوب کو عبور کرکے جنوب کی طرف بڑھے ۔ لگتا تھا رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس نے جو دریائے ڈینیوب کے کنارے بچے کچھے جو تھنگی قبائیل کا قتل عام کیا تھا یہ جو تھنگی اور آلانی قبائیل دونوں متحد ہو کر اوریلوس سے اس کا انتقام لینا چاہتے تھے ۔

دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد جو تھنگی اور آلانی قبائیل نے اس دفعہ دوسرا راستہ اختیار کیا ۔ اپنے راستے میں آنے والی ہر بستی اور شہر کو لوٹتے اور آگ لگاتے ہوئے یہ متحدہ وحشی قبائیل اٹلی کے تاریخی شہر میلان کی طرف بڑھے ۔

رومن شہنشاہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے میلان شہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھا لیکن رومن شہنشاہ اوریلوس ابھی میلان شہر نہ پہنچا تھا کہ جو تھنگی اور آلانی قبائیل نے میلان شہر پر حملہ کر دیا ۔ ان کا یہ حملہ ایسا تیز ایسا تند ۔ ایسا زوردار اور ہیبتناک تھا کہ لمحوں کے اندر انہوں نے میلان شہر کو فتح کر لیا ۔ شہر کی ہر چیز انہوں نے لوٹ لی اس کے بعد وہ میلان شہر سے آگے بڑھتے ہوئے پو کے میدانوں میں نمودار ہوئے ۔

یہاں رومنوں کا شہنشاہ اوریلوس اپنے لشکر کے ساتھ ان کے راہ روک کھڑا ہوا ۔ اس لئے کہ رومن شہنشاہ جانتا تھا یہ وحشی قبائیل میلان شہر پر قبضہ کرنے کے بعد پو کے میدانوں کو بھی عبور کرکے بڑی تباہی کا باعث بنیں گے ۔

اوریلوس کو یقین تھا کہ جس طرح ماضی میں اس نے جو تھنگی قبائیل کو اٹلی سے مار بھگایا تھا اور وہ بے بس اور مجبور ہو کر دریائے ڈینیوب کے اس پار چلے گئے تھے اس بار بھی وہ انہیں پسپا کرنے میں کامیاب رہے گا ۔

پو کے میدانوں میں اوریلوس نے جو تھنگی اور آلانی قبائیل کے سامنے اپنا پڑاؤ قائم کر لیا تھا لیکن ہوا یوں کہ آنے والی رات کو گہری تاریکی اور اندھیرے میں جو تھنگی اور آلانی قبائیل نے اچانک حرکت میں آتے ہوئے رومنوں پر ایسا خونخوار اور ناقابل برداشت شبخون مارا کہ رومنوں کو اس شبخون کے نتیجے میں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ۔

رات کی تاریکی میں رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس نے اپنے لشکر کی تنظیم کو درست کرتے ہوئے جو تھنگی اور آلانی قبائیل پر جوابی حملہ کیا ۔ لیکن اس جوابی حملہ کا وحشی قبائیل پر کچھ اثر نہ ہوا ۔

صبح تک رومنوں اور وحشی قبائیل کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی ۔ اس جنگ میں جو تھنگی اور آلانی قبائیل نے رومنوں کے شہنشاہ اولیوس کو بدترین شکست دی اور اوریلوس اپنے بچے کچھے لشکر کے ساتھ شکست اٹھاتے ہوئے پسپا ہونے پر مجبور ہوا تھا ۔

جو تھنگی اور آلانی قبائیل کے ہاتھوں رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس کے لئے اور زیادہ مصیبت اور بدبختی کے دروازے کھول دیئے اور وہ اس طرح کہ چار جرنیلوں نے اوریلوس کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا ۔

بغاوت کرنے والے ان چار رومن جرنیلوں میں پہلا سپتی فینوس دوسرا اربانوس تیسرا جو ویتانوس اور چوتھا وحشی گاتھ قبائیل کا سردار کاندیس تھا ۔

گو وحشی گاتھ قبائیل ابھی تک رومنوں کے فرمانبردار ہو کر زندگی بسر کر رہے تھے لیکن اوریلوس کے جو تھنگی اور آلانی قبائیل کے ہاتھوں شکست کے بعد گاتھ قبائیل نے بھی اپنے سپہ سالار کاندیس کی سرکردگی میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا تھا ۔ لہذا کاندیس نے بغاوت کرتے ہوئے رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا ۔

اب صورتحال یہ تھی کہ اوریلوس کے علاوہ اٹلی میں چار مزید شہنشاہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اس لحاظ سے اب اٹلی میں رومنوں کے پانچ شہنشاہ ہو گئے تھے ۔ جس کی بنا پر اٹلی میں جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں ۔ دوسری طرف اوریلوس کو بدترین شکست دینے کے بعد وحشی جو تھنگی اور آلانی قبائیل نے اپنی پیشقدمی جاری رکھی تھی ۔

اوریلوس کو شکست دینے کے بعد وحشی قبائیل بحیرہ ایڈریاٹک تک آئے اور ساحل عنبرین کے ساتھ ساتھ وہ جنوب کی طرف بڑھے ۔ رومن شہنشاہ اوریلوس کے لئے یہ بڑا کڑا اور سخت وقت تھا ۔ تاہم اس نے ان حالات سے نپٹنے کا عزم کر لیا تھا ۔ اوریلوس اندرونی بغاوتوں کو فراموش کرکے پہلے بیرونی حملہ آوروں سے نپٹنا چاہتا تھا ۔

بڑی تیزی اور جلدی میں اوریلوس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ۔ جو تھنگی اور آلانی قبائیل کی راہ روکنے کے لئے آگے بڑھا ۔ اس وقت تک جو تھنگی اور آلانی قبائیل اٹلی تک پہنچ چکے تھے اور انہوں نے اس قدر لوٹ مار کی تھی کہ ان سے اب وہ سامان سنبھالا نہیں جا رہا تھا جو لوٹ مار سے انہیں حاصل ہوا تھا ۔

لہذا ان کے سرداروں نے فیصلہ کیا کہ چونکہ ان کے وحشی قبائیل کافی لوٹ مار کر

چکے ہیں لہذا اب واپس ہو لینا چاہیئے ۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد جو تھنگی اور آلانی قبائیل واپس ڈینیوب کی طرف بڑھنے لگے تھے ۔

ان کی پسپائی سے اورلیوس نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ اور ان وحشی قبائیل پر اس نے حملہ کر دیا تھا۔ اس نے واپس جاتے ہوئے جو تھنگی اور آلانی قبائیل کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ اور ان کی پشت اور دائیں بائیں جانب کی سمتوں سے اس قدر تیز حملے کیئے کہ جو تھنگی اور آلانی قبائیل کی اکثریت کو اس نے تہہ تیغ کر دیا۔ اور بہت کم وحشیوں کو اس نے دریائے ڈینیوب کو پار کر کے بچ نکلنے کا موقع فراہم کیا تھا۔

عین اس موقع پر جس وقت اورلیوس جو تھنگی اور آلانی قبائیل کا تعاقب کرتے ہوئے قتل عام کر رہا تھا دریائے ڈینیوب کے مشرقی حصے سے وحشی قبیلے نمودار ہوئے ۔ جو تھنگی اور آلانیوں کو بدترین شکست دینے کے بعد اورلیوس گاتھ قبائیل کی طرف بڑھا اور انہیں بھی اس نے دریائے ڈینیوب عبور نہ کرنے دیا اس طرح اورلیوس نے اٹلی کو ایک طرح سے بیرونی وحشی حملہ آوروں سے محفوظ کر دیا تھا۔

جو تھنگی ۔ آلانی اور گاتھ قبائیل کا قلع قمع کرنے کے بعد اورلیوس سب سے پہلے وحشی گاتھ قبائیل اور ان کے سردار کاندیس کے خلاف حرکت میں آیا۔ جس نے رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر رکھا تھا۔ کاندیس کو کھلے میدانوں میں اورلیوس نے بدترین شکست دی اس طرح گاتھ قبائیل کو ایک بار پھر قیصر روم کا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد اورلیوس چند ہی ہفتوں تک اپنی عسکری قوت کو اجتماع کیا چند روز اس نے تیاری میں لگائے پھر وہ ان تین جرنیلوں کے خلاف حرکت میں آیا۔ جنھوں نے بغاوت کرتے ہوئے رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

اورلیوس کی خوش قسمتی کہ وہ باری باری تینوں باغی جرنیلوں کو بھی اپنے سامنے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح رومن شہنشاہ اورلیوس نے لگاتار کوشش اور جدوجہد کرتے ہوئے نہ صرف اٹلی کو بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ کر دیا۔ بلکہ اٹلی کے اندر جو بغاوتیں اور خانہ جنگی جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی اسے بھی ختم کر کے رکھ دیا تھا۔

اپنی بیرونی اور داخلی شورشوں پر قابو پانے کے بعد اورلیوس اب فارغ ہوا اور اس نے ساری توجہ ملکہ زنوبیہ کے خلاف جنگ کرنے میں صرف کر دی تھی ۔

سب سے پہلے اورلیوس نے دو بڑے قدم اٹھائے ۔ پہلا یہ کہ اس نے دو بڑے بڑے لشکر الیشائے کوچک کی طرف بھجوائے ۔ یہ لشکر الیشائے کوچک میں رومنوں کے جرنیل مارکس اور جولین کے لئے تھے ۔ اپنے دونوں جرنیلوں کو دو بڑے بڑے لشکر روانہ کرنے کے ساتھ اورلیوس نے انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ عربوں کے جرنیل زبدہ اور زبائی کو اپنے ساتھ پہلے کی طرح الیشائے کوچک میں مصروف رکھیں اور کسی بھی صورت ان دونوں کو تدمر شہر کی طرف آنے کا موقع فراہم نہ کریں ۔ اس کے ساتھ ہی رومن شہنشاہ اورلیوس نے ایک بڑا بحری بیڑہ بھی روانہ کیا۔ اس بحری بیڑے میں بھی ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ یہ بحیرہ فاسفورس سے گزرنے کے بعد بحیرہ مارمورہ کی کسی بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے کے بعد زبدہ اور زبائی کے خلاف اپنے جرنیل مارس اور جولین کی قوت میں اضافہ کرنا چاہتا تھا۔ یہ پہلا قدم تھا جو الیشائے کوچک کے لئے اورلیوس نے اٹھایا تھا۔

دوسرا قدم اس نے یہ اٹھایا کہ ایک اور بہت بڑا لشکر اس نے انطاکیہ میں میکریانس کی مدد کے لئے روانہ کی اور میکریانس کی طرف لشکر روانہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے میکریانس کو یہ بھی حکم دیا کہ لشکر کے پہنچنے کے ساتھ ہی وہ پہلے سے جو لشکر اس کے پاس ہے نئے لشکر کے ساتھ ملا کر متحدہ لشکر کو لے کر انطاکیہ سے نکلے اور تدمر پر حملہ آور ہونے کے لئے کوچ کر جائے ۔

یہ دو بڑے قدم اٹھانے کے بعد اس نے دو مزید اہم نوعیت کے قدم بھی اٹھائے ۔ دراصل رومن شہنشاہ کو خدشہ تھا کہ وہ اگر ملکہ زنوبیہ کے خلاف جنگ کی ابتدا کرتا ہے تو کہیں ایران کی سلطنت ملکہ زنوبیہ کے ساتھ مل کر اس کے خلاف صف آرا نہ ہو جائے ۔ لہذا ان خدشات کو دور کرنے کے لئے رومن شہنشاہ اورلیوس نے اپنے چند قاصد ایرانی شہنشاہ سے گفت و شنید کرنے کے لئے مدائن کی طرف روانہ کئے تھے ۔

چوتھا قدم جو اورلیوس نے اٹھایا وہ یہ تھا کہ اورلیوس کو یہ بھی ڈر اور خطرہ تھا کہ صحرائے پالمیرہ میں جو آزاد عرب قبائیل بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اگر رومنوں کے خلاف گوریلا جنگ کی ابتدا کر دی تو پھر صحرائے پالمیرہ میں ملکہ زنوبیہ سے نپٹنا رومنوں کے لئے

ناممکن ہو جائے گا۔ لہذا اوریلوس نے سینکڑوں افراد پر مشتمل ایک وفد صحرائے پالمیرہ میں
عرب قبائیل کی طرف روانہ کیا اس وفد کے ساتھ باربرداری کے بہت سے جانور تھے جن پر
آزاد عرب قبائیل کے لئے سامان اور ضروریات کی اشیاء لدی ہوئی تھیں۔

یہ چار بڑے بڑے قدم اٹھانے کے بعد رومن شہنشاہ اوریلوس اٹلی میں دن رات
جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا وہ ایک بہت بڑا لشکر تیار کرتا جارہا تھا۔ اسکا ارادہ تھا
کہ جو لشکر اس نے پہلے سے جمع کئے ہیں وہ ایشیائے کوچک میں زبدہ اور زبائی کی قوت پر
ضرب لگائیں گے اور جو لشکر اس نے میکریانس کی طرف روانہ کیا ہے وہ ملکہ زنوبیہ اور اس
کے شوہر کی طاقت اور قوت کو کمزور کریں گے۔ اتنی دیر تک ایک بہت بڑا لشکر لے کر خود
وہ اٹلی سے نکلے گا اور ملکہ زنوبیہ کی قوت پر آخری ضرب لگاتے ہوئے اس کی طاقت اور قوت
کو مکمل طور پر کچل کر رکھ دیگا۔

ملکہ زنوبیہ اور اس کا شوہر حارث بن حسان ایک روز تدمر کے قصر کے ایک کمرے
میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا چوبدار اندر آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ایران کے چند قاصد تھوڑی دیر ہوئی تدمر میں داخل ہوئے ہیں وہ آپ کی خدمت
میں پیش ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے پاس ایران کے شہنشاہ کی طرف سے کوئی پیغام ہے۔
میں نے انہیں کریدنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے کچھ بتایا نہیں۔ میرے خیال میں وہ
سب کچھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنا چاہتے ہیں۔

اپنے چوبدار کے اس انکشاف پر ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی
اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے حارث بن حسان کی طرف دیکھا۔ حارث بن حسان نے اپنے
چوبدار کو مخاطب کیا۔

جو قاصد ایران سے آئے ہیں انہیں وقت ضائع کئے بغیر ہمارے سامنے پیش کرو۔
اسپر چوبدار نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے تعظیم دی پھر وہ قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا

تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں ایران کی طرف سے آنے والے قاصد پیش ہوئے۔ ملکہ
زنوبیہ اور حارث بن حسان دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایران کی طرف سے آنے والے
ان قاصدوں کا استقبال کیا۔ پھر اپنے سامنے خالی نشستوں پر اشارہ کرتے ہوئے انہیں
بیٹھنے کو کہا۔ سارے قاصد ملکہ اور حارث بن حسان کو تعظیم دیتے ہوئے اور ملکہ کا شکریہ ادا

کرتے ہوئے جن نشستوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا ان پر بیٹھ گئے تھے ۔

پھر ملکہ نے ان قاصدوں کو مخاطب کیا۔

میرے چوبدار نے مجھے بتایا ہے کہ تم اپنے شہنشاہ کی طرف سے کوئی پیغام لے کر آئے ہو کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔اس پر ان ایرانی قاصدوں میں سے ایک بول پڑا۔

خانم ۔ ہمیں ہمارے شہنشاہ بہرام نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے ہمارا شہنشاہ بہرام کہتا ہے کہ ہمارے اور آپ کے تعلقات جو ماضی میں شاہ پور کے دور میں کسی حد تک خراب ہو گئے تھے وہ استوار ہوں اس لئے کہ آپ اور ہم دونوں قریبی ہمسائے ہیں ۔ اور ہمارا شہنشاہ بہرام چاہتا ہے کہ آنے والے دور میں ہم دونوں مل کر رومنوں کے خلاف متحد رہیں اور اگر رومن ہم دونوں میں سے کسی ایک پر حملہ آور ہوں تو دونوں مل کر رومنوں کو وہ سبق سکھائیں کہ آئندہ رومنوں کو کسی ایک ایشیائی حکمران پر حملہ آور ہونے کی ہمت اور جرأت نہ ہو سکے ۔

اس قاصد کے اس انکشاف پر ملکہ زنوبیہ بڑی خوش ہوئی ۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتی رہی ۔ پھر اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے شوہر کے ساتھ اس نے مشورہ کیا اس کے بعد اس نے قاصدوں کو مخاطب کیا۔

ایران سے آنے والے محترم قاصدو! جو پیشکش تم نے کی ہے وہ ہمیں قبول ہے ۔ ہمارے تعلقات ایران سے نہایت اچھے تھے لیکن تمہارے شہنشاہ شاہ پور نے ان تعلقات کو خراب کیا۔ میرے شوہر اذینہ نے اس وقت تمہارے شہنشاہ شاہ پور کی خدمت میں تحائف پیش کئے تھے جس وقت اس نے انطاکیہ فتح کیا تھا اور انطاکیہ کی فتح پر ہم نے اس کی طرف مبارکباد بھجوائی تھی لیکن شاہ پور نے ہمیں حقیر جانتے ہوئے ہمارے تحائف کو دریائے فرات میں پھینک دیا پھر ہمارے جرنیل زبدہ اور زبائی کے ہاتھوں جو اس کا انجام ہوا وہ ہمارے سامنے ہے ۔ ہم نے مدائن کے در و دیوار تک تمہارے شہنشاہ کا تعاقب کیا ۔ اگر شاہ پور ہمارے خلاف نہ ہوتا تو آج ہمارے اور ایران کے تعلقات بہترین ہوتے ۔

ملکہ جب خاموش ہوئی تو ایرانی قاصد پھر بول پڑا۔

محترم خانم ۔ اس میں شک نہیں کہ ایران کا سابق شہنشاہ شاہ پور ساسانی خاندان کا ایک نامور بادشاہ تھا ۔ اس میں بھی شک نہیں کہ وہ نہایت خوبرو ۔ دلیر ۔ فیاض اور

مستقل مزاج شہنشاہ تھا ۔ انہی صفات کی بدولت وہ لوگوں میں بے حد مقبول ہوا ۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوا تو ایران کے گوشے گوشے میں اس کا ماتم کیا گیا۔

لیکن محترم خانم ۔ اس کے باوجود شاہ پور اپنے ہمسایوں کے ساتھ تعلقات بہتر نہ بنا سکا ۔ اس کے بیرونی تعلقات کچھ فائدہ مند ثابت نہ ہوئے ۔ کیونکہ وہ سیاسی تدبر کے بجائے طاقت سے کام لینا چاہتا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے حد مغرور بھی تھا ۔ جس کی وجہ سے ایران کو نقصان اٹھانا پڑا ۔ اس میں شک نہیں کہ کچھ ایرانی شاہ پور کو ساسانی عہد کا داریوش اعظم سمجھتے ہیں لیکن یہ مماثلت درست نہیں ۔ کیونکہ اس کی لڑائیاں محض تخت و تاراج کے لیے تھیں ۔ جن جن علاقوں کو اس نے فتح کیا وہاں اس نے اپنی حکومت قائم نہ کی ۔

خانم ۔ شاہ پور کے بعد حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں ۔ شاہ پور کے بعد اس کا بڑا بیٹا ہرمز تخت نشین ہوا ۔ جو شاہ پور کے زمانے میں خراسان کا حکمران ہوا کرتا تھا۔

اس ہرمز نے عدل و انصاف میں اردشیر اور شاہ پور کی تقلید کی ۔ مختصر سے عہد حکومت میں شہروں کی آبادی پر توجہ دی ۔ بعض نئے شہر بھی بسائے جن میں غرزستان اور رام ہرمز قابل ذکر ہیں ۔

تدمر کی عظیم ملکہ ۔ ہرمز کو زندگی نے مہلت نہ دی کہ وہ امور سلطنت کی طرف دھیان دیتا ۔ یا آپ سے تعلقات بہتر انداز میں استوار کرتا اس لئے کہ وہ تخت نشین ہونے کے صرف دو سال بعد انتقال کر گیا۔

اب ایران کے تخت پر بہرام اول ہے یہ ہرمز کا بھائی اور شاہ پور کا دوسرا بیٹا ہے ۔ یہ شخص اپنے باپ شاہ پور کی طرح جنگجو نہیں ۔ صلح اور امن پسند ہے اسی بنا پر اس نے ہمیں وفد کی صورت آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے تاکہ آپ کے ساتھ ہم اپنے پرانے تعلقات کو استوار کریں ۔ اب جو آپ جواب دیتی ہیں وہ ہم اپنے بادشاہ بہرام کی خدمت میں پہنچا دیں گے ۔

اس ایرانی قاصد کے خاموش ہونے پر ملکہ زنوبیہ پھر بول پڑی ۔

محترم ایرانی قاصدو ۔ جو پیشکش تمہارے شہنشاہ بہرام نے بھیجی ہے میں اسے بخوشی قبول کرتی ہوں ۔ میری طرف سے جا کر اپنے شہنشاہ بہرام سے کہنا کہ آنے والے دور میں ہم

ایرانی حکومت کا پورا ساتھ دیں گے۔

اگر کبھی رومن ایران پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے تو ہم ایرانیوں کا ساتھ دیتے ہوئے رومنوں سے جنگ کریں گے۔ اور اگر رومن ہمیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں تو بہرام کا یہ فرض ہو گا کہ وہ ہمارے شانے سے شانہ ملا کر رومنوں کے خلاف جنگ کرے تاکہ رومنوں کو مضبوطی کے ساتھ ایشیا میں اپنے پاؤں جمانے کا موقع نہ مل سکے۔

ملکہ زنوبیہ کا یہ فیصلہ سن کر سارے ایرانی قاصد بے حد خوش ہوئے پھر وہی قاصد بول پڑا۔

ملکہ محترم۔ آپ کا یہ فیصلہ انتہا درجہ کا خوش آئند ہے مجھے امید ہے کہ جب آپ اور ہم نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے تو رومنوں کو ہم میں سے کسی ایک پر بھی حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہو گی۔ ہم سارے قاصد آپ کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

جواب میں ملکہ زنوبیہ مسکراتے ہوئے پھر کہہ اٹھی۔

سنو۔ ایران سے آنے والے قاصدو۔ تم جب تک چاہو تدمر میں شاہی مہمان خانے میں قیام کر سکتے ہو۔ اور پھر جب تم رخصت ہونا چاہو تو مجھے اطلاع کرنا میں تمہارے شہنشاہ بہرام کے لئے خیر سگالی کے تحائف روانہ کروں گی۔ اب تم میرے داروغہ کے ساتھ جاؤ وہ تمہارے قیام و طعام اور آرام کا انتظام کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی ملکہ زنوبیہ نے اپنے پہلو میں پڑے ہوئے تشت پر لکڑی کی ہتھوڑی دے ماری تھی۔

ملکہ کے ایسا کرنے سے قصر کا وہ کمرہ گونج اٹھا تھا۔ جواب میں ملکہ زنوبیہ کا داروغہ اندر آیا۔ اس نے تعظیم دی۔ اس پر ملکہ نے اسے مخاطب کیا۔

ان ایرانی قاصدوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور ان کے طعام اور قیام کا بندوبست کرو۔ ملکہ کا یہ حکم سن کر ایرانی قاصد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ کا چوبدار انہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

ان ایرانی قاصدوں نے چند یوم تک معزز مہمان کی حیثیت سے تدمر کے شاہی مہمان خانے میں قیام کیا۔ پھر ملکہ زنوبیہ نے انہیں بڑے قیمتی تحائف دے کر خود اپنے مرکزی شہر تدمر سے رخصت کر دیا تھا۔

یہ قاصد اپنے شہنشاہ بہرام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملکہ ارادوں سے آگاہ کیا ملکہ کا پیغام سن کر شہنشاہ بہرام بے حد خوش ہوا۔ اس نے شکریئے کے ساتھ ملکہ زنوبیہ کے تحائف کو قبول کیا۔ پھر اس نے ایک قاصد کے ذریعے اس معاہدے کی توثیق کر دی تھی کہ آنے والے دنوں میں ایرانی سلطنت اور ملکہ زنوبیہ کے تعلقات بہترین اور استوار رہیں گے اور اگر رومنوں نے کسی ایک پر بھی حملہ آور ہونے کی جرأت کی تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔

اس معاہدے کی توثیق کے چند ہی ہفتوں بعد دو رومن قاصد ایرانیوں کے مرکزی شہر مدائن میں داخل ہوئے۔ اور ایرانیوں کے شہنشاہ بہرام سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چوبدار نے جب اپنے شہنشاہ بہرام کے سامنے ان دونوں قاصدوں کو پیش کیا تو بہرام نے بہترین انداز میں ان دونوں کا استقبال کیا اور اپنے سامنے انہیں بیٹھنے کو جگہ دی۔ رومن شہنشاہ کے کہنے پر بیٹھ گئے تب بہرام نے ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کیا۔

اٹلی سے آنے والے دونوں قاصدو۔ میرا چوبدار کہہ رہا تھا کہ تم دونوں کو میری طرف تمہارے شہنشاہ اورلین نے بھجوایا ہے۔ اور تم کسی انتہائی اہم کام کے سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اگر تم اپنے شہنشاہ اورلین کا کوئی پیغام لے کر آئے ہو تو وہ ابھی کہو تاکہ میں جانوں اور سنوں کہ تمہارا شہنشاہ میرے نام کیا پیغام بھیجتا ہے

اس پر ان دونوں قاصدوں میں سے ایک اٹھا پہلے اس نے ایران کے شہنشاہ بہرام کو تعظیم دی پھر کہہ اٹھا۔

اے ایران کے عظیم شہنشاہ۔ اس میں شک نہیں کہ ماضی میں ایران اور رومنوں کے تعلقات کبھی اچھے رہے ہیں کبھی خراب۔ اور یہ دونوں سلطنتیں اس وقت تک ہی قائم و دائم رہ سکتی ہیں جب ان کے آپس کے تعلقات اچھے اور پرامن رہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد رومن قاصد رکا۔ چند لمحے غور سے بہرام کی طرف دیکھا پھر کہتا چلا گیا۔

ایرانیوں کے عظیم شہنشاہ۔ اس وقت ایک تیسری قوت بڑی تیزی سے اپنے عروج اپنی رفعتوں کی طرف جا رہی ہے اور وہ کسی بھی وقت ہمارے لئے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے

اس موقع پر بہرام نے فوراً بولتے ہوئے رومن قاصد کی بات کاٹ دی۔
تیسری قوت سے تمہارا کیا مقصد اور مطلب ہے۔ کھل کر کہو۔
رومن پھر کہہ اٹھا۔
عظیم شہنشاہ۔ تیسری قوت سے میرا اشارہ تدمر کی ملکہ زنوبیہ اس کے جرنیلوں زبدہ اور زبائی کی طرف ہے۔ اے بادشاہ تدمر کی ملکہ بڑی تیزی کے ساتھ تہذیب کے گونگے اجسام پر ایک فرض مسلسل کی دھند۔ روز و شب کی خونخوار گردان۔ اور تند جذبات کی سرخ بدلیوں کی طرح پھیلتی چلی جارہی ہے۔ اگر حالات ایسے ہی رہے تو یہ ملکہ زنوبیہ کبھی پرپیچ تخیلات کو سرنگوں کرنے والے بے رنگ دھندلکے۔ احساس میں غلطاں ہو کر پھیلتے سکتے کی طرح لرزاں ہماری خاموشیوں۔ اونگتی نیندوں اور ہمارے جاگتے سپنوں میں حلول کر جائینگے۔

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے وہ رومن رکا اس کے بعد سلسلہ کلام جاری رکھا۔

اے بادشاہ ملکہ زنوبیہ صحرائے پالمیرہ سے نکل کر وہ طوفان ثابت ہو رہی ہے جو سویرے کو اندھیرے۔ پاکیزہ ترین احساس کو بے چہرگی کے بگولوں اور جاگنے کے آثار کو نالہ شب گیر لمحوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایران کے عظیم شہنشاہ اگر ہم نے ملکہ زنوبیہ کی طرف دھیان نہ دیا تو وہ اپنے کچے گھروندوں کے در و دیوار کو صحن مقتل میں تبدیل کرے گی۔ اپنی خام کاری کو پختہ کاری اور اپنے خیابان فکر کے بنجر پن کو زرخیزی اور درد کے نشتر میں تبدیل کر دے گی۔ پھر جب ایسا ہو چکا تو میں ایران کے عظیم شہنشاہ کی خدمت میں عرض کروں کہ پھر ملکہ کی خودسری اور ستم پروری پر قابو پانا ایرانیوں اور رومنوں دونوں کے بس کی بات نہ رہے گی۔

اے بادشاہ آپ جانتے ہیں ملکہ زنوبیہ کے خونخوار جرنیل زبدہ اور زبائی دونوں دشت پالمیرہ کو چار سو چھان کر پہلے آپ کے شہروں پر حملہ آور ہوئے اور آپ لوگوں سے ہران اور نصیبین شہر چھین لئے۔ پھر وہ ہم پر وارد ہوئے اور ہم سے ہمارے شہر حمس اور ہیلوپولس چھین لئے۔ ان دونوں نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ ان چار شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ دونوں جرنیل جاگتی خلاؤں میں طویل رات کے گھنے اندھیرے۔ اور فنا کی

تختیاں لکھتی فضائے پرآشوب کی طرح مصر کی طرف بڑھے اور ایسے خونخوار انداز میں یہ حملہ آور ہوئے کہ مصر جو ہمارا پیداوار کے لحاظ سے ایک عمدہ صوبہ ہے اس پر ملکہ زنوبیہ کے جرنیلوں نے قبضہ کر لیا۔
ہم رومنوں کی بدبختی کہ ہم ملکہ زنوبیہ کے جرنیلوں کے سامنے مصر کا دفاع نہ کر سکے اس لئے کہ ہمارے لشکر ان دنوں شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے وحشی قبائل کے ساتھ الجھے ہوئے تھے۔ اور ہمارے الجھاؤ سے ملکہ زنوبیہ کے دونوں جرنیلوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔

زبدہ اور زبائی نے مصر کی فتح کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایشائے کوچک میں ہمارے مقبوضہ جات پر لشکر کشی کی اور اب وہ ایشائے کوچک میں بڑی تیزی کے ساتھ مختلف شہروں پر لہو بھری وارداتوں۔ خواہشوں کو تہ و بالا کرتی درندگی اور تیرگی میں خوابیدہ اجل کی طرح وارد ہو کر انہیں اپنے سامنے لہولہان کرتے چلے جارہے ہیں۔
اے ایران کے عظیم بادشاہ۔ اس وقت اگر زبدہ اور زبائی ہمارے شہروں کو خون آلود کر رہے ہیں اگر وہ ہمارے خلاف کامیابیاں حاصل کرتے ہیں تو پھر یاد رکھیے وہ آپ کو بھی فراموش نہیں کریں گے۔ ہمیں اپنے سامنے سرنگوں کرنے کے بعد ان کے حوصلے بڑھیں گے اس کے بعد وہ ایران کی سلطنت پر بھی حملہ آور ہوں گے۔ میں ایران کے بادشاہ کے گوش گزار کروں کہ اگر رومن ان کا مقابلہ نہ کر سکے تو پھر ایرانی بھی زیادہ دیر زبدہ اور زبائی کے سامنے دفاع کا بند نہ باندھ سکیں گے۔
کہتے ہیں ایران کا شہنشاہ بہرام ایک کمزور اور کم دل بادشاہ تھا۔ جب رومن قاصد اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ملکہ کے خلاف گفتگو کی تو بہرام کو خیال گزرا کہ اگر اس نے ملکہ کی مدد کی تو رومن شہنشاہ اورلیوس کی ناراضگی کا وہ موجب بنے گا۔ بہرام کا یہ خیال بلاوجہ بھی نہیں تھا اس لئے کہ رومن شہنشاہ اورلیوس ایسی ہی فطرت اور ایسے ہی مزاج کا انسان تھا۔ بہرام کا یہ خیال بلاوجہ بھی نہ تھا اورلیوس ملکہ زنوبیہ سے فارغ ہونے کے بعد بہرام سے انتقام لینے کی غرض سے جنگی تیاریاں کرنے لگا تھا۔ بہرام کو خبر ملی تو اس نے اورلیوس کی ناراضگی دور کرنے کے لئے تحائف دے کر اپنا سفیر رومنوں کے دربار میں بھیجا۔ ان تحائف میں ارغوانی رنگ کا جبہ بھی تھا جو بہ لحاظ وضع اور رنگ اتنا عمدہ تھا کہ

شاہی جبہ اس کے سامنے بے حقیقت تھا۔اورلیوس نے بہرام کے تحائف تو قبول کر لئے لیکن دل اس کا صاف نہ ہوا تھا وہ بدستور ایران پر فوج کشی کرنے کی تیاری کرتا رہا۔ ساتھ ہی اس نے شمال کے وحشی آلانی قبائیل کو بھی آمادہ کیا کہ وہ کف قاضیہ کی طرف سے شمالی ایران پر حملہ کر دیں۔ بہرام ایسے کمزور بادشاہ کو اب دوہری مشکلات کا سامنا تھا۔ ایک طرف سے رومن لشکر بڑھا چلا آ رہا تھا دوسری طرف سے آلانی یلغار کر رہے تھے۔ لیکن اورلیوس ابھی ایرانی سلطنت میں داخل ہی نہ ہوا تھا کہ اس کے ایک سالار نے سازش کر کے اس پر حملہ کیا اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس طرح قدرت نے ایران کی مدد کی ورنہ اورلیوس ایک کمزور ایرانی بادشاہ کی موجودگی میں جو علاقہ فتح کر لیتا اسے رومن مملکت میں شامل کر لیتا۔ دوسری جانب آلانی قبائیل جب اورلیوس کی ہلاکت کی خبر ملی تو وہ بھی اپنے ٹھکانوں کو لوٹ گئے۔)

رومن قاصد کی یہ ساری گفتگو سن کر ایران کا شہنشاہ بہرام تھوڑی دیر تک عجیب سی سوچوں میں غرق اور غلطاں رہا۔ کچھ فیصلہ کرنے کے بعد اس نے پھر رومن قاصد کو مخاطب کیا۔

جو کچھ تم نے کہا ہے میں نے اسے غور سے سنا ہے اور اس پر غور بھی کیا ہے۔ پہلے تو مجھے یہ بتا کہ جو گفتگو تو نے مجھ سے کی ہے اس ساری گفتگو سے تمہارے شہنشاہ اورلیوس کا کیا مقصد اور مطلب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ملکہ زنوبیہ کے جرنیلوں نے ہم سے ہمارے دو شہر حران اور نصیبین چھینے اور آج کل وہ تم پر حملہ آور ہیں۔

لیکن اس موقع پر میں یہ بھی کہوں کہ میں ملکہ زنوبیہ اور اس کے جرنیلوں کی دشمنی بھی مول نہیں لینا چاہتا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میں ان کے خلاف قدم اٹھاؤں تو وہ آپ لوگوں کو چھوڑ کر ہم پر حملہ آور ہو جائیں اور ہمیں بے پناہ نقصان پہنچائیں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا شہنشاہ کیا چاہتا ہے۔

اس پر وہی رومن قاصد پھر بول اٹھا۔

ایران کے عظیم شہنشاہ۔ ہمارا شہنشاہ چاہتا ہے کہ اگر ہمارا ملکہ زنوبیہ اور اس کے جرنیلوں سے ٹکراؤ ہو تو آپ غیر جانبدار رہیں۔ ہمارے شہنشاہ کو یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ملکہ زنوبیہ سے ایک معاہدہ کیا ہے۔ جس کے تحت ملکہ زنوبیہ پر حملہ آور ہوتے ہیں تو

ملکہ زنوبیہ آپ کی مدد کرے گی اور اگر رومن ملکہ زنوبیہ پر حملہ آور ہوتے ہیں تو آپ اس کی مدد کریں گے۔ بس ہمارے شہنشاہ کی یہ خواہش ہے کہ اگر رومن ملکہ زنوبیہ پر حملہ آور ہوں تو آپ غیر جانبدار رہیں اور ملکہ زنوبیہ کی مدد کے لئے کوئی لشکر روانہ نہ کریں۔

یہاں تک کہنے کے بعد رومن قاصد پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا

ایرانیوں کے عظیم شہنشاہ۔ آپ جانتے ہیں کہ ابتک ملکہ زنوبیہ کے جرنیل زبدہ اور زبائی نے ہمارے وسیع علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد ہمیں بے پناہ نقصان پہنچایا ہے لہذا ہمارا شہنشاہ کسی بھی وقت ان کے خلاف حرکت میں آسکتا ہے اور ہمارے شہنشاہ کی خواہش ہے کہ ایران کی مملکت ملکہ زنوبیہ کے سلسلے میں غیر جانبدار رہے۔

جواب میں پھر بہرام تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اس کے بعد پھر اس نے رومن قاصدوں کو مخاطب کیا۔

تم اب جا سکتے ہو۔ میری طرف سے اپنے شہنشاہ کو جا کر بتانا کہ اگر رومنوں کا ملکہ زنوبیہ کے ساتھ ٹکراؤ ہوتا ہے تو ہم ایرانی غیر جانبدار رہیں گے اور رومنوں کے خلاف ملکہ کی مدد نہیں کریں گے۔

ایران کے بادشاہ بہرام کا یہ جواب سن کر رومن قاصد خوش ہو گئے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف بڑے خوش کن انداز میں دیکھا پھر وہ دونوں بہرام کو تعظیم دیتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قصر کے اس کمرے سے نکل گئے تھے۔

صحرائے پالمیرہ میں بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کی حویلی پر کسی نے زور دار دستک دی تھی۔ معدان بن حلوان نے جب اپنی حویلی کا دروازہ کھولا تو دروازے پر ایک عرب مسلح جوان کھڑا تھا۔ معدان بن حلوان کو دیکھتے ہی وہ کہہ اٹھا۔

سردار تھوڑی دیر ہوئی ہمارے ان نخلستانوں میں رومنوں کا ایک وفد داخل ہوا ہے وہ آپ سب سرداروں سے کسی موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ اس وفد کو اٹلی سے رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس نے روانہ کیا ہے سب سردار نخلستان میں جمع ہیں۔ اور آپکا انتظار کر رہے ہیں تاکہ آنے والے اس رومن وفد سے بات کی جائے۔

اس مسلح عرب نوجوان کی اس گفتگو سے بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان تھوڑی دیر کیلئے متفکر ہوا تھا پھر اسے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم تھوڑی دیر رکو۔ میں گھر میں اطلاع کرنے کے بعد تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔

وہ مسلح نوجوان وہیں کھڑا رہا۔ معدان بن حلوان حویلی میں گیا۔ اپنے گھر والوں کو اس نے اپنے جانے کی اطلاع کی اسکے بعد وہ اس مسلح جوان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ کے پاس آئے جہاں پہلے سے سارے قبائیل کے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ بھی کچھ عرب وہاں جمع تھے اور انکے سامنے کچھ رومن بیٹھے ہوئے تھے جن کے پیچھے باربرداری کے کچھ جانور تھے۔ جن پر سامان لدا ہوا تھا۔

معدان بن حلوان جب وہاں پہونچا تو بنو عبد قیس کے سردار غوث بن مازن نے

رومنوں کا جو سرخیل خیال تھا اسے مخاطب کر کے کہا۔ یہ ہمارے بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان ہیں۔ جو گفتگو تم ہم لوگوں سے کرنا چاہتے ہو اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز بھی یہی ہیں۔

سارے لوگوں نے ایک بار آگے بڑھ کر سردار معدان بن حلوان سے مصافحہ کیا سب اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ اسکے بعد معدان نے رومنوں کے اس سرکردہ شخص کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے نووارد کہہ تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ جو مسلح جوان مجھے بلانے گیا تھا اس کا کہنا تھا کہ تم لوگ اٹلی سے آئے ہو اور ہماری طرف تمہیں تمہارے شہنشاہ اورلین نے روانہ کیا ہے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

اس پر وہ رومن کہہ اٹھا۔

اے سرداران عرب تم لوگوں سے کوئی چیز چھپاؤنگا نہیں۔ جو پیغام مجھے میرے شہنشاہ اورلیوس نے دیا ہے ویسا کا ویسا ہی حقیقت پر مبنی پیغام میں تم لوگوں کے سامنے پیش کروں گا۔ آگے اپنا اچھا برا خود دیکھتے ہوئے تم لوگوں کو فیصلہ کرنا ہوگا۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ رومن لمحہ بھر کیلئے رکا۔ اس کے بعد اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔

صحرائے پالمیرہ کے عربوں کے سردار ہمارے شہنشاہ نے تم لوگوں کی طرف یہ پیغام دیکر بھیجا ہے کہ عنقریب ہمارا شہنشاہ ایک لشکر کے ساتھ تدمر کی ملکہ زنوبیہ کے خلاف حرکت میں آئے گا۔ اس لئے کہ زنوبیہ نے جہاں ہم سے دو بڑے شہر حمس اور ہیلیو پولس چھینے ہیں۔ ہمارے صوبہ مصر کو اس نے پامال کیا اور اب اس کے دو جرنیل زبدہ اور زبائی الشیائے کوچک کے مقبوضہ جات کو پامال کر رہے ہیں۔

ہمارا شہنشاہ چاہتا ہے کہ جب وہ ملکہ زنوبیہ کے خلاف حرکت میں آئے تو تم لوگ رومنوں کا ساتھ دو۔ اگر ہم لوگ ملکہ زنوبیہ کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارے شہنشاہ کا تم سے وعدہ ہے کہ وہ تمہیں مالا مال کر دے گا اگر تم چاہو گے تو ان نخلستانوں میں تمہارے لئے بہترین قیامگاہیں تعمیر کرے گا۔ اور اگر تم پسند کرو گے تو تمہارے رہنے کے لئے بہترین ٹھکانے تدمر شہر میں مہیا کئے جائیں گے۔

سنو سرداران عرب۔ اگر تم آنے والی جنگ میں ملکہ زنوبیہ کے بجائے ہم رومنوں کا ساتھ دیتے ہو تو یہ جو بار برداری کے جانور ہیں ان پر جو سامان لدا ہے یہ سب تمہارا ہے۔ قیمتی سامان کے علاوہ ان جانوروں پر اس قدر نقدی لدی ہوئی ہے کہ تم لوگ اگر چھوٹا سا شہر اپنے لئے آباد کرنا چاہو تو اس نقدی سے تم کر سکتے ہو۔ بس جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ کہہ چکا اب تم لوگ اپنا فیصلہ دو کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔

اس رومن کے خاموش ہونے پر سارے سردار کچھ سوچتے رہے۔ بنو بکر کے سردار معدان بن حلوان کی بھی گردن جھکی رہی۔ پھر اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور اسی رومن کو مخاطب کیا۔

سن رومن شہنشاہ اورلین کے نمائیندے۔ ہم سب عرب سرداروں کو تھوڑی دیر سوچنے۔ باہم مشورہ کرنے اور اپنے آخری فیصلے پر پہونچنے کیلئے وقت دیے اس کے بعد ہم تمہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کریں گے۔

اسکے ساتھ ہی معدان بن حلوان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اشارے سے اس نے باقی عرب قبایئل کے سرداروں کو بھی اپنے ساتھ آنے کو کہا۔ یہ اشارہ پاکر سارے عرب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور معدان بن حلوان کے ساتھ چلے گئے تھے۔ معدان بن حلوان ان عرب سرداروں کو لیکر کھجوروں کے ایک دوسرے جھنڈ کی طرف چلا گیا تھا۔ وہاں جا کر سب سردار بیٹھ گئے پھر معدان بن حلوان نے بڑی سرگوشی اور بڑی راز داری میں ان عرب سرداروں کو مخاطب کیا۔

میرے بھائیوں۔ میرے عزیزوں۔ جو کچھ رومنوں نے کہا ہے میں نے بھی سنا۔ تم لوگوں نے بھی غور سے سنا۔ پر ایک بات میرے یاد رکھو۔

اگر ہم نے رومنوں کا کہا نہ مانا۔ ان کی مخالفت کی تو یاد رکھنا رومن ہم پر ان نخلستانوں میں حملہ آور ہونگے اور ہمیں نیست ونابود کر کے رکھ دیں گے۔

رومنوں کی اس پیشکش کا کیا جواب دینا ہے اس کے لئے میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے وہ میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اگر تم لوگ اس سے اتفاق کرو تو اسے آخری سمجھا جائے گا۔ اگر تم اس میں کچھ تبدیل چاہو تو تمہاری خواہش کے مطابق اس میں تبدیلی کی جائے گی۔

میرے ساتھیوں میں یہ چاہتا ہوں کہ رومنوں کو یہ جواب دیا جائے کہ ہم ملکہ زنوبیہ کے بجائے رومنوں کا ساتھ دیں گے اور آنے والے دنوں میں اگر رومن ملکہ زنوبیہ پر حملہ آور ہوتے ہیں اور رومنوں کا لشکر جب یہاں سے گزرے گا تو ہم بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔

میرے ساتھیوں۔ تم جانتے ہو کہ زبدہ اور زبائی دونوں اس وقت یہاں نہیں ہیں اگر وہ یہاں ہوتے تو پھر ہم ان دونوں کے مشورے پر عمل کرتے اب ہم سب کو ہی مل کر کوئی فیصلہ کرنا ہے۔ اور میں اسی فیصلے پر پہنچا ہوں کہ جو سامان رومن لے کر آئے ہیں ہمیں ان سے وہ سارا سامان لے لینا چاہیئے۔ اور رومن جب یہاں سے کوچ کر جاتے ہیں تو چند دن کا وقفہ ڈال کر ہم بھی ان نخلستانوں سے کوچ کر جائیں گے اور صحرائے پالمیرہ کے شمالی دور افتادہ علاقوں کی طرف چلے جائیں گے۔ جب رومنوں کا خطرہ ٹل جائے گا۔ تب دوبارہ ہم اپنے ان نخلستانوں کی طرف لوٹ آئیں گے۔

بلکہ میں تو اس نظریئے کا بھی حامی ہوں کہ رومنوں کو ہم یہ بھی یقین دلائیں کہ ہم لوگ صرف رومن لشکر ہی میں شامل نہیں ہوں گے بلکہ آج ہی ہم اپنے چند قاصد زبدہ اور زبائی کی طرف بھی روانہ کریں گے کہ وہ اپنے لشکریوں کو لے کر ایشیائے کوچک سے لوٹ آئیں اور ملکہ زنوبیہ کا ساتھ ترک کرتے ہوئے اپنی بہتری اپنی بھلائی کے لئے رومنوں کا ساتھ دیں۔ میرے خیال میں جب ہم رومنوں کو یہ پیشکش کریں گے تو وہ بڑے خوش ہوں گے اور ہماری باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے وہ سارا سامان جو وہ لے کر آئے ہیں ہمارے حوالے کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے۔ یاد رکھنا اگر ہم نے رومنوں کی اس موقعہ پر مخالفت کی تو چاروں طرف سے ہمارے لئے خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے بنو بکر کا سردار معدان بن حلوان خاموش رہا اس کے بعد اس نے باری باری دوسرے سرداروں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میرے بھائیو۔ جو تجویز میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے اگر اس میں تم میں سے کوئی تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو کہے۔ اگر تم سب لوگ مل کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو میں اس کی بھی پیروی کروں گا۔ جو تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔ کہو تم کیا کہتے ہو۔

جواب میں ان سرداروں نے تھوڑی دیر کے لئے باہم مشورہ کیا پھر ان سب کی

نمائندگی کرتے ہوئے بنو عبد قیس کا سردار عوث بن مازن بول اٹھا۔

ابن حلوان میرے محترم بھائی ۔یہ جو تجویز آپ نے پیش کی ہے یہ ہمارے لئے آخری ہے ۔ہم سب نے مل کر فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی تجویز پر عمل کیا جائے گا۔میرے خیال میں اب ہمیں اٹھ کر رومن وفد کی طرف جانا چاہیئے اور جو آپ انہیں کہنا چاہتے ہیں جا کر کہیں تا کہ اب اس معاملے کو رفع دفع کیا جائے ۔رومنوں کا یہاں آنا ہمارے لوگوں میں شکوک وشبہات پیدا کر رہا ہے ۔اس پر سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نخلستان کی طرف چل دیئے جہاں رومن بیٹھے ہوئے تھے ۔

سارے سردار ان جگہوں پر بیٹھ گئے تھے جہاں سے وہ اٹھ کر گئے تھے ۔پھر معدان بن حلوان نے رومنوں کے سرکردہ کو مخاطب کیا۔

تم لوگ ہماری طرف سے اپنے شہنشاہ اوریلوس سے جا کر کہنا کہ جس وقت ملکہ زنوبیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے اس کا لشکر ہمارے ان نخلستانوں سے گزرے گا تو ہمارے قبیلوں میں جس قدر جنگجو ہیں وہ رومنوں کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد معدان بن حلوان لمحہ بھر کے لئے رکا۔اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہتا چلا گیا۔

آنے والے رومنو۔مزید تم یہ بھی سنو کہ اب جبکہ ہم تمہارے ساتھ یہ عہد کر رہے ہیں کہ ہم آنے والی جنگوں میں تم لوگوں کا ساتھ دیں گے تو ہم تمہیں یہ بھی یقین دہانی کراتے ہیں کہ ہم آج ہی اپنے چند تیز رفتار قاصد ایشیائے کوچک کی طرف روانہ کریں گے اور وہاں زبدہ اور زبائی کے نام پیغام بھجوائیں گے کہ وہ ملکہ زنوبیہ کا ساتھ ترک کر دے اور جن لشکروں کے ساتھ وہ ایشیائے کوچک میں رومنوں کے ساتھ یلغار کئے ہوئے ہے وہ لشکر لے کر وہ واپس اپنے ان نخلستانوں میں آجائیں اور آنے والی جنگوں میں وہ ہمارے ساتھ مل کر رومنوں کا ساتھ دیں ۔اب تم لوگ مزید کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔

رومنوں کا وہ سرکردہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اے سرداران عرب ۔ہمارے پاس اب کہنے کو کچھ نہیں ۔ تم لوگوں نے بڑی صاف دلی بڑی فراخدلی سے ہمارے ساری خواہشوں کا احترام کیا ہے ۔اب ہم ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کریں گے تا کہ جو باتیں آپ نے ہم سے کی ہیں ہم وہ اپنے شہنشاہ

اوریلوس سے جا کر کہیں ۔وہ آپ کے اس فیصلے کو سن کر بہت خوش ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی وہ رومن اٹھا۔اپنے ساتھیوں کو اس نے حکم دیا کہ بار برداری کے جانور عرب سرداروں کے حوالے کر دیں اس کے وہ ساتھی اٹھے اور بار برداری کے سارے جانوروں کو ہانک کر وہ سرداران قریش کے قریب لے آئے اور رومنوں کا وہ سرکردہ کہنے لگا۔

اے سرداران قریش ۔یہ جانور سامان سمیت میں تم لوگوں کے حوالے کرتا ہوں ۔یوں جانو یہ ہمارے شہنشاہ نے تمہارے لئے تحائف روانہ کئے ہیں ۔میں پہلے ہی تمہیں بتا چکا ہوں کہ ان پر بے حد قیمتی اشیاء اور نقدی کے اس قدر توڑے ہیں جو برسوں تک تمہارے کام آسکتے ہیں ۔جو خوش کن فیصلہ تم لوگوں نے کیا ہے وہ جا کر اب اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے شہنشاہ سے کہوں گا۔اب تم لوگ ہمیں یہاں سے رخصت ہونے کی اجازت دو۔

اس پر سارے سردار اٹھ کھڑے ہوئے ۔سب نے باری باری رومنوں سے مصافحہ کیا اس کے بعد رومن وہاں سے رخصت ہو گئے تھے ۔

سرداران قریش نے اس سارے سامان پر قبضہ کر لیا جو رومن لے کر آئے تھے ۔اور رومنوں کی رخصتی کے چند دن بعد سرداران قریش اپنے قبیلوں کو لے کر اپنے نخلستانوں سے نکل کر صحرائے پالمیرہ کے شمالی حصوں کی طرف ہجرت کر گئے تھے ۔

زبدہ اور زبائی دونوں اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر آئے جو بروصہ سے نائیسیا کی طرف جاتی تھی ۔ شاہراہ پر آنے کے بعد اچانک زبدہ نے لشکر کو روکنے کے لئے اپنی تلوار فضا میں بلند کی ۔ زبدہ کا اپنی تلوار بلند کرنا تھا کہ اس کے پیچھے جو چھوٹے سالار تھے انہوں نے بھی اپنی تلواریں فضا میں بلند کر دی تھیں ۔ یہ لشکر کو روکنے کا ایک اشارہ تھا ۔ یہ حکم پاتے ہی لشکر وہیں رُک گیا تھا ۔ پھر زبدہ نے اپنے پہلو میں گھوڑوں پر سوار زبائی اور تمر کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا ۔

رزمگاہ کے میرے دونوں رفیقو! نائیکو میڈیا سے یہاں تک سفر کرتے ہوئے دشمن سے نپٹنے کے لئے میرے ذہن میں ایک تدبیر اور ترکیب آئی ہے ۔ میں پہلے وہ تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ۔ اگر تم اسے قابل عمل سمجھو تو میرے خیال میں ہمیں پہلے اس پر عمل کرنا چاہیے ۔

جواب میں تمر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ تمر سے پہلے ہی زبائی بول پڑا ۔

زبدہ میرے بھائی ۔ کہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ حسب سابق دشمن سے نپٹنے کے لئے آپ نے کوئی بہتر ہی لائحہ عمل مرتب کیا ہو گا ۔

زبائی میرے بھائی ۔ اور سنو تمر ۔ نائیکو میڈیا میں بیٹھ کر ہم سب نے مشورہ کیا تھا کہ پہلے نائیسیا پر حملہ آور ہوں گے ۔ اور وہاں پر ہم لشکر کا ایک حصہ رات کے وقت چوکس رکھیں گے تاکہ بروصہ سے نکل کر اگر مارکس حملہ آور ہونا چاہے تو اس سے نپٹا جا سکے ۔

لیکن اب جو میرے ذہن میں دشمن سے نپٹنے کے لئے ترکیب آئی ہے وہ پہلی ترکیب سے میرے اپنے ذاتی خیال کے مطابق بہتر اور زیادہ قابل عمل ہے ۔ زبدہ نے یہ الفاظ باری باری بڑے غور سے زبائی اور تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہے تھے ۔

زبدہ چند لمحوں کے لئے رکا ۔ دم لیا ۔ ایک نگاہ اس نے زبائی اور تمر پر ڈالی اس کے بعد وہ پھر کہتا چلا گیا تھا ۔

میرے دونوں رفیقو ۔ میں چاہتا ہوں کہ نائیسیا کے بجائے ہمیں بروصہ کا رخ کرنا چاہئے ۔ بروصہ کی طرف سفر کرتے ہوئے ہمیں اپنی رفتار اس طرح رکھنی چاہئے کہ ہم سہ پہر کے قریب بروصہ کے نواح میں پہنچیں اور بروصہ پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر کے اس پر حملہ آور ہو جائیں ۔ اپنے حملوں میں خوب تیزی پیدا کریں ۔

ان حملوں کے دوران ہی لشکر کا ایک حصہ قریبی جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر اس کے ڈھیر لگاتا رہے ۔ جب شام ہو جائے سورج غروب ہو تو بروصہ شہر پر حملے ہم ترک کر دیں اور شہر سے پیچھے ہٹ کر ہم اپنا پڑاؤ کر لیں ۔ یہ فاصلہ اتنا ہونا چاہئے کہ اگر شہر کی فصیل سے تیراندازی کی جائے تو ہمارے پڑاؤ تک تیر نہ پہنچ سکیں ۔

پڑاؤ کرنے کے بعد ہم اپنے پڑاؤ میں آگ کے بڑے بڑے آلاؤ روشن کر دیں اور جب رات گہری ہو جائے اور دشمنوں کو یقین ہو جائے کہ اب ہم رات کے وقت حملہ آور نہیں ہوں گے بلکہ جنگ کی ابتدا اگلے روز کریں گے تب جلتے الاؤ میں بے شمار لکڑیاں ڈالتے ہوئے ہم وہاں سے کوچ کر جائیں گے ۔

شام کے قریب ہی جس وقت جنگ ختم کریں گے تو اپنے چند جاسوسوں کو نائیسیا کی طرف بھجوا دیں گے ۔

زبدہ پھر دم لینے کے لئے رکا ۔ پھر کچھ سوچا پھر وہ کہتا چلا گیا تھا ۔

میرے دونوں رفیقو ۔ جب ہم بروصہ پر حملہ آور ہوں گے اس کا محاصرہ کریں گے تو لازمی بات ہے کہ بروصہ میں مارکس اپنے مخبروں اور قاصدوں کو فوراً نائیسیا کی طرف بھیجے گا اور جولین کو اطلاع کرے گا کہ وہ نائیسیا سے نکل کر بروصہ آئے اور ہماری پشت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے ۔

ظاہر ہے کہ جب نائیسیا میں جولین کو مارکس کا یہ پیغام ملے گا تو وہ اپنے حصے کے

لشکر لئے ساتھ نائیسیا سے نکلے گا اور فوراً سافتوں کو سمیٹتا ہوا وہ بروصہ کی طرف بڑھے گا۔ ہم اپنے جو مخبر بھیجیں گے وہ جولین کی ایک ایک حرکت پر پر نگاہ رکھیں گے اور ہمیں اس کی اطلاع دیتے رہیں گے۔

دوسری جانب جب ہم بروصہ کے نواح سے کوچ کریں گے تو جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ کوچ کرنے سے پہلے آگ کے آلاؤ میں ہم خوب لکڑیاں ڈال دیں گے کہ کم از کم صبح تک یہ آلاؤ خوب روشن رہیں تاکہ شہر کی فصیل پر بیٹھے بروصہ کے محافظ یہی سمجھتے رہیں کہ ہم نے یہاں پڑاؤ کر رکھا ہے اور ہم وہاں موجود ہیں۔

جبکہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر جائیں گے اور بڑی برق رفتاری سے نائیسیا کا رخ رکیں گے۔ اتنی دیر تک ہمارے مخبر بھی ہمیں جولین کی نقل و حرکت سے متعلق ہمیں آگاہ کر دیں گے۔ پھر مناسب فاصلہ رکھتے ہوئے ہم اپنے لشکر کے ساتھ گھات میں بیٹھ جائیں گے اور جب بروصہ جانے کے لئے جولین اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہمارے پاس سے گزرے گا۔ ہم اس پر حملہ آور ہوں گے اور اس کے ساتھ موت کا وہ کھیل کھیلیں گے کہ جولین اور اس کے کسی ساتھی کو بچ کر بھاگنے نہ دیں گے۔

یوں نائیسیا اور بروصہ کے درمیان ویرانوں میں جولین اور اس کے لشکریوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہم پھر پلٹیں گے اور بروصہ آئیں گے۔ اس کے بعد بروصہ پر ہم مطمئن انداز میں حملہ آور ہو سکیں گے۔ اس لئے کہ پشت کی جانب سے ہمیں کسی جولین کے حملہ آور ہونے کا ڈر اور خدشہ نہ ہوگا۔

زبدہ نے شاید اپنی بات مکمل کر دی تھی اس لئے کہ وہ رک گیا تھا پھر اس نے باری باری تمر اور زبائی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میرے دونوں ساتھیوں۔ اب تم دونوں کہو۔ جو تجویز میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے وہ کیسی ہے اور کیا اس کے ذریعے ہم دونوں دشمنوں پر آسانی سے قابو نہیں پا سکتے۔

جواب میں زبائی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی تمر بول پڑی۔

زبدہ میرے حبیب۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو تجویز آپ نے پیش کی ہے وہ بہترین اور قابل عمل ہے اور جو طریقہ اور لائحہ عمل ہم نے پہلے طے کیا تھا اس سے یہ بہتر ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے ہم پہلے کی نسبت زیادہ آسانی کے ساتھ اپنے دونوں دشمنوں مارکس اور

جولین پر قابو پا سکتے ہیں۔

تمر کے ان الفاظ پر زبدہ خوش ہو گیا تھا پھر اس نے گہری نگاہوں سے زبائی کی طرف دیکھا۔

زبائی میرے عزیز۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے۔

زبائی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

زبدہ میرے بھائی۔ میں سمجھتا ہوں میرے خیالات کی ترجمانی تو پہلے ہی میری بہن تمر نے کر دی ہے۔ بہر حال اگر میرے بھائی تم میرے بھی خیالات جاننا چاہتے ہو تو میں یہ کہوں گا کہ یہ لائحہ عمل پہلے والے سے کہیں بہتر اور زیادہ آسان ہے۔ میرے خیال میں ہمیں اسی پر عمل کرنا چاہئے اور ایسا کر کے ہم یقیناً بڑی آسانی کے ساتھ مارکس اور جولین دونوں پر قابو پا سکتے ہیں۔

زبائی کا جواب سن کر زبدہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

زبائی اور تمر۔ میں بے حد خوش ہوں کہ تم دونوں نے میری اس تجویز سے اتفاق کیا ہے۔ اب ہمیں یہاں سے کوچ کرنا چاہئے اور بروصہ کا رخ کرنا چاہئے مجھے امید ہے کہ آنے والی شب اور اگلے روز ہم نائیسیا سے آنے والے جولین کا تو خاتمہ کر چکے ہوں گے اور پھر مطمئن انداز میں ہم مارکس سے نپٹنے کے لئے بروصہ کا محاصرہ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی زبدہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیدیا تھا۔ یہ حکم ملتے ہی ایک بار پھر لشکر زبدہ۔ زبائی اور تمر کی رہنمائی میں بڑی تیزی سے اس شاہراہ پر پیشقدمی کر رہا تھا جو نائیسیا سے بروصہ کی طرف جاتی تھی۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے زبدہ اور زبائی اپنے لشکر کے ساتھ بروصہ پہنچے۔ شہر کے جنوبی جانب انہوں نے پڑاؤ کیا۔ جس وقت شہر سے ہٹ کر لشکر کے خیمے نصب کئے جا رہے تھے زبدہ نے اپنے پہلو میں کھڑے ہوئے زبائی کو مخاطب کیا۔

زبائی میرے دوست میرے بھائی۔ میرے خیال میں ابھی تک مارکس اور جولین کے جاسوس نائیسیا میں جولین کو یہ خبر پہونچا چکے ہونگے کہ ہم بروصہ پر حملہ آور ہو گئے ہیں لہذا جولین نائیسیا سے نکل کر بروصہ کا رخ کرلے گا۔ میرے بھائی اتنی دیر تک تم دو کام کرو

پہلا یہ کہ لشکر کے چند دستے مقرر کرو جو بروصہ کے نواح میں خشک درختوں کو کاٹ کر پڑاؤ میں لکڑی کے ڈھیر لگا دیں ۔اسکے علاوہ اپنے مخبروں کو بھی نائیسیا کی طرف روانہ کرو۔ کہ جولین کے لشکر پر نگاہ رکھیں اور اپنے ان مخبروں کے ساتھ کچھ مسلح جوان بھی روانہ کر دو اور انھیں حکم دو کہ راستے میں جہاں کہیں بھی انھیں کوئی مشکوک شخص نظر آئے یا انھیں یہ شائبہ تک گزرے کہ وہ مارکس یا جولین کے لئے جاسوسی کر سکتے ہیں اسے موت کے گھاٹ اتارتے چلے جائیں ۔اور جولین کے لشکر کی نقل و حرکت سے متعلق پوری طرح ہمیں آگاہ رکھیں ۔میرے بھائی تم یہ دو کام کرو اس کے بعد ہم شہر پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرتے ہیں ۔

زبائی وہاں سے ہٹ گیا تھا اس نے لشکر کے چند دستے بروصہ شہر کے نواح سے لکڑیاں کاٹنے کے لئے روانہ کر دیئے تھے جبکہ اپنے مخبروں کو بھی اس نے چند محافظوں کے ساتھ نائیسیا اور بروصہ کے درمیان آنے والی شاہراہ پر نگاہ رکھنے کیلئے روانہ کر دیا تھا۔

یہ دونوں کام کرنے کے بعد زبائی پھر اس جگہ لوٹ کر آیا جہاں زبدہ اور تمر کھڑے ہوئے تھے ۔اتنی دیر تک لشکریوں نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ تاہم لشکر گاہ کے سارے خیمے نصب نہ کیے گئے تھے ۔چند خیمے ضرور شہر سے ذراہٹ کر نصب کر دیئے گئے تھے ۔اس کے بعد زبدہ زبائی اور تمر نے شہر پر حملہ آور ہونیکی ابتدا کی ۔

سورج غروب ہونے تک زبدہ ۔زبائی اور تمر شہر پر حملہ آور ہوتے رہے ۔ بار بار وہ شہر کی فصیل کے اوپر برجوں پر تیر اندازی کراتے اور پھر ڈھالوں کی اوٹ میں اپنے لشکریوں کو شہر پناہ کے جنوبی دروازے کی طرف بڑھاتے اور جب فصیل کے اوپر سے ان کے اوپر تیز تیر اندازی کی جاتی تو زبدہ اور زبائی اپنے لشکریوں کو واپس لوٹ جانے کا حکم دے دیتے تھے

دراصل یہ سارا ایک کھیل تھا جو سورج غروب ہونے تک زبدہ زبائی اور تمر کھیلنا چاہتے تھے ۔وہ شہر کی فصیل کے اوپر جو لشکر متعین تھا۔اسے سورج غروب ہونے تک اپنے ساتھ معروف رکھنا چاہتے تھے تاکہ بروصہ شہر میں محصور مارکس یہی سمجھے کہ زبدہ اور زبائی بروصہ شہر پر حملہ آور ہو کر اسے زیر کرنے کے درپے ہیں ۔جب کہ زبدہ ۔زبائی اور تمر ایسا کر کے صرف وقت گزار رہے تھے ۔

سورج جب غروب ہو گیا ۔زبدہ ۔زبائی اور تمر نے بروصہ شہر پر حملہ آور ہونا بند کر دیا تھا ۔ پھر زبدہ نے لشکریوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیدیا تھا۔ لشکر کا ایک حصہ شہر کے جنوبی دروازے کے سامنے بالکل مستعد کر کے بٹھا دیا گیا تھا تاکہ اگر شہر سے باہر نکل کر مارکس شبخون مارنے کی کوشش کرے تو اسکی اس کوشش کو ناکام بنا دیا جائے ۔

اتنی دیر تک جن دستوں کو لکڑیاں کاٹنے کیلئے روانہ کیا گیا تھا انھوں نے پڑاؤ کے اندر کٹی ہوئی لکڑیوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے ۔

شام کا کھانا کھانے کے بعد زبدہ کے حکم پر پڑاؤ میں آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے ۔ان آگ کے الاؤ کی روشنی سے شہر کی فصیل کے اوپر سے چند خیمے صاف دکھائی دیتے تھے ۔جو زبدہ نے اپنے لشکر کے سامنے نصب کئے تھے ۔یہ خیمے شائد زبدہ نے کسی خاص مقصد کے لئے وہاں نصب کروائے تھے تاکہ فصیل کے اوپر مارکس کے محافظ یہی سمجھتے رہیں کہ زبدہ اور زبائی ابھی تک بروصہ شہر کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں ۔

رات آہستہ آہستہ گزرتے ہوئے ہر دل کے دروازوں پر نیند کی گنگناتی شوخیوں کی دستک دیتی رہی ۔ویران شاہراہیں بے رحم گھنے سناٹوں میں ڈوبتی رہیں ۔ گہری ہوتی رات آتے جاتے لمحوں ۔تھکی تھکی آوازوں کو اپنی گود کی ہلکی ہلکی مدھم حدت میں چھپاتے ہوئے چپ چاپ سناٹوں ۔نشے کی گھلاوٹ کا شکار کرتی رہی ۔ ہر سو ہر جانب احساس کو تھپکیاں دیتی رات کی ابریشمی لہروں کا دور دورہ تھا۔ گہری ہوتی رات کے ساتھ ساتھ چاند اپنا زاد سفر تمام کرتا ہوا خزاں کے پیلے پتوں کا منہ چڑاتا کب کا غروب ہو گیا تھا ۔ ننھے ستارے اپنے نحیف کاندھوں پر روشنیوں کا بوجھ اٹھائے نئی مسافتوں کی سوچوں میں گم تھے ۔

زبدہ ۔ زبائی ۔ تمر اور ان کے سارے لشکری جاگ رہے تھے ۔ انہیں اپنے ان جاسوسوں کا انتظار تھا جنہیں انہوں بروصہ سے نائیسیا کی طرف جانے والی شاہراہ پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کیا تھا ۔

رات جب آدھی کے قریب گزر گئی تب ان جاسوسوں میں سے کچھ واپس لوٹے اور پڑاؤ میں آکر انہوں نے زبدہ اور زبائی کو یہ اطلاع دی کہ رومن جرنیل جولین اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نائیسیا شہر سے نکل چکا ہے اور اس وقت وہ بروصہ شہر سے لگ بھگ بیس میل کے فاصلے پر ہوگا اور انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ جولین صبح ہونے سے تھوڑی دیر

پہلے زبدہ اور زبائی کے لشکر پر شبخون مارنے کی کوشش کرے گا۔اور عین اسی وقت مارکس بھی بروصہ شہر سے نکل کر سامنے کی طرف سے حملہ کر دیگا۔

زبدہ اور زبائی پر ان جاسوسوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ انہوں جولین کے کچھ جاسوسوں کو رات کی تاریکی میں گرفتار کیا ان سے ساری معلومات حاصل کیں اور پھر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یہ خبریں ملنے کے بعد زبدہ اور زبائی نے اپنے لشکر کو چوکس کر دیا۔جہاں تھوڑے سے خیمے نصب کئے گئے تھے اس سے کافی پیچھے انہوں نے لشکریوں کو اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر مستعد ہونے کا حکم دیدیا تھا۔ پھر زبدہ کے حکم پر آگ کے جلتے آلاؤ کے اندر انگنت لکڑیوں کے ڈھیر ڈال دیئے گئے جن کی وجہ سے آلاؤ پوری طرح بھڑک اٹھے تھے۔

زبدہ۔زبائی اور تمر نے باہم مشورہ کرنے کے بعد اپنے پڑاؤ کی ہر شئے وہیں رہنے دی پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے جاسوسوں کی رہنمائی میں اس شاہراہ پر ہولئے تھے جو نائیسیا کی طرف جاتی تھی۔

کوہستانی سلسلے میں لگ بھگ پانچ میل آگے جا کر زبدہ اور زبائی باہم صلاح و مشورہ کرنے کے بعد کوہستانی سلسلے کے اندر زبدہ نے اپنے لشکر کو روک دیا تھا۔ پھر زبدہ نے رات کی تاریکی میں اپنے پہلو میں گھوڑوں پر سوار زبائی اور تمر دونوں کو مخاطب کیا۔

میرے عزیزو۔جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سنو۔یہاں لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو جائیگا۔زبائی میرے بھائی یہ جو کوہستانی سلسلہ ہے اس کے بائیں جانب تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات میں بیٹھ جاؤ۔دائیں جانب میں اور تمر اپنے حصے کے لشکریوں کو گھات میں بٹھا دیں گے۔میرے عزیز بھائی۔ گھات میں اپنے لشکر کو بٹھانے کے بعد اپنے لشکر کو مزید دو حصوں میں تقسیم کرنا۔ایک حصہ شاہراہ کے بالکل قریب کنارے پر جو بلند چٹانیں ہیں ان کے اوپر پتھروں کی اوٹ میں بٹھا دینا اور انہیں حکم دینا جو نہی میری طرف سے جلتے پروں کا ایک تیر فضا میں بلند کیا جائے یہ چٹانوں کے اوپر سے شاہراہ پر گزرتے دشمن پر تیروں کی بارش کر دیں۔اپنے ان جوانوں کے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دینا تا کہ انہیں تیروں کی کمی محسوس نہ ہو۔اور ان تیراندازوں کی نگرانی کے لئے اپنا کوئی چھوٹا سالار مقرر کر دینا۔

میں بھی دوسری جانب ایسے ہی تیرانداز بٹھا دوں گا جو دشمن پر اس وقت تیراندازی کریں گے جب وہ شاہراہ پر بروصہ کی طرف جانے کے لئے آئیں گے۔

میرے بھائی۔تیری طرح میں بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا۔

سن زبائی۔تیرے لشکر کا جو دوسرا حصہ ہوگا اسے تو اپنی کمانداری میں رکھے گا۔اور اپنے تیراندازوں سے ذرا دائیں جانب ہو کر اس شاہراہ کے کنارے گھات میں بیٹھ جائے گا میں بھی اپنے لشکر کو دوسرے حصے کے ساتھ تیراندازوں ہٹ کر دائیں جانب گھات میں ہو بیٹھوں گا۔

جب ہمارے تیرانداز کوہستانی سلسلے کے اوپر سے یہاں سے گزرنے والے دشمن پر تیراندازی کریں گے تو زبائی میرے بھائی اس کا ردعمل یہ ہو گا کہ گھوڑوں پر سوار دشمن کسی بھی صورت چٹانوں پر چڑھ کر ہمارے تیراندازوں کا مقابلہ کرنے کی حماقت نہیں کریں گے۔اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ سب کے سب تیروں سے چھلنی کر کے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

ان کی طرف سے جو ردعمل ہو گا وہ یہ کہ جو لشکر آگے نکل آئے گا وہ بروصہ کی طرف بھاگنے کی کوشش کرے گا جو پیچھے رہ جائے گا وہ نائیسیا کی طرف بھاگنے کے درپے ہو گا۔اب میری اور تمہاری کارگزاری کی ابتدا ہو گی۔تم اپنی گھات سے نکل کر اس لشکر پر ٹوٹ پڑنا جو نائیسیا کی طرف بھاگنے کی کوشش کرے گا اور میں اپنی گھات سے نکل کر اس لشکر پر حملہ آور ہوں گا جو بروصہ کی طرف بھاگنا چاہے گا۔میری خیال میں اگر ہم اپنی یہ کاروائی مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو زبائی میرے عزیز میرے بھائی ہم جولین کو اس کے سارے لشکریوں سمیت اس کوہستانی سلسلے میں تہہ تیغ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔میں اپنے لشکر کے اس حصے کی کمانداری تمر کو سونپوں گا جو کوہستانی سلسلے کے اوپر دشمن پر تیراندازی کرینگے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ لمحہ بھر کے لئے چپ رہا اس کے بعد پھر اس نے اپنا سلسلہ کلام شروع کیا۔

زبائی اور تمر۔جو کچھ میں نے کہا ہے وہ تم دونوں سمجھ گئے ہو گے۔اب اگر جواب میں تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو۔

رات کی تاریکی میں وقت ضائع کئے بغیر زبائی فوراً بول پڑا۔

زبدہ میرے بھائی۔مجھے اور میری بہن تمر کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔جو لائحہ عمل آپ نے مرتب کیا ہے یہ آخری ہے۔میرے خیال میں ہمیں اس پر فی الفور عمل کرتے ہوئے اپنی اپنی گھات میں چلے جانا چاہیئے۔

زبدہ زبائی کی اس گفتگو سے بے حد خوش ہوا۔آناً فاناً لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں جانب جبکہ زبدہ دائیں جانب گھات میں چلا گیا تھا۔زبدہ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنیکے بعد وہ حصے جو تیراندازوں پر مشتمل تھا اسے کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بٹھانے کے بعد ان کی نگرانی کے لئے تمر کو مقرر کر دیا گیا تھا۔خود وہ بروصہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر گھات میں بیٹھ گیا تھا۔ دوسری جانب زبائی نے بھی ایسا ہی کیا۔تیراندازوں کو کوہستانی سلسلے کے اوپر بٹھانے کے بعد وہ نائیسیا کی طرف جانے والی شاہراہ کے کنارے پتھروں کی اوٹ میں ہو بیٹھا تھا۔ اب سب بڑی بے چینی اور بڑی بیقراری سے نائیسیا کی طرف سے آنے والے جولین اور اس کے لشکریوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یہ خاصہ طویل انتظار تھا۔بہر حال بے چینی کے لمحے اس وقت ختم ہوئے جب جولین اپنے لشکر کے ساتھ اس کوہستانی حصے میں سے گزرنے لگا جس پر زبدہ اور زبائی اپنے لشکریوں کے ساتھ گھات میں بیٹھے ہوئے تھے۔

زبدہ اور زبائی کی گھات والی جگہوں سے رومنوں کا آدھا لشکر جب گزر گیا اور آدھا پیچھے تھا تب ان کوہستانی سلسلوں کے اندر ایک ایسی تبدیلی ایک ایسا انقلاب رونما ہوا جیسے بے خبری کے جنگل میں روشنیوں کے تازہ طوفان۔اور موسموں کے شہر فگاران میں فشار آتش کے دائرے اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔اسلئے کہ زبدہ نے فضاؤں میں جلتے پروں کا ایک تیر چلا دیا تھا۔

بس زبدہ کی طرف سے جلتے پروں کا تیر فضا میں چلایا جانا تھا کہ کوہستانی سلسلے کے دونوں جانب سے رومنوں پر شفق کے رنگوں میں ڈھلی مرگ۔ویران حسرتوں کے جزیروں میں دوزخ مزاج برستی دھوپ۔اور پیاسے صحراؤں میں نزول کرتی اندیشوں کی ریت کی طرح لگاتار زور دار تیراندازی شروع ہو گئی تھی۔

اس اچانک تیراندازی سے رومن لشکر میں قبر کے کتبے جیسی روایات اور دشت ہجراں کے راستوں جیسی بے چینی اور خوف پھیل گیا تھا۔

زبدہ کے اندازے درست ہوئے رومنوں نے کوہستانی سلسلوں پر چڑھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ آدھا لشکر آگے کی طرف بھاگا جو ابھی گھات والی جگہ سے پیچھے تھا وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے پیچھے کی طرف بھاگا تھا۔رات کی تاریکی میں تیروں کی صورت میں برستی موت سے بچنے کے لئے رومن مجبوری کے دائروں۔تقویم و ساعتوں کی زنجیروں سے رہائی پانے والے حروف و معانی کی کشمکش کی طرح ادھر ادھر بھاگے پھر رہے تھے۔

پر اسی وقت ایک اور انقلاب رونما ہوا۔وہ رومن جو سامنے کی طرف سے بھاگے تھے ان پر قیامت برس گئی اس لئے کہ گھات میں بیٹھا ہوا زبدہ اپنے لشکریوں کے ساتھ اچانک نمودار ہوا۔پھر وہ سامنے کی طرف بھاگتے رومنوں پر رگ رگ میں خوف چھبوتی باردی ہواؤں کے طوفان۔سناٹوں کے پھیلے جال میں بھک سے اڑا دینے والی بغاوتوں اور عداوتوں کے کمال۔اور خوف و دحشت کی یلغار کے اندر انجانے سرکش جذبوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زبدہ کے تھوڑی دیر بعد مخالف سمت کی طرف سے زبائی بھی اپنے لشکریوں کے ساتھ جسموں کے منشور سے گزر جانے والی شعاعوں اور ست رنگی روشنی کی قوسوں کی طرح اپنی گھات سے نکلا پھر وہ بھاگتے رومنوں پر کورے کاغذ پر پھیلتی عمروں کی سیاہی۔روز و شب کے ہنگاموں میں رقص کرتے فنا کے لمحوں اور زوال پر آمادہ کر دینے والے سیل وقت کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

رات کی تاریکی میں کوہستانی سلسلے کے اس حصے میں زبدہ اور زبائی کے حملہ آور ہونے سے روحوں کی پہنائیوں میں تند بلاخیز جھکڑوں۔گوشہ در گوشہ کنج در کنج ظلمتوں کی بکھرتی چادر۔رات کے گہرے گوشوں میں سفاکانہ جنبشوں جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔

زبدہ اور زبائی یہ حملے ایسے تیز جان لیوا تھے کہ لمحوں کے اندر رومنوں کی حالت انہوں نے اواس چہروں کی اذیت۔ہجر لمحوں کے عذاب۔اور جذبات نہاں میں تپتے سایوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔رومنوں نے ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کی لیکن زبدہ اور زبائی کے لشکری ایک ایک رومن کے تعاقب میں تھے۔صبح ہونے سے پہلے

ہی پہلے زبدہ اور زبائی نے سارے رومن لشکر کا صفایا کر دیا تھا۔اس میں رومنوں کا جرنیل جولین بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

سارے رومن لشکر کا صفایا کرنے کے بعد زبدہ اور زبائی نے پھر اپنے لشکر کو سمیٹا اور بروصہ شہر میں جو ان کا پڑاؤ تھا وہاں پہنچ گئے۔اپنے ساتھ وہ سارا سازو سامان بار برداری کے جانور گھوڑے بھی ساتھ لے گئے تھے۔جو رومن لشکر کو ہلاک کرنے کے بعد ان کے ہاتھ لگے تھے۔

زبدہ۔زبائی اور تمر جب اپنے پڑاو میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا آگ کے آلاؤ ابھی تک روشن تھے۔تاہم وہ پہلے کی نسبت کافی مدھم ہو چکے تھے اور ان میں سے کچھ بجھنے کے قریب تھے۔زبدہ نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے اور خیمے نصب کرنے کا حکم دیا۔زبدہ کا حکم سنتے ہی آن کی آن میں ان کے لشکری حرکت میں آئے اور وہاں وہ خیموں کا شہر آباد کرنے لگے تھے

جس وقت خیمے نصب کئے جا رہے تھے زبدہ۔زبائی اور تمر ایک طرف کھڑے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔زبائی کے پیچھے اس کی بیوی عنبر بھی کھڑی تھی۔زبدہ کو کوئی خیال گزرا اس نے زبائی اور تمر کو مخاطب کیا۔

زبدہ اور تمر میرے دونوں عزیزو۔اب جبکہ رومنوں کے ایک حصے کا ہم خاتمہ کر چکے ہیں۔جولین اور اس کے لشکر کا صفایا ہو چکا ہے لہذا بروصہ والوں کو اب نائیسیا شہر سے کسی قسم کی مدد۔کمک اور رسد نہیں ملے گا۔

زبائی خصوصیت کے ساتھ میری ایک بات تم بہت غور سے سنو۔آنے والا پورا دن لشکری آرام کریں گے۔جب اگلی رات آئے تو تم ایک کام کرو گے وہ یہ کہ جس طرح ہم نے نائیکو میڈیا شہر کے مشرقی دروازے کے سامنے رتھیں کھڑی کی تھیں اور پھر رتھوں کی اوٹ میں ہم نے اپنے تیر انداز بٹھائے تھے نائیکو مڈیا شہر کے دروازے پر رتھ میں نصب درخت کے تنے سے ضربیں لگا کر شہر پناہ کا دروازہ توڑ کر قبضہ کیا تھا ایسی ہی کاروائی یہاں بروصہ شہر میں بھی ہم کریں گے۔

زبدہ میرے بھائی۔آنے والی شب کو بروصہ شہر کے جنوبی دروازے کے سامنے دائیں بائیں کر کے جنگی رتھ کھڑے کر دینا اور صبح ہونے سے پہلے ہی اپنے تیر اندازوں

کو بالکل نائیکو میڈیا شہر کی طرح رتھوں کی اوٹ میں بٹھا دینا۔اس کے بعد ہم دونوں مل کر وہی کاروائی کریں گے جو نائیکو میڈیا شہر فتح کرنے کے لئے ہم نے کی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ لمحہ بھر کے لئے رکا۔اس کے بعد وہ دوبارہ بول پڑا۔

زبائی! لشکر کا ایک حصہ چوکس رکھنا۔ہو سکتا ہے بروصہ شہر میں محصور رومنوں کے سالار مارکس کو یہ خبر ہو جائے کہ رات کی تاریکی میں ہم اس کے ساتھی جرنیل جولین اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا کام تمام کر دیا ہے ایسی صورت میں جذبات سے مغلوب ہو کر وہ دن کے وقت بھی شہر سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔لہذا لشکر کا ایک حصہ چوکس رکھنا تا کہ اس خطرے سے نپٹا جا سکے۔

زبائی نے زبدہ کی اس ساری تجویز سے اتفاق کیا پھر زبدہ اور تمر اپنے اپنے خیموں کی طرف چلے گئے تھے۔زبائی نے اپنی بیوی عنبر کو بھی اپنے خیمے کی طرف بھیج دیا اور خود وہ زبدہ کے احکامات پر عمل درآمد کرنے کے لئے لشکر کے وسطی حصے کی طرف جا رہا تھا۔

رات آدھی سے زیادہ جا چکی تھی ۔ زبدہ اچانک چونک کر اپنے فرش پر لگے ہوئے
بستر سے اٹھ بیٹھا ۔ اسکے خیمے میں جو چھوٹی سی مشعل جل رہی تھی اس کی روشنی میں اس نے
دیکھا اسے تمر نے جگایا تھا ۔ جب وہ اٹھ کر بیٹھا تب تمر اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا
رہی تھی ۔ پھر اس موقع پر بڑے بے چینی بڑی فکر مندی سے زبدہ نے تمر کی طرف دیکھتے
ہوئے پوچھا ۔

تمر خیریت تو ہے تم اس وقت میرے خیمے میں ۔ کیا کوئی خلاف معمول واقعہ یا
حادثہ پیش آیا ہے ۔ اس پر تمر نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے زبدہ کے ہاتھ تھامے
اسے کھینچتے ہوئے کہنے لگی ۔

آپ پہلے اٹھیں پھر میں بتاتی ہوں کیا ہونے والا ہے ۔ یا کیا ہوا ہے ۔ اس پر زبدہ
فوراً اٹھ کھڑا ہوا ۔ تمر نے پہلے چاروں طرف گھوم کر بڑے پیار بڑی چاہت میں اس کا لباس
درست کیا پھر کہنے لگی آپ پہلے منہ ہاتھ دھوئیں پھر میرے ساتھ چلیں میں بتاتی ہوں آپ کو
کہاں جانا ہے ۔

زبدہ نے کوئی سوال نہ کیا پھر خیمے کے دروازے کے باہر جو طہارت خانہ بنا ہوا تھا
اس میں ہاتھ منہ دھویا دوبارہ وہ خیمے میں آیا اور تمر کو اس نے مخاطب کیا ۔ اب بتاؤ کیا
معاملہ ہے ؟

خیمے میں جلتی مشعل کی روشنی میں اپنے لبوں پر چاہتوں بھری مسکراہٹ بکھیرتے

ہوئے تمر پھر بول پڑی ۔

اب آپ میرے ساتھ آئیں ۔ میرے اور آپ کے خیمے کے باہر جو آگ کا آلاؤ روشن
ہے وہاں زبائی اور عنبر دونوں بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں عنبر نے پہلے مجھے
جگایا پھر میں ان دونوں کو آگ کے اس آلاؤ کے پاس کھڑا کر کے آپ کو جگانے آئی ہوں ۔
ہمارے کچھ جاسوس آئے ہیں وہ انتہائی اہم خبریں لے کر آئے ہیں ۔ اسی بناء پر رات کے اس
وقت آپ کو جگایا گیا ہے ۔

زبدہ نے جواب میں مزید کچھ نہ کہا چپ چاپ وہ تمر کے ساتھ اپنے خیمے سے نکلا تھا ۔
دونوں بڑی تیزی سے چلتے ہوئے آگ کے اس آلاؤ کے پاس آئے جہاں زبدہ اور عنبر بڑی بے
چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے ۔ وہاں پہلے سے کچھ لشکری اور چھوٹے سالار بھی جمع تھے ۔
وہاں دو مخبر بھی تھے جنہیں زبدہ آگ کے آلاؤ کی روشنی میں پہچان گیا تھا ۔ پھر وہ سب وہاں
بیٹھ گئے ۔ پھر زبدہ نے براہ راست آنے والے جاسوسوں کو مخاطب کر کے پوچھا ۔

کیا تم دونوں کوئی اہم خبر لے کر آئے ہو جو ہمارے لشکریوں پر بہتر اثرات چھوڑ
سکتی ہے ۔

ان دو مخبروں میں سے ایک نے تھوڑی دیر کے لئے بڑے غور سے زبدہ کی طرف
دیکھا پھر وہ کہہ اٹھا ۔

زبدہ میرے محترم ۔ ہمارے پاس کئی اہم خبریں ہیں ۔ جو آپ کے لئے اور آپ کے
لشکریوں کے لئے رہنما اور سود مند ثابت ہو سکتی ہے ۔

پہلی خبر یہ ہے کہ ایران کے کچھ ایلچی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور انہوں
نے ہمارے ساتھ معاہدہ کیا ہے کہ رومن اگر ملکہ زنوبیہ پر حملہ آور ہوں گے تو ایرانی
رومنوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں گے ۔ اور اگر ایران کے خلاف رومن بر سر پیکار ہوں
گے تو ملکہ زنوبیہ ایرانیوں کی مدد میں رومنوں پر حملہ آور ہو جائے گی ۔

دوسری خبر یہ ہے کہ رومنوں نے بھی اپنے کچھ قاصد ایران کے شہنشاہ کی طرف
روانہ کئے تھے ان کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے اس کا ابھی پتہ نہیں چل سکا ۔

تیسری خبر یہ ہے کہ رومنوں کا شہنشاہ اوریلوس چار بڑے بڑے لشکروں کو حرکت
میں لایا ہے سے پہلا لشکر ایک رومن کی کمانداری میں انطاکیہ کی طرف بڑھا ہے وہ وہاں ایشیا

میں رومنوں کے سپہ سالار آعلیٰ میکریانس کی سرکردگی میں کام کرے گا وہ تدمر پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس نے دو لشکر آپ اور زبائی کی طرف روانہ کئے ہیں جو ان علاقوں میں رومنوں کے جرنیل مارکس کی سرکردگی میں کام کریں گے۔

ان تین لشکروں کے علاوہ چوتھا لشکر بھی حرکت میں آچکا ہے۔ اور یہ رومنوں کا بحری بیڑہ ہے۔ جو بحیرہ فاسفورس سے گزرتا ہوا نائیکو میڈیا کی بندرگاہ کے قریب لنگر انداز ہو گا۔ جہاں تک ہم خبریں حاصل کر سکے ہیں ان کے مطابق یہ بحری بیڑہ دو ایک روز تک نائیکو میڈیا کی بندرگاہ کے قریب لنگر انداز ہو جائیگا۔ اس بحری بیڑے میں خوراک اور ہتھیاروں کے وسیع ذخائر کے علاوہ انتہائی تربیت یافتہ جنگجو رومنوں کا ایک کافی بڑا لشکر بھی نائیکو میڈیا کی بندرگاہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔

چوتھی خبر یہ ہے خود رومنوں کا شہنشاہ اوریلوس بھی ایک بہت بڑا لشکر تیار کر رہا ہے اور عنقریب وہ اٹلی سے نکلے گا۔ وہ کس سمت کو اپنا ہدف بنائیگا اس کا ابھی تک تعین نہیں کیا جا سکتا۔

پانچویں خبر یہ ہے کہ ان علاقوں میں رومنوں کا سپہ سالار آعلیٰ جس کا نام مارکس ہے اور جو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بروصہ شہر میں محصور ہوا تھا وہ بروصہ میں جو اس کا لشکر تھا اس کی کمانداری اپنے ایک نائب کو دینے کے بعد بروصہ شہر سے نکل کر ان دو لشکروں کی طرف چلا گیا ہے جو اٹلی سے اس کی مدد کے لئے کمک کے طور پر آرہے ہیں۔

محترم زبدہ۔ گزشتہ شب آپ نے نائیسیا اور بروصہ شہروں کے درمیان جو رومنوں کے جرنیل جولین اور اس کے لشکر کا خاتمہ کیا تو اس کی خبر بروصہ میں مارکس کو ہو گئی لہذا بروصہ شہر میں اپنے ایک نائب کو سالار بنانے کے بعد وہ رومنوں کے ان دونوں لشکروں کو بڑی تیزی سے اس سمت لانے کے لئے چلا گیا ہے جو اٹلی سے روانہ ہو کر ایشیا میں داخل ہو چکے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا۔ پھر کہتا چلا گیا۔

عظیم زبدہ ایک چھوٹی خبر بھی ہے پر اسے خبر نہیں پیغام کہہ سکتے ہیں۔ یہ آپ اور زبائی کے نام اپنی ملکہ زنوبیہ کی طرف سے ہے۔ ہم دونوں تدمر سے ہوتے ہوئے آئے ہیں

اور یہ ساری خبریں ملکہ کے گوش گزار کر چکے ہیں۔ آپ دونوں کے نام ملکہ کا یہ پیغام ہے کہ اگر کوئی رومن لشکر تدمر پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا تو ملکہ کا کہنا ہے کہ وہ حارث بن حسان اور نئے جرنیل زبداس کے ساتھ مل کر اسے پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ آپ دونوں کے لئے ملکہ کا کہنا یہ ہے کہ ایشیائے کوچک میں اپنی مہم کی تکمیل کے لئے اگر آپ دونوں کو رسد اور کمک کی ضرورت ہو تو وہ تدمر سے آپ کے لئے روانہ کی جا سکتی ہے۔

وہ قاصد یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔ جواب میں زبائی۔ تمر اور عنبر تینوں کے علاوہ دونوں مخبر اور وہاں بیٹھے ہوئے لشکری اور سپہ سالار بھی سوالیہ اور استفہامیہ سے انداز میں زبدہ کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک زبدہ کی گردن جھکی رہی۔ اس کے بعد اس نے آہستہ آہستہ گردن سیدھی کی اور زبائی کی طرف دیکھا۔ پھر رات کی تاریکی میں آگ کے جلتے آلاؤ کے قریب اس کی آواز سنائی دی۔

زبائی میرے رفیق دیرینہ۔ ہمیں اب ہر صورت میں کل بروصہ پر قبضہ کرنا ہو گا۔ ہمارے پاس وقت کم ہے اور دشمن کی طاقتیں ہم پر امڈتی چلی آرہی ہیں۔ زبائی میں بروصہ شہر پر کل کے حملے میں تبدیلی کرنا پسند کروں گا۔

وہ اس طرح کہ ابھی تھوڑی دیر تک بروصہ شہر کے جنوبی دروازے کے سامنے دونوں جانب لمبی قطاروں میں رتھیں کھڑی کر دو۔ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرو۔ ایک حصہ رتھوں کی اوٹ میں شہر پناہ کے دروازے کے دائیں جانب دوسرا بائیں جانب متعین کر دو ان کے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دو۔

یہ تیر انداز صرف اس وقت شہر کی فصیل کے محافظوں پر تیر اندازی کریں گے جب ہمارے لشکری رتھ میں نصب لکڑی کے تنے کی ضربیں دروازے پر لگا کر اسے توڑنے کی کوشش کریں گے۔

میرے بھائی۔ جس طرح نائیکو میڈیا شہر کا دروازہ توڑ کر ہم نے اس شہر پر فتح پائی تھی اسی طرح بروصہ کا بھی دروازہ توڑا جائیگا۔ شہر کا دروازہ ٹوٹنے کے بعد دو طرح کے رد عمل کی توقع کی جا سکتی ہے اول یہ کہ دشمن شہر کے اندر ہی رہے گا باہر نکلنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ ایسی صورت میں میں خود اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوں گا۔ میرے

پیچھے پیچھے تم بھی اپنے لشکر کو سمیٹ کر داخل ہو جانا۔

دوسرا ردِعمل نائیکو میڈیا شہر جیسا ہوگا۔ دشمن باہر نکل کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنے گا ایسی صورت میں تم اپنے لشکر کے دونوں حصوں کے ساتھ دشمن پر تیراندازی مت کرنا۔ بلکہ جب دشمن پوری طرح میرے ساتھ الجھ جائے تب تم دائیں بائیں سے اپنے لشکر کے دونوں حصوں کو دشمن پر ضرب لگانے کا حکم دے دینا۔ میرے خیال میں ایسا ہونے کے بعد لمحوں کے اندر ہم دشمن کا قتل عام کر دیں گے اور جو لشکری ہم سے بچ کر شہر میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے ان کے پیچھے پیچھے ہم بھی بروصہ شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ اور بروصہ شہر میں جس قدر رومن ہونگے ان کا قتل عام کر دیا جائیگا اور جو ان کے ہمنوا ہوں گے وہ بھی تہہ تیغ کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ بروصہ شہر کو دشمن کے سامنے میں اپنے مسکن میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

دشمن سے بروصہ شہر کو خالی کرانے کے بعد زبائی میرے عزیز۔ بروصہ شہر کے ٹوٹے ہوئے دروازے کو ٹھیک کیا جائیگا۔ یہاں لشکر کا ایک حصہ متعین کیا جائیگا اس کے بعد میں اور تم دونوں مزید حرکت میں آئیں گے۔

تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا کی طرف چلے جانا۔ اس وقت وہاں کوئی لشکر نہیں ہے تم شہر میں داخل ہونا وہاں سے جس قدر خوراک ہتھیاروں اور جنگ میں کام آنے والی دوسری اشیاء تمہیں میسر ہوں وہ سب تم سمیٹ کر بروصہ لے آنا۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میں نائیسیا شہر کا رخ کروں گا۔ نائیسیا میں رومنوں کی کوئی قوت نہیں ہے۔ نائیسیا میں جولین مقیم تھا اس کے لشکر اور خود اس کا ہم پہلے ہی صفایا کر چکے ہیں۔ لہذا میں نائیسیا پر حملہ آور ہوں گا وہاں اگر کوئی محافظ لشکر بھی ہے تو میں اسے تہہ تیغ کر دوں گا اور وہاں سے جس قدر چیزیں ضروریات کی میسر ہوں گی میں انہیں سمیٹ کر بروصہ میں لے آؤں گا۔

اب ایک طرح سے دشمن کی بپھرتی موجوں جیسی قوت کے سامنے بروصہ ہمارے لئے ایک چٹانی اور آماجگاہ بن جائے گا۔ یہ کام کرنے کے بعد زبائی میرے عزیز تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بروصہ شہر میں مقیم ہو جاؤ گے میں رات کی تاریکی میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بروصہ شہر سے نکلوں گا۔ زبائی تم نے دیکھا بروصہ اور نائیکو میڈیا شہروں کے

درمیان ایک طویل کوہستانی سلسلہ ہے اس کوہستانی سلسلے سے گزرتے وقت جگہ جگہ میں نے تمہیں کچھ غاروں کی طرف اشارہ کیا تھا جنہیں مسکن کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کوہستانی سلسلوں میں چند کھلی وادیاں ہیں جن کے اطراف میں بلند پہاڑ ہیں اور وہ وادیاں بہترین قلعے کا کام دے سکتی ہیں۔

میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان وادیوں میں سے ایک کو اپنا مسکن بناؤنگا ادھر جاتے ہوئے میں اپنے ساتھ خوراک اور ضروریات کی دیگر اشیاء کا وسیع ذخیرہ لیتا جاؤں گا۔ کوہستانی سلسلے کے اوپر میں اپنے محافظ اور تیرانداز بٹھا دوں گا۔ جو دشمن کی نقل و حرکت پر گہری نگاہ رکھیں گے اور اپنی قوت کو ان کوہستانی غاروں میں محفوظ رکھونگا۔

سن زبائی۔ جب رومنوں کا سپہ سالار اعلیٰ مارکس اٹلی کی طرف سے آنے والے دو لشکروں کو لے کر اس سمت آئے گا تو مخبر یقیناً اسے یہ اطلاع دیں گے کہ زبدہ اور زبائی دنوں نے بروصہ شہر میں قیام کر رکھا ہے لہذا وہ ان لشکریوں کے ساتھ بروصہ شہر کا محاصرہ کرے گا۔ میرے خیال میں جو بحری بیڑہ رومنوں کا نائیکو میڈیا کی بندرگاہ کی طرف آ رہا ہے اس لشکر کو بھی مارکس اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا۔ تم دشمن کے سامنے بروصہ شہر میں محصور رہنا۔ جبکہ میں وقتاً فوقتاً کوہستانی سلسلے سے نکل کر بروصہ شہر سے باہر پھیلی دشمن کی قوت پر ضرب لگاؤنگا اور انہیں یا تو میں شکست سے دوچار کروں گا یا انہیں محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور کر دوں گا۔ ایسی صورت میں دشمن کی کوئی بھی ترکیب و تدبیر ہمارے خلاف خطرناک ثابت نہ ہو سکے گی۔

زبائی میرے عزیز۔ اسی دوران جب کبھی بھی مجھے موقعہ ملا میں اپنی کوہستانی آماجگاہ سے نکل کر نائیکو میڈیا کی بندرگاہ کا رخ کروں گا۔ اور وہاں جو رومنوں کا بحری بیڑہ ہوگا اسے بھی دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ ایسا کر کے میں ان سرزمینوں میں رومنوں کو بالکل بے دست و پا کر کے ماروں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ رکا کچھ سوچا اس کے بعد اس نے باری باری زبائی اور تمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

زبائی اور تمر۔ تم دونوں کو اگر میری اس تجویز سے اختلاف ہو تو کہو۔

جواب میں تمر فوراً بول پڑی

مجھے تو کوئی اختلاف نہیں ۔ میرے عزیز بھائی زبائی کو اس سلسلے میں کچھ کہنا ہو تو کہے ۔ زبائی بھی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

زبدہ میرے بھائی ۔ جو لائحہ عمل آپ نے مرتب کیا ہے یہ آخری ہے ۔ میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں چاہوں گا۔

اگر ایسا معاملہ ہے تو آؤ اپنے کام کی ابتدا کریں ۔ زبدہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

زبائی اور تمر فوراً اٹھ کر ساتھ ہو لئے تھے ۔ پھر وہ رات کی تاریکی میں بڑی احتیاط اور بڑی ہنرمندی کے ساتھ بروصہ شہر کی جنوبی دروازے کے سامنے اپنے جنگی رتھ کھڑے کرنے لگے تھے ۔ جب یہ جنگی رتھ کھڑے کئے جا چکے تب رات کی تاریکی میں ہی زبائی نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے شہر پناہ کے دروازے کے دائیں بائیں رتھوں کی اوٹ میں بٹھا دیا تھا۔

دوسرے روز کا سورج طلوع ہوا تو بروصہ شہر کے رومن محافظوں نے فصیل کے اوپر دیکھا کہ شہر پناہ کے جنوبی دروازے کے دائیں بائیں دور تک جنگی رتھ کھڑے تھے ۔ اور ان جنگی رتھوں کے عین سامنے زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ تیار اور مستعد تھا ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے شہر کے رومن محافظ بڑے فکر مند اور پریشان ہوئے تھے ۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ملکہ زنوبیہ کے جرنیل زبدہ اور زبائی اب بروصہ شہر کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔

پھر شہر پناہ کے محافظ رومنوں کے دیکھتے ہی دیکھتے توانا اور سرکش گھوڑے اس جنگی رتھ کو حرکت میں لائے جس میں ایک درخت کا موٹا تنا نصب کیا گیا تھا ۔ اس تنے کے ذریعے سے بروصہ شہر کے جنوبی دروازے پر ضربیں لگائی جانی شروع ہو گئی تھیں ۔ جب اوپر سے رومن تیر اندازی کرتے تو رتھوں کی گھات میں بیٹھے ہوئے زبائی کے لشکری بھی ان پر ایسی تیر اندازی کرتے کہ انہیں پناہ لینے کی خاطر پیچھے ہٹ جانا پڑتا تھا۔

چند ضربیں پڑنے پر ہی شہر پناہ کا دروازہ ٹوٹ گرا تھا بس شہر پناہ کا دروازہ ٹوٹنا تھا کہ شہر کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا وہ سیلاب کی طرح نکلا سامنے کھڑے زبدہ کے لشکر کا رخ کیا ۔ زبدہ کے وہ لشکری جو جنگی رتھ میں نصب تنے کے ذریعے شہر پناہ کے دروازے پر ضربیں لگا رہے تھے وہ بھی بھاگ کر زبدہ کے لشکر میں جا شامل ہوئے تھے ۔

خونخوار رومن شہر سے نکل کر بھیگی رتوں کی طلب میں بے تعلق جذبوں طویل اندھیاری راتوں میں جوش مارتی نسلوں کی نفرت ۔ اور اپنی سرحدوں سے پار چھلکتے ساغر اور آگ اور موت کے خونی کھیل کی طرح زبدہ اور اسکے لشکریوں پر حملہ آور ہو گئے تھے ۔

زبائی کے ساتھ پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق جس وقت رومن زبدہ پر حملہ آور ہوئے تو زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹا تھا ۔ رومن یہی سمجھے کہ زبدہ ان کے سامنے دباؤ برداشت نہ کرتے ہوئے پسپا ہوا ہے ۔ رومنوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے شہر پناہ کے دونوں جانب زبائی کے لشکریوں پر نگاہ نہ کی تھی ۔ لہٰذا زبدہ جب پسپا ہو کر پیچھے ہٹا تو رومن لشکر آگے بڑھتا ہوا شہر پناہ کے دروازے سے ذرا دور ہوا تھا ۔ بس ایسا ہونا تھا کہ ان کی پشت کی طرف سے زبائی نے پہلے اپنے لشکریوں کو تیر اندازی کرنے کا حکم دیدیا تھا۔

یہ حکم ملتے ہی رومنوں کی پشت کی طرف سے زبائی کے لشکری اس طرح تیر اندازی کرنے لگے تھے جیسے آگ اور موت کے خونی کھیل میں درد کی اڑتی آگ جیسے جذبوں کو راکھ کر دینے والے آتشی لمحے جیسے مقدر کی لکیروں پر حشر کے رقص کا خونی کھیل ۔ اپنی تیز تیر اندازی سے رومنوں کی پچھلی صفیں زبائی نے مکمل طور پر چھید کر رکھ دی تھیں ۔

عین اسی لمحہ زبدہ نے اپنا رنگ دکھایا ۔ وہ جارحیت پر اترا پھر وہ افق کے سندوری کناروں کو لہولہو کرتے وقت کے سرخ طوفانوں ۔ ذہن کی ساری یکسوئی سراب لمحوں میں بدلتے بدگمانی کے انگاروں ۔ اور زمانے کے تغیر میں ٹوٹتی بکھرتی صداؤں اور تیرگی شب میں ساحلوں کو پامال کر دینے والے سمندر کے خونی تلاطم کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زبدہ کے اس طرح حملہ آور ہونے سے بروصہ شہر کے جنوبی حصے میں باب حیرت پر موت کی آہٹیں پھر دستک دینے لگی تھیں ۔ زندگی کے حوالوں کو موت کی دہلیز پر لا کھڑا کرنے والے نوکیلے ارادے چاروں طرف رقص کر اٹھے تھے ۔

ایسے میں زبائی بھی حرکت میں آیا اس نے رومنوں کی پشت کی طرف سے تیر اندازی بند کرا دی ۔ شہر پناہ کی دونوں جانب رتھوں کی اوٹ اس کے جو لشکری بیٹھے ہوئے تھے ان کو اس نے یکجا کیا ۔ رومنوں کی پشت کی طرف سے اپنے کام کی ابتدا کرتے ہوئے وہ ہزارہا آتشی بگولوں ۔ شعلے برساتی آندھیوں ۔ تھکا دینے والے شدائد اور فطرت کو سرنگوں کرتے جبر کے دیوتاؤں کی طرح رومنوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گیا تھا۔

بروصہ شہر کے جنوبی حصے میں اب جنگ کے باعث زیست کا جسم عریان کرتے سرکتے منحوس کالے سائے صبح وشام کے سنگ میل مثاقی زیست وموت کی کشمکش ۔ان کا قتل کرتی ضرورتیں ۔اور سموں کے سنگاسن پر تشدد کے راکش اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔

یہ جنگ کچھ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی ۔اس لئے کہ زبدہ اور زبائی نے سامنے اور پیچھے کی طرف سے بڑی طرح رومنوں کو روندنا شروع کر دیا تھا ۔لمحوں کے اندر ان دونوں نے رومنوں کی حالت سیاہ نوحوں کے تار بنتی طوفانی شب کی برہنہ میت اور زندگی کے مشاغل سے الجھتے قدیم وحشتوں کے خونی احوال جیسی بنانا شروع کر دی تھی ۔

شہر پناہ کے جنوبی حصے میں رومن ایک طرح سے گھر گئے تھے نہ وہ سامنے کی طرف بھاگ سکتے تھے نہ وہ پیچھے مڑ کر شہر میں داخل ہو سکتے تھے ۔دائیں بائیں بھاگنے کا زبدہ اور زبائی موقع ہی نہ دے رہے تھے جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جس قدر لشکری شہر سے باہر نکل کر زبدہ اور زبائی سے ٹکرائے تھے ان سب کا خاتمہ کر دیا گیا تھا ۔

یہ ایک شاندار فتح تھی جو زبدہ اور زبائی کو رومنوں کے خلاف بروصہ شہر یس باہر حاصل ہوئی تھی ۔شہر سے باہر رومنوں کا مکمل قتل عام کرنے کے بعد پہلے شہر کے جنوبی دروازے کے سامنے سے جنگ کے نتیجے میں بکھر جانے والی لاشوں کو اٹھایا گیا اس کے بعد زبدہ اور زبائی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے ۔شہر میں جس قدر مسلح بچے کھچے رومن تھے وہ آپ ہی آپ شہر چھوڑ کر دوسرے دروازوں سے بھاگ گئے تھے اب کوئی ایسی قوت نہ رہی تھی جو زبدہ اور زبائی سے ٹکراتی ۔

لہذا زبدہ اور زبائی نے شہر پر مکمل قبضہ کر لیا تھا ۔شہر کا جو دروازہ انہوں نے توڑا تھا اسے پھر درست کرتے ہوئے شہر پناہ کے سارے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہاں اپنے محافظ مقرر کر دیئے تھے ۔

اس کے بعد زبدہ اور زبائی مزید حرکت میں آئے اپنے لشکر کا ایک حصہ انہوں نے بروصہ میں رکھا پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق لشکر کے ایک حصے کے ساتھ زبائی نائیکو میڈیا شہر کی طرف چلا گیا تھا جبکہ زبدہ اور تمر لشکر کے ایک حصے کے ساتھ نائیسیا شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

زبائی کو نائیکو میڈیا میں کسی طرح کی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا ۔اس لئے کہ زبدہ

اور زبائی نائیکو میڈیا شہر کو پہلے ہی فتح کرتے ہوئے ساری مزاحمتی قوتوں کا خاتمہ کر چکے تھے لہذا وہ نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہوا جس قدر خوراک ہتھیار اور ضروریات کی دیگر اشیا۔ اسے نائیکو میڈیا شہر سے ملیں وہ سب اس نے سمیٹیں اور اپنے لشکر کے ساتھ بروصہ کی طرف چلا گیا تھا ۔

دوسری جانب زبدہ کی حالت بھی مختلف نہ تھی ۔نائیسیا شہر میں پہلے جولین اپنے لشکر کے ساتھ تھا ۔اس کا خاتمہ ہو چکا تھا ۔نائیسیا شہر میں رومنوں کی کوئی ایسی قوت نہ تھی جو زبدہ کے سامنے دفاع کا بند باندھتی ۔لہذا نائیسیا جاتے ہی زبدہ اور تمر دونوں نے بڑی آسانی سے نائیسیا شہر کو فتح کر لیا ۔نائیسیا شہر میں وہ دونوں داخل ہوئے وہاں جو بچے کھچے رومنوں کے لشکری تھے ان کا انہوں نے خاتمہ کر دیا پھر نائیسیا شہر سے بھی جس قدر انہیں خوراک اور ضروریات زندگی کا دوسرا سامان میسر ہو سکتا تھا وہ زبدہ اور تمر نے سمیٹا اور ہر چیز کو لے کر وہ بروصہ کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

اب بروصہ شہر میں خوراک جنگی ہتھیاروں اور دوسری اشیاء کے ڈھیر لگ گئے تھے جو نائیکو میڈیا اور نائیسیا شہر سے سمیٹ کر وہاں لائے گئے تھے اس کے بعد ایک رات زبدہ اپنے حصے کے لشکر کو لے کر نائیکو میڈیا اور بروصہ شہر کے درمیانی کوہستانی سلسلوں کی طرف چلا گیا تھا اور اپنے ساتھ وہ جنگی رتھوں کو بھی لیتا گیا تھا ۔

زبائی اپنے لشکر کے ساتھ بروصہ شہر ہی میں مقیم رہا ۔بروصہ شہر کے جو برج اسے کمزور دکھائی دیئے ان کی اس نے مرمت کرا دی ۔فصیل پر اپنے محافظ مقرر کئے برجوں کو مضبوط کرنے کے بعد وہاں بھی اس نے اپنے پہریدار بٹھا دیئے تھے ۔اب ایک طرح سے زبائی نے دفاعی لحاظ سے بروصہ شہر کو مضبوط اور مستحکم کر کے رکھ دیا تھا ۔

زبدہ بھی اس کوہستانی سلسلے میں داخل ہوا جس کا پہلے سے اس نے زبائی سے ذکر کر رکھا تھا ۔وہ بلند کوہستانی سلسلوں سے گھری ہوئی ایک درمیانے درجے کی وادی تھی نہ وہ چھوٹی تھی نہ اتنی بڑی ۔اس کے اندر وافر مقدار میں چشموں کا پانی بہتا تھا ۔وہاں زبدہ نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا تھا ۔اپنے ساتھ جو وہ جنگی ہتھیاروں اور خوراک کے وسیع ذخائر لے کر آیا تھا وہ اسنے کوہستانی سلسلے کے غاروں میں منتقل کر دیئے تھے ۔بروصہ شہر سے وہ چونکہ جنگی رتھ بھی اپنے ساتھ لے کر آیا تھا لہذا وہ جنگی رتھ بھی اس نے اس وادی

میں داخل ہونے والے اس واحد راستے کے قریب کھڑے کر دیئے تھے جن میں سے چشموں کا پانی ایک منہ زور ندی کی صورت میں باہر نکلتا تھا۔

زبدہ نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس وادی کے چاروں طرف جو بلند کوہستانی سلسلہ تھا اس کی اونچی اونچی چوٹیوں پر اس نے چند دنوں کے اندر ہی اندر بڑے بڑے پتھروں اور چٹانوں سے محفوظ برج کھڑے کر دیئے تھے اور ان برجوں کے اندر اس نے محافظ اور مسلح جوان بٹھا دیئے تھے تاکہ اس وادی کے اطراف میں کوہستانی سلسلے کی بلندیوں پر دور تک دشمن پر نگاہ رکھی جائے یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد کوہستانی سلسلے کے اندر زبدہ اور بروصہ شہر میں زبائی دشمن کے رد عمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔

رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس نے جو لشکر اپنی روانگی سے پہلے میکریانس سے مل کر تدمر پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے سافتیں طے کرتا ہوا انطاکیہ پہنچا۔ چند روز تک میکریانس نے انطاکیہ میں اس لشکر کی مہمانداری کی پھر وہ پہلے سے اپنے پاس موجود لشکر اور نئے آنے والے رومنوں کے ساتھ ایک متحدہ لشکر کی صورت میں انطاکیہ سے نکلا اور اس نے ایلسا اور اینٹی کوک شہروں کے درمیان پڑاؤ کیا تھا۔

ادھر ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ اٹلی سے ایک نیا لشکر آیا ہے اور اس کے ساتھ میکریانس اپنے لشکر کو بھی لے کر انطاکیہ سے نکلا ہے اور اس کا رخ اینٹی کوک اور ایلسا شہروں کے درمیانی حصے کی طرف ہے۔ لہذا یہ خبریں ملتے ہی ملکہ زنوبیہ تو چھوٹے سے ایک لشکر کے ساتھ تدمر کی حفاظت کے لئے تدمر ہی میں رہی جبکہ حارث بن حسان اور نیا سالار زبداس ایک لشکر لے کر ایلسا اور اینٹی کوک شہروں کے درمیانی علاقے کی طرف بڑھے تھے۔

حارث بن حسان اور زبداس نے رومنوں کے لشکر کے سامنے آنے میں دیر نہیں کی بلکہ وہ بھی بڑی تیزی سے مسافتوں کو طے کرتے ہوئے اینٹی کوک اور ایلسا شہر کے درمیانی حصے میں رومنوں کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوئے۔

جس وقت حارث بن حسان کا لشکر پڑاؤ کر رہا تھا۔ حارث بن حسان نے اپنے پہلو میں کھڑے زبداس کو مخاطب کیا۔

زبداس اس میں کوئی شک نہیں کہ تو اس سے پہلے میرے محترم بھائی زبدہ اور زبائی کے ساتھ جنگوں کا وسیع تجربہ رکھتا ہے لیکن ان رومنوں سے نپٹنے کے لئے میرے پاس ایک تجویز ہے اور میرے بھائی مجھے امید ہے کہ تم میری اس تجویز سے اتفاق کرو گے۔

سن زبداس۔ جس وقت بھی رومن جنگ کے لئے اپنی صفیں درست کریں تم لشکر کے بیچ ہی میں رہنا میں سامنے اکیلا ہوں گا اور رومنوں کو یہ تاثر ملے گا کہ میں نے اپنے لشکر کو تقسیم نہیں کیا بلکہ پورے لشکر کے ساتھ میں اکیلا ہی ان کے سامنے آیا ہوں۔

میرے اس تاثر پر مجھے امید ہے کہ رومن سپاہ سالار میکریانس بھی اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم نہیں کرے گا بلکہ یکجا رکھ کر ہمارے ساتھ جنگ کی ابتدا کرنا پسند کرے گا۔

بس جب میکریانس اپنے لشکر کو یکجا کرتے ہوئے صفیں درست کرنے لگے اور آگے بڑھ کر حملہ آور ہونے کی نیت سے ابتدا کرے تب میرے بھائی تو پچھلی صفوں سے نکل کر آگے آجانا۔ جنگ کی ابتدا سے پہلے ہی ہم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیں گے پھر دیکھتے ہی دیکھتے میں رومنوں کے دائیں پہلو پر اور تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں پہلو پر ٹوٹ پڑنا۔ اس طرح میرے عزیز مجھے امید ہے کہ ہم میکریانس کے اس متحدہ لشکر کو ایلسا اور اینٹی کوک شہروں کے درمیان بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

حارث جب خاموش ہوا تو بڑی عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبداس بول پڑا۔

حارث میرے عزیز۔ میرے محترم۔ جس طرح تم نے کہا ہے ایسا ہی ہوگا اور مجھے امید ہے کہ خداوند کریم نے چاہا تو ایلسا اور اینٹی کوک شہروں کے درمیان ان علاقوں میں ہم حسب سابق رومنوں کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

زبداس کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد حارث اور زبداس دونوں اپنے لشکر کے پڑاؤ اور اپنے سپاہیوں کے کھانے کے انتظام میں لگ گئے تھے۔

دوسرے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے۔ رومن اپنے لشکر میں زور زور سے جنگ کے طبل پیٹتے ہوئے اپنے لشکریوں میں جوش و خروش پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جبکہ حارث بن حسان کے لشکر میں کوئی ایسی کیفیت نہ

تھی۔ اسکے لشکر میں کبھی وہ جنگجو جو دین ابراہیمی کے ماننے والے تھے۔ بلند آوازوں میں تکبیریں بلند کرتے اور آسمان کا جگر اور زمین کا سینہ چیر کر رکھ دیتے تھے۔

جس وقت دونوں لشکروں کی صفیں درست ہو رہی تھیں حارث بن حسان اکیلا ہی اپنے لشکر کے سامنے رہا جبکہ زبداس اگلی صفوں کے بیچ میں کھڑا رہا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے میکریانس سمجھ گیا کہ اس کے مقابلے میں ملکہ زنوبیہ کے شوہر حارث بن حسان نے اپنے لشکر کو یکجا رکھا ہے اور حصوں میں تقسیم نہیں کیا۔ لہذا اس نے بھی سارے لشکر کو اپنی ہی کمانداری میں رکھا۔ پھر حملہ آور ہونے کے لئے میکریانس نے اپنے لشکر کو پیشقدمی کا حکم دیا۔

جس وقت رومن حملہ آور ہونے کے لئے نزدیک آئے پچھلی صفوں سے نکل کر زبداس اپنے حصے کے لشکر کے سامنے آگیا۔ اب پلک جھپکتے میں حارث بن حسان کے لشکر کے دو حصے ہو گئے تھے۔ اتنی دیر تک رومن حبس وجبر کے صحرائی موسموں۔ زیست کی بدترین تہمتوں۔ پیمانہ شب و روز میں قہرمانیوں کے قلزموں کے مدوجزر۔ سرمئی شاموں کے دھندلکوں اور زمین کی خاموشیوں کی تہوں کو ڈوبتے سورج کی سرخ بندیا جیسا لہولہو کر دینے والے خونی ارادوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حارث بن حسان اور زبداس نے بھی ویسا ہی جواب دیا جیسا رومن حملہ آور ہوئے تھے۔ انہوں نے فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے دائیں بائیں کر لیا تھا پھر رومنوں کے دائیں پہلو پر حارث بن حسان قوت باطل کی صف آرائیوں کے خلاف عزم و استقلال کی وابستگی۔ صف شکن جری رجال۔ محبان وحشت م زبدہ دل غول بیاباں اور ماہ و سال کی تقویم میں خیر و شر کا کھیل کھیل جانے والے کرب کے احساس کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حارث بن حسان کے ساتھ ہی ساتھ زبداس بھی رومنوں کے بائیں پہلو پر دریا بہ دریا یم بہ یم کھولتے پھیلتے خوف مسلسل۔ اضطراب بھری آندھیوں۔ سانسوں کو ادھورا اور جسموں کو مجروح کر دینے والے سلگتے اور بیزار لمحوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

ایلسا اور اینٹی کوک شہروں کے درمیان اس جنگ کے باعث ایک حشر برپا ہو گیا تھا۔ عمر رواں بے ربط ہونے لگی تھی۔ لمحات زندگی دشوار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ میدان

جنگ میں چار سو دیولاخوں کی اداسیاں ۔ کالے دھوئیں کی ویرانیاں ۔ اور جیوں دکھوں کے کہرام ناچ اٹھے تھے ۔

میکریانس جسے ماضی میں زبدہ اور زبائی کئی بار شکست دیکر اس کے دامن اس کی جھولی میں ہزیمت ۔ بدنامی رسوائی اور ذلت کے داغ ڈال چکے تھے اس بار مطمئن تھا کہ وہ ملکہ زنوبیہ کے لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا ۔

اس لئے کہ اسے اٹلی سے ایک تازہ دم اور انتہائی تربیت یافتہ رومنوں کا لشکر میسر آ گیا تھا ۔ اور پھر جو لشکر پہلے اس کے ساتھ تھا اسے ساتھ ملانے کے بعد ان کی طاقت اور قوت میں بھی خوب اضافہ ہوا تھا ۔ لیکن جب وہ ایلسا اور اینٹی کوک شہروں کے درمیان حارث بن حسان اور زبداس کے ساتھ ٹکرایا تو حارث بن حسان اور زبداس نے میکریانس کے سارے ارادوں کو وسوسوں اور اس کی ساری خوش فہمیوں کو غلط فہمیوں میں تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا ۔

اینٹی کوک اور ایلسا شہروں کے درمیان کچھ دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی ۔ اس دوران حارث بن حسان اور زبداس نے رومنوں کے سارے ولولے ان کی ساری شجاعت اور ان کی ساری بیباکی کو برف جیسا ٹھنڈا اور منجمد کر کے رکھ دیا تھا ۔ پھر جب حارث بن حسان اور زبداس کے لشکر نے خداوند قدوس کی کبریائی کی نعرے زور دار آواز میں بلند ہوئے تب زبداس اور حارث بن حسان کے لشکر نے حملوں میں تیزی پیدا کرتے ہوئے رومنوں پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا ۔ جس کے نتیجے میں رومن بے بس ہو کر پسپا ہوئے تھے اس پسپائی سے حارث بن حسان اور زبداس نے پورا فائدہ اٹھایا اور انہوں نے پسپا ہونے والے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا ۔ اس قتل عام میں رومنوں کی اگلی صفیں مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گئیں اور پچھلی صفوں کو بھی نقصان پہنچنا شروع ہو گیا تھا ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے میکریانس نے اندازہ لگایا تھا کہ اگر جنگ اسی طرح جاری رہی تو رومنوں کو نہ صرف یہ کہ بدترین شکست ہو گی بلکہ ان کا قتل عام بھی خوب ہو گا ۔ لہٰذا اس نے اپنی شکست کو تسلیم کر لیا اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ۔

حارث بن حسان اور زبداس نے بھاگتے رومنوں کا دور تک خوب تعاقب کیا یہ تعاقب کئی میلوں تک جاری رہا ۔ اس تعاقب کے دوران حارث بن حسان اور زبداس نے

رومنوں کا قتل عام کرتے ہوئے ان کی تعداد کو خوب کم کیا ۔

میکریانس اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ انطاکیہ کی طرف بھاگ گیا ۔ لگتا تھا ان علاقوں میں قدرت نے میکریانس کی قسمت اور اس کے مقدر میں پسپائی ۔ ذلت اور شکست کے سوا اور کچھ نہ لکھا تھا ۔

میکریانس کو بدترین شکست دینے کے بعد حارث بن حسان اور زبداس لوٹے ۔ اس جگہ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی ۔ اپنا پڑاؤ تو ان کا محفوظ تھا ہی ۔ انہوں نے رومنوں کے پڑاؤ پر بھی قبضہ کیا اور اس پڑاؤ سے انہیں خوراک کے علاوہ ہتھیاروں کے بھی اچھے خاصے ذخائر ہاتھ لگے تھے ۔ اس طرح ان دونوں نے رومنوں کے پڑاؤ سے ہر چیز کو سمیٹ لیا تھا ۔

چند یوم تک احتیاط کے طور پر حارث بن حسان اور زبداس نے ایلسا اور اینٹی کوک شہروں کے درمیان ہی پڑاؤ کئے رکھا اس کے بعد جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ خطرے کی اب کوئی علامت نہیں ہے تب انہوں نے رومنوں کے پڑاؤ سے ملنے والے ہر شے کو سمیٹتے ہوئے تدمر کی طرف کوچ کر لیا تھا ۔

OOOO

ملکہ زنوبیہ سے نپٹنے کے لئے رومن شہنشاہ اورلیوس چند ماہ تک اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف رہا ۔ جس کے نتیجے میں اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کے ساتھ اس نے مشرق کی طرف کوچ کیا ۔

اٹلی سے کوچ کرتے وقت اس نے اپنے بہترین قابل اعتماد اور بھروسے کے لائق و فادار جرنیلوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں جیسا لشکر وہ لے کر روانہ ہو رہا ہے ایسا ہی ایک اور لشکر تیار کریں تاکہ اگر ایشیا میں ملکہ زنوبیہ کے خلاف جنگوں کے دوران اسے کمک کی ضرورت پڑے تو نیا تیار شدہ لشکر اس موقع پر کام دے سکے ۔ یہ احکامات جاری کرنے کے بعد اورلیوس اٹلی سے روانہ ہوا سب سے پہلے اس نے ملکہ زنوبیہ کے ہاتھوں چھن جانے والے اپنے صوبے مصر کا رخ کیا تھا ۔

ملکہ زنوبیہ نے مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد وہاں ایک مقامی

سرکردہ شخص کو مصر کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ملکہ زنوبیہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ رومن شہنشاہ اورلیوس مصر پر حملہ آور ہو رہا ہے تو اس نے مصر کے وفاع کے لئے کچھ نہ کیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے پالمیرہ کے صحراؤں سے نکل کر مصر کا رخ کیا اور وہاں جنگ کی ابتدا کی تو ہو سکتا ہے ان دور افتادہ علاقوں میں وہ رومنوں کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکے۔ اور اس کی رہی سہی ساکھ ختم ہو کر رہ جائے۔

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے پالمیرہ کی ملکہ زنوبیہ نے جب مصر کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا تو رومن شہنشاہ اورلیوس آگے بڑھا اور بے محابہ بغیر کسی رکاوٹ کے مصر میں داخل ہوا۔ مصر میں کوئی ایسی قوت نہ تھی جو ملکہ زنوبیہ کی طرف سے مصر کا دفاع کرتی یا رومن شہنشاہ سے کسی بڑی جنگ کا خطرہ مول لیتی۔ لہذا اورلیوس نے بغیر کسی مزاحمت کے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ اورلیوس نے جب مصر پر قبضہ کر لیا تو پالمیرہ کی ملکہ زنوبیہ کسی قدر فکر مند ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ مصر پر قبضہ کرنے کے بعد رومن ضرور ارض شام اور ملکہ زنوبیہ کے شہر تدمر کا رخ کریں گے۔ لہذا اس نے اپنی جنگی تیاریوں کو بھی عروج پر پہونچا دیا تھا۔

دوسری جانب ملکہ کو کسی قدر یہ بھی اطمینان تھا کہ اس کے بہترین جرنیل زبدہ اور زبائی ایشیائے کوچک میں رومنوں کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کر چکے ہیں اور وہ یہ بھی امید لگائے بیٹھی تھی کہ اٹلی سے جو دو لشکر ایشیائے کوچک کی طرف روانہ ہوئے ہیں زبدہ اور زبائی ان دونوں لشکروں سے بھی نپٹ کر جلد تدمر پہونچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس طرح وہ زبدہ اور زبائی کے ساتھ مل کر رومن شہنشاہ اورلیوس کو اٹلی کی طرف پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ اورلیوس کے پسپا ہونے کے بعد وہ مصر کے مقبوضہ جات کو بھی دوبارہ حاصل کر لے۔

اپنی لشکری تیاریاں مکمل کرنے کے بعد ملکہ زنوبیہ نے ایک بہت بڑا اور بہترین لشکر تیار کیا اس لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنی کمانداری میں رکھا۔ دوسرا حصہ اس نے حارث بن حسان کی سرکردگی میں دیا جبکہ تیسرا حصہ اپنے نئے جرنیل زبد اس کی کمانداری میں دے دیا تھا۔

مصر پر قبضہ کرنے کے بعد رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس سب سے پہلے ایشیائے کوچک کی طرف بڑھا۔ وہ شاید جان بوجھ کر ملکہ زنوبیہ کی قوت کو نظر انداز کر رہا تھا۔ شاید اورلیوس کو ابھی تک اینٹی کوک اور ایلسا شہروں کے درمیان میکریانس اور اٹلی سے آنے والے لشکر کی شکست کی خبریں نہیں ملی تھیں۔ لہذا اس نے مصر سے سیدھا ایشیائے کوچک کا رخ کیا۔ وہ سب سے پہلے زبدہ اور زبائی کو اپنے سامنے زیر کرتے ہوئے ملکہ زنوبیہ کی ساری قوت کو مفلوج کرنا چاہتا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ اورلیوس ایشیائے کوچک میں داخل ہوا اور جنوبی ایشیائے کوچک کے ان علاقوں پر اس نے دوبارہ قبضہ کر لیا جو زبدہ اور زبائی فتح کرتے ہوئے شمال کی طرف گئے تھے۔ جنوبی ایشیائے کوچک میں اورلیوس کو کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اس لئے کہ زبدہ اور زبائی اس وقت ایشیائے کوچک میں انتہائی شمال مغربی کونوں میں دشمن کے ساتھ مصروف پیکار تھے۔ لہذا جنوبی حصوں میں اپنے کام کی تکمیل کرنے کے بعد رومن شہنشاہ ایشیائے کوچک میں مزید آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ اسے خبر ملی کہ اینٹی کوک اور ایلسا شہروں کے درمیان ملکہ زنوبیہ کے لشکر نے میکریانس اور اٹلی سے آنے والے لشکر کو بدترین شکست دی ہے۔

یہ خبر سن کر اورلیوس کسی قدر فکر مند ہوا۔ وہ یہ خیال کرنے لگا تھا کہ اگر وہ شمال مغربی ایشیائے کوچک میں زبدہ اور زبائی سے جا کر ٹکراتا ہے تو ہو سکتا ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں ملکہ زنوبیہ اور اس کا شوہر حارث بن حسان تدمر سے نکل کر اس کی واپسی کے سارے راستوں کو منقطع کر دیں اور شمال میں یہ بھی ممکن تھا کہ زبدہ اور زبائی اس کے سامنے آتے ہوئے اسے بدترین شکست دیں۔ لہذا شمال میں زبدہ اور زبائی سے ٹکرانے کی بجائے رومن شہنشاہ اورلیوس مڑا اور اس نے ارض شام کا رخ کیا تھا۔

شام کی سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد اورلیوس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے ایک جرنیل کو دیا اور اسے ایلسا شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ دوسرا حصہ جو اورلیوس نے اپنی سرکردگی میں رکھا تھا اسے لے کر وہ اینٹی کوک شہر کی طرف بڑھا تھا۔

ملکہ زنوبیہ کو جب رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کی اس پیشقدمی کی اطلاع ہوئی تو

وہ فی الفور حرکت میں آئی ۔ اپنے جرنیل زبداس کو اس نے اینٹی کوک شہر کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اس شہر کی رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس سے حفاظت کرے جب کہ حارث بن حسان کو اس نے ایلسا شہر کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ جو رومن جرنیل اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ایلسا شہر کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے اسے وہ ایلسا شہر میں داخل نہ ہونے دے۔

حارث بن حسان کے ایلسا شہر پہونچنے سے پہلے ہی رومن لشکر شہر سے باہر پڑاؤ کر چکا تھا اور ایک طرح سے اس نے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ایلسا آتے ہی حارث بن حسان نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ نہیں کیا بلکہ آتے ہی وہ رومنوں پر حملہ آور ہو گیا۔ آدھے دن کی لڑائی میں حارث بن حسان نے رومن جرنیل کو بدترین شکست دی اور وہ رومن جرنیل ایلسا شہر سے بھاگ کر اینٹی کوک کی طرف چلا گیا تھا جہاں رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔

ملکہ زنوبیہ کا جرنیل زبداس بھی بڑی تیزی سے اینٹی کوک پہونچا اس وقت تک اورلیوس وہاں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکا تھا اور ایلسا شہر میں حارث بن حسان کے ہاتھوں شکست کھانے والا رومن جرنیل بھی اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ وہاں پہونچ چکا تھا۔

حارث بن حسان کی طرح زبداس بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رومن شہنشاہ اورلیوس اور ایلسا سے بھاگ کر آنے والے رومنوں کے سامنے صف آرا ہوا۔ اینٹی کوک شہر سے باہر اورلیوس اور زبداس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بد قسمتی سے ملکہ زنوبیہ کے جرنیل زبداس کو شکست ہوئی۔ زبداس کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس نے صحرا کے اندر کچھ دور تک اس کا تعاقب کیا لیکن زبداس اپنے لشکر کو بچا کر صحرا کی بھول بھلیوں میں روپوش ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اینٹی کوک کے مقام پر شکست کھانے کے بعد زبداس پہلے ڈفون شہر کی طرف گیا وہاں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اور جائزہ لینے لگا کہ رومن اب کس طرف پیشقدمی کرتے ہیں۔

ڈفون شہر میں قیام کے دوران زبداس کی طرف ملکہ زنوبیہ کے ایلچی آئے ان ایلچیوں کے ذریعے ملکہ نے زبداس کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایلسا شہر کی طرف جائے وہاں حارث بن حسان کے ساتھ مل کر رومنوں کے سامنے اپنے دفاعی حصار کو مضبوط اور مستحکم

کرنے کو شش کرلے۔

ملکہ زنوبیہ کا یہ حکم ملتے ہی زبداس اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان کے ساتھ شامل ہونے کیلئے ڈفون سے ایلسا شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسری طرف اینٹی کوک شہر سے باہر زبداس کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ ایلسا شہر کی طرف بڑھا تھا۔ اسے اس بات کا سخت قلق اور غم تھا کہ ایلسا شہر سے باہر اس کے جرنیل کو حارث بن حسان کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی ہے اور وہ رومنوں کی اس ناکامی اور شکست کا ہر صورت میں انتقام لینا چاہتا تھا۔

رومن شہنشاہ کے ایلسا پہونچنے سے پہلے ہی حارث بن حسان کے پاس زبداس پہونچ چکا تھا۔ لہذا دونوں نے مل کر ایلسا شہر سے باہر اپنا دفاع مکمل کر لیا تھا۔ ایلسا پہنچ کر اورلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان کے متحدہ لشکر کے سامنے پڑاؤ کیا تھا۔

دوسرے روز فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے۔ جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے رومن شہنشاہ کے حکم پر اس کے لشکر میں بڑے زور سے جنگ کے طبل اور ڈھول اور تاشے بجنے لگے تھے۔ پھر اورلیوس کے حکم پر اس کا لشکر حملہ آور ہونے کے لئے حارث بن حسان کے لشکر کی طرف آرزوں کی شورش۔ ولولوں کے جنوں اور بدترین ابتلاؤں کے سایوں کی طرح آگے بڑھا تھا۔

حارث بن حسان قطعاً اپنے لشکر کو حرکت میں نہیں لایا تھا۔ شاید وہ اپنے آپ کو شروع شروع میں دفاع ہی میں محدود رکھنا چاہتا تھا۔ اور وہ بڑی بے چینی سے رومنوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے بائیں جانب اس کا جرنیل زبداس بھی اپنے حصے کے آگے بڑے بے چینی سے رومنوں کے حملہ آور ہونے کا منتظر تھا۔

پھر رومن زور زور سے جنگی طبل بجاتے اور ڈھول اور تاشے پیٹتے ہوئے اپنی بلند آوازوں میں عجیب عجیب سے نعرے لگاتے ہوئے زیست کے تلخ حقائق۔ آلام کی گرد۔ سسکتی تنہائیوں اور جذبوں کے بہاؤ کی طرح حارث بن حسان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

حارث بن حسان اپنے ساتھ جرنیل زبداس سے مل کر عجیب سے رقص رندانہ۔

صدائے مستانہ ۔ اور اجاڑ ویرانوں میں تند ٹکراؤ کی طرح رومنوں کے سامنے اپنا دفاع کرتا رہا ۔ حارث بن حسان نے کچھ دیر تک اپنے پورے لشکر کو دفاع ہی میں محصور رکھا ۔ جب اس نے اس تھوڑی سی دیر کی جنگ میں رومنوں کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگا لیا تب اس نے دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترنے کا ارادہ کر لیا تھا ۔

جارحیت پر اترنے سے پہلے حارث بن حسان اس آتش فشاں کی طرح حرکت میں آیا جو اپنی ٹھوکروں سے زمانے کی بساط کو الٹ دیتا ہے ۔ چلتی ندیوں اور آتش نفس جذبوں کی شعلہ سامانوں کی طرح وہ عجیب سے انداز میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے ساتھی جرنیل زبداس کو کوئی پیغام دینے لگا تھا ۔ حارث بن حسان کے یہ نعرے سن کر زبداس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رومنوں کے لشکر کے سامنے والے حصے پر جارحیت کا مظاہرہ کرتا ہوا حملہ آور ہوا تھا ۔

جبکہ حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ دائیں طرف ہٹا پھر وہ رومنوں کے پہلو پر بلندی و پستی کو زیر نگیں کرتی انوکھی اور اچھوتی جراتمندی جلتے سورج کے ساتھ وابستہ کڑی دھوپ کی برسوں کی ریاضت ۔ لمحوں کے لامختص سفر اور دکھ کے خنجر کی طرح رومنوں کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا ۔

حارث بن حسان کے تیز خونخوار اور جان لیوا حملوں کے باعث رومن لشکر کے اندر تلاطم اور انقلاب برپا کرتے جذبے ۔ اوہام کے بھنور اور لمحات کے کرب کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا ۔

دوسری طرف حارث بن حسان کا ساتھی جرنیل زبداس بھی دفاع سے نکل کر جارحیت میں رومنوں پر سامنے کی طرف سے سیاہ مقدر کی رات ۔ سلگتی ریت کے صحرا ۔ جو روجبر کے پیغام ۔ موت کے ہولناک سایوں میں درد کی تڑپ اور اضطراب کی برق بن کر حملہ آور ہونے لگا تھا ۔

ایلساشہر سے باہر جنگ اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی ۔ انسان یوں کٹ کٹ کر گرنے لگے تھے جیسے وقت کے سمندر میں مشیت کی چکی میں پستے ہوئے ذرے میدان جنگ میں موت کے سایوں ۔ بدبختی کی تاریکیوں میں انحطاط کی قوت زوال کی لہریں اور سفاک لمحوں کی اذیت ناکی پھیل گئی تھی ۔ ہر سو ہر طرف وقت کا بدترین جبر ۔ انتہائی زہریلے زہر کی

طرح دھیرے دھیرے دل میں اترنے والی ذلت و نفرت کا رقص کرنے لگا تھا ۔

رومن شہنشاہ اوریلوس نے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ ایلساشہر سے باہر ملکہ زنوبیہ کے لشکر کو شکست دیکر ایلساشہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اس کی ہر خواہش اس کی ہر امید کو حارث بن حسان اور زبداس نے مل کر خاک میں ملا دیا تھا ۔ سامنے کی طرف سے زبداس اور پہلو کی طرف سے حارث بن حسان نے حملہ آور ہو کر رومنوں کو خون میں نہلانا شروع کر دیا تھا پھر وہ وقت بھی آیا کہ حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے رومنوں کی اگلی صفوں کا پوری طرح قلع قمع کرنے کے بعد رومنوں کے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا ۔

اوریلوس نے جب اندازہ لگایا کہ اگر جنگ تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی تو اسے بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان علاقوں میں اس کے لشکر کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے گا ۔ لہذا اپنی اور اپنے لشکریوں کی جان بچانے کے لئے اس نے صحرا کے اندر پسپائی اختیار کی ۔

حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے اب سامنے کی طرف سے رومنوں پر زور ڈالنا شروع کیا اور ان کی صفیں کی صفیں الٹ کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا ۔ تاہم اوریلوس اپنے کچھ لشکر کو بچا کر پیچھے ہٹنے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔ اتنی دیر تک چونکہ رات چھا چکی تھی لہذا حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے رومنوں کا تعاقب چھوڑ دیا اور ایلساشہر کے باہر اپنے پڑاؤ میں چلے گئے تھے ۔

رومن شہنشاہ اوریلوس نے اسے غنیمت جانا اور وہ پیچھے ہٹ کر کھلے صحراؤں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا ۔ اسی وقت اس نے تیز رفتار قاصد اٹلی کی طرف بھجوائے اور ملکہ زنوبیہ کو اپنے سامنے مغلوب کرنے کے لئے اس نے اٹلی سے کمک طلب کر لی تھی

رومن شہنشاہ اوریلوس کو شکست دینے کے دوسرے روز حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کا چکر لگانے کے بعد جب اپنے ساتھی جرنیل زبداس کے ساتھ اپنے خیمے میں داخل ہوا تو دنگ رہ گیا ۔

اس نے دیکھا اس کے خیمے میں اس کی بیوی پالمیرہ کی ملکہ زنوبیہ بیٹھی ہوئی تھی ۔

زبداس بھی ملکہ زنوبیہ کو دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا تھا۔ دونوں آگے بڑھے پھر حارث بن حسان نے ملکہ زنوبیہ کو مخاطب کرکے پوچھا۔

زنوبیہ تم یہاں۔ خیریت تو ہے۔ ملکہ زنوبیہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور چاہتوں بھری آواز میں حارث کو مخاطب کرکے وہ کہنے لگی۔

حارث اور زبداس۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے تم دونوں کی رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس کے خلاف فتحمندی کی خبر مل گئی تھی لہذا میں تم دونوں کو ایک تو فتح کی مبارکباد دینے آئی ہوں۔ دوسرے میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ یہاں سے اپنا پڑاؤ اٹھالو۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ لمحہ بھر کے لئے رکی اس کے بعد وہ کہتی چلی گئی تھی۔

جہاں تک میرے جاسوسوں نے خبر دی ہے اس کے مطابق اوریلوس نے یہاں سے ہٹ کر دس میل شمال میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا ہے اور اس نے اٹلی سے مزید کمک طلب کرلی ہے تاکہ وہ ہمارے ساتھ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کرسکے۔

سن حارث۔ میں نے اپنے شہر تدمر کے اطراف میں صحراؤں کے اندر نخلستانوں کی صورت میں آباد بدوی قبائیل کی طرف بھی اپنے قاصد بجھوادیئے ہیں یہ قبائیل جو زبدہ اور زبائی کے قبائیل ہیں ان کے پاس رومنوں کا ایک وفد بھی آیا تھا۔ رومنوں نے انہیں بھاری رقوم اور دیگر اشیا۔ دیں اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ رومنوں کے ساتھ ہماری جنگ میں رومنوں کا ساتھ دیں گے۔ اس موقع پر ان عربوں نے بڑی دانشمندی سے کام لیا۔ انہوں نے رومن وفد سے بھاری رقوم اور دیگر اشیا۔ تو وصول کرلیں ان سے وعدہ بھی کر لیا کہ وہ ہمارے خلاف جنگ میں رومنوں کا ساتھ دیں گے لیکن رومنوں سے ساری رقوم لینے کے بعد عرب سرداروں نے اپنے نخلستانوں کو چھوڑ دیا اور وہ شمال کی طرف چلے گئے ہیں۔ اب میں نے اپنے قاصد شمال ہی کی طرف عرب سرداروں کے پاس روانہ کئے ہیں اور انہیں یہ پیغام دیا ہے کہ اگر رومن شہنشاہ صحرا سے گزر کر ہمارے تدمر شہر کا رخ کرے تو وہ رات کی تاریکی میں اس کے لشکر پر کچھ اس طرح تیزی اور بھیانک پن سے شبخون مارنا شروع کریں کہ اوریلوس کو مجبوراً پالمیرہ کی طرف کی پیشقدمی روک کر واپس جانا پڑے۔

مجھے امید ہے کہ جب اوریلوس کو اٹلی سے کمک مل جائے گی اور وہ ہمارے مرکزی

شہر تدمر کی طرف بڑھے گا تو اسے ہمارے شہر تک پہنچنے کے لئے راستے میں بڑی رکاوٹوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

یہاں تک کہتے کہتے ملکہ زنوبیہ رکی۔ لمحہ بھر کے لئے اس نے دم لیا پھر کہتی چلی گئی۔

حارث اور زبداس مجھے غور سے سنو۔ دوسری خبر جو میں تم دونوں کو دینا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ تدمر سے تمہاری طرف روانگی سے قبل میں نے اپنے قاصد ایران کی ساسانی سلطنت کے شہنشاہ بہرام اول کی طرف روانہ کئے ہیں۔ اسے میں نے پیغام بھجوایا ہے کہ رومن اگر آج ہم پر چڑھ دوڑے ہیں تو کل وہ تمہیں بھی نشانہ بناسکتے ہیں۔

میں نے ایران کے شہنشاہ بہرام کو یہ بھی یاد دلایا ہے کہ اس کے اور ہمارے درمیان ایک زبانی معاہدہ ہو چکا ہے جس کے تحت یہ طے پایا تھا کہ رومن اگر ہم پر حملہ آور ہوں گے تو ایرانی مدد کے لئے آئیں گے اور رومن اگر ایران پر حملہ آور ہوں گے تو ہم ایران کی مدد کے لئے لپکیں گے۔

میں نے ایرانی شہنشاہ کو یہ یاد دلایا ہے چونکہ یہ معاہدہ ان جنگوں سے کافی پہلے ہو چکا ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم مل کر رومنوں کا مقابلہ کریں اور انہیں نہ صرف یہاں سے مار بھگائیں بلکہ انہیں ایشیائی مقبوضہ جات سے بھی محروم کرکے رکھ دیں۔ مجھے امید ہے کہ بہرام اول میرے اس پیغام کا کوئی مثبت جواب دیگا۔

تیسری بات جو میں تم دونوں سے کہنے آئی ہوں وہ یہ ہے کہ تم آج ہی اپنے لشکر کا پڑاؤ یہاں سے اٹھاؤ اور تدمر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں تم دونوں کے ساتھ جاؤں گی۔ میں نے یہ سوچا ہے صحرا کے اندر جگہ جگہ پھیلے اپنے چھوٹے چھوٹے شہروں کی حفاظت کرنے کے بجائے ہمیں اپنی پوری قوت اور طاقت کو اپنے مرکزی شہر تدمر میں جمع کر لینا چاہیئے۔

اگر صحرا کے اندر عرب بدوی قبائیل رومنوں کی پیشقدمی روک کر انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیں تو یہ ہماری خوش قسمتی ہو گی۔ اور اگر رومن کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کو لے کر ہمارے مرکزی شہر تدمر تک پہنچ جائیں تو ہم شہر سے باہر نکل کر بڑے حوصلے اور بڑے عزم کے ساتھ رومنوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔

اگر ہمارے حالات تدمر کے باہر جنگ میں سازگار نہ ہوئے اور ہمیں رومنوں سے شکست کا خطرہ ہوا تب ہم شہر میں محصور ہو جائیں گے اور ایشیائے کوچک میں زبدہ اور زبائی

کی طرف پیغام بھجوائیں گے کہ وہ ایشائے کوچک کی مہم کو جیسی ہے ویسا ہی ترک کر کے فوراً تدمر لوٹ آئیں تا کہ رومنوں کے مقابلے میں تدمر شہر کا دفاع کیا جا سکے۔

حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے ملکہ زنوبیہ کی اس تجویز کو پسند کیا۔ لہٰذا ملکہ کے کہنے پر وہ دونوں اسی رات اپنے لشکر کو لے کر ایلسا شہر سے تدمر کی طرف ملکہ کے ساتھ کوچ کر گئے تھے۔

اٹلی سے جو دو بڑے بڑے لشکر ایشائے کوچک کی طرف روانہ ہوئے تھے ایشائے کوچک کے مغربی حصوں میں ہی رومنوں کا جرنیل مارکس اپنے حفاظتی دستوں کے ساتھ ان لشکریوں سے جا ملا اور پھر ان لشکریوں کی رہنمائی کرتا ہوا وہ دونوں لشکروں کو نائیکو میڈیا شہر کی طرف لے گیا تھا۔

ان دونوں لشکروں کی مارکس کی رہنمائی اور سربراہی میں نائیکو میڈیا پہنچنے تک نائیکو میڈیا کی بندرگاہ میں رومنوں کا وہ بحری بیڑہ بھی لنگر انداز ہو چکا تھا جو اٹلی سے روانہ ہوا تھا اس بحری بیڑے میں جہاں خوراک اور ہتھیاروں کے وسیع ذخائر تھے وہاں اس میں ایک لشکر بھی سوار تھا۔ اس لشکر کو بھی مارکس نے نائیکو میڈیا شہر میں مقیم کیا۔

اب نائیکو میڈیا میں جنگجو رومنوں کی اس قدر تعداد ہو گئی تھی کہ ان کے قیام کے لئے مارکس کو بندرگاہ سے ہٹ کر خیموں کا ایک بہت بڑا شہر آباد کرنا پڑا۔

چند یوم تک مارکس نے اٹلی سے آنے والے تینوں لشکروں کو سستانے کا موقع فراہم کیا۔ پھر ایک روز اس نے کوچ کی تیاری کی۔ جو لشکر بحری بیڑے میں اٹلی سے آیا تھا اسے اس نے نائیکو میڈیا کی حفاظت پر چھوڑا تا کہ وہ نائیکو میڈیا کا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ نائیکو میڈیا کی بندرگاہ پر جو جہاز کھڑے ہیں ان کی بھی نگرانی کر سکیں باقی دو لشکروں کو لے کر وہ بروصہ شہر کی طرف بڑھا تھا۔

زبدہ گو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں کی وادی میں مقیم تھا لیکن

اس کے اور زبائی کے درمیان باقاعدہ مخبروں اور طلایہ گروں کے ذریعے خبروں اور پیغامات کا لین دین ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ بروصہ شہر کے نواح اور اس کوہستانی سلسلے کے ارد گرد زبدہ اور زبائی دونوں نے اپنے مخبروں اور جاسوسوں کا کچھ ایسا جال بچھا رکھا تھا کہ جو رومن بھی انہیں ان علاقوں میں نظر آتا اسے وہ موت کے گھاٹ اتار دیتے اور رومنوں کی نقل و حرکت کی پل پل کی خبریں زبدہ اور زبائی تک پہنچاتے تھے۔

مارکس نے اٹلی سے آنے والے دونوں جرار لشکروں کے ساتھ بروصہ پہنچ کر شہر کے غربی اور شمالی حصوں کا مکمل طور پر محاصرہ کر لیا تھا۔ شہر پناہ کے مغربی اور شمالی دروازوں کے سامنے بڑے بڑے پڑاؤ قائم کئے تھے۔ شاید وہ انہی دروازوں پر حملہ آور ہو کر بروصہ کو فتح کرنے کا باب کھولنا چاہتا تھا۔

آنے والی شب رومنوں نے شہر سے باہر پڑاؤ کرنے کے بعد پوری طرح آرام کیا تاہم لشکر کا ایک حصہ انہوں نے چوکس کر دیا تھا تاکہ کہیں شہر سے نکل کر زبدہ اور زبائی ان پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔ مارکس ابھی تک یہی خیال کئے ہوئے تھا کہ زبدہ اور زبائی دونوں نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بروصہ شہر میں قیام کر رکھا ہے۔

چونکہ زبدہ اور زبائی کے مخبران علاقوں میں کسی بھی رومن جاسوس کو پھٹکنے تک نہ دیتے تھے لہذا رومنوں کو ابھی تک یہ خبر نہ ہونے پائی تھی کہ زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ بروصہ شہر کے بجائے قریبی کوہستانی سلسلوں میں گھات لگائے بیٹھا ہے۔

اس کے علاوہ زبدہ نے چونکہ رات کی تاریکی میں بروصہ شہر سے کوچ کیا تھا کوہستانی سلسلے میں اس نے گھات لگائی تھی لہذا کسی کو کان و کان خبر نہ ہونے پائی تھی کہ زبدہ بروصہ شہر میں موجود نہیں ہے۔

اگلے روز رومنوں نے بروصہ شہر پر اپنے حملوں کی ابتدا کی۔ شروع میں انہوں نے شمال اور مغربی حصوں سے حملے کرنے شروع کئے تھے پھر آہستہ آہستہ انہوں نے ان حملوں کو بروصہ شہر کے چاروں طرف پھیلا دیا تھا۔ کئی بار رومنوں نے شہر پناہ کی دیوار پر رسوں کی سیڑھیاں پھینکتے ہوئے اوپر چڑھنے کی کوشش کی لیکن بڑی جرأتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبائی نے ان کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔

پھر کئی موقع پر رومنوں نے شہر پناہ کے شمالی دروازے کو توڑ کر شہر میں داخل ہونا

چاہا لیکن زبائی طرف سے شہر پناہ کے اوپر سے دروازہ توڑنے کی کوشش کرنے والے رومنوں پر کھولتا ہوا پانی اور آگ کے انگارے پھینکے گئے جس کے باعث رومن شہر پناہ کا دروازہ توڑنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکے تھے۔

صبح سے لیکر لگ بھگ شام تک رومن شہر پناہ کے مختلف حصوں پر حملہ آور ہو کر شہر پناہ کے اوپر چڑھنے یا دروازے توڑ کر شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے رہے لیکن انہیں ناکامی ہوئی۔ آخر سورج غروب ہونے کے بعد رومن پھر شہر پناہ سے پیچھے ہٹ کر اپنے پڑاؤ میں سستانے اور آرام کرنے کے لئے چلے گئے تھے۔ شاید اگلے روز وہ پھر تازہ دم ہو کر شہر پناہ پر حملہ آور ہونے کا خیال رکھتے تھے۔

سرما کی طویل ٹھٹھرتی رات خزاں کے پتوں کی سرسراہٹ میں رفاقت کی طلب۔ تنہائی کی آرزو اور شعور آگہی کا شوق کئے بھاگتی جا رہی تھی۔ شب کے آنگن میں سرما کی سرد لہریں ہر شے کے تن کے بھید کھولنے لگی تھیں۔ روشنی کی ادھوری کرنیں تیرگی کی گود اور راستوں کے سناٹوں میں کھو سی گئی تھیں۔ مستانی ہواؤں میں ٹھٹھری عریاں ساعتیں اپنی تخلیق کی پرکھ اور اندھیروں کے رد عمل کی کھوج میں صبح نو کے کاروانوں کی طرف بھاگی چلی جا رہی تھی۔

بروصہ شہر کے باہر رومنوں کا لشکر اپنے پڑاؤ میں گہری نیند سویا ہوا تھا تاہم پڑاؤ کے سامنے اور دائیں بائیں تینوں جانب لشکر کے کچھ حصے اپنے ساتھیوں کی حفاظت کے لئے جاگ رہے تھے تاکہ شہر کے اندر سے زبدہ اور زبائی کسی وقت نکل کر ان پر شبخون نہ مار سکیں۔ شہر کے باہر اور اطراف سے رومن بالکل مطمئن تھے۔

اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ ایشائے کوچک کے ان علاقوں میں ملکہ زنوبیہ کی طرف دو ہی جرنیل زبدہ اور زبائی کارروائیوں میں مصروف تھے۔ انہیں چونکہ یقین اور بھروسہ تھا کہ زبدہ اور زبائی دونوں بروصہ شہر میں محصور ہو گئے ہیں لہذا باہر سے کسی قوت کے شبخون مارنے کا انہیں امکان اور اندیشہ تک نہ تھا۔ لہذا فصیل کی طرف سے یا دائیں بائیں سمتوں سے انہوں نے چند دستے مقرر کر کے احتیاط برت لی تھی تاکہ شہر سے باہر نکل کر کوئی ان پر شبخون نہ مار سکے۔

گھرے اندھیرے اور ٹھٹھرتی سردی میں زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ سانپ کی طرح

آواز پیدا کئے بغیر کوہستانی سلسلے سے نکلا اور آہستہ آہستہ کوئی کھٹکا یا صدا اور آواز پیدا کئے بغیر وہ بروصہ شہر کی طرف بڑھا تھا۔

رومنوں کے پڑاؤ میں چونکہ سامنے اور دائیں بائیں جانب لشکر کے کچھ حصے جاگتے ہوئے مستعد تھے لہذا زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ پشت کی جانب سے نمودار ہوا تھا۔ اور پھر رومن لشکر کے قریب آنے کے بعد پہلے اس نے جلتے پروں کا ایک تیر فضاؤں میں بلند کیا تھا شاید وہ زبدہ کی طرف سے زبائی کے نام کوئی پیغام تھا اس کے بعد رومن لشکر کے قریب آتے ہوئے زبدہ نے اپنے لشکریوں کے ساتھ آسمان کا سینہ اور زمین کا جگر ہلا دینے والے انداز میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں پھر تکبیریں پڑھتے ہوئے زبدہ اور اس کے لشکری رومن پڑاؤ کی پشتی حصے کی طرف سے آگے بڑھے تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے زبدہ اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں پر عمر کے روزہ شب کی ساعتوں کو سمیٹتی خاک وخون کی خواہشوں زیست کے مشاغل سے بری طرح الجھتی دحشتوں کے مناظر اور ہیبت ناک کرگسوں کے عذاب میں شاہینوں کی برہنہ جست اور لامتناہی اڑان کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زبدہ کے ان حملوں میں خوشبو کے سفر کی لذت۔ منزل سے ہمکنار ہونے کا نشہ۔ اور کہکشاں کی سنہری کرنوں کے لمس کی سی سرشاری تھی۔ اپنے تیز اور جان لیوا حملوں کے باعث وہ غم کے مسحاب۔ کیف آگیں لمحوں کی سلگتی چنگاریوں اور تپش وحدت بکھیرتی سورج کی بے روک کرنوں کی طرح رومنوں کے اندر گھستا چلا گیا تھا۔

رومنوں پر حملہ آور ہونے سے پہلے زبدہ نے جو فضاؤں میں جلتے ہوئے پروں کا ایک تیر چھوڑا تھا اس نے بھی اپنا کام دکھایا وہ زبائی کے لئے اشارہ تھا لہذا جس وقت زبدہ رومنوں کے پشتی حصے کی طرف حملہ آور ہوا۔ بروصہ شہر میں بھی ایک انقلاب برپا ہو گیا تھا

شہر کے اندر سے زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ صحرائی آندھیوں۔ موت کے وست خونی۔ جوان رگوں میں اڑتی امنگوں کی طرح نکلا اور سامنے کی طرف سے وہ رومنوں پر حیات کی قدروں۔ فکر کے دائروں۔ انقلاب برپا کر دینے والے ازل سے ڈستے حوال۔ سوچوں کے آہنگ اور مچلتے دل کی گہرائیوں میں موت کی بیکراں دستیں اور کڑی

ظلمتیں پھیلا دینے والے جیالے جوان جذبوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ ایک طرف سے زبائی رومنوں کا بڑی بری طرح قتل عام شروع کر چکا تھا دوسری جانب سے زبدہ نے زہریلے سانپ کی طرح رومنوں کو ڈستے ہوئے ان کی تعداد بڑی تیزی سے کم کرنا شروع کر دی تھی۔ ایسے میں رات کی تاریکی میں زبدہ کی بھاری اور گونج دار آواز سنائی دی تھی اس نے رومنوں کو مخاطب کیا تھا۔

دھوپ میں موم کے گھر کے متلاشی اور لوح وقلم کے مجرم رومنو! بروصہ شہر سے باہر اس میدان جنگ میں ہم تم لوگوں کے لئے دہکتے انگاروں۔ سلگتی چنگاریوں کے خواب لکھیں گے۔ سنو احمق رومنو۔ میں زبدہ بول رہا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرا ساتھی اور بھائی زبائی دونوں مل کر اس جنگ میں تم لوگوں کے لئے موت کی سرد وادی اور نیم کا کڑوا کاڑھا ثابت ہوں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے رکا اس کے بعد اس نے رومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

بارش میں نمک کے گھروں کے متلاشی۔ احمقو! کذب وریا کے احوال لکھنے والے رومنو! سن رکھو میرے اور زبائی کے ساتھ بروصہ شہر سے باہر یہ جنگ تمہیں بڑی مہنگی پڑے گی۔ اس جنگ میں ہم تہاری جرأتمندی کے شیش محل توڑیں گے تمہارے مقدر میں تمہارے تحیرات کی دھند جیسی شکست اور مصروف بکا پیاسی روحوں جیسی المناک ہزیمت لکھ کر رکھیں گے۔

زبدہ لمحہ بھر کے لئے رکا۔ اس کے بعد اس بار اس نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا تھا۔

صحرائے پالمیرہ کے عظیم فرزندو! میرے بھائیو! میرے رفیقو! بیان وقلم کے خالق اپنے رب۔ حرف وصوت کے ہنرمند اپنے اللہ کے نام کی تکبیریں بلند کرتے ہوئے آگے بڑھو اور ان رومنوں کے ہر حلقے ہر حصار کو توڑتے ہوئے انہیں ان کی ہر تازگی ثمر سایہ دوستاں۔ ظل اماں اور ذوق حریت سے محروم کرتے چلے جاؤ۔ میرے ساتھیو۔ میرے عزیزو۔ اس میدان جنگ میں ان رومنوں کے حصار ذات میں ٹوٹتے لمحوں کی صداؤں کے سوا کچھ نہ رہنے دو۔

زبدہ کے ان الفاظ نے رات کی تاریکی میں اپنے ساتھیوں اور زبائی کے لشکریوں پر کچھ ایسا اثر کیا کہ زبدہ اور زبائی کے لشکری رومنوں پر دونوں جانب سے تیز برستی موسلادھار بارش ۔ خروش طوفان ار کرب کے بیکراں سمندر کی طرح ٹوٹ پڑے تھے ۔ ہر سمت سے انہوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھتے ہوئے رومنوں کے لشکر میں اندھادھند گھستے ہوئے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

رات کی تاریکی میں بروصہ شہر کے باہر رومن زیادہ دیر تک زبدہ اور زبائی کے تیز اور زہریلے حملوں کو برداشت نہ کر سکے ۔ لحہ بہ لحہ زبدہ اور زبائی ان پر اپنا دباؤ بڑھاتے جا رہے تھے ساتھ ساتھ رومنوں کے لشکر کی تعداد بھی بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی ۔ جوں جوں رات صبح کے کاروانوں سے قریب ہوتی جا رہی تھی توں توں بروصہ شہر سے باہر رومنوں کے لشکر کی تعداد کم ہوتی چلی گئی تھی ۔

رومنوں کے سالار اعلیٰ مارکس نے جب اندازہ لگایا کہ اگر زبدہ اور زبائی کے یکطرفہ حملے جاری رہے تو صبح ہونے تک بروصہ شہر سے باہر کوئی بھی رومن زندہ نہیں بچے گا ۔ یہ اندازہ لگاتے ہوئے اس نے شکست قبول کی ۔ اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

رات کی تاریکی میں زبدہ اور زبائی نے اپنے سامنے بھاگتے ہوئے رومنوں کا دور تک تعاقب کرتے ہوئے ان کا مزید قتل عام کیا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹے ۔ اور رومنوں کے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا تھا۔ رومنوں کا جرنیل مارکس اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا شہر میں جا کر محصور ہو گیا تھا۔

جس وقت زبدہ اور زبائی کے لشکری رومنوں کے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹ رہے تھے اس وقت مشرق سے صبح کے آثار نمودار ہو رہے تھے ۔ زبدہ اس موقع پر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے قریب ہی کھڑے زبائی کو مخاطب کیا۔

زبائی میرے بھائی ۔ جس کام کی تکمیل کے لئے میں بروصہ اور نائیکو میڈیا شہروں کے درمیان کوہستانی سلسلے میں منتقل ہوا تھا میں سمجھتا ہوں اس کام کی تکمیل ہو گئی ہے بس میں رومنوں کو ایک بار بروصہ شہر کے باہر شکست دینا چاہتا تھا اور انہیں اٹلی سے جو نئے لشکر ملے تھے ان لشکروں کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ایک زعم باطل پیدا ہوا تھا اسے میں نے توڑ دیا ہے اب میں یہ سارا سامان اور جنگی رتھ جو کوہستانی سلسلے میں منتقل

کئے تھے بروصہ شہر کی طرف لا رہا ہوں اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض ہے ۔ زبائی کا جواب سننے سے پہلے زبدہ نے ایک بار اپنے پہلو میں کھڑی تمر کی طرف دیکھا اور اسے بھی مخاطب کیا۔

تمر ۔ تم بھی سوچو ۔ اگر اس سلسلے میں تم کوئی مشورہ دینا چاہو تو یقیناً وہ میرے لئے قابل عمل ہو گا۔

اس موقع پر تمر کے چہرے پر انتہائی خوشگوار اور پسندیدہ مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔ پھر وہ زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی ۔

زبدہ میرے حبیب ۔ میں تو یہ کہنا پسند کروں گی کہ آپ کا ہر اقدام آپ کا ہر فیصلہ میرے اور زبائی کے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے اس لئے کہ آپ نے جو بھی قدم اٹھایا وہ یقیناً ہم سے سب کی بہتری کے لئے تھا ۔ اور میں اس کے علاوہ بروصہ شہر سے باہر رومنوں کو بدترین شکست دینے پر آپ کو دلی مبارکباد بھی پیش کرتی ہوں اس لئے کہ جس انداز میں آپ نے رومنوں سے جنگ کی اور جس انداز میں آپ نے اپنے لشکریوں کو جان لیوا حملوں پر ابھارا وہ صرف آپ ہی کر سکتے تھے ۔ قسم خداوند قدوس کی میں تمر بنت عطریف ہمیشہ آپ کی ذات پر فخر کرتی رہوں گی ۔ میں اس خداوند لازوال کی شکر گزار ہوں جس نے مجھے آپ کی زندگی کا رفیق اور آپ کی حیات کا ساتھی بننے کی توفیق عطا فرمائی ہے ۔

تمر کی اس گفتگو سے جہاں زبدہ خوش ہو رہا تھا وہاں زبائی بھی دھیرے دھیرے مسکرا رہا تھا اس کے بعد زبائی بول پڑا۔

زبدہ میرے بھائی ۔ آپ کا کہنا درست ہے ۔ بروصہ شہر کے باہر رومنوں کو شکست دینے کے بعد ہم نے ایک بار پھر ان کی کمر توڑ دی ہے ۔ آپ کو اب اس کوہستانی سلسلے میں قیام کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

زبائی کا یہ جواب یقیناً زبدہ کے لئے حوصلہ افزا تھا ۔ لہٰذا اسی وقت زبدہ نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو کوہستانی سلسلے کی طرف روانہ کیا اور کوہستانی سلسلے میں جس قدر خوراک کے ذخیرے ۔ سامان اور جنگی رتھیں منتقل کی گئی تھیں وہ پھر بروصہ شہر کی طرف لائی گئی تھیں ۔

جس وقت یہ ساری چیزیں بروصہ لائی گئیں اس وقت زبدہ اور زبائی اپنے لشکریوں

میں رومنوں کے پڑاؤ سے ملنی والی اشیا تقسیم کر رہے تھے جب یہ سامان پہنچا تب بروصہ شہر کے قریب ہی زبدہ نے سارے جنگی رتھوں کو ایک لمبی لائن میں کھڑا کرنے کا حکم دیدیا تھا زبدہ کا یہ حکم ملتے ہی اس کے لشکری حرکت میں آئے اور سارے جنگی رتھوں کو انہوں نے شہر کی فیصل کے قریب ہی ایک لمبی قطار میں کھڑا کر کے رکھ دیا تھا۔ ان کے آگے جو گھوڑے جتے ہوئے تھے انہیں انہوں نے علیحدہ کر دیا تھا۔

جس وقت اس کام کی تکمیل ہو چکی تو تمر جو اس موقع پر زبائی کے سامنے اور زبدہ کے پہلو میں کھڑی تھی زبدہ کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

زبدہ میرے حبیب۔ یہ جو آپ نے شہر کی فصیل کے قریب لمبی قطار میں جنگی رتھ کھڑے کر دیئے ہیں کیا ان سے بھی آپ اپنے لئے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

تمر کے اس استفسار پر زبدہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتا زبائی بول پڑا۔

زبدہ میرے عزیز بھائی۔ جو میں پوچھنا چاہتا تھا۔ مجھ سے پہلے ہی میری عزیز ترین بہن تمر نے پوچھ لیا ہے۔ کیا آپ کچھ بتانا پسند کریں گے۔ یہ جو لمبی قطار میں آپ نے جنگی رتھ کھڑے کر دیئے ہیں کیا یہ دشمن کے خلاف معرکہ آرائی میں ہمارے کام آسکیں گے۔

زبدہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے باری باری زبائی اور تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے دونوں عزیزو۔ میرے دونوں رفیقو۔ صبر کرو۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ جو جنگی رتھ میں نے بروصہ شہر کے باہر ایک لمبی قطار میں کھڑے کئے ہیں یہی ایک روز رومنوں کی بدترین شکست کا باعث بنیں گے۔ اور ان علاقوں میں ان کی قوت پر موت کی آخری مہر نصب کریں گے۔ پھر زبدہ نے اپنے پہلو میں کھڑی تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تمر۔ مجھے بھوک لگی ہے پہلے کھانا کھائیں۔ ساتھ ہی اپنے لشکریوں کے کھانے کا بندوبست کریں۔ اس پر تمر فوراً زبدہ کو اپنے ساتھ لے گئی جبکہ زبائی اور اس کی بیوی عنبر اپنے خیمے کی طرف جا رہے تھے۔

جلد ہی رومن شہنشاہ اورلیوس کو کمک کی صورت میں اٹلی سے ایک بہت بڑا لشکر مل گیا۔ اس لشکر کی تعداد اس لشکر سے بھی زیادہ تھی جو پہلے ہے اورلیوس اٹلی سے لے کر آیا تھا۔ اٹلی سے نیا لشکر ملنے کی وجہ سے اورلیوس کے حوصلے بلند ہو گئے لہذا اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ ملکہ زنوبیہ کو ہر صورت میں شکست دے کر اور اسے گرفتار کر کے اسے اپنے ساتھ اٹلی لے کر جائیگا۔

ملکہ زنوبیہ کے مرکزی شہر تدمر کی طرف پیشقدمی شروع کرنے سے قبل اورلیوس نے صحرا کے اندر مختلف نخلستانوں میں بدوی قبائیل سے رابطہ کرنا شروع کیا۔ یہ بدوی قبائیل زبدہ اور زبائی کے نخلستانوں میں آباد قبائیل کے علاوہ تھے۔ چھوٹی چھوٹی تعداد میں جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے نخلستانوں میں آباد تھے۔

اورلیوس جانتا تھا کہ اس صحرا کے اندر آگے بڑھتے ہوئے اگر وہ ملکہ زنوبیہ کے شہر تدمر کی طرف جائے گا تو راستے میں نخلستانوں میں آباد بدو اس کے لئے مصیبت کھڑی کر دیں گے۔ اور صحرا کے اندر جگہ جگہ وہ اس کے لشکر پر شبخون مار کر اس کے لشکر کو رسد کمک اور دوسری ضروریات زندگی کے قیمتی سامان سے محروم کرتے چلے جائیں گے۔ بلکہ اگر ممکن ہوا اور انہوں نے ملکہ زنوبیہ سے اتحاد کر لیا تو صحرائی خطوں میں اس کے لشکریوں کا قتل عام کرتے ہوئے اس کے لشکر کی تعداد کو بھی گھٹا کر رکھ دیں گے۔

ان خدشات کے پیش نظر اورلیوس نے اپنے نمائیندے بدوی قبائیل کے

نخلستانوں کی طرف روانہ کئے۔ بدوی قبائیل کے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کو اوریلیوس نے بھاری رقمیں اور تحائف پیش کئے اور عہد لیا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ملکہ زنوبیہ کے مرکزی شہر پالمیرہ کی طرف پیشقدمی کرے تو وہ اس کے لشکر پر حملہ آور نہ ہوں گے۔

رومن شہنشاہ اوریلیوس کی طرف سے معقول رقم ملنے کے بعد ان بدوی قبائیل نے اوریلیوس کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ وہ اس کے لشکر کے ساتھ تصادم کا کھیل نہیں کھیلیں گے۔ اور کم از کم وہ غیر جانبدار ضرور رہیں گے۔ یہ راستہ صاف کرنے کے بعد اوریلیوس نے ملکہ زنوبیہ کے مرکزی شہر تدمر کی طرف پیشقدمی شروع کر دی تھی۔

ملکہ زنوبیہ کے وہ قاصد جو اس نے ایران کے شہنشاہ بہرام کی خدمت میں روانہ کئے تھے وہ جب بہرام کے سامنے پیش کئے گئے اور انہوں نے رومنوں کے خلاف بہرام سے ملکہ زنوبیہ کی مدد کے لئے درخواست کی تو ایران کا شہنشاہ بہرام شش وپنج میں پڑ گیا۔

چاہئے تو یہ تھا کہ بہرام اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ ملکہ زنوبیہ کی مدد کرتا دونوں قوتیں متحد اور یکجا ہو کر رومنوں کو نہ صرف ان کے مقبوضہ جات سے محروم کر دیتیں بلکہ انہیں ایشیا سے بھی چلتا کر دیا جاتا لیکن ایران کا شہنشاہ بہرام بنیادی طور پر کوئی مستحکم ارادہ اور عزم صمیم رکھنے والا انسان نہیں تھا۔ ایک طرف ایران کے شہنشاہ بہرام کو یہ خدشہ تھا کہ اگر اس جنگ میں کھل کر ملکہ زنوبیہ کا ساتھ دیا تو کہیں رومن اس کے خلاف نہ ہو جائیں۔ اور آنے والے دنوں میں اس کے لئے مصیبت نہ کھڑی کر دیں۔

دوسرا خطرہ اس کے لئے یہ تھا کہ اگر اس نے ملکہ زنوبیہ کی مدد نہ کی اور آنے والے دنوں میں اگر ملکہ زنوبیہ نے رومنوں کو شکست دی تو رومنوں کا صفایا کرنے کے بعد ملکہ زنوبیہ یقیناً بہرام پر حملہ آور ہو کر ایران کی اینٹ سے اینٹ بجائے گی اور بہرام کو تاج و تخت سے محروم کر دیگی۔ اس طرح ساسانی شہنشاہ بہرام رومنوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے بھی خوفزدہ تھا۔ ملکہ زنوبیہ کی مدد نہ کر کے وہ اپنے لئے خطرہ محسوس کرتا تھا۔

ان حالات میں جبکہ رومنوں کا شہنشاہ اوریلیوس صحرائے پالمیرہ میں سے ہوتا ہوا تدمر کی طرف پیشقدمی کر رہا تھا۔ ایرانی کے شہنشاہ بہرام نے صرف چند دستوں پر مشتمل چھوٹا سا ایک لشکر ملکہ زنوبیہ کی برائے نام مدد کے لئے روانہ کیا تھا۔

اس ایرانی لشکر نے مزید حماقت یہ کی کہ صحرائے پالمیرہ سے ہوتے ہوئے ملکہ

زنوبیہ کے مرکزی شہر تدمر کی طرف جانے کے بجائے چند دستوں پر مشتمل یہ چھوٹا سا لشکر دریائے فرات کے کنارے کنارے آگے بڑھا اس کی آمد کی اطلاع رومنوں کے شہنشاہ اوریلیوس کو بھی ہو گئی تھی لہذا اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ ایرانی لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ بس رومنوں نے دریائے فرات کے کنارے اس ایرانی لشکر کا پوری طرح قتل عام کر کے اس کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

صحرائے پالمیرہ کے بدوی قبائیل کو غیر جانبدار کرنے اور ایران کے شہنشاہ بہرام کے چھوٹے سے لشکر کا پوری طرح صفایا کرنے کے بعد رومن شہنشاہ اوریلیوس اب کسی قدر اطمینان اور سکون کے ساتھ تدمر کی طرف پیشقدمی کرنے کے قابل ہو گیا تھا۔ لہذا اسنے اپنے لشکر کو تیزی سے تدمر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

ادھر ملکہ زنوبیہ۔ حارث بن حسان اور زبداس بھی رومنوں کی نقل و حرکت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لئے کہ زنوبیہ کے جاسوس پوری طرح انہیں رومنوں کی نقل و حرکت سے آگاہ کر رہے تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی کہ رومن تدمر کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں تو ملکہ زنوبیہ نے اپنے کل لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ حارث بن حسان کی سرکردگی میں رکھا گیا۔ دوسرا حصہ زبداس کے تحت اور تیسرے حصے کی کمانداری ملکہ نے سنبھال لی تھی۔

جس وقت یہ سارے انتظامات ہو رہے تھے اس موقع پر زبداس نے ملکہ زنوبیہ اور حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے استفہامیہ سے انداز میں مشورہ دیا۔

خانم کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم زبدہ اور زبائی کی طرف قاصد بھجوائیں کہ اگر وہ ایشائے کوچک میں اپنے کام کی تکمیل کر چکے ہوں تو فوراً تدمر کا رخ کریں میرا مشورہ ہے کہ ہم تدمر شہر میں محصور ہو جائیں اور رومنوں کے خلاف جنگ جاری رکھیں اس جنگ کے دوران اگر زبدہ اور زبائی بھی دونوں پہنچ جائیں تو تدمر شہر کی طرف سے ہم رومنوں پر حملہ آور ہوتے رہیں گے اور پشت کی جانب سے جب زبائی اور زبدہ رومنوں پر حملہ آور ہوں گے تو خانم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ صحرائے پالمیرہ میں یہ رومن شکست کھانے کے بعد اس قابل نہ رہیں گے کہ بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کے لئے کوئی محفوظ راستہ بھی تلاش کر سکیں۔

ملکہ زنوبیہ جواب میں تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی ۔ پھر اس نے کوئی فیصلہ کیا۔اور زبداس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ اٹھی ۔

زبداس میرے بھائی ۔ جو مشورہ تم نے دیا ہے میں سمجھتی ہوں یہ ہمارے لئے بہترین اور انتہادرجہ کا سودمند ہے ۔ ہمیں زبدہ اور زبائی کی طرف ضرور پیغام بھجوانا چاہیئے ۔ میرے خیال میں ان دونوں کا کام ابھی وہاں مکمل نہیں ہوا اگر ہو چکا ہوتا تو وہاں وہ ایک لمحہ بھی مزید قیام نہ کرتے اور فوراً وہ جو کچھ انہیں حاصل ہوا ہے اسے لے کر تدمر کا رخ کرتے ۔

لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ابھی تک وہ ان لشکروں سے برسرپیکار ہیں جو کمک کے طور پر اٹلی سے ایشیائے کوچک کی طرف گئے ہیں جبکہ میں نے یہ بھی اپنے جاسوسوں سے سنا ہے کہ دو لشکروں کے علاوہ ایک بہت بڑا بحری بیڑہ بھی بحیرہ ماسفورس ہوتا ہوا نائیکومیڈیا کی بندرگاہ کی طرف گیا ہے ۔ لہذا زبدہ اور زبائی کو اس بحری بیڑے سے بھی نپٹنا ہوگا ۔ اس لئے کہ اس بحری بیڑے میں جہاں خوراک ہتھیاروں کے ذخائر ہیں وہاں اس بحری بیڑے میں ایک بہت بڑا لشکر بھی ہے ۔ اس طرح زبدہ اور زبائی کو ایشیائے کوچک میں بہ یک وقت تین لشکروں کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ اس کے علاوہ پہلے سے ایشیائے کوچک میں جو رومنوں کے لشکر ہیں تعداد کیا ہے زبدہ اور زبائی ان لشکروں کو کہاں تک ختم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اس کی ابھی تک مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی ۔

میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ اگر ایشیائے کوچک میں ابھی کام ادھورا ہے تو ہمیں دونوں کو واپس نہیں بلانا چاہیئے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ زبدہ اپنے کام کی تکمیل تک وہیں رہے زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر کا رخ کرے ۔ زبائی یہاں پہنچ جائے تو میں سمجھتی ہوں ہم تدمر شہر سے باہر بھی رومن شہنشاہ اوریلوس کا بڑی آسانی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اسے صحرائے پالمیرہ کے باہر مار بھگانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں ۔

حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے ملکہ زنوبیہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا ۔ اسپر ملکہ زنوبیہ نے مزید کچھ سوچا اس کے بعد اس نے زبداس کو مخاطب کیا ۔

زبداس میرے بھائی ۔ جو ہمارے سب سے زیادہ قابل اعتماد قاصد ہیں ان میں سے دو کو بلا کر لاؤ ۔ میں انہیں زبدہ اور زبائی کی طرف روانہ کرتی ہوں اور تمہارے اور ان کے

آنے تک میں زبدہ اور تم کے نام ایک خط بھی لکھتی ہوں ۔ ملکہ زنوبیہ کا یہ حکم سنتے ہی زبداس باہر نکل گیا تھا ۔

تھوڑی ہی دیر بعد زبداس لوٹ کر آیا ۔ اس کے ساتھ وہ دونوں مخبر اور قاصد تھے جنہیں زبدہ اور زبائی کی طرف روانہ کیا جانا تھا ۔ جب وہ دونوں قاصد ملکہ کے سامنے آئے ۔ ملکہ زنوبیہ کو خوب سر جھکاتے ہوئے انہوں نے تعظیم پیش کی ۔ ملکہ زنوبیہ نے ان دونوں کو اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا ۔ تھوڑی دیر تک زبداس بھی اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا ۔ اس کے بعد ملکہ زنوبیہ نے ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کیا ۔

صحرائے پالمیرہ کے عظیم مخبرو ۔ میں تمہارے ذمے ایک انتہائی اہم کام لگا رہی ہوں تم ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے ایشیائے کوچک کی طرف روانہ ہو جاؤ ۔

وہاں تم زبدہ اور زبائی کے پاس جاؤ ۔ ان دونوں سے بات کرو کہ اگر ایشیائے کوچک میں ان دونوں کی مہم ابھی ادھوری ہے تو کم از کم زبائی تدمر کی طرف آجائے تاکہ رومن جو اپنی پوری قوت کے ساتھ تدمر پر یلغار کرنے والے ہیں اس یلغار کو روکا جاسکے ۔ زبدہ کو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ تم بھی ایشیائے کوچک میں اپنے کام کی جلد تکمیل کر کے تدمر کا رخ کرنا اس لئے کہ ان حالات میں تمہاری اور زبائی کی کمی پوری طرح محسوس کرتی ہوں اگر دونوں اس وقت یہاں ہوتے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم صحرائے پالمیرہ کے کھلے ریگزاروں میں رومن شہنشاہ اوریلوس کا مقابلہ کرتے ۔ اور اس کے دامن میں شکست اور اس کی جھولی میں ہزیمت ڈالتے ہوئے صحرائے پالمیرہ کی آخری حدوں تک بڑی خونخواری سے اس کا تعاقب کرتے ۔

بہرحال اب بھی ہم تدمر کا دفاع کریں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم اوریلوس کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ تاہم ایشیائے کوچک سے اگر زبائی یہاں پہنچ گیا پھر ہم اوریلوس کے کے سامنے ایک ایسا قلعہ ایک ایسا حصار ثابت ہوں گے جس سے سر ٹکرا ٹکرا کر اوریلوس کو ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتے ہوئے واپس جانا ہوگا ۔

ملکہ زنوبیہ لمحہ بھر کے لئے رکی ۔ اپنے سامنے تہہ کیا ہوا ایک کاغذ اس نے اٹھایا اور وہ کاغذ اس نے ان دونوں قاصدوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یہ میری طرف سے خط ہے میری بہن تمر کو پہنچا دینا ۔

ان دو قاصدوں میں سے ایک اٹھا ملکہ نے جو خط اپنی بہن تمر کے نام لکھا تھا وہ اس نے لیا اور بڑے محفوظ انداز میں اس نے وہ خط اپنے لباس کے اندر چھپا لیا تھا۔ اس دوران ملکہ کی آواز ان دونوں قاصدوں کو پھر سنائی دی۔

اب تم مزید وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے ایشیائے کوچک کی طرف کوچ کر جاؤ۔ میرا عزیز بھائی زبداس تم دونوں کے کوچ کی تیاری کرائیگا اور تمہیں ضروریات کی سب چیزیں مہیا کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی ملکہ زنوبیہ نے عجیب سے انداز سے زبداس کی طرف دیکھا۔

اس پر زبداس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا دونوں قاصدوں کو اشارے سے اس نے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔ اس طرح وہ دونوں قاصد زبداس کے ساتھ ملکہ زنوبیہ کے اس کمرے سے نکل گئے تھے۔ اسی روز وہ دونوں قاصد تدمر شہر سے ایشیائے کوچک کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

قاصدوں کو ایشیائے کوچک کی طرف روانہ کرنے کے بعد ملکہ زنوبیہ حرکت میں آئی۔ جو لشکر اس کی کمانداری میں کام کر رہا تھا اسے اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے شہر کے اندر شہر کی حفاظت کے لئے پھیلا دیا دوسرا حصہ اس نے تدمر شہر کی فصیلوں پر متعین کر دیا تھا تاکہ کسی بھی جگہ سے حملہ آور رومن شہر کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

حارث بن حسان اور زبداس دونوں اپنے لشکر کو لے کر تدمر شہر سے باہر پڑاؤ کر گئے تھے۔ اب وہ بڑی بے چینی سے رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔

جس روز ملکہ زنوبیہ۔ حارث بن حسان اور زبداس نے ملکر یہ سارے انتظامات مکمل کئے تھے اس کے دوسرے روز رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ تدمر شہر سے باہر نمودار ہوا۔

اورلیوس نے جب دیکھا کہ ملکہ کا لشکر مقابلے کے لئے اس کی آمد سے پہلے ہی پڑاؤ کئے ہوئے ہے تو اورلیوس نے بھی اپنے لشکر کو حارث بن حسان اور زبداس کے لشکریوں کے سامنے پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا تھا۔

تدمر شہر سے باہر دوسرے روز جنگ کی ابتدا ہوئی۔ دونوں لشکر ازلی دشمنوں اور بھوکے بھیڑیوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دونوں لشکروں کے زور شور سے حملہ آور ہونے کے باعث میدان جنگ شیطانی آرزوؤں۔ جلتے تپتے ریگستانوں منحوس گہن۔ آتش انا کی کڑی دھوپ۔ اور غم فراق کے المیوں کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر طرف ہر سو وقت کی بدترین سراسیمگی اوہام کی فتنہ انگیزی۔ اور بدنصیبی کی اڑتی راکھ کے بھنور اٹھنے لگے تھے۔ دونوں طرف کے لشکری تعصب کے جنوں کا شکار ہو کر ہر سمت ہر طرف مرگ کا مایوس رد عمل اور دھواں دھواں کردوہ پھیلانے لگے تھے۔

رومنوں کی خوش قسمتی کہ دوپہر کے قریب ملکہ زنوبیہ کا جرنیل زبداس جنگ میں کام آگیا۔ زبداس کے مرنے کے بعد جنگ کی ساری ذمہ داری اور لشکر کو سنبھالنے کا سارا بوجھ اکیلے حارث بن حسان کے کاندھوں پر آن پڑا تھا۔

اس موقع پر حارث بن حسان نے بڑی چابکدستی اور بڑی جنگی مہارت کا ثبوت دیا۔ اس نے اپنے لشکر کے دونوں حصوں کو یکجا کر دیا اور متحدہ لشکر کو اپنی کمانداری میں رکھتے ہوئے اس نے رومنوں کے ساتھ جنگ جاری رکھی۔

لشکر میں بار بار وہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے انہیں ضروری ہدایات دینے کی خاطر ایک سرے سے گھوڑا دوڑاتا ہوا دوسرے سرے کی طرف جاتا اس طرح جہاں وہ لشکریوں کو ہدایات دیتا تھا۔ وہاں بلند آواز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتا جارہا تھا۔

رومنوں کی مزید خوش قسمتی اور ملکہ زنوبیہ کی دوسری بدقسمتی کہ جس وقت لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے حارث بن حسان اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگائے ایک سرے سے دوسرے سرے کی طرف بڑھاتا لے جارہا تھا رومن لشکر نے تاک کر حارث بن حسان پر ایسی تیر اندازی کی جس کے نتیجے میں حارچ بن حسان چھلنی ہو کر رہ گیا تھا۔ اور اپنے گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا۔

حارث بن حسان کے مرتے ہی اس کے چھوٹے سالاروں نے بڑی عقلمندی بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا۔ حارچ بن حسان کی لاش کو اٹھاتے ہوئے انہوں نے لشکر کو فی الفور میدان جنگ چھوڑ کر شہر کے اندر محصور ہو جانے کا حکم دیدیا تھا۔ یہ حکم سنتے ہی

چھوٹے سالار حارث بن حسان کی لاش کو لے کر اپنے لشکر کو سمیٹتے ہوئے شہر میں محصور ہو گئے تھے ۔ حارث بن حسان کی لاش کو شہر کے غربی دروازے کے قریب رکھ دیا گیا تھا۔

جس وقت لشکر شکست اور ہزیمت اٹھا کر شہر میں داخل ہوا تھا اس وقت ملکہ زنوبیہ شہر کی فصیل کے اوپر سارا منظر دیکھ رہی تھی ۔ تاہم اسے یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ اس کا شوہر حارث بن حسان تیروں سے چھلنی ہو کر دم توڑ چکا ہے ۔

وہ فصیل کے اوپر لشکریوں کو مختلف برجوں میں متعین کرنے میں مصروف تھی ۔ کہ اسے حارث بن حسان کے مرنے کی اطلاع ملی ۔ اس بے چاری کے پاؤں تلے سے شہر کی فصیل نکل کر رہ گئی تھی ۔ سارے انتظامات اپنے چند چھوٹے سالاروں کو سونپے ۔ پھر وہ بھاگتی ہوئی فصیل سے اتر کر شہر کے غربی دروازے کی طرف گئی تھی ۔

ملکہ زنوبیہ جب بھاگتی ہوئی اپنے شوہر حارث بن حسان کی لاش کے پاس آئی تو دنگ رہ گئی اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں اور چہرہ ہلدی ہو کر رہ گیا تھا ۔ لاش کے پاس وہ بیٹھ گئی تھوڑی دیر تک وہ عجیب سے انداز میں حارث بن حسان کے خون آلود چہرے کو دیکھتی رہی ۔ پھر وہ پھٹ پڑی اور بری طرح دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی ۔

تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا ۔ پھر ملکہ زنوبیہ نے اپنے آپ کو سنبھالا ۔ آنکھیں اس نے خشک کیں ۔ حارث بن حسان کے چہرے پر اس نے اپنا نرم اور گداز ہاتھ پھیرا پھر وہ ایک عزم اور پختگی میں کہہ رہی تھی ۔

حارث میرے حبیب ۔ میرے رفیق ۔ تم میری تنہائیوں میں امرت برساتا ابر ۔ میری ذات کے لئے حرمت کی طیلسان ۔ میری زیست کے لئے جینے کی گلابی خوشبو ۔ مایوسی اور نامرادی کی ساعتوں میں میرے لئے خوشبو ۔ مسرتوں کا چرچہ ۔ اور قوتوں سے لبریز وعدوں میں تم میرے لئے امن کی بشارت ۔ خوشحالی کی امید تھے ۔ ان رومنوں نے دھوکہ دہی اور فریب سے کام لیتے ہوئے تمہیں سکوت مرگ میں لہو کی دلدل ۔ تاریک لمحوں کی کوکھ میں پاتال کے سیلے اندھیرے المناک گھٹن میں بدنصیبی کا سایا اور فصل ۔ بہار میں جبر کی ارزانی بنا کر رکھ دیا ہے ۔

اے میرے حبیب ۔ اس نیلے آسمان تلے اور بھوری زمین پر اب جبکہ تیری روح موت کی تاریکیوں میں کھو گئی ہے تو تیری مرگ نے میری نظر نظر میں اداسیاں ۔ میرے

نفس نفس میں مایوسیاں بھر دی ہیں ۔ موت نے تیری روح کو جسم سے الگ کر کے میرے خیالات کی دنیا کو مسمار کر دیا ہے ۔ مجھے تیری موت نے ذلت و پستی اور بربادی اور نیستی کے کفن میں زندہ ہی لپیٹ کر رکھ دیا ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد انتہائی مایوسی ۔ اداسی اور ویرانی میں ملکہ زنوبیہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اس بے چاری نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا ۔ جو لشکر شکست کھا کر تدمر شہر میں داخل ہوا تھا اس کے سارے چھوٹے سالاروں کو اس نے طلب کیا ان سے مشورہ کرنے کے اس نے شہر کی فصیل پر لشکر کو متعین کر دیا تھا تاکہ رومن کسی طرح شہر کی فصیل پر چڑھ کر شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائیں ۔ اس کے بعد ملکہ زنوبیہ حارث بن حسان کی تجہیز و تکفین میں لگ گئی تھی ۔

ملکہ زنوبیہ نے اپنے آپ کو سنبھالا ۔ حارث بن حسان کی تجہیز و تکفین کے بعد تدمر شہر میں جس قدر اس کا لشکر تھا اسے لے کر وہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے شہر پناہ کے دروازے سے کچھ اس طرح نکلی جیسے ازل و ابد کے حجاب ۔ جیسے کڑی دھوپ کی اذیت ۔ جیسے یاس و ناامیدی کے آسمان پر آگ کے بادلوں کا پھیلاؤ ۔ جیسے سناٹوں کی گونج سے لمحوں کے طوفان اور زندگی کی دھوپ چھاؤں کی طرح چیختے لمحوں میں خواہشوں کی رینگتی لہروں کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو ۔

شہر کے غربی دروازے سے ملکہ زنوبیہ اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلی بڑی جرأتمندی ۔ بڑی دلیری ۔ بڑی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ موت اور مصیبت کے مہینوں ۔ نحوست کے سال ۔ تباہی ۔ کے جہنم اور نفرت کے دوزخ کی طرح رومنوں کے سامنے آئی ۔

اس کے بعد اپنے لشکر کی صفیں اس نے درست کیں ۔ پھر وہ رومنوں پر موت کی بھوکی نگاہوں ۔ اذیت و کرب کے زیر و بم اور بجلیوں کے سائبان کی طرح حملہ آور ہو گئی تھی ۔

ملکہ زنوبیہ کا یہ حملہ اس قدر زوردار اور جاندار تھا لگتا تھا وہ کشتیوں کے بادبان کھول کر انہیں رفعتوں کی طرف لے جاتے ہوئے کمال عطا کر دیگی یا یہ کہ جبر کی سلگتی آگ کے دھوئیں سے نجات کی خاطر دوریوں اور قربتوں کی جہتوں کو ملا کر رکھ دے گی ۔

جس طرح زور دار حملہ ملکہ زنوبیہ نے کیا تھا اسی زوردار انداز میں رومنوں نے اپنا دفاع کرتے ہوئے جارحیت اختیار کی جس کے باعث میدان جنگ نفرتوں کے الاؤ۔ زخموں کے گلستان۔ آوارہ ہواؤں کے سرد جھونکوں میں اجاڑ چٹیل ویران جذبوں • روح • جسم کی دیواریں گراتے لمحوں کے وحشیانہ رقص جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔

کافی دیر تک ملکہ زنوبیہ اور رومنوں کے درمیان تدمر شہر کے بارہ ہولناک جنگ ہوئی رہی۔ رومنوں کے مقابلے میں ملکہ زنوبیہ کے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس کے علاوہ کوئی قابل جرنیل بھی اس کے پاس نہ رہا تھا جو اس جنگ میں اس کی مدد کرتا یا مشورہ ہی دیتا۔

وہ بے چاری اکیلی ہی رومنوں کے سامنے ایک زندہ دل مجاہد۔ ایک نہ جھکنے والے جنگجو کی طرح ڈٹی رہی۔ آخر رومنوں نے اسے تین اطراف سے گیر کر اس پر جان لیوا حملے شروع کر دیئے تھے۔

جس کے باعث آہستہ آہستہ ملکہ زنوبیہ اور اس کے لشکر کی حالت بھڑکتی آگ میں گیلی لکڑی کے دھوئیں۔ محرومی سے اجڑی صورت کو ڈھانپتے ہوئے رسوائی کے میلے آنچل۔ شدت فراق میں بے کل خواہشوں اور سونی سونی تنہائیوں میں بے آس امیدوں جیسی ہونے لگی تھی۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ ملکہ زنوبیہ کے لشکر میں شکست اور ہزیمت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے اوریلوس نے اپنے حملوں میں اور تیزی پیدا کر دی۔ یہ اتنا سخت دباؤ تھا کہ ملکہ زنوبیہ کا لشکر اس دباؤ کو برداشت نہ کر سکا ملکہ زنوبیہ بھی سمجھ گئی کہ اب اس کے مقدر میں شکست لکھی جا چکی ہے لہذا وہ پسپا ہوئی تدمر شہر میں داخل ہوئی اور شہر کے دروازے اس نے بند کر لئے تھے۔ بچے کھچے لشکر کو اس نے فصیل پر چڑھا کر برجوں میں متعین کر دیا تھا تاکہ رومن فصیل پر سیڑھیاں یا کمندیں ڈال کر چڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ دراصل ملکہ زنوبیہ محصور رہ کر رومنوں کا مقابلہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ ایشائے کوچک سے زبدہ اور زبائی کے بھی آنے کی امید رکھتی تھی۔ اور اسے یقین تھا کہ اگر ان حالات میں زبدہ اور زبائی دونوں ایشائے کوچک سے پہنچ گئے تو ایک بار پھر وہ ان کے ساتھ مل کر تدمر شہر سے باہر رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیگی۔

بروصہ شہر کے باہر زبدہ اور زبائی کے ہاتھوں شکست کا داغ اٹھانے کے بعد مارکس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ دراصل رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس کی طرف سے مارکس کو واضح احکامات ملے ہوئے تھے کہ وہ ہر صورت میں زبدہ اور زبائی دونوں کو ایشائے کوچک سے مار بھگائے لہذا مارکس نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ ہر صورت میں وہ زبدہ اور زبائی کو ایشائے کوچک خالی کر کے تدمر کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیگا۔

بروصہ شہر سے باہر شکست کھانے کے بعد مارکس نے پھر اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ پھر وہ ایک لشکر لے کر نائیکو میڈیا شہر سے نکلا اور اپنی قسمت آزمانے کے لئے بروصہ کی طرف بڑھا تھا۔ اور اس نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ ہر صورت میں زبدہ اور زبائی کو شکست دے گا اور انہیں ایشائے کوچک خالی کرنے پر مجبور کر دیگا۔

دوسری جانب زبدہ اور زبائی کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ مارکس ایک لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا سے بروصہ کی طرف کوچ کر چکا ہے۔ زبدہ اور زبائی کے جاسوس پل پل کی خبریں ان دونوں کو پہونچا رہے تھے۔ لہذا زبدہ اور زبائی بھی اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بروصہ شہر سے نکلے اور باہر کھلے میدانوں میں انہوں نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ دو روز بعد رومن بھی زبدہ اور زبائی کے سامنے آکر خیمہ زن ہوئے تھے۔

جس روز رومن زبدہ اور زبائی کے سامنے آکر خیمہ زن ہوئے تھے اس سے اگلے روز ملکہ زنوبیہ کے وہ دونوں قاصد جو اس نے زبدہ اور زبائی کی طرف روانہ کئے تھے بروصہ شہر

کے باہر زبدہ کے لشکر میں داخل ہوئے۔

اس وقت زبدہ ۔ زبائی اور تمر آگ کے آلاؤ کے پاس بیٹھے اپنے آپ کو گرم رکھے ہوئے تھے ۔ اس لئے کہ سرما کا موسم شروع ہو چکا تھا اور ایشائے کوچک میں شمالی برفانی ہواؤں نے ہر شئے کو خنکی کی چادر میں لپیٹنا شروع کر دیا تھا ۔ رومنوں کی طرف سے کسی اچانک حملے سے نپٹنے کے لئے زبدہ اور زبائی کے لشکر کی اگلی صفیں دفاع اور جارحیت اختیار کرنے کے لئے پوری طرح مستعد تھیں ۔

یہ دونوں قاصد آ کر آلاؤ کے قریب اپنے گھوڑوں سے اترے ۔ زبدہ ۔ زبائی اور تمر انہیں پہچان چکے تھے کہ وہ ملکہ زنوبیہ کے قاصد ہیں لہٰذا ان دونوں کو دیکھتے ہوئے وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے ان کی طرف دیکھتے ہوئے عنبر جو زبائی کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی وہ بھی کھڑی ہو گئی ۔ وہ دونوں قاصد قریب آئے ۔ پھر ان میں سے ایک نے زبدہ کو مخاطب کیا ۔

زبدہ میرے محترم ۔ رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ تدمر پر حملہ آور ہونے کے درپئے ہے ۔ ہمیں ملکہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ملکہ کی طرف سے یہ پیغام ہے کہ اگر آپ دونوں نے ایشائے کوچک میں اپنے کام کی تکمیل کر لی ہے تو پھر تدمر کا رخ کریں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایشائے کوچک میں رومنوں کی طرف سے ابھی خطرہ ہے تو پھر کم از کم زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر کا رخ ضرور کرے تا کہ رومن شہنشاہ اورلیوس کے سامنے تدمر کا دفاع بہتر انداز میں کیا جا سکے ۔

اس قاصد کے یہ خبر دینے پر زبدہ انتہا درجہ کا پریشان اور افسردہ ہو گیا تھا ۔ زبائی کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی ۔ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بے چاری تمر اور عنبر بھی پریشان ہو گئیں تھیں ۔ تھوڑی دیر تک زبدہ نے کچھ سوچا پھر اس نے زبائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

زبائی میرے عزیز بھائی ۔ تم ابھی اور اسی وقت اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ علیحدہ ہو جاؤ اور تدمر کی طرف کوچ کر جاؤ یہ دونوں قاصد میرے پاس ہی رہیں گے ۔ اور میں ان کے ذریعے ایشائے کوچک کے حالات سے تمہیں آگاہ کرتا رہوں گا ۔

زبائی میرے عزیز ۔ میرے رفیق ۔ جانے کو تو ہم دونوں ہی ابھی اور اسی وقت تدمر کی طرف کوچ کر جاتے ۔ یاد رکھنا اگر ہم نے ایسا کیا تو مارکس اپنی پوری قوت سے ہمارے

تعاقب میں لگ جائے گا اور تدمر تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا ۔ سائے کی طرح ہم پر حملہ آور ہوتا رہے گا اور پھر جا کے اپنے شہنشاہ اورلیوس سے مل جائے گا ۔ اس طرح تدمر کے نواح میں رومنوں کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہو جائے گا جو ہمارے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے ۔

لہٰذا میری تجویز ہے کہ تم ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ تدمر کی طرف روانہ ہو جاؤ ۔

زبدہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ زبائی نے فکر مندی سی آواز میں اس کی بات کاٹ دی ۔

زبدہ میرے بھائی ۔ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو ۔ رومنوں کا سالار مارکس ایک ایسے لشکر کے ساتھ ہمارے سامنے خیمہ زن ہے جو تعداد میں ہم سے کافی بڑا ہے ۔ پھر اس لشکر کے سامنے میرے بھائی میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر کیسے تدمر کی طرف کوچ کر جاؤں ۔ میں اگر ایسا کرتا ہوں تو تدمر تک میں تمہارے متعلق ہی سوچتا رہوں گا اور میری روح میرا دل ہمیشہ کے لئے بے چین رہے گا کہ میں اپنے بھائی کو دشمن کے سامنے تنہا کیوں چھوڑ کر آیا

زبائی لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ کہتا چلا گیا ۔

زبدہ میرے بھائی ۔ میں جانتا ہوں تمہارا فیصلہ بہت اچھا ہے لیکن اگر میری مانو تو مجھے اس جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت دو ۔ میں تمہارے پہلو سے پہلو ملا کر مارکس پر ضربیں لگانا چاہتا ہوں ۔ خداوند کریم ہم دونوں کو اس آنے والی جنگ میں اگر فتح دے تو ان رومنوں کا خوب قتل عام کر کے ان کی تعداد کم کریں گے اس کے بعد میں تمہارے حکم کا اتباع کرتے ہوئے تدمر کی طرف کوچ کر جاؤں گے ۔

تھوڑی دیر رکنے کے بعد زبائی پھر بول پڑا ۔

زبدہ میرے بھائی اس جنگ میں حصہ لینے کے بعد تدمر کی طرف روانگی اختیار کرتے ہوئے میں پریشان اور فکر مند رہوں گا اس لئے کہ ان علاقوں میں تم دشمن کے سامنے اکیلے ہو گے ۔

زبدہ فوراً بول پڑا اور زبائی کی بات کاٹ دی ۔

زبائی تم اس جنگ میں ضرور حصہ لو ۔ لیکن تدمر کی طرف کوچ کرتے ہوئے تم

میرے متعلق فکر نہ کرنا۔ میں کوشش کروں گا کہ کم سے کم وقت میں مارکس اور اس کے لشکریوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد وقت ضائع کئے بغیر تدمر کا رخ کروں تاکہ ہم متحد ہو کر رومن شہنشاہ اوریلوس کی قوت کا مقابلہ کر سکیں۔

اس موقع پر زبائی کچھ مزید کہنا چاہتا تھا کہ اس قاصد نے اپنے لباس کے اندر سے تہہ کیا ہوا ملکہ زنوبیہ کا خط نکالا اور تمر کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

یہ آپ کی بہن ملکہ زنوبیہ کی طرف سے آپ کے نام خط ہے۔

تمر نے فوراً ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنی بہن کا وہ خط لے لیا تھیں اس نے کھولیں پھر وہ خط پڑھنے لگی۔ لکھا تھا۔

"تمر میری بہن اور زبدہ میرے بھائی۔ میری دلی دعا ہے کہ تم دونوں خوش رہو۔ سنو میرے عزیزو۔ افق سے تابد افق فروزاں فصیل شب جیسے ہمارے تدمر شہر پر رومن عنقریب آشفتگی کے سودا۔ زیست کی بیکراں حدود میں رقص جنوں کی طرح حملہ آور ہونے والے ہیں۔ میری اس وقت جو سب سے بڑی اور بے قرار خواہش ہے وہ یہ کہ تم دونوں شادی کر لو۔ میں تمہیں مشورہ دیتی ہوں کہ میرا خط ملتے ہی تم دونوں شادی کر لینا۔

تم دونوں مجھے غور سے سنو۔ اس نظرگاہ زندگی اور روز و شب کے نگار خانے میں نہ جانے کس موڑ پر نشان منزل نگاہوں سے اوجھل ہو جائے اور نقش جادہ جیسے جذبے ماضی کی گونج بن کر رہ جائیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تدمر کے قصر میں تم دونوں کے بچے بھی اڑتے بادلوں کے ساتھیوں اور فطرت کے رنگین خوابوں میں وصال لمحوں کی طرح کھیلتے رہیں۔

تمر میری بہن میں تم سے پوچھتی ہوں کہ تم کب تک سادہ صفحے کی طرح زندگی بسر کرتی رہو گی۔ کب تک شب گزیدہ تمدن کی پیاسی آنکھوں کی طرح تم زبدہ کا ساتھ دیتی رہو گی۔ کب تک تم ظلمتوں کے نرغے میں گھیر کر سحر کا انتظار کرتی رہو گی۔ کب تک وصال و ہجر کے انسانوں کے درمیان زندگی بسر کرتی رہو گی۔ میری بہن تم کب تک بہاروں کے نو خیز و بے تعمیر خوابوں کی طرح بھٹکتی رہو گی۔ کب تک تمہارے شفق رنگ گلاب جیسی بے قرار خوشبو بے توقیر جذبوں اور سلگتے دائروں میں بے بس گمنام اور زرد ویرانیوں کی طرح سرگرداں رہے گی۔

تمر میری بہن۔ میں تم اور زبدہ دونوں کو میاں بیوی کی حیثیت سے شگوفوں کے

گیت بکھیرتی وادیوں روشن لمحوں کی آغوش جیسا خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتی ہوں۔ میری بہن۔ پتہ نہیں وقت کی طنابیں کب کھنچ جائیں۔ رنگ و خوشبو کے رشتے منجمد لمحوں میں رسیلے گیت پیلی رتوں کے زہر میں اور جذبوں کی لطافت کڑوے ویران موسموں میں تبدیل ہو کر رہ جائے۔ میری آرزو ہے کہ میرا خط ملتے ہی تم اور زبدہ شادی کر لو اور صدف میں گہر۔ دھنک میں رنگوں۔ لفظوں میں بھاگتے حجاب۔ اور آنگنوں کی مکمل کہانیوں میں رقص کرتی خوشبو کی طرح ہو کر رہ جاؤ۔ میری دلی آرزو ہے کہ تم دونوں ہمیشہ کے لئے مچلتی گنگناتی لہروں میں سہانی شام کے جگمگ مناظر کی طرح خوش و خرم رہو۔

اپنی بہن ملکہ زنوبیہ کا خط پڑھنے کے بعد تمر بیچاری اداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ گردن جھک گئی تھی۔ خط اس نے زبدہ کی طرف بڑھا دیا تھا۔ زبدہ نے بھی اس خط کو پڑھا۔ پھر وہ خط اس نے زبائی کو تھما دیا۔ اس نے اور اس کی بیوی عنیر نے بھی وہ خط ایک ساتھ پڑھ لیا تھا۔ تمر ابھی تک بے چاری اداس اور افسردہ کھڑی تھی۔ اس موقع پر زبائی بول پڑا۔

خانم ٹھیک کہتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشورہ بہترین ہے۔ زبدہ میرے بھائی تمر میری بہن تم دونوں شادی کر لو۔ اسی میں تم دونوں کی بہتری تم دونوں کا سکون اور زنوبیہ کا اطمینان اور اسکی خوشی پنہاں ہے۔ زبائی کی اس گفتگو کے جواب میں تمر نے ایک بار بھرپور نگاہ سے زبدہ کی طرف دیکھا۔ پھر وہ کہہ اٹھی

زبائی میرے عزیز میرے محترم بھائی۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں جو مشورہ میری بہن نے دیا ہے وہ بھی ٹھیک ہے لیکن اس وقت جبکہ دشمن ہمارے سامنے صف آرا ہے میں اور زبدہ کیسے شادی کر لیں یہ شادی ضرور ہو گی لیکن پہلے حالات کو ہم درست کر لیں۔ تدمر میں بھی خیریت رہے گی اور وہاں میرا بھائی حارث بن حسان میری بہن زنوبیہ اور ہمارا تیسرا جرنیل زبد اس تینوں مل کر رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس کو یلغار کو روکنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

تمر کی اس گفتگو کا زبدہ کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ وہ اگلی صفوں کی طرف بھاگ پڑا۔ زبائی اور تمر بھی اس کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ جبکہ عنیر اور دونوں قاصد لشکر کے پیچھے پڑاؤ کی طرف جا رہے تھے۔ اس لئے کہ رومن لشکر میں جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے طبل بج اٹھے تھے۔

پھر دیکھتے دیکھتے رومن سالار مارکس نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا۔ پھر وہ آداب ربط وضبط گرد کے گھونگھٹ میں چھپا دینے والے کڑوے لمحوں کے طوفانوں۔ خود فراموشی کو آگہی۔ اور احساس کی رفاقت پر بے تحریر دکھ پھیلاتے آگ اور خون کے سیلاب کی طرح حملہ آور ہوا تھا

زبدہ اور زبائی نے مارکس کے اس تیز حملے کو روک دکھایا تھا۔ اس کے بعد زبدہ اپنے حصے کے لشکر میں تکبیرین بلند کرنے لگا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ دفاع سے نکل کر اپنے حملوں کی ابتدا کرنے والا ہے۔ اس کے بعد زبدہ تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ غموں کی شدت میں گرم رو قافلوں کے رہبر۔ تحریک بغاوت کھڑی کرتے ستم گروں کے قبیلے کے کسی پاسبان کی طرح دفاع سے جارحیت پر اترا۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا زبدہ خوابیدہ موت کے دروازوں پر دستک دیتے طوفانوں۔ مکانوں کو لامکان کی خبریں دیتے ہوئے تقدیر کے دھارے کو بدل دینے والے عناصر اور طوفانوں کے زہریلے الم کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ زبدہ کا یہ حملہ انتہا درجہ کا خوفناک اور زوردار تھا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے لشکری بھی دشمنوں کی صفوں میں اس طرح گھسنے شروع ہو گئے تھے جس طرح پت جھڑ کے ٹھہرے موسم میں خوابوں کو ویران رستوں کو پامال کر دینے والے آوارہ مزاج جھکڑ گھستے چلے جاتے ہیں۔

زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے زبائی نے بھی اپنا رنگ بدلا تھا۔ زبدہ کی طرح اس نے بھی تکبیریں بلند کرنا شروع کر دی تھیں۔ اس کے بعد زبائی بھی ظلمتوں سے دست و گریبان ہو جانے والے دکھوں کے بیکراں صحرا۔ صدیوں کے غلیظ تمدن کو لمحوں کی صلیب پر کھڑے کر دینے والے فطرت کے تحیر خیز قہر۔ قرنوں کی پلتی خواہشوں۔ زندگی کے ذائقوں کو بدل دینے والی تخریب کی آتش اور لفظوں کے زہر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

رومن یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ اس بار وہ ہر حیلے۔ ہر جتن۔ ہر فریب کو کام میں لاتے ہوئے زبدہ اور زبائی کو پسپا کرنے پر مجبور کر دیں گے لیکن زبدہ اور زبائی کے تیز حملوں نے رومنوں کے لبوں پر سلگاہٹ۔ نبض میں ارتعاش۔ سینوں میں انقلاب۔ تلاطم میں اضطراب۔ آنکھوں میں زہریلے خواب اور دلوں میں اندھے پیچ و تاب بھرنے شروع کر دیئے تھے۔

بروصہ شہر کے باہر ایک بار پھر دونوں قوتوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومن اپنا پورا زور لگاتے ہوئے کسی نہ کسی طرح زبدہ اور زبائی پر غالب آنا چاہتے تھے لیکن لگتا تھا قدرت ان کی ہر سعی ان کے ہر جتن کو ناکام بنائے ہوئے تھی۔ زبدہ اور زبائی دونوں اپنے تیز حملوں سے رومنوں کے لئے رگوں میں اترتے زہر۔ جان میں گھلتے سوز۔ بدن میں اترتے خوف۔ جڑوں میں اترتے درد۔ روح میں پھیلتی گھٹن اور دل میں اترتے زخموں کی جلن ثابت ہوئے تھے۔ بڑی تیزی کے ساتھ زبدہ اور زبائی نے میدان جنگ میں رومنوں کے لئے غموں کے پیرہن۔ موت کے کفن پھیلانا شروع کر دیئے تھے۔

اس بار بھی بروصہ شہر کے باہر رومنوں کو ناکامی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ زبدہ اور زبائی نے رومنوں کو بدترین شکست دی۔ رومن پسپا ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ زبدہ اور زبائی نے ان کا تعاقب نہیں کیا تھا۔ اس لئے کہ وقت ضائع کئے بغیر زبدہ زبائی کو تدمر کی طرف روانہ کرنا چاہتا تھا۔

رومنوں کے بھاگ جانے کے بعد زبدہ زبائی نے سب سے پہلے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کیا جب وہ دونوں اس کام سے فارغ ہوئے تب زبدہ نے زبائی کو مخاطب کیا۔

زبائی میرے عزیز۔ تم وقت ضائع کئے بغیر اپنے حصے کے لشکر کو لے کر تدمر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں ان جاسوسوں کے آنے کے بعد تدمر کی طرف سے بڑا فکر مند اور پریشان ہوں۔

جواب میں زبائی کچھ دیر تک سوچ و بچار میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے بڑے غور سے زبدہ کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

زبدہ میرے بھائی۔ آپ کا کہنا درست ہے۔ لیکن مجھے یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ میرے بعد آپ رومنوں کے اتنے بڑے لشکر کے سامنے اکیلے ہوں گے۔ قسم خداوند قدوس کی جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تدمر جا کر مجھے چین نہیں آئے گا۔ میرا خیال میری توجہ ہر وقت آپ کی طرف لگی رہے گی۔ اس پر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے زبدہ پیار سے کہنے لگا۔

زبائی تم میری فکر نہ کرو۔ اگر تدمر نہ رہا تو تیرے میرے ادھر الیشائے کوچک میں آنے کا کیا فائدہ۔ جا اپنے لشکر کے ساتھ فی الفور تدمر میں ملکہ زنوبیہ کے پاس پہنچ۔ تو دیکھے گا

کہ میں کسی نہ کسی حیلے بہانے سے رومنوں کے اس لشکر کو تہہ تیغ کرتے ہوئے تدمر پہنچنے کی کوشش کروں گا۔اب تو مزید کچھ نہ کہنا اس لئے کہ جاسوس جو خبریں لائے ہیں انہوں نے مجھے پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔اور ہاں جاتی دفعہ ان چاروں کو بھی اپنے ساتھ لیجانا اور ان کا خاتمہ کر دینا۔ تمر چونکہ سی پڑی اور پوچھا۔ کون چار ؟ زبدہ پھر بولا۔وہ چاروں بہن بھائی جنھوں نے رومنوں کے مظالم سے ہمارے ہاں پناہ لی تھی ۔ وہ دراصل رومنوں کے جاسوس تھے ۔ان پر ہمارے جن مخبروں نے نگاہ رکھی ہوئی تھی ۔انہوں نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔لہذا میں اور زبائی نے ان کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

اس موقع پر زبدہ کے پہلو میں کھڑی ہوئی تمر نے کچھ نہ کہا تھا۔اس لئے کہ وہ اپنی بہن زنوبیہ کے متعلق فکر مند تھی۔ پھر زبدہ کا کہا مانتے ہوئے تھوڑی دیر بعد زبائی اپنے لشکر کے ساتھ تدمر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔زبدہ نے ایشائے کوچک میں رومنوں سے جس قدر خوراک ہتھیاروں کے ذخائر ملے تھے اس کا زیادہ حصہ زبائی کے ہاتھ تدمر کی طرف روانہ کر دیا تھا۔جبکہ خود زبدہ اور تمر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بروصہ شہر میں چلے گئے تھے۔

تدمر شہر کے نواح میں رومنوں کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد ملکہ زنوبیہ تدمر شہر میں محصور ہو گئی تھی۔اس کے پاس ایک مٹھی بھر لشکر تھا جس کے ساتھ وہ رومنوں کے سامنے تدمر کا دفاع نہ کر سکی۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں رومنوں نے شہر کی فصیل کے چاروں طرف تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے تھے وہاں انہوں نے لمحوں کے اندر شہر کا غربی دروازہ توڑ پھینکا اور اس دروازے سے رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ تدمر شہر میں داخل ہوا تھا۔ ملکہ زنوبیہ کے پورے لشکر کا خاتمہ کرنے کے بعد اورلیوس نے ملکہ زنوبیہ کو گرفتار کر لیا تھا۔

گرفتاری کے بعد جب ملکہ زنوبیہ کو تدمر شہر میں رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کے سامنے پیش کیا تو اورلیوس تھوڑی دیر تک سر سے لے کر پاؤں تک ملکہ زنوبیہ کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ازراہ طنز ملکہ کو مخاطب کیا۔

تدمر کی ملکہ ! میں سمجھتا تھا تم کوئی ادھیڑ عمر کی خاتون ہو گی لیکن تم ابھی بالکل جوان ہو ۔ تمہاری خوبصورتی کے چرچے تو میں نے پہلے ہی سن رکھے تھے لیکن میں سمجھتا تھا تمہارے حسن کی ہر شے ماند پڑ چکی ہو گی ۔پر یہ میرا دھوکہ میرا فریب تھا۔لگتا ہے تم جوان رہنے کے لئے ہی پیدا ہوئی ہو۔

اورلیوس کے ان الفاظ پر ملکہ زنوبیہ نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تھا پر وہ زبان سے کچھ نہ بولی تھی۔اورلیوس نے پھر زنوبیہ کو مخاطب کیا۔

یہ جو تو نے رومنوں کے خلاف بغاوت کی اس کے انجام کے طور پر چاہئے تو یہ تھا کہ میں تمہیں گرفتار کرنے کے بعد تمہارا سر قلم کر دیتا لیکن میں ایسا نہیں کر رہا اس لئے کہ تمہارے پہلے شوہر اوراذینہ کے رومنوں پر بڑے احسانات تھے۔ وہ پوری زندگی رومنوں کے لئے مخلص مطیع اور فرمانبردار رہا۔ صرف اپنی زندگی کے آخری حصے میں آکر اس نے ہمارے ساتھ تعاون کا غلاف اتار پھینکا تھا۔ اس کے باوجود رومنوں کے ساتھ جو اس کا خلوص تھا اس کی بناء پر میں تمہارے ساتھ اچھا سلوک کروں گا۔ میں تمہیں زندہ چھوڑتا ہوں تدمر میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔ میں تدمر میں ایک دو روز سے زیادہ قیام نہیں کروں گا۔ یہاں میکریانس کو اپنا گورنر مقرر کروں گا۔ اور یہاں ایک بہت بڑا لشکر مقرر کروں گا تاکہ تدمر میں کوئی بغاوت نہ اٹھ کھڑی ہو۔ خود میں یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اورلیوس رکا اس کے بعد پھر اس نے پھر زنوبیہ کو مخاطب کیا

قبل اس کے کہ میں تم سے کہوں کہ قصر میں جا کر پہلے کی طرح رہنا شروع کرو۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے مشیر کون کون سے ہیں۔

ملکہ زنوبیہ نے اپنی گردن سیدھی کر کے لمحہ بھر کے لئے اورلیوس کی طرف دیکھا پھر وہ بول پڑی۔

تدمر شہر میں شروع سے لے کر اب تک ہمارے قابل ذکر مشیر لونگ ینوس اور اشبون بن حرب ہیں۔

ملکہ زنوبیہ کی کھنکتی آواز میں جواب سن کر اورلیوس خوش ہوا۔ ایک بار پھر اس نے ملکہ زنوبیہ کی طرف غور سے دیکھا پھر وہ کہہ اٹھا۔

زنوبیہ! اب تم اپنے قصر میں جا کر پہلے جیسی زندگی بسر کر سکتی ہو۔ کوئی تم سے باز پرس نہیں کرے گا۔ کوئی تمہارے لئے خطرے کا باعث نہیں بنے گا۔

اورلیوس کا یہ حکم سن کر ملکہ زنوبیہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ وہاں سے اپنے قصر کی طرف چلی گئی تھی۔

زنوبیہ کے جانے کے بعد اپنے چند محافظوں کی طرف دیکھتے ہوئے اورلیوس نے کہا ملکہ کے مشیر لونگ ینوس اور اشبون بن حرب کو پیش کرو۔ اورلیوس کا حکم سنتے ہی وہ

محافظ وہاں سے ہٹ گئے تھے تھوڑی دیر بعد انہوں نے لونگ ینوس اور اشبون بن حرب کو پکڑ کر اپنے شہنشاہ اورلیوس کے سامنے پیش کر دیا تھا۔

اورلیوس تھوڑی دیر تک ان دونوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر ان دونوں کو مخاطب کیا۔

میں تم سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ وہ موضوع میں بعد میں زیر بحث لاؤں گا۔ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تدمر والوں کا مذہب کیا ہے۔

اورلیوس کے اس سوال کے جواب میں لونگ ینوس بول پڑا۔

سن بادشاہ! بنیادی طور پر تدمر کے لوگ بت پرست ہیں اور تدمر کے وار صنام میں شام۔ عرب ایران اور بابل کے دیوتا جمع کئے گئے تھے ان میں سے بعض کو لاطینی نام بھی دیئے گئے ہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے تدمر کا مذہب شمالی شام اور اس کے صحرائی علاقے سے مختلف نہیں ہے۔ شام اور دیگر عرب علاقوں کی طرح بعل دیوتا کو تمام دیوتاؤں پر فوقیت حاصل ہے۔ دیگر شہروں کی طرح دیوتا کو سورج دیوتا نہیں بلکہ زیک کا ستاتی دیوتا تصور کیا جاتا ہے جو بابل سے چلا اور وہاں کے دیوتا مردک کا بدل بنا۔ اسے انسانوں کی تقدیر کا مالک اور دیوتاؤں کا کارفرما مانا جاتا ہے تدمر میں سب سے بڑا معبد اسی کے لئے بنایا گیا ہے۔ بعد میں اسی بعل دیوتا کو زیوس کا نام دیدیا گیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد لونگ نیوس جب خاموش ہوا تو رومن شہنشاہ اورلیوس نے پھر اس سے پوچھ لیا۔

اگر تم تدمر کے مذہب کے متعلق جو کچھ بتانا چاہتے ہو بتا چکے ہو تو پھر یہ کہو کہ تدمر کی اصل اور بنیادی سرکاری زبان کیا ہے۔

لونگ نے پھر ایک عجیب سی نگاہ اورلیوس پر ڈالی پھر وہ دوبارہ بول پڑا۔

بادشاہ! تدمر کی سرزمین شامی۔ یونانی۔ ایرانی عناصر کا ایک عجیب سا مرکب ہے۔ یہاں کے اصل باشندے بلاشبہ عرب ہیں۔ جنہوں نے شروع ہی سے دیگر علاقوں میں عربوں کی طرح بول چال اور تحریر کے لئے ایرانی زبان اختیار کر لی تھی جو اس زمانے میں ان علاقوں میں رائج ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد لونگ ینوس جب خاموش ہوا تب اورلیوس اپنی جگہ پر اٹھ

کھڑا ہوا اور ملکہ زنوبیہ کے دونوں مشیروں کو کہنے لگا میرے ساتھ آؤ۔ تم دونوں پہلے مجھے تدمر کے اہم مقامات پر روشنی ڈالو۔ اس کے بعد جس موضوع کے لئے میں نے تمہیں خاص طور پر بلایا ہے اس پر تمہارے ساتھ گفتگو کروں گا۔ لونگ ینوس اور اشبون بن حرب چپ چاپ اوریلوس کے ساتھ ہو لئے تھے۔ اوریلوس کے پیچھے پیچھے اس کے سارے محافظ دستے بھی تھے۔ لونگ ینوس اور اشبون بن حرب سب سے پہلے رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس کو اپنے سب سے بڑے دیوتا بعل کے معبد میں لے گئے جو ایک بہت بڑے اور بلند چبوترے پر قائم تھا۔ اس کے ہیبت دیکھتے ہوئے اس معبد کو ایک انتہائی شاندار عجائب گھر بھی کہا جا سکتا تھا۔ اوریلوس نے دیکھا بعل دیوتا کے معبد کے سامنے وہ عظیم الشان محراب تھی جس سے گزر کر ستونوں کی قطار والے حصے میں پہنچا جا سکتا تھا۔ یہ ستونوں والا حصہ ایک ہزار دو سو بیس گز لمبا تھا اسے پورے شہر کا محور سمجھا جاتا تھا۔ اسی میں سے چھوٹی چھوٹی گلیاں آبادی کے اندر داخل ہوتی تھیں۔ اوریلوس کو بتایا گیا کہ اس حصے میں تین سو پچھتر یا اس سے بھی زیادہ ستون تھے۔ ہر ستون پچیس فٹ بلند تھا (ان میں سے تقریباً ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ستون اب بھی تدمر کے کھنڈرات میں سلامت کھڑے ہیں)

شہر کے اندر گھومتے ہوئے اوریلوس نے دیکھا کہ عمارتیں زیادہ تر گلابی رنگ کے پتھروں کی بنی ہوئی تھیں۔ چند ستون اور کچھ عمارتیں سنگ خارہ کی بھی بنی ہوئی تھیں۔ جن کے اندر نیلے رنگ کے دھبے تھے۔ شاید یہ پتھر مصر سے لایا گیا تھا۔ ان ستونوں کے قریب تدمر کی ان عام شخصیات کے مجسمے بھی نصب تھے جنہوں نے شہریوں کے لئے اعلیٰ خدمات انجام دی تھیں۔ اوریلوس نے دیکھا تدمر کے یہ تمام مجسمے ایسے تھے کہ سامنے کا چہرہ پورا نظر آتا تھا کندھے پر کتبہ لگا ہوا تھا۔ ان مجسموں میں بادشاہوں اور امیروں کو یونانی لباس سے سجایا گیا تھا۔ اور عام مجسموں کو پارچوں جیسا لباس پہنایا گیا تھا۔ ان مجسموں میں سے دو مجسمے ساقیوں کے بھی تھے ایک ساقی نے پارسی لباس باندھ رکھا تھا جبکہ دوسرے نے رومن۔

اوریلوس نے دیکھا تدمر میں کافی مقبرے بھی تھے۔ لونگ ینوس نے اوریلوس کو بتایا کہ دیگر عمارتوں کی طرح مقبرے بھی بڑے متبرک خیال کئے جاتے ہیں اور اہل تدمر کی اصطلاح میں انہیں ابدی گھر خیال کیا جاتا ہے۔ اوریلوس کو یہ بھی بتایا گیا کہ شہر کے باہر مقبروں کے بھی کئی درجے ہوتے ہیں اور ہر درجے میں کمرے رکھے جاتے ہیں مرنے

والے اس کے درجے کے مطابق اس میں دفن کیا جاتا ہے۔ اوریلوس کو جب یہ کمرے دکھائے گئے تو اس نے دیکھا کہ ان کمروں کو اندر سے خوب رنگ کر کے سجایا گیا تھا اور اموات کی تصویریں ان کمروں میں پتھروں پر کندہ کر دی گئیں تھی۔

اوریلوس اپنے محافظ دستوں کے ساتھ لونگ ینوس اور اشمون بن حرب کو لے کر جب تدمر کا سارا شہر گھوم چکا تو ایک بار پھر وہ دونوں مشیروں کو لے کر بعل دیوتا کے مندر کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہاں جا کر وہ رک گیا تھوڑی دیر تک وہ جواب طلب انداز میں لونگ ینوس اور اشمون بن حرب کی طرف دیکھتا رہا پھر کسی قدر اس نے طنزیہ اور نامناسب لہجے میں ان دونوں کو مخاطب کیا۔

سنو ملکہ زنوبیہ کے دونوں مشیروں۔ مجھے خبر ہوئی ہے کہ شروع سے لے کر آج تک تم دونوں ہی ملکہ اور اس کے مرنے والے شوہر کے مشیر رہے ہو۔ مشیر کی حیثیت سے کیا تم دونوں نے ملکہ پر یہ انکشاف نہ کیا تھا کہ رومنوں کے خلاف بغاوت کے کیا نتائج نکلیں گے۔ کیا تم نے ملکہ کو یہ نہ مشورہ دیا کہ رومنوں کے خلاف بغاوت نہ کھڑی کی جائے اس لئے کہ اگر وہ ایسا کرے گی تو اس کا انجام بہت برا ہو گا۔

اوریلوس کے اس سوال پر دونوں مشیروں کی گردنیں جھک گئیں تھیں۔ وہ زبان سے کچھ نہ بولے تھے اوریلوس نے پھر انہیں مخاطب کیا۔

کیا تم دونوں نے ایسا کوئی مشورہ ملکہ کو دیا۔ جواب میں دونوں مشیروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر انہوں نے باری باری گردنیں نفی میں ہلا دی تھیں۔

اوریلوس کے چہرے پر بڑی زہریلی اور غضبناک مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس کے بعد اس نے کھا جانے والے انداز میں دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

اگر تم دونوں نے ملکہ کو اس بات پر تنبیہ نہیں کی کہ ہمارے خلاف بغاوت کے کیا نتائج نکلیں گے تو یقیناً تم دونوں نے اس کو ہم پر حملہ آور ہونے کا مشورہ ضرور دیا ہو گا۔ سنو لونگ ینوس اور اشمون بن حرب۔ مشیر کسی حکمران کی زبان اور اس کا دست راست ہوتے ہیں اگر تم دونوں نے ملکہ کو ہمارے خلاف بغاوت کرنے سے نہیں روکا تو بھی تم دونوں گناہگار ہو اور اگر تم دونوں نے ملکہ کو ہمارے خلاف جنگ کرنے کا مشورہ دیا ہے تو تم اس سے بڑھ کر گناہگار ہو جب حالات اور واقعات تم دونوں کو مجرم ثابت کرتے ہیں تو

سنو ملکہ کے دونوں مشیروں ۔ میں گناہگاروں اور مجرموں کو معاف کرنے کا روادار نہیں ہوں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد اوریلوس رک گیا پھر اس نے چند محافظوں کو مخصوص اشارہ کیا یہ اشارہ پاتے ہی وہ محافظ اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے آگے بڑھے اور ملکہ کے ان دونوں مشیروں کی انہوں نے گردنیں کاٹ دی تھیں ۔ (مشہور مورخ فلپ کے قسی نے بھی اپنی کتاب تاریخ شام میں اوریلوس کے ہاتھوں لونگ ینوس اور ملکہ کے دوسرے مشیروں کے قتل کی تفصیل لکھی ہے)

رومن شہنشاہ اوریلوس نے چند روز تک تدمر شہر میں قیام کئے رکھا ۔ اس دوران اس نے اپنے حق میں تدمر کے انتظامات کو درست کیا پھر اس نے انطاکیہ میں رومنوں کے حاکم میکریانس کو تدمر کا حاکم مقرر کیا ۔ ایک بہت بڑا لشکر رومن شہنشاہ نے میکریانس کی سرکردگی میں تدمر شہر میں رکھا تا کہ اگر تدمر شہر میں کوئی بغاوت اٹھے تو اس پر قابو پایا جا سکے ۔ اس لشکر کے علاوہ اوریلوس نے رومنوں کے چند بہترین تیرانداز دستے بھی تدمر میں متعین کئے تھے ۔ جن کے ذمے شہر کی فصیل کی حفاظت کا کام لگایا گیا تھا ۔

یہ سارے کام سرانجام دینے کے بعد خود رومن شہنشاہ اوریلوس تدمر سے نکل کر ہیلس پافٹ کی طرف چلا گیا تھا ۔ وہ وہاں جا کر شاید اپنی قوت کو اچھی طرح مجتمع کرنے کے بعد زبدہ اور زبائی کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا ۔ بہر حال ملکہ زنوبیہ کی جگہ اب تدمر میں رومنوں کا گورنر میکریانس حکمرانی کرنے لگا تھا ۔

OOOO

زبائی وقت ضائع کئے بغیر تدمر پہنچنے کے لئے بڑی تیزی سے سفر کر رہا تھا جس وقت وہ نصیبین اور حران شہروں کے درمیان پہنچا تب سامنے کی طرف سے کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اور دور سے ہی ہاتھ ہلاتے ہوئے آئے انہوں نے زبائی کو رک جانے کا اشارہ دیا تھا ۔ یہ اشارہ ملتے ہی زبائی نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اپنی تلوار کو بے نیام کر کے فضا میں بلند کر دیا تھا اس کا ایسا کرنا تھا کہ اس کے پیچھے اس کے

چھوٹے سالاروں نے بھی اپنی تلواریں فضا میں بلند کر دی تھیں جو لشکر کو رکنے کا اشارہ تھا ۔ یہ اشارہ ملتے ہی لشکر فوراً رک گیا تھا ۔ لشکر کے پیچھے جو انگنت بار برداری کے جانور سامان سے لدے ہوئے تھے انہیں بھی روک دیا گیا تھا ۔

اتنی دیر تک سامنے کی طرف سے آنے والے سوار قریب آئے ۔ زبائی کے سامنے رکے ۔ زبائی انہیں پہچان گیا وہ تدمر کے مخبر تھے ۔ قبل اس کے کہ زبائی انہیں مخاطب کر کے پوچھتا ان میں سے ایک خود ہی بول پڑا ۔

زبائی ہمارے محترم ۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ تدمر کو بچانے کے لئے آندھی اور طوفان کی طرح تدمر کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ لیکن ہمارے محترم ۔ اب دیر ہو چکی ہے تدمر ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے ۔

آنے والے سوار کے اس انکشاف پر زبائی جواب میں کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ وہی سوار پھر بول پڑا ۔

زبائی ہمارے محترم ۔ پہلے تدمر شہر سے باہر ہولناک جنگ ہوئی ۔ جس میں حارث بن حسان اور زبداس دونوں کام آ گئے ۔ اس کے بعد ملکہ زنوبیہ شہر میں محصور ہونے کے بعد رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس کا مقابلہ کیا لیکن ناکام رہی ۔ اوریلوس شہر پناہ کا دروازہ توڑ کر تدمر میں داخل ہوا ۔ تدمر میں جس قدر لشکری تھے اوریلوس نے انہیں تہہ تیغ کر دیا ۔

تاہم ملکہ کو انہوں نے کچھ نہیں کہا ۔ ملکہ ان دنوں اپنے قصر میں ہی بے بسی کی زندگی بسر کر رہی ہے ۔ شہر میں جس قدر ملکہ کا حفاظتی لشکر تھا اسے قتل کرنے کے بعد اوریلوس نے چند روز تک تدمر میں ہی قیام کیا ۔ ملکہ کے مشیروں کو بھی اوریلوس نے تہہ تیغ کر دیا ۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ تدمر شہر میں رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر ہے اور اس لشکر کا کماندار انطاکیہ کا رومن حکمران میکریانس ہے ۔

اب یوں جانیں ملکہ اسیری اور نظر بندی کی زندگی بسر کر رہی ہے ۔ اسے اپنے قصر سے نکل کر شہر میں تو گھومنے کی اجازت ہے لیکن وہ شہر سے باہر نہیں نکل سکتی ۔ شہر میں رومنوں کا بہت بڑا لشکر ہے اس کے علاوہ رومنوں نے جو اپنے چیدہ تیراندازوں کے دستے تھے وہ بھی تدمر شہر کی فصیل پر متعین کر دیئے ہیں اس لئے کہ رومن اب بھی آپ سے اور

زبدہ سے اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

آنے والے ان سواروں کے ان انکشافات پر زبائی بے چارے کا چہرہ ایسا ہو گیا تھا جیسے ذہن کے کسی کونے میں ماضی کی کتاب کھل گئی ہو۔ زندگی کے تیز طوفان چل پڑے ہوں۔ اس کی آنکھوں میں پت جھڑ کے پیلے پتوں سے کھیلتے یادوں کے بوسیدہ اوراق اڑاتے بے روک و تیز گرد باد اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر تک زبائی جریدہ روزگار کے اسباب و وسائل میں غیر محفوظ سوال اور غیر ملفوف آرزوؤں کی طرح چپ کھڑا رہا پھر انتہائی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کرتے ہوئے اسنے کہنا شروع کیا۔ آہ زندگی کی لمبی شاہراہ پر تدمر کے لئے اندیشہ فردا کے سوا کچھ بھی نہیں رہا۔ تدمر میں اب وصل وہجر لمحوں سے بے نیاز فراق کے اندھیروں کی حکمرانی ہوگی۔ کاش میں اور زبدہ دونوں بھائی اس موقع پر یہاں ہوتے۔ ہائے حیف تدمر شہر ہماری غیر موجودگی میں ظلمتوں کی شب میں کالے تمدن کے عذاب۔ سیاہ نیتوں کے عکس میں ڈوب کر رہ گیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبائی لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔

ہائے بد قسمتی تدمر کا عارض کی تیز کرنوں۔ قربتوں کی دلکشی جیسا ماحول دکھ کے نغموں اور شب گزیدہ سویروں میں تبدیل کر دیا ہو گا۔ ملکہ زنوبیہ پھولوں کی آنکھوں سے بہتے پانی۔ رنگ بدلتے موسموں میں بے کل روحوں اور خوابوں کی بیدار فضاؤں میں دربدری کے آزار کی سی زندگی بسر کر رہی ہوگی۔ ہائے ہماری بد قسمتی۔ تدمر شہر کی ہر شے عالم وجدان میں شدت طوفان کے اندر وحشت بھرے خوابوں کا شکار کر دی گئی ہوگی۔

زبائی اپنے گھوڑے پر سوار گردن جھکائے تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے چھوٹے سالاروں کو اپنے قریب بلایا جب چھوٹے سالار اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے تب زبائی نے انہیں مخاطب کیا۔

میرے عزیزو۔ میرے مہربانو۔ رومنوں نے ہماری غیر موجودگی میں تدمر شہر پر قبضہ کر لیا ہے اور ملکہ کو انہوں نے اس کے قصر میں محصور کر دیا ہے۔ تدمر میں اس وقت رومن حکمران ہے۔ وہ ہی شخص ہے جو کبھی انطاکیہ کا حکمران تھا اور جس کا نام میکریانس ہے۔ اور جسے کئی بار ماضی میں ہم شکستیں دے چکے ہیں۔ میرے بھائیو۔ میرے عزیزو میں جانتا ہوں تدمر شہر میں ایک بہت بڑا لشکر ہو گا۔ شہر کی فصیل کے اوپر تیر انداز بھی

ہوں گے۔ اس کے باوجود ہم نے تدمر کو اس کے حال پر نہیں چھوڑنا۔ ہم تدمر شہر کو واپس لینا ہے۔

یہاں تک کہتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے زبائی رکا اور آنے والے ان سواروں کو اس نے مخاطب کیا۔

کیا تم بتا سکتے ہو کہ رومن شہنشاہ اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ کہاں ہو گا۔ اس پر ان سواروں نے پوری تفصیل کے ساتھ سارے حالات زبائی کو کہہ سنائے تھے۔

زبائی پھر تھوڑی دیر تک سوچ وبچار کرتا رہا۔ اس کے بعد دوبارہ اس نے اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو۔ میرے بھائیوں۔ اب ہم نے ایک کام کرنا ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہم تدمر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ وہ کام تم کر دیا اس کام کو مجھے خود کرنا ہو گا۔

سنو ہم میں کچھ لوگوں کو کسانوں کے بھیس میں صبح سویرے تدمر شہر میں داخل ہونا پڑے گا۔ اپنے ساتھ ہمیں سبزی اور ضروریات کی دیگر اشیاء سے لدی ہوئی خچریں رکھنا پڑیں گی۔ یہ جو جاسوس آئے ہیں ان میں سے آدھے شہر میں داخل ہوں گے۔ آدھے یہاں میرے پاس ہی رہیں گے۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد شہر کے اندر ہی انتظار کیا جائے گا اور آنے والی شب کو جلتے ہوئے پروں کا تیر فضا میں بلند کیا جائے گا اور وہ تیر فضا میں بلند ہوتے ہی ہمارے جو ساتھی شہر میں داخل ہوں گے شہر پناہ کا شمالی دروازہ کھولیں گے اور پھر لشکر شہر میں داخل ہو کر رومنوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ میرے خیال میں اگر ہم اس ترکیب پر عمل کریں تو تدمر پر ہم دوبارہ قبضہ کر سکتے ہیں۔

زبائی کی اس گفتگو کے جواب میں اس کا ایک چھوٹا سالار بول پڑا۔

محترم زبائی۔ آپ کا لشکر میں رہنا ہی انتہائی ضروری ہے۔ میں اور میرے کچھ رفیق خچروں پر سبزی لاد کر تدمر شہر میں داخل ہوں گے۔ ان میں سے آدھے جاسوس بھی ہمارے ساتھ ہونگے۔ شہر میں داخل ہونگے۔ یہ جاسوس کسی نہ کسی طرح ملکہ کو باخبر کر دینگے کہ ہم شہر میں داخل ہو چکے ہیں اور آنے والی شب ہم شہر کے شمالی محافظوں پر حملہ آور ہو کر ہم شہر

پناہ کا دروازہ کھولنے کی کوشش کریں گے۔ شہر پناہ کا دروازہ کھلتے ہی محترم زبائی آپ اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو جانا۔ مجھے امید ہے کہ جب آپ لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوں گے تو رات کی تاریکی میں رومنوں کا قتل عام کرتے ہوئے آپ تدمر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

زبائی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے اس سالار کو مخاطب کیا

میرے عزیز۔ میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم اس کام کے لئے تیار ہوئے۔ اب سارا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ تم کسانوں کے بھیس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو جاؤ گے۔ میرے اور تمہارے درمیان جاسوسوں کے ذریعے رابطہ رہے گا۔ جس روز تم شہر میں داخل ہو گے اسی روز سورج غروب ہونے کے بعد میں تدمر کے شمال میں شہر کے قریب ہی اپنے لشکر کے ساتھ آن رکوں گا۔ پھر تم لوگ شہر پناہ کے شمالی دروازے کے قریب تیار رہنا۔ میری طرف سے جب جلتے ہوئے پروں کا تیر فضا میں بلند ہو جو تمہارے لئے اشارہ ہو گا کہ میں تدمر شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار ہوں یہ اشارہ ملتے ہی تم لوگ شہر پناہ کے شمالی دروازے کے محافظوں پر ٹوٹ پڑنا۔ انہیں قتل کرنے کے بعد شہر پناہ کا دروازہ کھول دینا۔ اس کے بعد میں جانوں اور تدمر شہر کے اندر جو رومنوں کا لشکر ہو گا وہ جانے۔ تمہارا کام ختم ہو چکا ہو گا۔

چھوٹے سالاروں نے زبائی کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر لشکر دوبارہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔

تدمر سے متناسب فاصلے پر جا کے زبائی نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اور اس کے چھوٹے محافظ شہر میں داخل ہونے کے لئے انتظامات کرنے لگے تھے۔

ایک روز سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد تدمر کے قصر کے اس کمرے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی جس کمرے میں ملکہ زنوبیہ تنہائی اور بے بسی کے دن گزار رہی تھی۔ پہلی دستک پر ملکہ نے کوئی اہمیت نہ دی دوسری دستک پر بھی وہ خاموش رہی تھی۔ تیسری دستک پر تاہم وہ اپنی جگہ سے اٹھی دروازے کے قریب آئی پھر دھیمی سی آواز میں اس نے پوچھا۔

کون ہے۔

باہر سے کسی کی رازدارانہ سی آواز سنائی دی۔

خانم میں آپ کا ایک ادنیٰ خادم اور غلام ہوں۔ دروازہ کھولیں۔ میں آپ کے لئے ایک انتہائی اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔

ان الفاظ پر ملکہ تھوڑی دیر تک غور کرتی رہی پھر دروازے کے قریب ہی چند ثانیوں تک وہ بے حس و حرکت کھڑی رہی پھر آہستہ آہستہ دروازے کے قریب ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس نے دروازے کی زنجیر کھول دی تھی۔

زنجیر کھلنے کے بعد باہر کی طرف سے کسی نے بڑے دھیمے انداز میں دروازہ کھولا تھا۔ پھر ایک نوجوان اندر آیا پہلے اس نے دروازے کو بند کیا پھر اپنے سر کو فرش کی طرف خوب خم کرتے ہوئے اس نے ملکہ زنوبیہ کو تعظیم پیش کی پھر وہ انتہائی مودب ہو کر کہنے لگا۔

خانم محترم۔ میں آپ کے لئے ایک انتہائی اہم اور اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ اس پر

ملکہ زنوبیہ نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا پھر انتہائی تعجب میں پوچھا۔

کیا مجھ جیسی بے بس خاتون کے لئے بھی کوئی اچھی خبر ہو سکتی ہے۔اب خبروں میں کیا رکھا ہے۔تدمر ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا۔میری رعایا نہیں۔خود مجھے بھی غلام بنا دیا گیا۔ اور میں اتنی بے بس اور لاچار ہوں کہ اس قصر میں نظر بندی کے دن گزار رہی ہوں۔اور شہر سے باہر نکل کر اطراف کے احوال نہیں جان سکتی۔

ملکہ زنوبیہ جب خاموش ہوئی تو آنے والے اس شخص نے پھر ملکہ کو مخاطب کیا۔

خاتون محترم۔آپ زیادہ مایوس اور فکر مند نہ ہوں۔میں آپ سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ میں زبائی کی طرف سے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔

زبائی کا نام سن کر ملکہ زنوبیہ چونکی تھی۔اس نے تیز نگاہوں سے آنے والے اس شخص کی طرف دیکھا۔چند قدم آگے بڑھی پھر بڑی رازداری میں اس نے اس جوان سے پوچھا

تم زبائی سے متعلق کیا کہنا چاہتے ہو۔کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ زبدہ اور زبائی اس وقت کہاں ہیں۔میری بہن تمر کا کیا حال ہے۔اور ایشیائے کوچک میں انہوں نے کہاں تک کامیابیاں حاصل کی ہیں اور اگر وہ ایشیائے کوچک سے لوٹ آئے ہیں تو اس وقت کہاں ہیں اور کیا وہ اس حالت میں ہیں کہ تدمر پر حملہ آور ہو کر ان رومنوں کو یہاں سے مار بھگائیں۔

ملکہ کے اس استفسار پر اس جوان نے تھوڑی دیر تک سوچ و بچار سے کام لیا پھر وہ دبے الفاظ میں کہنے لگا۔

ملکہ محترم۔آپ فکر مند نہ ہوں جہاں تک زبدہ اور زبائی کا تعلق ہے ان دونوں نے مل کر ایشیائے کوچک میں بہترین کامیابیاں حاصل کی ہیں جو جاسوس آپ نے ان دونوں کی طرف روانہ کئے تھے وہ زبدہ اور زبائی کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کے جواب میں زبدہ و تمر کے ساتھ فی الحال ایشیائے کوچک میں ہی ہے تاہم زبائی کو اس نے اس کے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر کی طرف روانہ کر دیا۔

خاتون محترم۔میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ عنقریب زبدہ بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر کا رخ کرے گا آپ زبدہ کی جرأت مندی دلیری اور اس کی ہمت کو مجھ سے بہتر جانتی ہیں مجھے امید ہے کہ وہ چند یوم تک ایشیائے کوچک میں رومنوں کی بچی

کچی۔قوت کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے بعد تدمر کا رک کرے گا۔اور آپ دیکھیں گی کہ تدمر کی طاقت اور قوت پھر پہلے کی طرح بحال ہو کر رہ جائے گی۔اور زبدہ اور زبائی کے باہم ملنے کے باعث ہم پھر اس چٹان جیسی صورت اختیار کر جائیں گے جس سے سر ٹکرا ٹکرا کر رومن ناکام اور نامراد لوٹتے رہیں گے۔

جہاں تک زبائی کا تعلق ہے تو میں اور میرے کچھ ساتھی زبائی اور اس کے لشکر سے نصیبین اور حیران شہر کے درمیان ملے۔ہم نے زبائی کو جو کچھ تدمر پر بیتا وہ تفصیل کے ساتھ بتایا۔اس پر زبائی کی حالت ناقابل بیان ہو گئی تھی۔وہ تھوڑی دیر تک بیچارہ کچھ نہ کہہ سکا تدمر کی حالت پر اس نے عجیب سے دکھیا سے لفظوں میں اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔

نصیبین اور حران شہروں کے درمیان ہی تدمر پر حملہ آور ہونے کے لئے زبائی نے ایک لائحہ عمل تیار کیا۔تدمر پر حملہ آور ہونے کے لئے اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ کچھ سالار اور مسلح جوان سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہوں گے اور ان کے داخل ہونے کی اطلاع مخبر زبائی کو کریں گے۔جس کے جواب میں زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر کے قریب آئے گا۔رات کی تاریکی میں کسی مناسب جگہ گھات لگائیگا۔پھر جس وقت زبائی کی طرف سے جلتے پروں کا ایک تیر فضا میں چھوڑا جائے گا تو اس کے وہ ساتھی جو سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہو چکے ہوں گے وہ حرکت میں آئیں گے۔وہ شہر پناہ کے شمالی دروازے پر رومن محافظوں پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں قتل کر کے شہر پناہ کا شمالی دروازہ کھول دیں گے۔

شہر پناہ کا شمالی دروازہ کھلتے ہی زبائی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گا اور رومنوں پر حملہ آور ہو گا۔مجھے امید ہے خانم کہ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو زبائی جیسا ہمارا لاجواب جرنیل لمحوں کے اندر تدمر میں جس قدر رومن ہیں ان کا قلع قمع کر کے رکھ دے گا۔

وہ جوان لمحہ بھر کے لئے رکا اس کے بعد اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔

اب میں آپ کو یہ بھی تفصیل بتاتا ہوں کہ یہ جو لائحہ عمل مرتب ہوا ہے اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔جہاں تک زبائی کے ساتھیوں کا تعلق ہے تو وہ سبزی فروشوں کے بھیس میں آج صبح ہی صبح شہر میں داخل ہو چکے ہیں۔خانم۔اب یہ مسلح جوان بالکل تیار

ہیں اور انہیں جلتے پروں کے تیر کا فضاؤں میں چھوڑے جانے کا انتظار ہے ۔میرے خیال میں جب رات گہری ہو جائے گی تو زبائی اپنے لشکر کے ساتھ شہر پناہ کے قریب ہی گھات میں بیٹھے گا پھر جلتے پروں کا تیر فضا میں بلند کرے گا۔اس کے بعد آپ دیکھیں گی کائنات کے مالک نے چاہا تو تدمر شہر میں ہمارے حق میں انقلاب برپا ہو گا۔

یہ خبر یقیناً ملکہ زنوبیہ کے لئے انتہائی خوش کن تھی ۔ تھوڑی دیر تک وہ اس خبر کے اچھا ہونے سے لطف اندوز ہوتی رہی ۔خاموش رہی اپنی جگہ پر بالکل ساکت کھڑی رہی ۔ پھر اس نے آنے والے مخبر کو مخاطب کیا۔

میں تمہاری انتہا درجہ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے یہ خبر سنا کر تسلی دی ورنہ مجھے زبائی کے اس حملے کی خبر نہ ہوتی اور میں لاعلم ہی رہتی تو مجھے کچھ نہ پتہ چلتا کہ شہر پر کون حملہ آور ہوا ہے ۔دیکھ اب تو اپنے ساتھیوں کی طرف جا۔میں اس کمرے میں بند ہو کر زبائی کی کامیابی کے لئے دعا مانگتی ہوں ۔اور اس وقت کا انتظار کرتی ہوں جب زبائی تدمر میں رومنوں پر حملہ آور ہو کر ان کا قتل عام شروع کرے گا۔

ملکہ کا یہ حکم سن کر وہ نوجوان ملکہ کو تعظیم دینے کے لئے زمین کی طرف جھکا پھر وہ مڑا اور اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ملکہ نے خوشی خوشی دروازے کو اندر سے زنجیر لگا دی تھی اب وہ پہلے کی نسبت کسی قدر مطمئن اور بے فکر سی دکھائی دے رہی تھی۔

○○○○

رات پلکوں کی منڈھیر پر خوابوں کی گھٹائیں پھیلاتی چاندنی تنہائیوں میں بکھرے ذروں کی کہانیاں سمیٹتی بھاگی جا رہی تھی ۔آسمان سے اوس پڑنا شروع ہو گئی تھی اور پنکھڑیوں پر رقص کرتے شبنم کے ننھے قطرے زندگی کی مسافتوں عفت و پندار اور جاگتے انگڑائیاں لیتے ستاروں کی داستانیں سنانے لگے تھے ۔چاروں طرف زخموں جیسا سکوت طاری تھا۔لگتا تھا تدمر شہر کی ہر شئے وصل کی لو اور دید کی کرنوں کی منتظر ہو۔

تدمر شہر کے اندر اور فصیل کے اوپر رومن لشکر محو استراحت تھے ۔انہیں یہی زعم تھا کہ ان کا شہنشاہ اوریلوس ان کے قریب ہی ہے جبکہ زبدہ اور زبائی ایشیائے کوچک

میں اپنے کام میں مصروف ہیں لہذا اور کوئی قوت ایسی ہے ہی نہیں جو ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔

ایسے میں تدمر شہر سے تھوڑے ہی فاصلے پر شمال کی جانب جلتے پروں کا ایک تیر فضا میں بلند ہوا تھا۔بس اس تیر کا بلند ہونا تھا کہ تدمر شہر کے اندر ایک انقلاب برپا ہو گیا۔

زبائی کے وہ ساتھی جو صبح صبح سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر کے اندر داخل ہو چکے تھے اس وقت وہ شمالی دروازے کے قریب ہی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے جونہی جلتے پروں کا تیر فضا میں بلند ہوا وہ اپنی گھات سے نکلے اور شمالی دروازے کے محافظوں پر انہوں نے حملہ کر دیا تھا۔

حملہ ایسا اچانک ایسا زور دار اور ایسا منظم تھا کہ لمحوں کے اندر زبائی کے ان ساتھیوں نے شہر پناہ کے شمالی دروازے پر جو رومن محافظ تھے انہیں تہہ تیغ کر دیا پھر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔

گو جس وقت زبائی کے ساتھی شمالی شہر پناہ کے دروازے پر حملہ آور ہوئے تھے اس وقت ڈھالوں کے ٹکرانے اور تلواروں کے ٹکرانے سے آوازیں پیدا ہوئی تھیں لیکن یہ آوازیں کچھ ایسی زوردار بھی نہ تھیں کہ شہر کے اندر یا فصیل کے اوپر رومن لشکری فوراً بیدار ہو جاتے ۔ لہذا زبائی کے لشکریوں نے شہر پناہ کے دروازے کے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد شہر کا دروازہ کھولا پھر وہ دروازے کے باہر ہی دائیں بائیں ہو کر زبائی کی آمد کا بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر فصیل کے اوپر پہرہ دینے والے رومن اس وقت چونکے جب شہر کے فصیل اور شمالی دروازے کے قریب ہی زبائی کے لشکریوں کے گھوڑوں کے ہنہنانے اور نتھنے پھڑپھڑانے کی آوازیں بلند ہوئی تھیں ۔یہ صورتحال دیکھتے ہوئے رومنوں نے اپنے لئے کوئی خطرہ محسوس کیا اور وہ اپنے ترکشوں اور اپنی کمانوں پر گرفت کرنے کے لئے برجوں کی طرف بھاگے تھے ۔ لیکن اب تاخیر ہو چکی تھی ۔زبائی اپنے لشکر کے ساتھ شہر پناہ کے شمالی دروازے کے منہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے شہر پناہ کی فصیل پر جس قدر رومن محافظ تھے وہ بلند آوازوں میں چیختے چلاتے ہوئے شہر میں جو رومن لشکر تھا اسے متنبہ کرنے لگے تھے ۔ان کے

اس طرح پکارنے پر شہر کے اندر چیخ و پکار کا ایک سلسلہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ شہر کے اندر جو رومنوں کا محافظ لشکر تھا وہ زبائی کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی تیزی سے مستعد اور منظم ہونا شروع ہو گیا تھا۔

گو وہ رومن لشکری جو فصیل کے اوپر اپنے ساتھیوں کے چیخنے چلانے کی وجہ سے پہلے بیدار ہوئے تھے وہ جلدی جلدی تیار ہونے کے بعد شہر کے شمالی دروازے کی طرف بھاگنے لگے تھے تاکہ حملہ کرنے والوں کی راہ روک سکیں اس طرح جس وقت زبائی شہر میں داخل ہو رہا تھا تو اس کی راہ روکنے کے لئے اس کے سامنے انگنت رومن لشکری اپنی تنظیم کو درست کرنا شروع ہو چکے تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے زبائی اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ دل پر بھنور بناتے حالات۔ سرد۔ اجاڑ۔ تنہارات کی سفاک وسعتوں اور عہد فراموش کی لاوا بن کر کھول اٹھتی صداؤں کی طرح تدمر شہر کے شمالی دروازے سے داخل ہوا تھا۔

اتنی دیر تک گو شہر کے اندر رومنوں کا محافظ لشکر کافی حد تک اپنی تنظیم درست کر چکا تھا لیکن ان کی اس تنظیم کو نظر انداز کرتے ہوئے زبائی ان پر گردش دوراں کے دیولاخوں میں زیست کے زہریلے عنوان۔ قطار اندر قطار کھڑی نوکیلی چوٹیوں کو ہلا دینے والے ہزاروں وسوسوں۔ احساس کے مناظر کا چہرہ بدلتی تہہ غم کی پرتوں اور اپنی اتاہ میں انگنت طوفان لئے صف بہ صف رقصاں سربوط لمحوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

رومنوں نے تھوڑی دیر تک زبائی کے ان حملوں کو روکا لیکن زبائی نے اپنے حملوں میں ایسی تیزی ایسی سرفروشی اور جانثاری پیدا کر دی تھی کہ اس نے اپنے ان حملوں سے سمتوں کے تضاد۔ ذہنوں کے اختلاف کی طرح رومنوں پر چھاتے ہوئے ان کی حالت حلقہ در حلقہ نئے وسیلے لئے عقوبت کدوں کی طرح بنانی شروع کر دی تھی۔

تدمر شہر کے اندر زبائی کے حملہ آور ہونے کے باعث جو فصیل کے اوپر تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی فصیل سے نیچے اتر کر اپنے محافظ لشکر میں شامل ہوئے اور حملہ آور ہونے لگے تھے۔ لیکن زبائی ایسے خلوص اور ایسی خونخواری سے حملہ آور ہو رہا تھا کہ جو رومن بھی اس کے سامنے آتا وہ اور اس کے لشکری اسے کاٹتے چلے گئے تھے۔ یوں جلد ہی زبائی نے اپنے سامنے آنے والے رومنوں کی حالت اجڑے شہر۔ عکس بے منظر۔ کھوئی پرواز کے

متلاشی طیور اور احساس کی ڈوبتی نبضوں جیسی بنانا شروع کر دی تھی۔

لگ بھگ آدھی رات تک تدمر شہر میں گھمسان کا رن پڑا۔ اس دوران تک زبائی نے جس قدر رومن تدمر شہر کے اندر تھے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ شہر کے اندر رومنوں کا اور سالار تھا جس کا نام میکریانس تھا وہ بھی زبائی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے تدمر شہر میں مارا گیا تھا۔ یوں آدھی رات تک شہر کے اندر جس قدر رومن لشکر تھا اس کا صفایا کرنے کے بعد زبائی نے شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

شہر پر قبضہ کرنے کے بعد زبائی بڑی تیزی سے حرکت میں آیا پہلے شہر پناہ کا وہ شمالی دروازہ جس سے وہ شہر میں داخل ہوا وہ اس نے بند کروا دیا۔ وہاں اس نے اپنے محافظ مقرر کیے۔ شہر پناہ کے دیگر دروازوں پر بھی اس نے محافظ مقرر کرنے کے ساتھ فصیل کے اوپر اپنے تیر انداز بٹھا دیئے پھر اس نے لشکریوں کو آرام کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ خود وہ ملکہ زنوبیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تدمر کے قصر کا رخ کر رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد زبائی کے کہنے پر اسی مخبر نے قصر کے ایک کمرے کے دروازے پر دستک دی تھی جو اس سے پہلے ملکہ زنوبیہ کو زبائی کے آنے کی خبر دیکر گیا تھا۔

دوبار دستک کے بعد اندر سے ملکہ زنوبیہ کی دھیمی سی آوازہ سنائی دی۔

کون ہے۔

جواب میں زبائی بول پڑا۔

خانم میں زبائی ہوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

زبائی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ قصر کے اس کمرے کا دروازہ طوفانی انداز میں کھلا۔ پھر ملکہ بڑی تیزی سے باہر نکلی۔ زبائی کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے پہلے اس نے زبائی کی پیشانی چومی پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے زنوبیہ بول پڑی۔

زبائی میرے عزیز۔ میرے بھائی۔ تمہیں یوں تدمر شہر میں دیکھتے ہوئے میں یہ اندازہ لگانے میں حق بجانب ہوں کہ تم نے رومنوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے۔ اس پر زبائی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

ملکہ محترم آپ کا اندازہ درست ہے۔ رومنوں کا تدمر شہر کے اندر جس قدر لشکر تھا میں نے ان سب کا صفایا کر دیا ہے۔ رومن شہنشاہ اوریلوس نے جو تدمر شہر میں میکریانس

نام کے اپنے جرنیل کو تدمر کا حاکم مقرر کیا تھا وہ بھی اس جنگ میں مارا جا چکا ہے اب میں نے اپنے حصے کے لشکر کو شہر کے اندر پھیلا دیا ہے اور فصیل کے اوپر تیر انداز بھی بٹھا دیئے ہیں ۔ میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ پہلے کی طرح آپ تدمر پر حکمرانی اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو جائیں ۔

ملکہ زنوبیہ تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں زبائی کی طرف دیکھتی رہی پھر اس کی خوشی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی ۔

زبائی میرے پاس الفاظ نہی کہ جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں وہ کہہ سکوں ۔ پھر بھی میرے عزیز ۔ میرے بھائی تم یقیناً ان جوانوں میں سے ہو جو اپنے دیس کے لئے امن کی سفید چادر ۔ آشتی کی قرمزی روشنی اور آزادی کے شہابی دیوں کی لو ثابت ہوتے ہیں ۔ تم جیسے ہی جوان صبح آزادی کی گلنار روشنی میں وطن کی محبت ۔ صلے کی نوید ۔ دیس کی خوشبو اور جراتوں کا زرنگار بحر ثابت ہوتے ہیں ۔ زبائی میرے عزیز ۔ تم جیسے وطن پرور انسان ہی خلعت طلاکار اور کلاہ زہ تار کے حقدار ہوتے ہیں ۔

یہاں تک کہتے کہتے ملکہ لمحہ بھر کے لئے رکی ۔ اس کے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا تھا ۔

زبائی میں تمہاری فطرت کی شعلہ مزاجی جیسی جراتمندی ۔ بے خوفی کے ہیجان جیسی شجاعت ۔ قدم روکتی قوتوں جیسی دلیری ۔ آفاق پر پھیلتی کرنوں جیسی بیباکی کو سلام کرتی ہوں ۔ تم نے اپنے منصب کا حق ادا کرتے ہوئے تدمر کے کشکول وفا میں محبتوں کے پرتو چاہتوں کے عکس ۔ اور موسموں کی رعنائیاں بھر دی ہیں ۔ زبائی ۔ میرے عزیز بھائی ۔ میں ملکہ زنوبیہ ایک بار پھر تمہیں سلام پیش کرتی ہوں ۔

زبائی نے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنا شروع کیا ۔

خاتون محترم ۔ آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں ۔ میں نے نہ تدمر شہر پر نہ اپنے دیس پر نہ آپ کی ذات پر کوئی احسان کیا ہے جو کچھ میں نے کیا ہے یہ میرے منصب میرے ان فرائض کا تقاضہ تھا جو مجھے سونپے گئے تھے ۔ خداوند قدوس کا شکر کہ میں اپنی اس منصبی ذمہ داری پر پورا اترنے میں کامیاب ہوا ہوں ۔

ملکہ تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی اس کے بعد اس نے زبائی کو مخاطب کیا ۔

تدمر کے عظیم فرزند ۔ یہ تو کہو میرا بھائی زبدہ اور بہن تمر کیسے ہیں ۔ اور کیا الیشائے کوحلب میں انہیں کوئی خطرہ تو نہیں ہے ۔

خاتون آپ جانتی ہیں زبدہ آج تک خطرات سے ہی کھیلتا ہوا جوان ہوا ہے ۔ گو میں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ الیشائے کوحلب میں رومنوں کی طاقت کو کچلنے تک میں تمہارے ساتھ رہتا ہوں لیکن اس کا اصرار تھا کہ میں فوراً اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر پہنچوں ۔ تمر بھی بالکل ٹھیک اور صحت مند ہے ۔ اور اب وہ دونوں ایک دوسرے پر جان چھڑکتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ چند دن تک الیشائے کوحلب میں زبدہ اور تمر رومنوں کا مکمل صفایا کرنے کے بعد تدمر پہنچ جائیں گے یہ الفاظ زبائی نے ملکہ زنوبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے خوش کن انداز میں ادا کئے تھے ۔

زبائی کا یہ جواب سن کر ملکہ خوش ہو گئی تھی ۔ اس کے بعد زبائی نے پھر مخاطب کیا خاتون محترم ۔ میرے خیال میں آئیں قصر سے باہر چلیں اس لئے کہ تدمر کے لوگ آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں ۔ جواب میں ملکہ زنوبیہ دھیمے دھیمے مسکراتی اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ۔ زبائی کے ساتھ ہو لی تھی ۔

زبدہ اور تمر ایک روز سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے بروصہ شہر کی فصیل کے اوپر برجوں میں متعین اپنے محافظوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ چند گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے بروصہ شہر کے شرقی دروازے سے داخل ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہوئے زبدہ اور تمر دونوں چونکے تھے۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے سوار شہر میں داخل ہونے کے بعد فصیل کی سیڑھیاں چڑھے پھر وہ ان کی طرف بھاگے۔ زبدہ اور تمر بھی ان کی طرف جانے لگے تھے۔

آنے والے مخبر تھے۔ اور زبدہ اور تمر کے قریب آکر ان میں سے ایک فوراً زبدہ کو مخاطب کرتے ہوئے بول پڑا۔

محترم زبدہ۔ ہم آپ کے لئے ایک انتہائی اہم خبر لے کر آئے ہیں۔ بروصہ اور نائیکو میڈیا شہروں کے درمیان آپ اور زبائی کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد رومنوں کا جرنیل مارکس اب اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا واپس نہیں گیا تھا۔ چونکہ اسے شکست دینے کے بعد آپ نے اس کا تعاقب نہیں کیا تھا لہٰذا اس نے نائیکو میڈیا شہر سے اس نے کمک اور رسد کے ذخائر مزید طلب کر لئے ہیں۔

ساتھ ہی میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ رومنوں کے جرنیل مارکس کو یہ بھی خبر ہو چکی ہے کہ زبائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تدمر کا رخ کر چکا ہے۔ اس لئے کہ تدمر میں رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کی طرف سے خطرات منڈلا رہے ہیں۔

زبائی کے واپس جانے کی خبر سن کر مارکس پرامید ہو گیا ہے کہ اب وہ ان علاقوں سے ملکہ زنوبیہ کے لشکر کو باہر نکالنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس کا خیال ہے کہ چونکہ ملکہ زنوبیہ کے لشکر کی تعداد ان علاقوں میں پہلے کی نسبت آدھی رہ گئی ہے لہٰذا وہ بڑی آسانی سے اس پر قابو پا لے گا۔ میرا اندازہ ہے کہ یقیناً دو ایک روز تک مارکس اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرے گا اور بروصہ کا رخ کرے گا اور آپ کو دعوت مبارزت دے گا۔ وہ یہ بھی چاہے گا کہ آپ شہر سے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کر کریں۔

وہ مخبر جب خاموش ہوا تو لمحہ بھر کے لئے زبدہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے اس مخبر کو مخاطب کیا۔

کیا تم لوگوں کے پاس تدمر سے کوئی خبر نہیں پہنچی۔ اس پر اس مخبر نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

محترم زبدہ۔ تدمر سے ہمیں ابھی تک کوئی خبر نہیں پہنچی۔ جو کچھ میں مارکس کے لشکر کے متعلق جانتا تھا وہ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے۔ اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے زبدہ نے اسے پھر مخاطب کیا۔

اب تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاؤ۔ اپنے کام میں لگ جاؤ۔ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھو۔ اور اس کے پل پل کی خبریں ہمیں دو۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب مخبر وہاں سے چلے گئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد زبدہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ جبکہ اس کے پہلو میں کھڑی تمر نے زبدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر اس کا ہاتھ سہلاتے ہوئے وہ فکرمندی میں پوچھنے لگی۔

آپ کن سوچوں اور تفکرات میں کھو گئے ہیں۔ کیا کوئی فکر کی بات ہے۔ اس پر زبدہ نے اپنے سر کو جھٹکا دیا پھر وہ کہہ اٹھا۔

دیکھ تمر۔ ایشائے کوچک میں رومنوں کی طاقت کو مکمل طور پر کچلنے کے لئے میرے پاس ایک تجویز ہے بشرطیکہ تم میرے ساتھ اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے تعاون کرو۔

زبدہ شاید مزید کچھ کہتا کہ بیچ میں تمر نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی تھی۔
زبدہ میرے حبیب۔آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔کیا آپ اپنی رفیقہ اپنی ساتھی تمر سے یہ امید رکھتے ہیں کہ میں آپ کی کسی تجویز یا تدبیر سے اتفاق نہیں کروں گی۔ خدا کے لئے بار بار یہ بھی نہ کہا کریں کہ بشرطیکہ تم میری تجویز سے اتفاق کرو۔زبدہ میرے حبیب۔میرا اور آپ کا وہ رشتہ وہ ربط وہ ضابطہ ہے کہ آپ کوئی بھی کام کرنے کے لئے مجھے حکم دے سکتے ہیں اور میں آپ کا ہر جائز و ناجائز حکم ماننے اور اس کا اتباع کرنے کی پابند ہوں۔

تمر کے ان الفاظ پر زبدہ تھوڑی دیر تک مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے گفتگو کا آغاز کیا۔

سن تمر۔ان مخبروں کے انکشاف پر جو لائحہ عمل میں نے مرتب کیا ہے وہ کچھ یوں ہو گا کہ آج جب رات گہری ہو جائے گی تو میں آدھے لشکر کو لے کر یہاں سے نکل جاؤں گا آدھا تمہارے پاس یہیں بروصہ میں رہے گا۔آدھے لشکر کے ساتھ تم یہیں بروصہ کا دفاع کرنا۔میں آدھے لشکر کو لے کر گمنام راستوں سے ہوتا ہوا نائیکو میڈیا شہر کا رخ کروں گا۔ رات کی تاریکی میں پہلے میں ان محافظوں کا قلع قمع کروں گا جو رومنوں کے بحری بیڑے کے محافظ ہیں ان کا قلع قمع کرنے کے بعد میں ان کے بحری بیڑے کو آگ لگا دوں گا۔
نائیکو میڈیا شہر میں جو رومن محافظ ہیں وہ جب دیکھیں گے کہ ان کے بحری بیڑے کو آگ لگ گئی ہے تو وہ ضرور شہر سے باہر نکل کر اپنے بحری بیڑے کی حفاظت کے لئے لپکیں گے۔جب وہ ایسا کریں گے تو میں ان پر حملہ آور ہوں گا اور ان کا مکمل طور پر خاتمہ کر دوں گا۔ان میں سے اگر کسی نے بھاگنے کی کوشش کی تو میں ان کے پیچھے پیچھے نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہوں گا اور جس قدر وہاں رومن ہوں گے ان کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا۔
سنو تمر ہو سکتا ہے اس وقت تک رومن جرنیل مارکس حرکت میں آئے اور بروصہ شہر کا محاصرہ کر لے۔تمہارے ذمے صرف یہ کام ہو گا کہ تم مارکس کو روکے رکھو اسے شہر کے قریب نہ آنے دو۔اتنی دیر تک میں بھی بروصہ پہنچ جاؤں گا۔اور پھر ہم دونوں مل کر بروصہ شہر سے باہر مارکس کو وہ سبق دیں گے کہ رومن آنے والی نسلوں تک یاد رکھیں گے۔

تمر۔تمر۔جو کچھ میں مزید کہنے لگا ہوں اسے غور سے سنو۔جس وقت میں نائیکو میڈیا میں اپنی مہم سے فارغ ہو کر آؤنگا تو تم اس وقت تک شہر کے اندر ہی محصور رہنا۔اگر میرے آنے تک مارکس نے محاصرہ کر لیا ہوا۔تو میں شہر کے شرقی حصے میں آکر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کروں گا۔ظاہر ہے اگر مارکس پہنچ چکا ہوا تو شمال اور مغرب سمت میں اپنا پڑاؤ کرنا پسند کروں گا۔
ایسی صورت میں میں اپنے لشکر کا پڑاؤ اس جگہ کروں گا جہاں تم جانتی ہو میں نے وہ جنگی رتھ کھڑے کر رکھے ہیں جو ہمیں رومنوں کے لشکر سے ملے تھے۔وہ جنگی رتھ میں نے یونہی ایک ترتیب اور قطار میں کھڑے نہیں کئے تھے بلکہ میں آنے والے وقت میں ان سے ایک بہت بڑا کام لینا چاہتا تھا۔اور تمر وہ وقت آن پہنچا ہے۔
میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان جنگی رتھوں کے سامنے صف آرا ہوں گا اور مارکس سے ٹکرانے کی کوشش کروں گا۔تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان جنگی رتھوں کی اوٹ میں بیٹھ جانا اور اپنے سارے لشکریوں کو تیر اندازی کرنے کے لئے تیار رکھنا۔
جب جنگ ہو گی دشمن مجھ سے ٹکرائے گا تو تھوڑی دیر تک میں اس کے سامنے جم کر مقابلہ کرونگا۔اس کے بعد میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مزید مشرق کی طرف پھیلوں گا اس طرح میں درمیان سے ہٹ جاؤں گا اور رومن لشکر براہ راست جنگی رتھوں کے سامنے آئے گا جب ایسا ہو گا تو تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رومنوں پر تیز تیر اندازی کرا دینا۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو یاد رکھنا تمہاری طرف سے تیر اندازی کے باعث رومن لشکریوں کی صفیں کی صفیں الٹ کر رہ جائیں گی۔
ایسی صورت میں رومن دو قدم اٹھانے کی کوشش کریں گے۔اول یہ کہ وہ شہر کی فصیل کی طرف ہٹیں۔دوئم یہ کہ وہ مشرق کی طرف ہم پر دباؤ ڈالتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔وہ تیسرا قدم بھی اٹھا سکتے ہیں یعنی پسپا ہو کر بھاگنے کی کوشش کریں لیکن وہ جلد ایسا نہیں کریں گے۔وہ ہر صورت میں ہم پر اپنی فتح ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔
اگر وہ پہلا قدم اٹھاتے ہیں اور فصیل کی طرف جاتے ہوئے اپنی طاقت کو مجتمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو جب ہم بروصہ شہر سے باہر ہوا کرتے تھے اور ہماری غ

موجودگی میں جو شہر کے اندر تیر انداز برجوں میں بیٹھتے تھے وہ حسب معمول ان برجوں کے اندر ہی رہیں گے۔ تم پہلے سے سمجھا دینا کہ جونہی رومن فصیل کی طرف آئیں ان پر وہ موسلا دھار بارش کی طرح تیر برسائیں اس طرح وہ رومن فصیل سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جائیں گے ساتھ ہی ان پر یہ بھی انکشاف ہو جائے گا کہ اگر انہوں نے فصیل کے اوپر چڑھنے کی کوشش کی تو چھلنی کر کے رکھ دیئے جائیں گے۔ ادھر سے مایوس ہونے کے بعد جب وہ مشرق کی طرف زور ڈالیں گے تو اس وقت تک میں اپنے لشکر کو ترتیب دینے کے بعد میں ان پر جارحانہ انداز میں حملہ آور ہو چکا ہوں گا۔

اب سامنے اور فصیل کی طرف سے بری طرح تیر اندازی کے باعث چھدنے اور مشرق کی طرف سے میرے ہاتھوں قتل عام ہونے کے بعد آخر رومنوں کا جرنیل مارکس شکست قبول کرتے ہوئے جنگ سے بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ جب وہ ایسا کرے گا تو تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات سے نکل آنا پھر دونوں مل کر بھاگتے رومنوں کا وہاں تک تعاقب کریں گے جہاں تک ان کی ساری تعداد کو تہہ تیغ نہیں کر دیا جاتا۔

زبدہ لمحہ بھر کے لئے رکا پھر اس نے دوبارہ تمر کی طرف دیکھا۔

اب کہو تم۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے۔ تمر نے تھوڑی دیر بڑے غور سے چاہتوں اور محبت بھرے انداز میں زبدہ کی طرف دیکھا۔ پھر اس کی اداس اور افسردہ سی آواز سنائی دی۔

زبدہ میرے حبیب۔ یہ ترکیب اور لائحہ عمل تو بہترین ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے ہم ایشیائے کوچک میں رومنوں کا مکمل طور پر صفایا کر سکتے ہیں لیکن میرے حبیب۔ ج کی رات جب آپ آدھے لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا شہر کی طرف کوچ کریں گے تو آپ لی غیر موجودگی میں میں انتہائی فکر مند رہوں گی۔ آپ کا یوں اکیلے دشمن کے شہر نائیکو میڈیا لی طرف جانا مجھے وسوسوں اور تفکرات میں ڈال کر رکھ دے گا۔ اس پر زبدہ نے بڑے یارے انداز میں تمر کا شانہ تھپتھپایا۔

تمر تم میرے ساتھ صرف میری رفیقۂ زندگی بننے والی لڑکی نہیں ہو میری نائب می ہو اور میرے لشکر میں نائب سالار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مجاہدہ بھی ہو۔ نو تم میرا بازو۔ میرے دل کی ڈھارس۔ میری روح کی امنگ ہو۔ تمہیں ہر صورت

خطرات اور مایوسیوں میں بہترین اعتماد اور جراتمندی کا اظہار کرنا ہو گا تم میرے متعلق فکر مند نہ ہونا۔ میں اپنے آپ کو خواہ مخواہ خطرات میں ڈالنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ مجھے خود احساس ہے کہ تم میرے متعلق کس قدر فکر مند ہو گی۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی مہم کو نپٹانے کے بعد بہت جلد لوٹ کر بروصہ تمہارے پاس آؤں گا۔

تمر زبدہ کے ان الفاظ سے کسی قدر مطمئن اور خوش ہو گئی تھی۔ پھر وہ فصیل سے نیچے اتر گئے تھے۔ اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر جب رات گہری ہوئی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ تمر لے کر بروصہ شہر ہی میں رہی۔ دوسرے حصے کو لے کر زبدہ بروصہ شہر سے نکل کر گمنام راستوں سے نائیکو میڈیا شہر کا رخ کر گیا تھا۔

OOOO

دھند میں لپٹی ستاروں کی روشنی سے کھیلتی ریگ و دشت میں شیشوں کی متلاشی رات بھاگتی جا رہی تھی۔ آسمان چپ زمین گنگ تھی۔ فضائیں خوفزدہ ہوائیں نیند کی ملامتوں کا ہدف تھیں۔ چاروں طرف ایک خاموشی تھی ہاں کبھی کبھی ساحل سمند کے آس پاس کوئی بھوکا بھیڑیا یا گیدڑ چیختا تب وقت کے گونگے قبیلے میں لمحہ بھر کے لئے یوں ارتعاش اٹھتا جیسے پتھروں کے شہر میں کوئی آئینہ ٹوٹ گیا ہو۔ یوں لمحہ بھر کے لئے سکوت کے سانسوں کی کشتی ڈولتی پھر دوبارہ چاروں طرف خاموشی کی چھاؤں بکھر جاتی تھی۔

چاروں طرف سبز کھیتوں میں چاندنی کا رقص جاری تھا۔ ہر شئے ایک دعائے بے رسا۔ ایک فریاد بے اثر کی طرح تلاش ذات کی خاطر نیند سے بغلگیر ہو چکی تھی۔ نائیکو میڈیا شہر سکھ سپنوں کے پنگھ۔ کرب تنہائی۔ جیون کی آشاؤں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جبکہ اس سے ملحق سمند ازل سے تشنہ لب صحرا۔ اور تخلیق چمن کے باب کی طرح خاموش تھا۔ ہوا کی بھینی چادر اوڑھے کرنوں کا سونا پھرتا چاند اپنے ماتھے پر سجائے رات چپ تھی آکاش سے دھیرے دھیرے ہولے ہولے اترتی شبنم دہکتے پھولوں اور سلگتے جگنوں جیسے بدن کے ساتھ م استراحت تھی۔

ایسے سے میں جب زبدہ لپنے لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا کے ساحل کے قریب آیا تب اس نے دیکھا سمندر میں رومنوں کا بحری بیڑہ چپ چاپ خاموش کھڑا تھا اور بحری بیڑے کے جو محافظ تھے وہ ساحل پر بڑے بڑے آگ کے الاؤ روشن کئے گہری نیند سوئے ہوئے تھے چونکہ نائیکو میڈیا اور بروصہ شہروں کے درمیان رومنوں کے جرنیل مارکس نے لپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا لہذا بحری بیڑے کے محافظ خوش اور مطمئن تھے کہ کوئی قوت ان پر حملہ آور نہیں ہو سکتی کوئی بھی ان پر شبخون نہیں مار سکتا۔

رات کے وقت سردی کا زور بڑھ گیا تھا۔ برفستانی چوٹیوں سے ٹکرا کر آنے والی ہواؤں نے ہر شئے پر یخ بستگی طاری کرنی شروع کر دی تھی۔ ساحل سمند سے قریب آکر زبدہ نے لپنے لشکر کو روک دیا۔ پھر وہ لپنے سامنے ہیولوں اور دھندلکوں کی صورت میں رومن بحری بیڑے کا جائزہ لینے لگا۔ اس موقع پر زبدہ نے بڑے رازدارانہ انداز میں لپنے چھوٹے سالاروں کو ضروری ہدایات دیں اس کے بعد وہ ساحل سمندر کے ساتھ بحری بیڑے کے محافظوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا۔

ساحل سمندر پر جلتے آلاؤ کے قریب سوئے رومنوں پر زبدہ لپنے لشکر کے ساتھ کوہستانوں کو ریت کی بالشت بھر دیوار سمجھ کر اڑا دینے والے زور دار طاقت ور بگولوں۔ ازل سے ڈستے احوال۔ قہر جہنم کے صورت اختیار کرتے مرگ کے دست خونی اور ظلمت کدوں کو پامال کرتی رگ حیات میں دوڑتی آزادی کی لہر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

رومن جو ساحل پر شب گزیدہ ساعتوں محو خواب حکایتوں اور دھیمی دھیمی آنچ میں نیند سے بغلگیر شبنم کی طرح گہری نیند سوئے ہوئے تھے زبدہ کے اس اچانک حملے سے وہ فضائے عالم میں آشفتگی کے سودا۔ روز و شب کے نگار خانوں میں بکھرتے لمحوں اور ساحلوں سے لپٹی خاموشیوں سے قاتل سرابوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ لپنے آپ کو جلدی جلدی سنبھالتے ہوئے رومنوں نے زبدہ کے اس حملے کو روکنا چاہا۔ لیکن ایسا اب ممکن نہ تھا۔ زبدہ کے حملوں میں اس وقت تک پھیلتے بکھرتے دشت کی ریت کے طوفانوں جیسا زور۔ بادلوں کی شکل میں لہراتے بے خوف لمحوں کی سی بیباکی۔ زمانے کی گردش سے ناآشنا اور نفرتوں کے روپ بدلتی ہر آرزو کو منہدم کرتی خواہشوں جیسی قوت آچکی تھی۔ لہذا جو رومن بھی زبدہ کے لشکریوں کے سامنے آتا وہ مرتا چلا گیا تھا۔

رات کی تاریکی میں نائیکو میڈیا کے ساحل پر زبدہ لپنے لشکریوں کے ساتھ آفاق تک موجزن بیدار قانون فطرت کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے تیمور کی خونریزی۔ چنگیز کی ہلاکت سازی اور ہلاکو کی خونخواری کو لپنے پاؤں تلے روند دینے کا عزم کئے ہوئے تھا۔ زبدہ جس سمت کا بھی رخ کرتا رات کی تاریکی میں وہ شعور و فکر کی کرنوں کی طرح عروج و ارتقا کی حدود پر فنا اور تغیر برساتی استبداد۔ کی قوتوں کے زور کی طرح چھاتا چلا گیا تھا۔

زبدہ کے سامنے رومنوں نے کئی بار دائرہ در دائرہ حصار۔ اور کشتی زیست میں برسوں کی ریاضت کی طرح مجتمع ہوتے ہوئے زبدہ کے تیز اور خونخوار حملوں کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن زبدہ ان کے سامنے نہ رکنے والی آندھی اور بے روک طوفان ثابت ہو رہا تھا۔ اور وہ لحہ بہ لحہ رومنوں کی مادی خواہشوں۔ اغراض نفسانی کی بندگی۔ نیتوں کی خرابی۔ مقاصد کی خباثت۔ ارادوں کی ناپاکی۔ ان کے جراتوں کے پرتو۔ نفرت کے ہر تصرف کو لیر لیر جھیر جھیر کرتا چلا جا رہا تھا۔

یہ جنگ کچھ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی۔ لمحوں کے اندر ہی زبدہ نے لپنے تیز اور جان لیوا حملوں سے رومنوں کی حالت مجبوری کے کھیل۔ خاموش گویائی۔ احساس موطل۔ گمنام شکستہ خیالات جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ رومن اب زبدہ کے لشکریوں کے سامنے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے زیست کے کھوٹے صفحوں۔ تپتی بنجر دھرتی میں عکس شب غم جیسی کیفیت کا شکار ہو گئے تھے۔ رومن جب ادھر ادھر بھاگتے ہوئے اپنی جانیں بچانے لگے تو رات کی تاریکی میں زبدہ نے لپنے لشکریوں کو للکارا۔ بھاگتے رومنوں کا انہوں نے پوری طرح گھیراؤ کر لیا اور کسی ایک رومن کو بھی انہوں نے بھاگ کر نائیکو میڈیا شہر کی طرف نہ جانے دیا۔ ساحل پر انہوں نے سارے رومنوں کا قتل عام کر دیا تھا۔

رات کی تاریکی میں نائیکو میڈیا شہر کے اندر رومنوں کا جو محافظ لشکر تھا وہ ہتھیاروں کے ٹکرانے کے باعث جاگ اٹھا تھا پھر وہاں جو رومنوں کا سالار تھا اس نے لشکر کو ترتیب دیا اس کے بعد وہ نائیکو میڈیا شہر سے باہر نکلا تا کہ حالات کا جائزہ لے اور دیکھے کہ کون حملہ آور ہوا ہے۔ اتنی دیر تک زبدہ نے بحری بیڑے کے محافظ رومنوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد بحری بیڑے کے جہازوں کو آگ لگا دی تھی اس کے بعد وہ لپنے لشکر کو

لے کر ساحل کے کسی قدر تاریک حصے کی طرف چلا گیا تھا تاکہ جو لشکر شہر سے نکل کر اپنے جلتے سفینے کی طرف آرہا تھا وہ اسے دیکھ نہ سکے۔

نائیکو میڈیا شہر میں جو رومنوں کا لشکر تھا وہ بڑی تیزی سے جب ساحل کی طرف آیا اور ساحل پر انہوں نے اپنے بحری بیڑے کے محافظوں کی بکھری ہوئی لاشیں دیکھیں تو وہ دنگ رہ گئے تھے۔ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ رات کی تاریکی میں کون کس طرف سے حملہ آور ہوا۔اور سب محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار گیا۔

یہ صورتحال نائیکو میڈیا میں رومنوں کے لشکر کے سالار کے لئے تکلیف دہ تھی اس لئے کہ اس کی لشکری ساحل پر بکھری اپنے ساتھیوں کی لاشوں کا جائزہ لینے لگے تھے جبکہ ان کے قریب ہی ان کے بحری بیڑے کے جہاز جل رہے تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے رومن کماندار نے چلا چلا کر اپنے ساتھیوں کو سمندر کے کنارے کھڑے جہازوں کی آگ بجھانے کا حکم دیدیا تھا یہ حکم ملتے ہی رومن بڑی تیزی سے آگے بڑھے اور سمندر کا پانی جلتے جہازوں پر پھینکتے ہوئے آگ بجھانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔تاہم رومن جرنیل نے لشکر کا کچھ حصہ ساحل پر جلتے جہازوں کے سامنے بالکل مستعد کھڑا کر دیا تھا تاکہ اگر کوئی ان پر بھی حملہ آور ہو تو اس کے حملوں کی روک تھام کی جاسکے۔

ساحل کے تاریک حصے میں کھڑے زبدہ نے جب دیکھا کہ نائیکو میڈیا شہر سے نکلنے والا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے ایک حصہ جلتے جہازوں کی آگ بجھانے میں مصروف ہو گیا ہے جبکہ دوسرا ساحل پر ان کی حفاظت کے لئے کھڑا ہے تب وہ لشکر کی صفوں کو استوار کرتا ہوا اندھیرے سے نکلا۔پھر وہ ساحل پر کھڑے مسلح رومنوں پر زمین کے ہر مسام سے پھوٹ پڑنے والے درد کے دریا۔فتح مندی کا نشان اول بنتے آرزوؤں کے اسم آعظم۔اور زندگی کے المیوں میں آگ بھڑکاتے زخم لگاتے۔گو بختی آتشی ہواؤں کے جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زبدہ کا یہ حملہ ایسا خوفناک ایسا زور دار اور ایسی جان لیوا تھا کہ ساحل پر کھڑے مسلح رومن اس حملے کی سختی کے باعث ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے ان کے پاؤں تلے کسی نے خنجر و شام۔اور زہریلی کرچیوں جیسے ریزہ ریزہ آئینوں اور شیشوں کے ہزاروں تراشے بچھا کر رکھ دیئے ہوں۔انہوں نے حملہ آوروں کو روکنے اور جوابی کاروائی کرنے کی کوشش

کی لیکن ان کی ہر جدوجہد ان کا ہر جتن ناکام اور نامراد ہی گیا۔یہ صورتحال دیکھتے ہوئے وہ رومن لشکری جو جہازوں کی آگ بجھانے میں مصروف تھے انہوں نے بھی اپنا کام ترک کر دیا اور اپنی تلواریں سونتے ہوئے وہ بھی ساحل پر زبدہ کا مقابلہ کرنے والے اپنے ساتھیوں سے آن ملے تھے۔جبکہ رومن لشکر کا سالار چلا چلا کر اپنے سارے لشکریوں کو یکجا ہو کر حملہ آور ہونے کا حکم دے رہا تھا۔

رومنوں کے دونوں لشکروں کے آپس میں مل جانے کے باوجود بھی وہ زبدہ کے خلاف کوئی بڑی کاروائی نہ کر سکے۔اس لئے کہ اس وقت تک زبدہ ان پر خون آشام عقاب صحرا کی اندھی وحشت اور جسم وجان کو چاٹ جانے والی شعلے برساتی موت کی طرح چھا چکا تھا جب کہ زبدہ کے لشکری بھی نقد جان اپنے سامنے رکھے سربکف ہو کر نئی لگن انوکھی دھن میں اپنے لئے نئی رتوں کے خواب اور فتحمندی کے دیئے روشن کرنے میں مصروف ہو چکے تھے

نائیکو میڈیا کے ساحل پر زبدہ کے تیز حملوں کے سامنے رومنوں کی حالت آنکھوں میں خواب چھپائے چپ سلگتے مقدر۔دشت و وادیوں کی ناآشنا وویوں میں اندھیرے کی بکل سے نکلتی شکست جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔زبدہ اور اس کے لشکریوں نے رومنوں کو ساحل پر بڑی تیزی سے کاٹتے ہوئے ان کے لاشوں میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔یہاں تک کہ جب زبدہ نے آدھے سے زیادہ رومنوں کو کاٹ مارا تب رومن لشکر کا سالار پریشان ہوا اور اس نے بلند آواز میں اپنے لشکریوں کو پسپا ہو کر شہر کی طرف بھاگ جانے کا حکم دیدیا تھا۔رومن جب شہر کی طرف بھاگے تو زبدہ بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا اور ان کا خونی تعاقب کرتا ہوا وہ بھی نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہوا شہر کے اندر ایک بار پھر گھمسان کا رن پڑا۔لیکن اس میں بھی زبدہ فتح مند ہو کر نکلا۔شہر کے اندر جس قدر رومن تھے ان سب کا زبدہ نے مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔

نائیکو میڈیا شہر میں جس قدر مسلح جوان تھے ان کا صفایا کرنے کے بعد زبدہ نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں قیام نہیں کیا بلکہ وہ اسی وقت واپس بروصہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

بروصہ اور نائیکو میڈیا شہروں کے درمیان زبدہ کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع دی

کہ رومن سپہ سالار مارکس نے آگے بڑھتے ہوئے بروصہ شہر کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ یہ چونکہ سب کچھ زبدہ کی توقعات کے مطابق ہو رہا تھا لہذا یہ خبر سن کر وہ کسی طرح کا پریشان نہیں ہوا بلکہ اس نے پہلے کی نسبت بروصہ کی طرف اپنی رفتار تیز کر دی تھی۔

دوسرے روز سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے زبدہ بروصہ پہنچا ۔ اس نے دیکھا رومن شہر پر حملہ آور ہو رہے تھے ۔ اور شہر کی فصیل کے اوپر سے تیر برساتے ہوئے تمر اپنے لشکریوں کے ساتھ بہترین انداز میں بروصہ کا دفاع کر رہی تھی ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے زبدہ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلی تھی پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے مشرقی دروازے کے سامنے ایک لمبی قطار میں کھڑے کئے جانے والے جنگی رتھوں کے سامنے پڑاؤ کر گیا تھا۔

رومنوں کے سپہ سالار مارکس نے جب دیکھا کہ بروصہ شہر میں محصور ملکہ زنوبیہ کے لشکریوں کی مدد کیلئے ایک اور لشکر شہر کے شرقی دروازے کے سامنے پڑاؤ کر گیا ہے تب اس نے شہر پر حملے بند کر دیئے اور وہ زبدہ کے لشکر کے سامنے اپنی صفیں درست کرنے لگا تھا شاید وہ جنگ کی ابتدا کرنا چاہتا تھا ۔ مارکس شاید یہی خیال کر رہا تھا کہ شہر میں زبدہ محصور ہے اور اسکے لئے زبائی پھر واپس آ گیا ہے ۔ تاہم اس نے اپنی گذشتہ شکستوں اور ہزیمتوں کے داغ دھونے کیلئے دونوں کے ساتھ ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا ۔ رومن جرنیل مارکس کو کسی نے ابھی تک یہ خبر نہ پہونچائی تھی کہ نائیکو میڈیا شہر کے ساحل پر رومنوں کے بحری بیڑے کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا ہے ۔ نائیکو میڈیا شہر میں جس قدر رومنوں کا لشکر تھا اسکا بھی صفایا کر دیا گیا ہے

جس وقت مارکس زبدہ کے لشکر کے سامنے اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہا تھا عین اسی وقت شہر پناہ کا شرقی دروازہ کھلا اور تمر اپنے لشکر کو لے کر جنگی رتھوں کی اوٹ کی طرف چلی گئی تھی ۔ رومنوں نے یہ صورتحال نہیں دیکھی تھی اس لئے کہ سامنے زبدہ کا لشکر کھڑا تھا اور اس کے پیچھے ہی پیچھے تمر اپنے لشکر کو لے کر شہر سے نکل کر رتھوں کی گھات میں ہو گئی تھی

اب رومنوں کے جرنیل مارکس نے جنگ کی ابتدا کی تھی ۔ اپنے لشکر کو اس نے آگے بڑھایا تھا وہ زبدہ پر دل کی تنگی ۔ ذہن کے دباؤ کا شکار کرتی شبوں کی تیرگی ۔ چاہتوں کو

راکھ کرتی سلگتے تھل کی بانجھ مٹی کے گرد باد ۔ یادوں کو خاک کرتے کرب کے غاروں کے جھکڑوں اور روح میں ٹوٹے سپنے اور من میں گھور اندھیرا بھر دینے والے خون سے تر بہ تر جذبوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

جواب میں زبدہ نے بھی ایک عجیب سی حریفانہ خودی اور جنوں فروشوں کے سے وارفتہ شوق میں مارکس کے حملوں کو روکا تھا ۔ رومنوں کے حملے روکنے کے بعد پھر زبدہ نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا ۔ اور وہ جوابی کاروائی کرتے ہوئے رومنوں پر غموں کی دھوپ میں روح کی پیاس ۔ کاسۂ حیات کے رنگوں میں غم گھول دینے والے لاکیفیئت کے دکھ اور تن کے بھید اور شعور ذات میں کرب کے لمحات طاری کر دینے والی سفاک خواہشوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک رومنوں کے سامنے زبدہ جم کر لڑتا رہا جنگ سے پہلے چونکہ اس نے ساری تفصیل اپنے لشکریوں کو بتا رکھی تھی لہذا اس کے لشکری بھی اس کے اشاروں پر کام کر رہے تھے پھر آہستہ آہستہ زبدہ نے اپنے لشکر کے ساتھ فصیل کی مخالف سمت پسپا ہونا شروع کر دیا تھا۔

رومن سپاہیوں اور ان کے سپہ سالار مارکس نے یہی خیال کیا کہ ان کا دشمن ان کے حملے کے دباؤ کو برداشت نہیں کر سکا لہذا وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا ہے ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے مارکس نے فوراً اپنے لشکریوں کو فصیل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا تا کہ دشمن کہیں اس کے سامنے سے پسپا ہو کر شہر میں داخل نہ ہو سکے ۔ لیکن مارکس نہیں جانتا تھا کہ زبدہ پہلے سے طے شدہ اپنے لائحہ عمل کو کام میں لاتا ہوا اسے ایک پھندے ایک شکنجے میں کسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

رومن جرنیل مارکس اپنے لشکر کے ساتھ جب آگے بڑھتا ہوا رتھوں کے قریب گیا تب رومنوں کے لئے ایک قیامت ٹوٹ پڑی ۔ رتھوں کے پیچھے سے تمر اور اسکے لشکریوں نے کلیم وقت میں دل پر دحشتیں طاری کرتے طوفانوں کی شدت اور موسم کی پہلی ژالہ باری میں تیزی سے گرتے اولوں کی طرح تیراندازی شروع کر دی تھی ۔ یہ تیراندازی ایسی ہولناک ایسی تیز ایسے تواتر کے ساتھ کی گئی تھی کہ رومنوں کی اگلی کئی صفیں چھد کر رہ گئیں تھیں ۔ مارکس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر اپنے لشکر کے وسطی حصے میں جانے میں

کامیاب ہوا تھا۔

یہ صورتحال رومنوں کے لئے بالکل ہی غیر متوقع تھی۔ جب ان کی اگلی صفیر تیراندازی سے بری طرح چھد گئیں گھوڑے زخمی ہو کر زمین پر گرنے لگے اور لپنے سوار در کو بھی اپاہج اور ناکارہ کرنے لگے تب رومن جرنیل نے لپنے لشکریوں کو فصیل کی طرف ہٹنے کا حکم دیا۔ یہ مارکس کا دوسرا بڑا قدم تھا اس لئے کہ جونہی اس کے لشکری فصیل کے نزدیک گئے فصیل کے اوپر جو تیرانداز تھے انہوں نے بھی رومنوں پر تیز تیراندازی کرنی شروع کر دی تھی۔ جس کے نتیجے میں رومن اب فصیل سے ہٹتے ہوئے اس سمت بڑھے تھے جس سمت زبدہ پسپا ہوا تھا۔

لیکن اب تک زبدہ جو چاہتا تھا اس کی تکمیل ہو چکی تھی لہذا ایک بار پھر اس نے طوفانی انداز میں لپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ رومنوں پر زرد پتے اڑاتی سرد ہواؤں نئے موسموں کے انوکھے عذاب۔ اور قریہ قریہ جھانکتے وحشت اثر خوابوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ زبدہ کے ان تیز جان لیوا حملوں کے سامنے رومنوں کی حالت سہمے آنگنوں میں سرکتی دھوپ۔ در و دیوار سے لپٹ کر روتی خاموشیوں اور تھکے تھکے لٹے لٹے زیست کے آخری لمحات کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہ صورتحال رومنوں کے لئے یقیناً ناقابل برداشت تھی۔ سامنے کی طرف سے ان پر تیز تیراندازی کی گئی تھی وہ فصیل کی طرف جاتے تو وہاں پر بھی ان کو جان لیوا تیراندازی کا سامنا کرنا پڑتا۔ فصیل سے ہٹ کر اگر وہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے اس سمت سے اب زبدہ نے انہیں کاٹنا شروع کر دیا تھا۔ لہذا انتہائی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں رومن لشکر نے پسپائی اختیار کر لی تھی۔

رومنوں کو پسپا ہوتے دیکھ کر زبدہ نے لپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی اور وہ بری طرح ان کے پیچھے لگتے ہوئے انہیں کاٹنے لگا تھا۔ اس موقع پر تمر نے بھی بڑا عجیب سا فیصلہ کیا۔ اس نے تیراندازی بند کرا دی اس کے بعد وہ لپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنگی رتھوں کی اوٹ سے دلربا قرینے سے پتھروں کا سینہ چیر کر نکلتی خوش ادا جوان ندی کی طرح نمودار ہوئی۔ لپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھی۔ پھر زبدہ کے شانے سے شانہ ملاتے ہوئے تپتی بھی جلتے سورج کے لامختتم سفر۔ کڑے عذابوں کی سی سزا۔ اور پاؤں تلے سے دھرتی کھینچ لینے والے آوازوں کے سیل کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئی تھی۔

مارکس شکست کھانے کے بعد لپنے لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا شہر کی طرف بھاگا تھا زبدہ اور تمر برابر اس کا تعاقب کرتے ہوئے لمحہ بہ لمحہ اس کے لشکر کی تعداد کم کرتے چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ نائیکو میڈیا شہر تک پہنچتے پہنچتے مارکس کے ساتھ بہت کم لشکری رہ گئے تھے۔ پھر آخری ضرب لگانے کی خاطر زبدہ نے اپنی رفتار تیز کی اور مارکس سے پہلے ہی وہ نائیکو میڈیا شہر کے جنوبی دروازے پر پہنچا اور مارکس اور اس کے ساتھیوں کی راہ روک کھڑا ہوا۔ سامنے کی طرف سے زبدہ اور پشت کی جانب سے تمر ایک ساتھ رومنوں پر ٹوٹ پڑے نائیکو میڈیا شہر کے بارہ ایک بار پھر پھر گھمسان کا رن پڑا اور اس جنگ کے نتیجے میں جس قدر رومن بروصہ شہر سے بھاگ کر نائیکو میڈیا شہر کی طرف آئے تھے ان سب کا قتل عام کر دیا گیا۔ اس قتل عام میں رومنوں کا سپہ سالار اعلیٰ مارکس بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

جب سارے رومنوں کا خاتمہ ہو گیا تب تمر لپنے گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی زبدہ کے قریب آئی ایک جست کے ساتھ وہ لپنے گھوڑے سے اتری پھر زبدہ کے دائیں پاؤں کو جوتے سمیت پکڑتے ہوئے تمر نے کئی بار اس کے جوتے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اس کی اس حرکت پر گھوڑے پر بیٹھا ہوا زبدہ پریشان ہو گیا تھا۔ ہاتھ بڑھاتے ہوئے جب اس نے تمر کو ایسا کرنے سے روکنا چاہا تو تمر نے اس کے دونوں ہاتھ لپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو بھی کئی بار بوسہ دیا۔ اس موقع پر زبدہ تمر کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ تمر پہلے ہی اسے مخاطب کرتے ہوئے بول پڑی۔

زبدہ میرے حبیب۔ میرے پاس الفاظ نہیں جنہیں استعمال کرتے ہوئے میں آپ کی تعریف کر سکوں۔ قسم خداوند لازوال کی آپ نے کیا خوب انداز میں ایشیائے کوچک میں رومنوں کے ہر جذبے ہر چہرے کو خواہشوں کی سربریدہ لاشوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ آپ نے ان سرزمینوں میں رومنوں کے ہاتھ شل کرتے ہوئے ان کے سروں پر کوئی سایہ ان کے پاؤں تلے کوئی زمین نہیں رہنے دی۔ میں آپ کی جراتمندی آپ کی دلیری آپ کی بیباکی کو سلام کرتی ہوں۔ قسم خدائے پاک کی میں جس قدر بھی آپ کی تعریف کروں میرے نظریئے کے مطابق وہ کم ہے۔ تمر کے یہ الفاظ سننے کے بعد زبدہ لپنے گھوڑے سے اتر گیا پھر تمر کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ تمر تم کچھ حد سے زیادہ میری تعریف نہیں کر رہی ہو۔ ایشیائے کوچک میں جو کچھ میں نے کیا ہے اس میں زبائی اور تم دونوں بھی برابر کے شریک

ہو۔یہ معرکہ میں اکیلا تو سر نہیں کر سکتا تھا۔ تمہیں میری تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس پر تمر نے پیار بھری نگاہوں سے زبدہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

زبدہ میرے حبیب۔میں کیوں نہ آپ کی تعریف کروں کہ آپ ہی میری ذات کا اسم آعظم۔میری طلب کا تقاضہ۔میری زندگی کا چارہ ساز محور۔اور میرے جسم کی حدت ہیں۔

زبدہ جبکہ الشیائے کوچک میں آپ کی بیباکی۔آپ کی جرأتمندی سے ہم اپنی مہم کو کامیابی سے سر کر چکے ہیں و پھر میں کیوں نہ آپ کی تعریف کروں اس لئے کہ رومنوں کے خلاف کم لشکر ہونے کے باوجود بھی ان پر قابو پانے کے لئے جو جنگی ترکیبیں آپ نے استعمال کیں وہ صرف آپ ہی کر سکتے تھے۔آپ نے چاروں سمت سے اپنی جنگی ممارست کی وجہ سے رومنوں کو بے بس اور لاچار کر دیا۔آپ قابل تعریف ہیں اس لئے کہ آپ ہی میرے ہونٹوں کی گلابی گرمی۔میرے لبوں کی نرمی۔میری گداز باہوں کی خوشگوار حدت۔میرے لطیف سانسوں کی دلنواز خوشبو اور میرے عارض کی سرخی کے مالک ہیں۔زبدہ میرے حبیب۔آپ ہر جنگ ہر معرکے میں میرے دل کا حوصلہ بن کر میرے سامنے آئے ہیں۔قسم خداوند قدوس کی میں آپ کی رفیقہ آپ کی بیوی بن کر ساری زندگی آپ کی ذات پر فخر کرتی رہوں گی۔

تمر جب خاموش ہوئی تو زبدہ تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کچھ سوچتا رہا پھر اس نے تمر کو مخاطب کیا۔

دیکھ تمر تمہیں اب میری تعریف کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ تم میری بیوی بننے والی ہو۔میرے جسم کا حصہ اور میری ذات کا ایک پہلو ہو۔بہر حال جو الفاظ تم نے میرے لئے ادا کئے ہیں ان کے لئے میں تمہارا ازحد شکر گذار ہوں۔

اب جو کچھ میں کہنے والا ہوں اسے غور سے سنو۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ان سرزمینوں میں رومنوں کا ہم نے مکمل طور پر خاتمہ کر دیا ہے۔لیکن میں اس وقت سب سے زیادہ فکر مند تدمر کی طرف سے ہوں۔گو زبائی وہاں پہنچ چکا ہوگا لیکن اس کے باوجود اس کے پاس جو لشکر ہے وہ اس لشکر سے ٹکرانے کے لئے بالکل ناکافی ہے جو اس وقت رومنوں

کے شہنشاہ اوریلوس کے پاس ہوگا۔لہٰذا اب ہمیں وقت ضائع کئے بغیر تدمر کی طرف کوچ کرنا ہوگا۔

سن تمر پہلے ہم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ نائیکو میڈیا شہر میں داخل ہوتے ہوئے یہاں سے خوراک اور جنگی ہتھیاروں کے علاوہ اور کچھ دیگر ضروریات کا جو سامان ملتا ہے اسے لے کر بروصہ کا رخ کرتے ہیں۔بروصہ سے بھی ہم ہر چیز کو سمیٹیں گے۔ان سارے ملنے والے اسباب اور اشیاء میں سے ہم اپنے لشکریوں میں بانٹ دیں گے اس کے بعد تدمر کی طرف کوچ کریں گے۔میں بہت جلد زبائی کے شانے سے شانہ ملا کر رومنوں کے سامنے تدمر کا دفاع کرنا چاہتا ہوں۔

تمر نے زبدہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے۔نائیکو میڈیا شہر سے ضرورت کی جو بھی چیز انہیں ملی وہ لے کر بروصہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں سے بھی ہر شئے کو انہوں نے سمیٹا جو کچھ ملا اس کا زیادہ حصہ انہوں نے اپنے لشکریوں میں بانٹ دیا۔اس کے بعد وہ الشیائے کوچک سے برق رفتاری کے ساتھ وہ تدمر کے رخ پر سفر کر رہے تھے۔

رومن شہنشاہ اوریلوس ابھی تک اپنے لشکر کے ساتھ ہیلس پافٹ میں مقیم تھا کہ اسے خبر ہوئی کہ ایشائے کوچک سے زبائی لوٹ آیا ہے اور وہ عجیب سے رازدارانہ انداز میں تدمر شہر میں داخل ہوا اور تدمر شہر کے اندر جس قدر رومن لشکر تھا اسے تہہ تیغ کر کے اس نے تدمر کے رومن گورنر میکریانس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور اب تدمر پر ایک بار پھر ملکہ زنوبیہ کی حکمرانی ہو گئی ہے۔

اوریلوس کو اس کے مخبر یہ بھی اطلاع دے چکے تھے کہ ایشائے کوچک سے صرف زبائی لوٹا ہے۔ جبکہ زبدہ ابھی تک رومنوں کے سالار مارکس کے ساتھ نبرد آزما ہے۔

یہ خبر سن کر جہاں اوریلوس بے فکر مند ہوا کہ بیشمار رومنوں کو تدمر میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا. وہاں اوریلوس کو ایک طرح کی خوشی اور اطمینان بھی ہوا۔

وہ اس طرح کہ ہیلس پافٹ میں قیام کر کے دراصل وہ اپنی عسکری قوت میں اضافہ کر رہا تھا تاکہ ایشائے کوچک میں زبدہ اور زبائی کا مقابلہ کر کے انہیں قابو میں لایا جا سکے۔ زبدہ اور زبائی کا نام سنتے ہی رومنوں ہی نہیں ان کے شہنشاہ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ جب تک وہ دونوں جرنیل متحدہ ہیں انہیں شکست دینا اگر ناممکن نہیں تو انتہادرجے کا مشکل ضرور ہے۔

اب جو ایشائے کوچک سے زبائی تدمر چلا آیا اور زبدہ اکیلا ہی وہاں رہا تو یہ بات رومن شہنشاہ اوریلوس کے لئے اطمینان بخش تھی۔ اب اس نے بڑی برق رفتاری سے تدمر

کا رخ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ زبدہ کی آمد سے پہلے ہی زبائی سے نپٹ لے اس کے بعد اکیلا زبدہ اس کے لئے زیادہ پریشانی کا باعث نہیں بنے گا۔

تدمر شہر سے چند میل دور ہی رومن شہنشاہ نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ دو حصے اس نے ضروری ہدایات جاری کرنے کے بعد گھات میں بٹھا دیئے تھے جبکہ ایک حصے کے ساتھ وہ تدمر شہر کے سامنے نمودار ہوا تھا۔ اس نے تدمر شہر کے نواح میں اپنے مسلح جوان پھیلا دیئے اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ کسی کو نہ شہر کی طرف آنے دیں نہ شہر کی طرف سے نواحی حصے کی طرف کسی کو جانے دیں اور اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیں۔

رومن شہنشاہ اوریلوس جس وقت اپنے لشکر کے ساتھ تدمر شہر کے مغربی حصے میں پڑاؤ کر رہا تھا تو فصیل کے اوپر زبائی اور ملکہ زنوبیہ دونوں اس کے لشکر کا جائزہ لے رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک زبائی بڑے غور سے رومنوں کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے بائیں جانب کھڑی ملکہ زنوبیہ کو مخاطب کیا۔

خاتون محترم۔ جو لشکر میرے ساتھ ایشائے کوچک سے آیا ہے وہ میرے پاس ہی رہے گا۔ اس کے ساتھ میں ان رومنوں کے سامنے تدمر کا دفاع کروں گا۔ جو لشکر آپ نے تدمر شہر سے نیا تیار کیا ہے وہ آپ اپنے پاس رکھیں۔ اور شہر کے تینوں اطراف کی حفاظت کریں۔

زبائی تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ کہتا چلا گیا۔

خانم ہو سکتا ہے دشمن نے اپنے کچھ لشکری گھات میں بٹھا دیئے ہوں جو دوسری سمت سے اچانک شہر پر حملہ کر دیں۔ اگر آپ اپنے تیراندازوں کی مدد سے شہر کے باقی تین حصوں کی حفاظت کر سکیں تو رومنوں کا یہ لشکر جو شہر کے مغرب میں خیمہ زن ہوا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اسے میں لمحوں کے اندر یہاں سے مار بھگاؤں گا اور انہیں ایسی سزا ایسے کرب ایسے عذاب میں ڈالوں گا کہ دوبارہ یہ لشکری تدمر کا رخ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

زبائی کی اس گفتگو کے جواب میں زنوبیہ تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبی رہی۔ پھر کہنے لگی۔

زبائی تمہارا کہنا درست ہے۔ میں شہر کے باقی تین اطراف کی حفاظت کروں گی۔ اگر تم رومنوں کو شہر کی مغربی سمت سے مار بھگانے میں کامیاب ہو جاؤ تو مجھے امید ہے کہ رومن اس بار تدمر شہر کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

ملکہ زنوبیہ لمحہ بھر کے لئے رکی پھر اس نے افسردہ سی آواز میں کہنا شروع کیا۔

زبائی میرے عزیز۔ گو اس وقت تم میرے پاس ہو۔ تمہاری ہی وجہ سے میں تدمر شہر میں محصور ہو کر رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے والی ہوں اس کے باوجود زبائی میرا دل چاہتا ہے کاش زبدہ یہاں ہوتا۔ تم میرے پاس ہوتی پھر ہم چاروں مل کر رومنوں کے سامنے تدمر شہر کا دفاع کرتے اور مجھے امید ہے کہ اگر ہم چاروں اکٹھے ہوتے تو رومن اگر تدمر کے خلاف ساری قوت بھی صرف کر دیتے تو ہم انہیں شہر میں داخل نہ ہونے دیتے۔

ملکہ زنوبیہ کے ان الفاظ پر زبائی کچھ افسردہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے تکلیف دہ سے انداز میں ملکہ زنوبیہ کو مخاطب کیا۔

خاتون آپ کا کہنا درست ہے بلکہ میں یوں کہوں گا کہ آپ نے میرے دل کی ترجمانی کی ہے۔ میری بھی خواہش ہے کہ کاش زبدہ اس وقت یہاں ہوتا۔ وہ ایسا بے خوف انسان ہے کہ رومنوں جیسے دشمنوں کے لئے وہ رگ رگ میں چبھتا خوف۔ سرد آہوں کا ہجوم۔ اور بھک سے اڑا دینے والا بارود ثابت ہوتا۔ اگر اس وقت وہ یہاں ہوتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تدمر شہر کے باہر وہ رومن شہنشاہ اوریلوس اور اس کے سارے لشکریوں کے لئے قہر شور کے کاندھوں پر سوار موت کی اندھی دستک ثابت ہوتا۔ کاش ان رومنوں کی ظلمت کی گھٹاؤں جیسا ہجوم۔ ان کے نفس پرستی کے طوفان۔ اور رومنوں کی صورت میں سموں کے زرد صحرا کی کوکھ سے جنم لینے والے دکھ کے انبار کے سامنے زبدہ یہاں ہمارے پاس تدمر شہر میں موجود ہوتا۔

خاتون محترم۔ زبدہ ایک ایسا جرنیل ہے جو اپنے مقدر کی لکیروں کو تلاش کرنے کا فن جانتا ہے۔ وہ رگوں میں امرت گھولنے والا بھائی۔ راز صداقت کھولنے والا ساتھی۔ ناگفتہ معانی۔ ادھوری تحریروں کی تکمیل کرنے والا پاسبان۔ ٹڈی دل کی طرح یلغار کرنے والا سالار اور بھورے لاوے کے ابلتے سمندر کی طرح چھا جانے والا ہنر مند ہے۔

زبدہ اپنوں کے لئے سوچوں کا اجالا۔ خوابوں کی روشنی اور رشتوں کی خوشبو ہے۔

جبکہ دشمنوں کے لئے وہ اندیشوں کی رت کا گرداب۔ پیاسا سراب۔ اور فنا ساز سالار ہے۔ میرے دل کی پکار۔ میرے ضمیر کی چاہت ہے کہ کاش زبدہ یہاں ہوتا تو ان رومنوں سے نپٹنا ہمارے لئے انتہائی آسان اور سہل ہوتا۔

زبائی کے ان الفاظ نے ملکہ زنوبیہ کو بھی مغموم اور پریشان کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکا کر سوچتی رہی پھر اس نے زبائی کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

زبائی میں اب شہر کی دوسری سمت جاتی ہوں۔ اور جو لشکر میرے حصے آیا ہے اس کے ساتھ میں شہر کے ان اطراف پر نظر رکھتی ہوں۔ تیراندازوں کے سامنے تیروں کے ڈھیر لگاتی ہوں تاکہ ان سمتوں سے اگر رومن حملہ آور ہونے کے لئے شہر سے نزدیک آئیں تو ان پر تیز تیراندازی کر کے انہیں واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا جائے۔

زبائی نے ملکہ زنوبیہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر ملکہ زنوبیہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔ زبائی بھی حرکت میں آیا۔ اپنے سارے لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے فصیل کے اوپر بٹھا دیا ان کے ذمے اس نے تیراندازی لگا دی۔ ان کے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے۔ جبکہ دوسرے حصے کے ساتھ وہ شہر کے غربی دروازے کے پاس رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس نے حملے کی ابتدا کی۔ پہلے اس نے اپنے آدھے لشکر کے ساتھ فصیل کے اوپر تیز تیراندازی شروع کی اور تیراندازی کی آڑ میں اس نے رسوں کی سیڑھیوں کی مدد سے اپنے لشکر کے ایک حصے کو فصیل کے اوپر چڑھانا چاہا لیکن زبائی نے کمال جرأتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو رومن رسوں کی سیڑھیوں کے ذریعے فصیل پر چڑھنے کے لیے آگے بڑھے تھے انہیں تیروں سے چھلنی کر دیا۔ اور وہ رومن جو تھوڑے سے فاصلے پر شہر کی فصیل کے اوپر تیراندازی کر رہے تھے ان پر اس نے دائیں بائیں جانب سے اپنے تیراندازوں کے ذریعے ایسی تیراندازی کی کہ ان میں سے بھی اکثر کا کافی نقصان ہوا۔ اس طرح اوریلوس کے اس طریقہ جنگ کو زبائی نے ناکام بنا دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد رومن شہنشاہ لکڑی کے بڑے بڑے اور بلند دماموں کو جن کے نیچے لکڑی کے پہیئے لگے ہوئے تھے فصیل کے قریب لایا۔ ان دماموں کو کھینچنے کے لئے ان کے آگے بیل جتے ہوئے تھے اور ان بیلوں کے اوپر لکڑی کے تختے ڈال دیئے تھے تاکہ فصیل کے

اوپر سے جو تیراندازی کی جائے اس سے ان بیلوں کو نقصان نہ پہنچے۔

یہ دمامے مضبوط برج نما تھے اور ان دماموں کے اندر سینکڑوں مسلح رومنوں کو بٹھا دیا گیا تھا تاکہ یہ دمامے شہر کی فصیل کے قریب لے جاکر دماموں کے اندر جو لشکری ہیں ان کو فصیل پر چڑھا دیا جائے اور اس طرح تدمر شہر کو فتح کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسرے جانب زبائی بھی مستعد تھا وہ جنگ کے ایسے سارے حربے جانتا تھا جس وقت دمامے نزدیک آئے اس سے پہلے ہی اس نے فصیل کے اوپر روئی کے ڈھیر لگائے پھر اس روئی کے اس نے چھوٹے چھوٹے گھٹے باندھ دیئے جب دمامے بالکل شہر کی فصیل کے قریب آئے تب زبائی کے حکم پر اس کے لشکریوں نے روئی کے ان گھٹوں کو آگ لگائی جب وہ آگ بھڑک اٹھی تب ان گٹھوں کو دماموں کے اندر اور اوپر پھینک دیا گیا روئی کے وہ گٹھے دماموں کے اوپر اور اندر پڑنے تھے کہ دماموں میں آگ لگ گئی اور ان دماموں کے اندر جو رومن بیٹھے ہوئے تھے وہ چیختے چلاتے ہوئے دماموں سے باہر چھلانگیں لگانے لگے اس موقع پر فصیل کے اوپر سے زبائی نے تیز تیراندازی کرائی جو رومن چھلانگیں لگاتے ہوئے دماموں سے باہر نکل رہے تھے وہ اس تیراندازی سے چھلنی ہو کر رہ گئے تھے۔ یوں زبائی نے اورلیوس کی دوسری تدبیر کو بھی ناکام بنا دیا تھا۔

اورلیوس نے اب اپنا تیسرا اور آخری حربہ آزمانا شروع کیا اس نے شہر کی فصیل کے غربی حصے پر بڑی تیز سنگباری شروع کرادی۔ بڑے بڑے پتھر آکر فصیل کی دیوار سے ٹکرانے لگے تھے یوں فصیل کا غربی حصہ اس سنگباری سے لرز اور ہل کر رہ گیا تھا۔

اس موقع پر زبائی نے ایک تبدیلی کی۔ جس جگہ رومن سنگباری کر رہے تھے اس جگہ سے اس نے اپنے لشکریوں کو دائیں بائیں دور ہٹا دیا تاکہ اگر سنگباری ختم کرکے رومن شکر فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرے تو انہیں روکا جاسکے۔ لیکن لگتا تھا اس بار رومنوں کا لائحہ عمل کچھ اور ہی تھا۔

رومن تھوڑی دیر تک فصیل کے غربی حصے پر تیز سنگباری کرتے رہے جس کے نتیجے میں شہر پناہ کا ایک حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ بس شہر پناہ کا وہ حصہ ٹوٹ کر گرنا تھا کہ رومن چیختے چلاتے نعرے مارتے ہوئے فصیل کے گرے ہوئے اس حصے سے شہر میں داخل ہونے کے لئے آگے بڑھے تھے جبکہ فصیل کے ٹوٹے ہوئے اس حصے کے سامنے زبائی اپنے لشکر کے

ساتھ ان کا استقبال کرنے کے لئے تیار اور مستعد کھڑا تھا۔

فصیل کے گرنے پر خونخوار رومن صحرا کی اڑتی ریت۔ بھٹکتی بے درو صداؤں اور مضطرب و سرگرداں جذبوں کے سے انداز میں شور و واویلا کرتے ہوئے فصیل کے ٹوٹنے والے حصے سے اندر داخل ہوئے پھر وہ وقت کے سیلاب میں اندھے تمدن کے دھوئیں۔ طاق تہذیب کی ہر شمع بجھا دینے والے تلاطم کے اضطراب۔ کائنات کے ماتم میں سلگتی آندھیوں کی طرح فصیل کے ٹوٹے حصے کے سامنے زبائی اور اس کے لشکریوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

زبائی بھی اس حملے کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ اس نے اپنے آپ کو دفاع کی زحمت میں نہیں ڈالا۔ بلکہ فی الفور وہ اپنے لشکریوں کے ساتھ تلواروں کے ساز پر رقص کرتی بجلیوں۔ آوازوں کی چونکاہٹ پر دھمال ڈالتے زلزلوں اور ظلمت کو اپنے شانوں پر بٹھائے روشنی کی سیلاب کی طرح رومنوں کا استقبال کیا پھر وہ اپنے لشکریوں کے ساتھ رومن پر ہیکلوں کی فتنہ گری میں نازل ہونے والے جلتے عذاب۔ بت خانوں کی بے ضمیری میں گھس جانے والی سلگتی قیامت اور سر سے پاؤں تک آگ ہی آگ پھیلا دینے والے قیامت خیز غسل آتش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

شبخون انسانیت کے گنہگار رومن تن تہذیب کے ہر زخم کو عریاں کرتے ہوئے وقت کے سینے پر خون پھیلاتے ہر صورت میں تدمر پر قبضہ کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھے۔ دوسری جانب زبائی اور اس کے ساتھی بھی ابراہیم کی عظمت موسیٰ کے عرفان کو سینے سے لگائے رومنوں کی ہاروت و ماروت کے سحر جیسی غلامی کی زنجیروں اور حدیث حشر و حساب کو اپنے خداوند کی تکبیروں سے پگھلانے اور توڑنے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ زبائی کی سرکردگی میں اس کے لشکریوں نے ایسے زوردار حملے کئے کہ رومنوں کے لشکر کا وہ حصہ جو ٹوٹی فصیل سے شہر میں داخل ہوا تھا جلد ہی اس کی حالت شب کے سناٹوں میں سلگتے خیالات اور الفاظ و معانی کی فرقت جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ زبائی اور اس کے ساتھیوں نے جب دیکھا کہ ان کے حملوں کے سامنے رومن کسی قدر پسپا ہونے پر مجبور ہوئے ہیں تب زبائی نے اپنے لشکریوں کو للکارا اور اپنے حملوں میں قوت اور زور پیدا کرنے کا حکم دیا۔ زبائی کا یہ حکم سنتے ہی اس کے لشکری قدرت کا احتساب۔ ضمیر کے پیچ و تاب۔ پنہاں شعلوں میں

صدیوں کی رات ۔ گرداب میں موج بے تاب ۔ اور آتش بے درد کی طرح حملہ آور ہونے لگے تھے ۔ زبائی کے لشکریوں کا یہ حملہ ایسا خوفناک ایسا زور دار تھا کہ رومن ان کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے اور فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے باہر نکل گئے اور پیچھے وہ اپنے ساتھیوں کی انگنت لاشیں بھی چھوڑ گئے تھے ۔

شہر کی دیوار کے قریب ہی رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس یہ سارا خونی منظر دیکھ رہا تھا رومنوں کو شہر سے باہر نکلنے کے بعد زبائی بڑی تیزی سے حرکت میں آیا ۔ جس قدر رومنوں کی لاشیں شہر کے اندر تھیں وہ اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اٹھا کر باہر پھینک دیں ۔ اور بڑی تیزی سے ٹوٹی ہوئی فصیل کی مرمت کر کے اسے اس نے اپنی جگہ بحال کر دیا تھا ۔ جس وقت زبائی یہ سارا کام کر رہا تھا اورلیوس پر اس کی ایسی دہشت تھی کہ اس نے دوبارہ حملہ آور ہو کر اپنے ساتھیوں اور جوانوں کو قضا کے سمندر میں دھکیلنے کی کوشش نہ کی ۔ اس وقت تک سورج بھی چونکہ غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا تھا لہذا رومن شہنشاہ نے اپنے لشکر کو تدمر کی فصیل سے پیچھے ہٹا لیا تھا ۔ تاہم فصیل کی مرمت کرنے کے بعد زبائی اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کے کسی غیر متوقع حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد اور تیار تھا ۔

سنسان وزولیدہ اور ویران شب اپنی جیب ظلمات میں چاند ستاروں کی روشنی بھرتی لمحوں کی زنجیریں توڑتی سحر کی تلاش میں بھاگی جا رہی تھی ۔ رات کی رگ رگ ریشے ریشے اور بوند بوند کو ترستی دھرتی کی تہوں میں اعصاب میں سنسنی دوڑاتی لمحوں کی برہم آگ اور رگوں میں لہو کو گرم کرتے کھولتے لاوے اتر گئے تھے ۔ رات کے پچھلے حصے تک رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ بالکل بے حس و حرکت رہا اسکے بعد مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہونیکے قریب ہر آنکھ طرح اونگھ رہی تھی اس نے اپنے کام کی ابتدا کی ۔ اورلیوس نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا اور اس جگہ لایا جہاں دن کے وقت اسنے ایک بار فصیل کا حصہ توڑ گرایا تھا ۔ اس حصے پر اسنے پھر سنگباری شروع کرئی اور لمحوں کی اندر اسنے فصیل کا وہ حصہ گرا دیا تھا پھر ٹوٹے ہوئے حصے سے آہستہ آہستہ اسنے حملے کرنے شروع کئے تھے ۔ اس بار وہ بے حد محتاط تھا اسلئے کہ دن کے وقت وہ زبائی کے ہاتھوں بے پناہ نقصان اٹھا چکا تھا ۔

اتنی دیر تک رومن شہنشاہ کے وہ دو لشکر جو اسنے گھات میں بٹھا رکھے تھے وہ بھی

اپنی گھات سے نکلے اور شہر کے شمالی اور جنوبی حصوں کی طرف بڑھے جسطرح فصیل پر سنگباری کرتے ہوئے اورلیوس نے فصیل کا حصہ دوبارہ گرایا تھا اسی طرح ان لشکریوں نے بھی فصیل کے قریب آ کر فصیل پر سنگباری شروع کی اور لمحوں کے اندر انہوں فصیل کے دو حصوں کو گرا دیا تھا ۔

اس طرف چونکہ ملکہ زنوبیہ لشکر کے ایک چھوٹے سے حصے کے ساتھ اکیلی تھی لہذا جب فصیل کے دو حصوں کو توڑ کر رومن شہر میں داخل ہوئے تب ملکہ زنوبیہ دفاع نہ کر سکی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رومنوں کے لشکر کے ایک حصے نے ملکہ زنوبیہ کے چھوٹے لشکر کو پوری طرح تباہ و برباد کر کے ملکہ زنوبیہ کو گرفتار کر لیا ۔ جبکہ رومنوں کا دوسرا حصہ زبائی کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گیا تھا ۔

اب شہر کے اندر ایک قیامت خیز عمل کی ابتدا ہو گئی تھی ۔ زبائی جو پہلے ہی اورلیوس کے لشکر کے ساتھ برسرپیکار تھا اس کے لئے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے ۔ اس لئے کہ اس کی پشت کی طرف سے بھی رومن حملہ آور ہو چکے تھے ۔ اور پھر اسے اور اس کے لشکریوں کو یہ بھی خبر پہنچ چکی تھی کہ رومنوں نے ملکہ زنوبیہ کے لشکر کا پوری طرح صفایا کرنے کے بعد ملکہ کو گرفتار کر لیا ہے ۔ یہ خبریں اورلیوس کو بھی پہنچ گئیں تھیں لہذا اورلیوس کے لشکری یہ خبر سن کر اور زیادہ بیباکی اور جراتمندی سے زبائی پر حملے کرنے لگے تھے ۔

زبائی نے گو اپنی بہترین جنگی مماثلت سے کام لیتے ہوئے بڑی جراتمندی اور شجاعت کا مظاہرہ کر کے رومنوں کے ان دو طرفہ حملوں کو روکا تھا ۔ لیکن لمحہ بہ لمحہ رومنوں کا دباؤ شدید ہوتا چلا گیا تھا اس لئے کہ دونوں طرف سے حملہ آور رومن لشکریوں کی تعداد اس لشکر سے بہت زیادہ تھی جو زبائی کے تحت کام کر رہا تھا ۔ لہذا زیادہ دیر تک زبائی اور اس کے لشکری اس دو طرفہ حملے کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور آہستہ آہستہ رومنوں نے ان کا قتل عام شروع کر دیا یہاں تک کہ صبح ہونے تک رومنوں نے زبائی کے لشکر کو مکمل طور پر تہہ تیغ کر دیا ۔ خود زبائی بھی اس جنگ کے دوران بہترین جراتمندی ۔ بہادری اور دلاوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا ۔

بالآخر رومن شہنشاہ اورلیوس ایک فاتح کی حیثیت سے تدمر شہر میں داخل ہوا ۔

پہلے ملکہ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا ملکہ کو اس نے بغاوت اور سرکشی کرنے پر انتہا درجہ کی ملامت کی اور اس نے ملکہ کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا بلکہ ملکہ کو اپنے ساتھ اٹلی لے جانے کے لئے اس سونے کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ یوں ملکہ کو اپنا اسیر بنانے کے بعد رومن شہنشاہ نے شہر کی طرف توجہ دی۔ شہر کے اندر جس قدر عرب تھے انہیں تہہ تیغ کر دیا گیا۔ شہر کی تمام بڑی بڑی عمارتیں اور فصیل گرا دی گئی صرف بعل دیوتا کے مندر کی عمارت کو بحال رکھا گیا۔ اس کے علاوہ جتنی قیمتی اشیا تھیں وہ تدمر سے نکال لی گئیں۔ اور بعد میں یہی چیزیں اٹلی میں معبدوں اور کلیساؤں کی زینت بنی تھیں۔

زبدہ اور تمر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ تدمر کے رخ پر سفر کر رہے تھے ان کے ساتھ بے شمار اور انگنت بار برداری کے وہ جانور بھی تھے جن پر وہ سامان لدا ہوا تھا جو انہوں نے نائیکو میڈیا اور بروصہ شہروں سے حاصل کیا تھا۔

ابھی وہ اپنی سلطنت کی حدود میں داخل بھی نہ ہونے پائے تھے کہ سامنے کی طرف سے کچھ سوار آتے دکھائی دیئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو زبدہ نے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیا۔ ان کا حکم ملتے ہی زبدہ کے لشکری، اور ان کے پیچھے بار برداری کے جانوروں کو روک دیا گیا تھا۔ اتنی دیر تک وہ سوار قریب آئے وہ مخبر تھے زبدہ انہیں پہچان چکا تھا۔ وہ سب نزدیک آئے پھر ان میں سے ایک زبدہ کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی عقیدتمندی اور دکھ سے کہنے لگا۔

محترم زبدہ۔ آپ تدمر کا رخ نہ کیجئے۔ آپ کے لئے ہم انتہائی بری خبر لے کر آئے ہیں آپ کی غیر موجودگی میں رومنوں نے ایک بار حملہ آور ہو کر شہر پر قبضہ کر لیا تھا اور شہر پر اپنا گورنر مقرر کر دیا تھا لیکن بھلا ہو زبائی کا ایشیائے کوچک سے آکر تدمر میں جس قدر رومن لشکر تھا اسے زبائی نے تہہ تیغ کر دیا۔ ایک بار پھر اس نے اپنی ملکہ کی حکمرانی کو بحال کر دیا

پر عظیم زبدہ۔ ہماری بد قسمتی کہ ایک بار پھر رومن شہنشاہ تدمر پر حملہ آور ہوا۔ شہر کی فصیل توڑی گئی اس سے رومن لشکر اندر داخل ہوا۔ لیکن زبائی نے رومنوں کو مار

مار کر پھر باہر نکال دیا۔ آنے والی رات قیامت کی رات ثابت ہوئی۔ رومنوں نے تین اطراف سے شہر کی فصیل کو توڑ دیا شہر میں داخل ہو گئے۔ زبائی اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ جبکہ رمونوں نے ملکہ کو اسیر بنالیا ہے۔ شہر کی دیواروں اور عمارتوں کو سوائے بعل دیوتا کے معبد کے گرادیا گیا ہے اور شہر کی ساری آبادی کو تہہ تیغ کر دیا گیا ہے۔

یہ خبر سن کر تمر کی حالت موت کی زد میں آرزوئے حیات جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر روح کے پیچ و تاب۔ اداسی۔ خاموشی اور ویرانی رقص کر گئی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر آہیں ڈھل گئیں تھیں۔ جبکہ دل میں خار دربدری کی خراشیں اور ذہن میں تلخیٔ حیات حلول کر گئے تھے۔ وہ بے چاری اس روح فرسا خبر پر رو پڑی تھی پر کچھ اس طرح کہ وہ بڑی مشکل سے اپنی چیخوں اور سسکیوں کو زیر حلق دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ زبدہ کی حالت بھی تمر سے مختلف نہ تھی۔ ذہنی طور پر وہ مبہوت ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی پتھرلی آنکھوں میں بہتے لپکتے شعلے اور خون بے ترجذبے رقص کر گئے تھے اس کے چہرے پر ظلمتوں میں بھٹکتے نقوش۔ سمٹتی شفق میں پھیلتی تیرگیاں اور شعلوں میں تپتی ویران خلوتیں اس وقت جوش مار گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک اس کی ایسی حالت رہی پھر زبدہ بے چارہ انتہائی بے بسی کے عالم میں جھکا اپنے سر کو اس نے اپنے گھوڑے کی زین کے ہنے پر گرا دیا پھر وہ دکھی ڈوبتی اور ٹوٹتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

ہائے حیف۔ رومنوں کے زرگزیدہ سماج کے سامنے شبنمی قبائے گلاب جیسا تدمر خاک بسر دھواں دھواں منظر۔ بھوکی تنگی حیات کے راز۔ ویرانیوں کے پر ہول اداس کونوں کی صورت اختیار کر گیا ہو گا۔ گھروں کی رونق زرو دریچوں۔ بھوک۔ ذلت اور مجبوری میں تبدیل کر دی گئی ہو گی۔ چاروں طرف جوہڑوں کی تیز بو جوش مار رہی ہو گی۔ تدمر میں فکر و فن کے بادبان جلا دیئے گئے ہوں گے اور تدمر کے امرت کا رس ٹپکاتے ساغروں میں زہر گھول دیا ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ لمحہ بھر کے لئے خاموش رہا۔ اس کے بعد اس نے پہلے کی نسبت بھی زیادہ دکھیا اور غم برساتی آواز میں کہنا شروع کیا۔

آہ۔ زبائی۔ میرا عزیز دلپسندیدہ بھائی بھی موت کا شکار ہو گیا۔ وہ سنگ کو آئینہ۔

ظلمت کو آفتاب میں تبدیل کر دینے والا ایک بے مثال کیمیاگر۔ غبار راہ کو کہکشاں۔ برف کے تودوں کو شعلہ طور میں تبدیل کر دینے والا جنگجو ذرے کو صحرا کی وسعت۔ شبنم کو ساگر اور لالۂ و گل کو برق تپاں بنا دینے والا ایک لاجواب سالار تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زبدہ سانس لینے کو رکا۔ اس کے بعد پھر کہتا چلا گیا۔

آہ زبائی۔ میرا عزیز بھائی۔ تدمر شہر کے اندر خاک بسر ہو گیا۔ آہ صحرائے پالمیرہ کا وہ فرزند جو میرے شانے سے شانہ ملا کر دشمنوں پر ضربیں لگایا کرتا تھا۔ جو چراغوں سے آندھیاں۔ ماتھے کی شکن سے انقلاب اور ہر قدم پر منزل کا سنگ میل کھڑا کر دینے کا ہنر جانتا تھا ہمیشہ کے لئے مجھ سے چھین لیا گیا۔

آہ تدمر جو عروس مشرق تھا۔ تدمر جو صحرائے پالمیرہ کا ایک گلستان تھا تدمر جو ایشیا کا زیور۔ تدمر جو تجارتی کاروانوں کے لئے جنت نشان تھا وہاں رات تو رات صبح کا سورج بھی ماتم پوش اور سیاہ ہو گا۔ کوچہ و بازار کو دشت و بیابان میں تبدیل کر دیا گیا ہو گا۔ آہ تدمر میں رومنوں نے صدیوں کی تیرگی کے غبار میں تاریکی کے ذرے ذرے پر کرن کرن کی مہریں لگاتے وہاں کے اجالوں کے رسولوں کو فراز خاک میں تبدیل کر دیا ہو گا۔ آہ تدمر میں رومنوں نے صدیوں کی تیرگی کے غبار میں تاریکی کے ذرے ذرے پر کرن کرن کی مہریں لگاتے وہاں کے اجالوں کے رسولوں کو فراز خاک میں تبدیل کر دیا ہو گا۔ اب کون تدمر کی عظمتوں کو بحال کرے گا اس کے کھنڈرات پر نئی تہذیب کو جنم دے گا۔

یہاں تک کہتے کہتے زبدہ کو خاموش ہو جانا پڑا تھا۔ اس لئے کہ روتے اور آہیں بھرتے ہوئے تمر اپنے گھوڑے کو قریب لائی تھی۔ وہ رو بھی رہی تھی سسکیاں بھی لے رہی تھی آنسو بھی بہا رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنا گداز ہاتھ زبدہ کی پیٹھ پر پھیرتے ہوئے روتی آواز میں اسے تسلی دینا شروع کر دیا تھا۔

اس نئی صورتحال پر زبدہ سنبھل گیا۔ وہ سیدھا ہو کر اپنے گھوڑے پر بیٹھا۔ پھر وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ پہلے والا مخبر پھر بول پڑا۔

محترم زبدہ۔ ہمارے پاس ایک اور بری خبر بھی ہے۔ میں وہ بھی آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر زبدہ نے روتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

جو کچھ کہنا ہے کہہ ڈالو۔ تدمر تباہ و برباد ہو گیا۔ زبائی مارا گیا۔ ملکہ زنوبیہ کو اسیر بنا

لیا گیا اب اس سے بڑھ کر اور بری خبر کیا ہو گی۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

اس پر وہ مخبر پھر بول پڑا۔

محترم زبدہ۔ تمہارے قبائیل نے تدمر کے شمالی صحراؤں کے اندر پناہ لے لی تھی۔ ایسا انہوں نے رومنوں سے ڈر کر کیا تھا۔ اس لئے کہ انہیں رومن تدمر کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنے ساتھ ملانا چاہتے تھے جبکہ ان قبائیل نے ایسا نہیں کیا۔ اب ان قبائیل کے سرکوبی کے لئے رومن شہنشاہ اوریلوس نے اپنا لشکر روانہ کیا ہے۔ اور وہ لشکر بڑی تیزی سے شمال کی طرف بڑھ رہا ہے تاکہ ان عرب پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دے۔ اگر آپ کوشش کریں تو اس لشکر سے پہلے عرب قبائیل میں داخل ہو کر ان کی حفاظت کا سامان کر سکتے ہیں۔

تھوڑی دیر خاموش رہ کر زبدہ نے کچھ سوچا پھر اس نے ان مخبروں کو مخاطب کیا۔

یہ خبر سنانے پر میں تمہارا ممنون ہوں اب میں تدمر کے بجائے عرب قبائیل کا رخ کروں گا اور رومنوں کا جو لشکر ان کی طرف بڑھ رہا ہے انہیں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ رومن زندگی بھر یاد رکھیں گے اس کے ساتھ ہی زبدہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اب اس نے اپنا رخ بدلا تدمر کے بجائے اب وہ آنے والے قاصدوں کی راہنمائی میں بڑی تیزی سے صحرائے پالمیرہ میں عرب قبائیل کی آماجگاہ کا رخ کر رہا تھا۔

اپنے لشکر اور سامان سے لدے بار برداری کے جانوروں کے ساتھ زبدہ جب اپنے قبائیل میں داخل ہوا تو قبائیل کے لوگوں نے اس کا جہاں شاندار استقبال کیا وہاں اس کی آمد پر بے پناہ قسم کی خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے صحرائے پالمیرہ میں جشن سامنا گیا تھا۔ بار برداری کے جانوروں پر جس قدر سامان اور ہتھیار لدے ہوئے تھے وہ زبدہ نے سب اپنے قبائیل کے جوانوں میں تقسیم کر دیئے انہیں خبر دی کہ رومنوں کا ایک لشکر ان پر حملہ آور ہونے کے لئے صحرائے پالمیرہ میں پیش قدمی کر رہا ہے لہذا عرب قبائیل اور وہ لشکری جو زبدہ کے ساتھ آئے تھے سب مل کر رومنوں سے اپنا دفاع کرنے کے لئے اپنی تیاریوں میں لگ گئے تھے۔

جبکہ زبدہ نے وہ جاسوس جنہوں نے تدمر کی تباہی کی خبر دی تھی انہیں رومنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کر دیا تھا۔

OOOO

زبدہ اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا تھا کہ تمر مردہ سی چال چلتی ہوئی اس کے خیمے میں داخل ہوئی ایک خاموش نگاہ زبدہ نے اس پر ڈالی اتنی دیر تک تمر اس کے پہلو میں آکر بیٹھ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ اس کے شانے سے شانہ ملائے چپ بیٹھی رہی پھر اپنی آنکھیں زبدہ کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے وہ بول پڑی۔

میرے حبیب میں آپ سے بہت کچھ کہنے کے لئے آپ کے خیمے میں آئی ہوں اس پر بڑی سنجیدگی کا اظہار کرتے ہوئے زبدہ بھی کہنے لگا تم بڑے اچھے وقت پر آئی ہو میں بھی تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں پہلے کہیں اس کے بعد میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں گی بڑے غور سے زبدہ کی طرف دیکھتے ہوئے تمر نے کہا تھا اس پر زبدہ بول پڑا۔

تمر حالات اور وقت ہم دونوں کو ایک دوسرے کے سپرد کر چکے ہیں۔ اس وقت دنیا میں جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے وہ تمہاری ذات ہے میں چاہتا ہوں تم قبائیل کی عورتوں کے ساتھ ارض حجاز کی طرف روانہ ہو جاؤ اس سلسلے میں میں قبائیل کے سرداروں سے بات کرنے والا ہوں میں انہیں یہ مشورہ دونگا کہ اپنی عورتوں کو تدمر کے شمال میں ایک لمبا چکر کٹواتے ہوئے ارض حجاز کی طرف روانہ کر دیں ایسا میں عورتوں کی حفاظت کے لئے کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ ان عورتوں کے ساتھ تم بھی ارض حجاز کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

سن تمر میں اب ان صحراؤں میں رومنوں کے خلاف چھاپہ مار جنگ کی ابتدا کروں گا اس ابتدا سے پہلے میں یقین کر لینا چاہتا ہوں کہ تم کسی محفوظ مقام کی طرف روانہ ہو چکی ہو اس لئے کہ میں اب تمہیں اپنی ذات کا اثاثہ سمجھتا ہوں۔

زبدہ کچھ مزید بھی کہنا چاہتا تھا کہ تمر نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

جہاں تک آپ کو چھوڑ کر کہیں اور جانے کا تعلق ہے تو یہ ناممکن ہے میں آپ کو چھوڑ کر کہیں بھی نہیں جاؤں گی خواہ اس کے لئے آپ میری گردن کاٹ دیں میں آپ سے یہ بھی کہوں گی کہ آپ ہرگز قبائیل کے سرداروں کو مشورہ نہ دیں کہ وہ اپنی عورتوں کو ارض

حجاز کی طرف روانہ کر دیں اگر آپ رومنوں کے خلاف چھاپہ مار جنگوں کی ابتدا کرنا چاہتے ہیں تو میں تمر آپ کے شانہ بشانہ رومنوں سے جنگ کروں گی اس لئے کہ میں اب آپ کی ذات کا ایک حصہ ہوں ایک لمحہ ایک پل کے لئے بھی آپ سے جدا نہ ہونگی میں دراصل ایک اور موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے آئی ہوں۔

زبدہ نے غور سے تمر کی طرف دیکھا اور پوچھا کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ تمر پھر بول پڑی۔

میرے حبیب آپ دیکھتے ہیں کہ اب ان صحراؤں میں رومنوں کے سامنے زندگی دھوپ چھاؤں کا کھیل بن گئی ہے نہ جانے کب چشم تعصب وقت کے دھارے میں احساس کی سوئیاں کھڑی کر دے۔ نہ جانے کب ماضی کے آئینوں میں جھانکتی حادثات کی لہریں آدمیت کی رگ رگ میں دوزخ کی آگ بھر دیں نہ جانے کب قاتلوں کے قبیلے رینگتے اژدھوں کی طرح ان صحراؤں کی نوشت میں اپنی حرص و ہوس کا قہر اور زہر بھر دیں میرے حبیب نہ جانے تقدیر کے نوشتے کے سامنے کب امیدیں سو جائیں۔

تمر تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکی اس کے بعد کہتی چلی گئی۔

زبدہ میرے حبیب میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ آپ ان علاقوں میں رومنوں کے سامنے دفاع کا آخری بند ہیں لیکن آپ اپنی انفرادی شجاعت اور اپنی آخری تلوار سے زمین پر تیزی سے بڑھتے تباہی کی آگ اور مایوسی کے اندھیروں کو کب تک روکیں گے کب تک آپ بھوکے خونخوار بھیڑیوں کے سامنے تھان پر بندھے گھوڑوں اور بھیڑوں کی حفاظت کا سامان کریں گے کب تک آپ طویل صبر آزما چھاپہ مار جنگ میں رومنوں سے اپنے مرنے والے ساتھیوں کے آنسوؤں کا حساب وصول کرتے رہیں گے۔

زبدہ میرے حبیب میں حشر اور قیامت کے روز آپ کی بیوی کی حیثیت سے اٹھنا چاہتی ہوں لہذا میں آپ کے خیمے میں یہ خواہش لے کر آئی ہوں کہ ہم دونوں آج ہی شادی کر لیں اور میاں بیوی کی حیثیت سے رومنوں کے خلاف چھاپہ مار جنگ کی ابتدا کریں یاد رکھئے یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اس میں میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہیں کروں گی۔ اگر آپ نے مجھے اپنے آپ سے جدا کر کے کہیں اور بھیجنے کا فیصلہ کیا تو یاد رکھیں میں آپکے اس فیصلے پر عمل درآمد کرنے سے انکار کر دوں گی میں آپکی ذات کا حصہ ہوں اور آپکے ساتھ ہی

رہوں گی ہم دونوں ایک دوسرے کی لئے پیدا ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے لئے زندہ رہیں گے یہ مت خیال کیجئے گا کہ میں آپ کو چھوڑ کر کہیں چلی جاؤں گی۔ میں آپکے شانہ بشانہ رومنوں سے جنگ کروں گی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے

تمر جو کچھ کہنا چاہتی تھی کہہ چکی اب خاموش ہو گئی جواب میں زبدہ تھوڑی دیر تک اسے انتہائی پیار بھرے اور محبت سے بھرپور جذبوں میں دیکھتا رہا پھر لمحہ بھر کے لئے اسکے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور تمر کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

تمر اگر تمہارا یہ آخری فیصلہ ہے تو میں تمہارے اس آخری فیصلے کو قبول کرتا ہوں آؤ عرب قبائیل کے سرداروں کے پاس چلتے ہیں اور جو فیصلہ تم نے کیا ہے اس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ زبدہ کے ان الفاظ پر تمر خوش ہو گئی تھی پھر دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اسی روز تمر اور زبدہ کی شادی کر دی گئی تھی۔ دونوں نے آنے والی شب میاں بیوی کی حیثیت سے ایک ہی خیمے میں بسر کی دوسرے روز وہ اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کی راہ روکنے اور انہیں پسپا کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر گئے تھے۔

صحرائے پالمیرہ کے ویرانوں میں زبدہ رومنوں کی راہ روک کھڑا ہوا رومن بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہے تھے زبدہ جب سامنے آیا تو وہ رک گئے اور اپنے لشکر کا انہوں نے پڑاو کر لیا تھا زبدہ نے بھی اپنے لشکر کو پڑاو کرنے کا حکم دے دیا تھا پڑاؤ کرنے کے ساتھ ہی رومنوں نے اپنے لشکر میں جنگ کے طبل بجا دیئے تھے جو اس بات کا اظہار تھا کہ وہ جنگ کی ابتدا. کرنا چاہتے ہیں زبدہ نے بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

پھر صحرائے پالمیرہ میں جنگ کی ابتدا ہوئی رومنوں نے موت کے جھکڑوں کی یورش پتھروں کی رگوں میں بھڑکتی آگ اور گناہ کے تیز و تند شعلوں کی طرح زبدہ کے لشکر کی طرف پیش قدمی کی تھی پھر وہ بدی کی سنسان وادیوں میں ہوس پرستی کی لذت، اہرمن کی خواب گاہوں میں گناہ کی آلائشوں اور مہیب خوابوں کے سلسلوں میں عذاب اہم کی طرح زبدہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

زبدہ نے بھی فوراً جوابی کاروائی کی اور وہ بھی رومنوں پر زیست کے کاروانوں میں

انقلاب وبیروت کی دستک دیتے نفرت کا بارود بھرتے لمحوں اور جسموں کی ساری توانائیوں کو چاٹ جانے والی کروٹیں لیتی ترنگ کی طرح نوٹ پڑا تھا۔

صحرائے پالمیرہ میں یوں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے تقدیر کے دھارے تن لو مجروح من کو پیاسا کرنے لگے تھے۔ چاروں طرف عقل کی کج روی ہوش کی گمراہی قلب تیرگی اور ذہن کی مفلسی رقص کر اٹھی تھی۔ کافی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ آخر زبدہ کے مقابلے میں رومنوں کے اندر پسپائی کے آثار نمودار ہوئے جس کے نتیجے میں زبدہ نے اپنے حملوں میں اور تیزی پیدا کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رومنوں کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

زبدہ اور تمر نے اپنے آگے بھاگتے رومنوں کا پوری طاقت اور قوت سے تعاقب کیا۔ دراصل صحرائے پالمیرہ میں رومن زبدہ اور تمر کو ایک جال میں پھنساتے جا رہے تھے۔ یہ اطلاع زبدہ کے جاسوس اسے بروقت نہ دے پائے تھے۔ رومنوں نے صحرائے پالمیرہ میں دائیں بائیں لشکر گھات میں بٹھا دیئے تھے اور وہ شکست اٹھانے کے بعد انہی لشکروں کی طرف بھاگے تھے اور اپنے ان ہی لشکروں کے بیچ میں سے گذر کر زبدہ کے لئے مصیبت کھڑی کرنا چاہتے تھے۔

زبدہ اور تمر جب تعاقب کرتے ہوئے صحرائے پالمیرہ میں دور تک آگے گئے تب اچانک دائیں بائیں سے گھات میں بیٹھے ہوئے رومن لشکر نمودار ہوئے اور زبدہ اور تمر کے لشکر پر دونوں پہلوؤں سے سرخ شعلوں کے رقص۔ کالی آندھیوں کے جھکڑوں۔ نفرتوں کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ جو رومن آگے آگے بھاگتے ہوئے اپنی جانیں بچانے کی فکر میں تھے وہ بھی پلٹے اور وہ بھی اس یورش میں زبدہ پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ اب زبدہ پر تین اطراف سے حملہ ہو رہا تھا رومنوں نے پوری طرح پھیلتے ہوئے پشت کی جانب سے بھی حملہ کر دیا تھا۔ اس طرح صحرائے پالمیرہ میں رومنوں نے زبدہ اور تمر کو پوری طرح گھیرتے ہوئے ان کے لشکر کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

آہستہ آہستہ زبدہ کے لشکریوں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔ پھر چند جنگجو زبدہ کے ساتھ رہ گئے پھر زبدہ بھی آخر کار رومنوں کے سالار کے ہاتھوں زخمی ہو کر چل بسا جبکہ تمر کو رومنوں نے زندہ گرفتار کر لیا تھا۔

OOOO

رومن زبدہ کے بچے کھچے اور ادھر ادھر بھاگتے ہوئے ساتھیوں کا تعاقب کرتے ان کا قتل عام کر رہے تھے ایک جگہ زبدہ کی لاش پڑی ہوئی تھی اسکے قریب ہی رومنوں سالار اور اسکے دو ساتھی کھڑے ہوئے تھے ایسے میں دو رومن تمر کو پکڑ کر اپنے سالار کے پاس لائے اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگے۔

یہ تدمر کی ملکہ زنوبیہ کی چھوٹی بہن تمر ہے اور یہ آپکے ہاتھوں مارے جانے والے ملکہ زنوبیہ کے سپہ سالار اعلیٰ زبدہ کی بیوی بھی ہے

اپنے ساتھیوں کے اس انکشاف پر رومن سالار بے حد خوش ہوا پہلے اس نے سر سے لیکر پاؤں تک تمر کا بغور جائزہ لیا پھر وہ کہنے لگا میں ملکہ زنوبیہ کو دیکھ چکا ہوں یہ اس سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہے اور اسکا جسم جنس کی بھرپور غمازی کرتا ہے مجھے افسوس ہے کہ اسکا شوہر میرے ہاتھوں مارا گیا اسے چھوڑ دو اسے اپنے شوہر کی لاش دیکھنے دو پھر میں اسے قدرت کا حسین اور بہترین تحفہ سمجھ کر اپنے لئے اپنے ساتھ اٹلی لے جاؤنگا۔

وہ سامنے تمہارے شوہر کی لاش پڑی ہے تمہیں اجازت ہے تم دیکھ سکتی ہو تمر بے چاری بھاگتی ہوئی زبدہ کی لاش کی طرف گئی تھی اتنے میں ان آنے والے دو سپاہیوں میں سے ایک نے ایک تلوار اپنے سالار کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ تلوار زبدہ کی بیوی تمر کی ہے اسے گرفتار کرنے کے بعد ہم نے اس سے تلوار لیکر نہتا کر دیا تھا اسلئے کہ ہم نے سن رکھا تھا کہ یہ انتہا درجہ کی جنگجو اور بہترین تیغ زن ہے۔ جواب میں رومنوں کے سالار نے کچھ بھی نہ کہا اس نے تمر کی تلوار لی اور بڑے پیارے انداز میں اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا تھا۔

تمر بھاگتی ہوئی زبدہ کی لاش کے پاس گئی زبدہ زمین پر چت پڑا تھا اسکی لاش خون سے تر بتر تھی۔ اور جسم پر انگنت زخموں کے نشانات تھے تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں تمر بے چاری زبدہ کی لاش کو دیکھتی رہی پھر وہ پوری طاقت اور قوت سے زبدہ سے لپٹ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ روتی رہی بین کرتی رہی پھر اس نے زبدہ کی لاش کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

زبدہ میرے حبیب اس گلستان رنگ و نکہت میں آپ میری لطافتوں سے بھری

جوانی کے مالک تھے میری آدرش کے بے کل لمحوں کے پاسبان میری صبحوں کا مقدر میرے پیاسے شباب کیلئے آپ لذت گراں باری کی حثیت رکھتے تھے آپ کے بعد منحوس ستارے تار تار دامن مایوسی اور ندامت کے آنسو میرا مقدر بن جائینگے۔

لمحہ بھر کے لئے تمر رکی اسکے بعد وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔

میرے حبیب۔ان صحراؤں کے اندر آپ اپنی بیوی تمر کیلئے رات کی آنکھ کا تارہ نور کا روشن دھارا اور میرے دل کے قافلوں کے ناخدا تھے آپکے بعد میں رومنوں کے اندر اسیر قفس کذب دریا اور صید ہوس جیسی زندگی بسر کرنا پسند نہ کرونگی۔

یہاںتک کہنے کے بعد تمر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھی رہی روتی رہی زبدہ کی لاش پر آنسو بہاتی رہی کبھی اسکا خون آلود چہرہ صاف کرتی کبھی اسکے گالوں اسکے منہ اسکی پیشانی پر بوسے دیتی کبھی اسکے جسم کے مختلف حصوں پر پیار اور محبت سے ہاتھ پھیرتی پھر شاید اس نے کوئی فیصلہ کیا اسلئے کہ اسکے چہرے پر سختی پھیل گئی تھی اور آنکھوں میں چنگاریاں بھڑک اٹھی تھیں پھر ایک دم وہ اٹھ کھڑی ہوئی پلٹی رومنوں کے قریب آئی اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگی۔

کیا میں رومنوں کے اس سورما کا دیکھ سکتی ہوں جس نے صحرائے پالمیرہ کے شیر دل جوان زبدہ کو اپنے سامنے زیر کیا اور اسے موت سے ہمکنار کیا۔ رومنوں کا سارا چھاتی تانتے ہوئے تمر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں نے تمہارے شوہر زبدہ سے مقابلہ کیا اور اسے موت سے ہمکنار کیا تمر نے حیرت سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا۔

کیا تم نے صحراؤں کے اس شیر دل فرزند سے انفرادی مقابلہ کیا تم اکیلے اسکے سامنے آئے اور اسے تم سے شکست کھاتے ہوئے پیٹھ پھیری اور اسکی پست پر زخم آئے اسلئے کہ میں نے دیکھا ہے کہ سامنے کے حصے کے علاوہ اسکی پیٹھ پر بھی زخم ہیں اس پر رومنوں کا سالار پھر بول پڑا۔

دیکھ حسین تمر۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔زبدہ اور زبائی کا نام ہی ایسا تھا کہ بڑے سے بڑا رومن سورما بھی ان دو ناموں سے کانپتا تھا میں جانتا تھا کہ اگر میں اکیلا زبدہ کے سامنے آیا تو وہ مجھے لمحوں کے اندر ڈھیر کر دے گا۔ہم نے اسے کچھ اس طرح زیر کیا کہ یہ

جو وہ میرے ساتھی میرے دائیں بائیں کھڑے ہیں سامنے کی طرف سے حملہ آور ہوئے اور اسے اپنے ساتھ مصروف رکھا میں پشت کی جانب سے زبدہ پو ٹوٹ پڑا اور اس پر ایسے وار کئے کہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

رومن سالار کے اس انکشاف پر تمر کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ کہنے لگی مجھے اپنے شوہر زبدہ کی اس موت پر فخر مجھے قسم خداوند لازوال کی اگر تم تینوں اسکے سامنے اکھٹے آتے تو تم تینوں کو وہ موت کے گھاٹ اتار دیتا آہا تم نے پشت کی جانب سے دھوکے اور فریب سے کام لیتے ہوئے اس پر حملہ کیا اور اسے زمین بوس کیا۔

اسکے ساتھ ہی برق کے کوندے کی طرح تمر حرکت میں آئی اپنے لباس کے اندر سے اس نے چھوٹی سی ایک تلوار نکالی اور ایسا زور دار حملہ اس نے رومن سالار پر کیا کہ اپنے پہلے ہی وار میں اس نے اسکی گردن کاٹ کر رکھ دی پھر وہ اسکے ان دو ساتھیوں کی طرف لپکی تھی جنکے ساتھ ملکر اس نے زبدہ کا کام تمام کیا تھا اپنے دوسرے وار میں تمر نے ایک رومن کا گلے سے کاٹ کر رکھ دیا تھا وہ تیسرے رومن کی طرف بڑھی پھر جو دو رومن گرفتار کر کے لائے تھے وہ پشت کی طرف سے اس پر حملہ آور ہوئے اور اس پر اپنی دونوں تلواریں برسا دی تھیں تمر کراہ اٹھی تھی اور بری طرح زخمی ہو گئی تھی لیکن اتنی دیر تک اس نے اپنے شوہر زبدہ کے قاتل تیسرے رومن کے پیٹ میں اپنی تلوار پار کر کے اسکا خاتمہ بھی کر دیا تھا۔ باقی بچنے والے دونوں رومنوں نے پھر اسکی پشت کی طرف سے اس پر وار کر دیا تمر زخمی زخمی اور لہولہان ہو گئی تھی پھر وہ لڑکھڑاتی ہوئی اپنے شوہر زبدہ کی لاش کی طرف جا رہی تھی۔

زبدہ کی لاش کے قریب جا کر تمر گر پڑی۔وہ اونچے اونچے سانس لے رہی تھی پھر اس نے بازو زمین پر بے سدھ پڑے زبدہ کی گردن کے گرد حمائل کر دیئے اسکے بعد وہ اکھڑتی ڈوبتی آواز میں زبدہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

زبدہ تمر بن عطریف آپکے لئے پیدا ہوئی تھی اور آپ کے ساتھ ہی اس دنیا سے کوچ کر رہی ہے مجھے فخر ہے کہ میں نے آپ جیسے شوہر کے قاتلوں سے انتقام لے لیا ہے اس کے ساتھ ہی تمر کی سانس اکھڑنے لگی چند بار اس نے لمبے لمبے سانس لئے پھر اسکی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور اسکی روح اسکے جسم سے پرواز کر گئی تھی۔

یوں تدمر کی سلطنت کا خاتمہ ہو دشمن کامیاب رہے ملکہ زنوبیہ کو اپنے ساتھ وہ

سونے کی زنجیروں میں جکڑ کر اٹلی کی طرف لے گئے تھے۔ صحرائے پالمیرہ میں زبدہ اور تمر کی لاشیں اسی طرح بے گور و کفن پڑی تھیں۔ آسمان پر بھورے بادل بڑی تیزی سے تیرتے ہوئے اپنی انجانی منزلوں کی طرف جا رہے تھے فضاؤں میں گول چکر لگاتی ہوئی گدھیں اور چیلیں اڑنے لگی تھیں جبکہ تدمر سے امیسیں اور درمتہ الجندل سے ہوتی ہوئی ارض حجاز کی طرف جانے والی شاہرہ اداس اور ویران پڑی تھی۔

اسلم راہی ایم اے
غریب پورہ، گجرات